رسائل رضویہ

مصنفہ

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت حضرت علامہ الشاہ محمد احمد رضا خان قدس سرہ العزیز

مکتبہ حامدیہ

لاہور

رسائلِ رضویہ

حصہ اوّل

مصنفہ

اعلیحضرت مجدد دین و ملت حضرت علامہ الشاہ محمد احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز

مکتبہ حامدیہ - گنج بخش روڈ • لاہور

نام کتاب ________ رسائل رضویہ

مصنف ________ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ

کتابت ________ شاہ محمد چشتی سیالوی

ناشر ________ مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور

مطبع ________ گنج شکر پرنٹرز لاہور

سن طباعت ________ جون ۱۹۸۸ء

اشاعت ________ بار دوم

تعداد اشاعت ________ گیارہ سو

قیمت ________

ملنے کا پتہ

مکتبہ حامدیہ ○ گنج بخش روڈ ○ لاہور

فہرست

پیش لفظ

اعلیحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو صوبہ یو۔ پی (بھارت) کے مشہور شہر بریلی شریف میں پیدا ہوئے، والد ماجد کا اسم گرامی مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء) ہے آپ کا تاریخی نام المختار تجویز ہوا۔ جد امجد مولانا رضا علی خان رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۶ء) اپنے اس نونہال کو احمد رضا خاں کہا کرتے تھے۔ علمائے اہلسنت و جماعت کی طرف سے آپ کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور امام اہلسنت کے القاب ملے۔ لیکن علمائے حرمین شریفین نے اس نابغۂ عصر، یگانہ روزگار، مرکز دائرہ تحقیق اور امام زمانہ کو چودھویں صدی کا مجدد برحق قرار دیا۔ ان تمام باتوں کے باوجود شمع رسالت کا یہ پروانہ اپنے نام کے ساتھ بڑے فخر سے عبد المصطفیٰ لکھنے کا التزام کرتا تھا۔

امام احمد رضا خاں بریلی قدس سرہٗ کی ولادت کی تاریخ آیۂ کریمہ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ میں موجود ہے اور جیسے کہ آپ کی سوانح حیات اسی قرآنی جملے کے اندر پوشیدہ ہے۔ واقعی اللہ تعالیٰ نے اُن کے دل میں ایمان نقش فرما دیا تھا اور اپنی تائید و اعانت سے اُنہیں ہمیشہ سرفراز رکھا تھا جس کے باعث انہوں نے چودھویں صدی میں تجدید دین و ملت کا فریضہ بخیر و خوبی ادا کیا۔ دین برحق میں تحریف و تخریب کرنے والے اتنے سالے نصوص دین کی علم و فضل کے تمام تر دعاوی کے باوجود کوئی پیش نہ گئی اور بریلی کے اس مرد قلندر نے تائید ایزدی کے باعث مقدس شجر اسلام میں غیر اسلامی عقائد و نظریات کی قلمیں لگانے والوں کے بدنما چہروں کو بے نقاب کرکے رکھ دیا تھا۔

۱۴ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ کو آپ نے تقریباً پونے چودہ سال کی عمر میں علوم عقلیہ و نقلیہ کے اندر دسترس حاصل کرکے سند فراغ پائی اور اسی روز والد ماجد نے اپنی نگرانی میں

منصب افتاء کی ذمہ داری آپ کے سپرد کردی ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ مارہرہ شریف حاضر ہوئے اور شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء) کے دست حق پرست پر سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں بیعت ہوئے۔ مرشد برحق نے حاضری کے اسی موقع پر آپ کو اجازت و خلافت مرحمت فرمادی اور خرقہ سے مشرف فرمایا۔ موصوف کو آپ کی ذات پر بڑا فخر تھا۔ ایک موقع پر فرمایا کہ اگر باری تعالیٰ بروز حشر پوچھے کہ اے آل رسول! میرے لئے دنیا سے کیا لائے ہو؟ میں عرض کردوں گا کہ اے پروردگار میں تیرے لئے احمد رضا لایا ہوں۔

۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں آپ نے والدین کریمین کے ہمراہ فریضۂ حج ادا کیا اور زیارت روضۂ انور سے مشرف ہوئے دوسری مرتبہ آپ کو یہ سعادت ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں نصیب ہوئی۔ یہی وہ مبارک موقع ہے جب حرمین طیبین کی مقدس سرزمین پر حق و باطل کا فیصلہ ہوا اور علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق آپ کو چودھویں صدی کا مجدد قرار دیا اور ان حضرات نے آپ سے سندیں اور اجازتیں لینا اپنے لیے سرمایۂ افتخار شمار کیا۔ آپ نے ان بزرگوں کو جو سندیں اور اجازتیں دیں ان کی نقلیں رسالہ الاجازات المتینہ میں موجود ہیں۔ امید ہے یہ مبارک رسالہ جلد ہی رسائل رضویہ جلد دوم میں شامل ہو کر زیور طباعت سے آراستہ ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

مجدد مائۃ حاضرہ، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۹۲۱ء کو وصال ہوا۔ وفات سے کئی ماہ پیشتر رمضان المبارک کے مہینے میں بھوالی پہاڑ پر تاریخ وفات کے لئے خامۂ قدرت نے آپ کی زبان سے یہ آیۂ مبارکہ جاری فرمائی تھی۔ وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ ایک بزرگ نے آپ کے وصال کی خبر سن کر معاً فرمایا: رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۳۴۰۔ غور سے دیکھا گیا تو اس جملے میں بھی تاریخ وصال موجود تھی۔

؎ رسائل رضویہ جلد اول کے لئے مولانا انوار الاسلام صاحب کی فرمائش پر حقیر نے دیباچہ لکھنا شروع کردیا تھا مکمل کرکے جب مولانا موصوف کو دیا تو انہوں نے بتایا کہ مجموعے کی کاپیاں جوڑی جاچکی ہیں اور اس دیباچے کیلئے صرف چھ صفحے خالی رکھے ہیں۔ مجبوراً دیباچے میں سے کچھ عبارتوں کا انتخاب کرکے پیش لفظ کے نام سے وہ چھ صفحے پُر کروائے جبکہ محنت کے ٹھکانے نہ لگنے کا افسوس ہوا۔ خدا کا شکر ہے کہ اب وہ دیباچہ اپنی اصل شکل و صورت میں زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آرہا ہے۔ والحمد للہ علی ذالک۔ (اختر)

جہاں قرآن کریم سے نکالی ہوئی تاریخ ولادت آپ کی پوری دنیاوی زندگی کا مکمل نقشہ پیش کرتی ہے۔ وہاں یہ قرآن عزیز ہی سے نکالی ہوئی الہامی تاریخ وفات آپ کی اخروی زندگی کا حقیقت افروز بیان معلوم ہوتی ہے۔ جو حضرات دنیاوی زندگی میں اپنا تن من دھن دین برحق کی حفاظت کے لئے داؤ پر لگا دیتے ہیں اخروی فوز و فلاح ہمیشہ کے لئے ان کا مقدر ہو کر رہ جاتی ہے۔ دنیاوی زندگی کے تمام ہوتے ہی وہ خدا کے مہمان بن کر آغوش رحمت میں چلے جاتے ہیں اور ہر قسم کے آرام و راحت کے سامان ان کے لئے وقف ہو جاتے ہیں اعلیحضرت، مجدد دین و ملت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایسے ہی شہیدان محبت، شمع رسالت کے پروانوں اور سرمایہ ملت کے نگہبانوں میں سے ایک ہیں۔ ایسے حضرات کا وجود وقت کا اہم ترین تقاضا ہوتا ہے اور یہ ملت اسلامیہ کے عظیم الشان محسن ہوتے ہیں۔ امت مرحومہ کو ایسے بزرگوں کے وجود پہ ہمیشہ ناز رہا ہے کیونکہ مقدس اسلام کی رگوں میں تازہ خون دوڑانے والی ہستیاں یہی ہیں ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے قبل مسلمانان پاک و ہند کے ساتھ انگریزوں کا ظالمانہ سلوک واضح تھا۔ اس جنگ میں چونکہ انگریزوں کے قدم بُری طرح اکھڑ گئے تھے اگرچہ بعض وطن دشمنوں کی بدولت انہیں استحکام نصیب ہو گیا تھا اور مزید نوے سال تک وہ اس ملک پہ حکمرانی کرتے رہے تھے۔ اس تلخ تجربے کے باعث حکومت وقت بہت حساس ہو گئی تھی۔ انگریزوں کی اسلام دشمنی میں اگرچہ ۱۸۵۷ء کے بعد اور بھی شدت آ گئی تھی لیکن اب اس عداوت کو پُراسرار بنا لیا تھا۔

مسلمانوں کو زہر کی گولیاں اب بھی کھلائی جاتی تھیں لیکن شہد میں لپیٹ کر اور چاندی سونے کے خوشنما ورق لگا کر۔ ساتھ ہی حکومت یہ گولیاں اپنے ہاتھ سے نہیں کھلاتی تھی اور نہ کسی انگریز کو اس کارگزاری پہ مامور کیا جاتا تھا بلکہ اس خدمت کے لئے انہوں نے مسلمانوں کے بعض علماء اور لیڈر خرید رکھے تھے اور عام مسلمانوں کو یہ

باور کروانے پر پورا زور لگا دیا جاتا ہے کہ یہی تمہارے خیر خواہ لیڈر، مصلح، ریفارمر، مجاہد، مبلغ، رہنما اور مسیحائے قوم ہیں۔

اس پُر اسرار دور میں بد خواہوں کو خیر خواہ، گمراہ گروں کو لیڈر اور رہنما، مفسدوں برٹش نوازوں کو مجاہد، حکومت کا نفس ناطقہ بن جانے والوں کو مبلغ اسلام اور مسلمانوں کو انگریز پرستی کا درس دینے والوں کو مسیحائے قوم قرار دیا جاتا تھا۔ بعض لوگ یہی سمجھ بیٹھتے تھے کہ واقعی یہ ہمارے خیر خواہ ہیں اور ہمارے ہی فائدے کی خاطر رات دن مارے مارے پھر رہے ہیں۔ حالانکہ اُن کی ساری تگ و دو اسی لئے تھی کہ مسلمانوں کو برٹش نوازی کا کلورو فارم سنگھا کر حکومتِ وقت کی خوشنودی حاصل کی جائے۔ اس کے صلے میں حکومت کی جانب سے اُن پر عنایات کی ایسی بارش ہوتی کہ پانچوں گھی میں اور سر کڑاہی میں ہوتا۔ رہا مسلمانوں کا معاملہ تو زبانی جمع خرچ اور ہمدردی کے خوشنما خالی دعاوی کے سوا انہیں اپنی قوم کے نفع نقصان، اقبال و ادبار، ترقی و تنزل اور جینے مرنے سے نہ کوئی دلچسپی رہی تھی اور نہ کسی قسم کا کوئی لگاؤ تھا۔ وہ تو صرف اپنا اُلو سیدھا کر رہے تھے۔

بعض جن علماء کی خدمات حکومت نے حاصل کر لی تھیں وہ شرک و بدعت کی بیخ کنی کا دعویٰ کرتے تھے لیکن اندرونِ خانہ مقدس شجرِ اسلام میں غیر اسلامی عقائد و نظریات کی قلمیں لگا رہے تھے۔ مسلمانوں کی اخلاقی خرابیوں کو دور کرنے کا ڈھول بجاتے تھے لیکن یہ محض مسلمانوں کو اپنا گرویدہ بنانے اور اپنی دکان چمکانے کے لئے تھا۔ اُن کی بھاگ دوڑ کو دیکھ کر یہی محسوس ہوتا تھا کہ قوم کی خیر خواہی اور دین کا درد ان بیچاروں کو آرام سے بیٹھنے نہیں دیتا۔ حالانکہ وہ اسلام و مسلمین کے بد خواہ اور برٹش گورنمنٹ کے خیر خواہ تھے۔ اُن میں سے جس کی دکان خوب چلی اُس نے اہل حق سے علیحدگی اختیار کر کے، مسلمانوں کے سوادِ اعظم سے منہ موڑا، اہلسنت و جماعت سے رشتہ توڑا اور یوں اپنی علیحدہ مسجدِ ضرار بنائی کہ اپنا اپنا نیا فرقہ ہی بنا بیٹھے۔ اسی بد خواہی کے باعث انگریزوں کے دورِ اقتدار میں متحدہ ہندوستان کے اندر مسلمانوں کے کئی فرقے معرضِ وجود میں آ گئے تھے جو اپنے روزِ اول ہی سے اپنی اپنی حقانیت کے دعویدار اور اہلسنت و جماعت کو مشرک و

بدعتی وغیرہ بتا کر اُس سے برسرِ پیکار چلے آ رہے ہیں۔ یہ تھی اسلام دشمنی کی وہ برطانوی سازش جس کی شدت میں آج تک کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے۔ افسوس!

راہزن خضرِ راہ کی قبا چھین کر
رہنما بن گئے دیکھتے دیکھتے

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جب سنِ شعور کو پہنچے تو صورتِ حال کا گہرا مطالعہ کیا۔ قوم کے نام نہاد لیڈروں کی ابن الوقتی دیکھی اور علمائے سُو کی پُر اسرار تخریب کاری پر نظر گئی جو رہنمائی کے پردے میں رہزنی کر رہے تھے۔ خیر خواہوں کے بھیس میں بدخواہی کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کر رہے تھے۔ تو اسلام و مسلمین کے اس سچے خیر خواہ اور سرمایۂ ملت کے نگہبان کا خون کھول اٹھا۔ صاف نظر آ رہا تھا کہ جس سچے اسلام کو حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۶۵ھ) اور سلطان الہندؒ خواجہ معین الدین اجمیری حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۳۳ھ) وغیرہ بزرگ اس ملک میں لے کر آئے تھے۔ اور اس درخت کو اپنے خون پسینے سے سینچا تھا اور اکبری دور میں اسی شجرِ اسلام پر جب دینِ الٰہی کی صورت میں خزاں چھانے لگی تھی۔ تو شیخ احمد سرہندی مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) نے اسی سرمایۂ ملت کی نگہبانی کا فریضہ ادا کیا تھا لیکن آج اُسی مقدس شجرِ اسلام کو بیخ و بُن سے اکھاڑ کر اُس کی جگہ اپنے خانہ ساز اسلام مسلمانوں میں رائج کرنے اور اُن میں سے ہر ایک کو اصلی اور سچا اسلام منوانے پر ایڑی چوٹی کا زور لگایا جا رہا ہے۔

اس صورتِ حال کو دیکھ کر آپ ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپ اٹھے اور شب و روز سیماب کی طرح مضطرب رہنے لگے۔ نصاریٰ کی حکومت میں اُن لصوصِ دین کے ساتھ تلوار لے کر جہاد تو ہو نہیں سکتا تھا علاوہ بریں حکومتِ وقت اُن کی پشت پناہ تھی۔ دریں حالات قلم ہاتھ میں تھا اُسی سے اس شمعِ اسلام کے پروانے اور فتوحاتِ مدینہ کے دیوانے نے شمشیر و سناں کا کام لیا اور جملہ گمراہ گروہوں کے مقابلے پر آپ یہ کہتے ہوئے میدانِ کارزار میں کود پڑے ؎

اگرچہ بُت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الٰہ الا اللہ

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مبتدعین کے ہر رغنے کو ٹوکا، اُسے سمجھایا بجھایا، خوف خدا و خطرۂ روز جزا یاد دلایا، لیکن وہ حضرات حکومت وقت کے ہاتھوں میں چوں قلم در دست کاتب ہو چکے تھے، آخرت کو دنیا کے آرام و راحت پر قربان کر چکے تھے اور چرب لقموں نے ان کے سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیتوں کو مفلوج کر کے رکھ دیا تھا اس لئے نہ انہوں نے اس بے راہ روی سے باز آنا تھا اور نہ کسی بھی فہمائش سے باز آئے۔ جب اسلام و مسلمین کے اُن بدخواہوں اور رہبروں کے بھیس میں رہزنی کرنے والوں کے راہ راست پر آنے کی کوئی ہلکی سی اُمید بھی نظر نہ آئی تو میدان کارزار بھڑک اٹھا۔ قلمی میدان میں ایسا گھمسان کا رن پڑا جس کی نظیر پاک و ہند کی تاریخ میں نظر نہیں آتی۔ آخر کار جب مطلع صاف ہوا تو سب نے دیکھا کہ جملہ مبتدعین علم و فضل کے تمام تر دعاوی کے باوجود سر پہ پاؤں رکھ کر میدان سے بھاگ گئے ہیں۔ اُن میں سے کسی کے اندر بھی علمی محاذ پر آپ کے سامنے ٹھہرنے کی جرأت نہیں رہی تھی۔ اُس وقت محمدی کچھار کے اس شیر، چودھویں صدی کے مجدد برحق، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان پہ بار بار یہی الفاظ آتے تھے ؎

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

ندوہ کا برطانوی جال

مولوی سلیمان ندوی کی سربراہی کے زمانہ سے تو ندوہ ایک دیوبندی ادارہ ہو کر رہ گیا ہے لیکن اپنے یوم تاسیس سے علامہ شبلی نعمانی (المتوفی ۱۹۱۴ء) کی وفات تک یہ ادارہ نیچری مکتبہ فکر کا علمبردار اور برطانوی شکاریوں کا بچھایا ہوا ایک ایسا پُراسرار جال تھا۔ جو اہل حق کو گرفتار کرنے اور علمائے اہلسنت کا شکار کرنے کے لئے بچھایا گیا تھا۔ اس ادارے کے کرتا دھرتا۔ جن لوگوں کو بنایا گیا وہ زیادہ تر بدمذہب تھے۔ بعض علمائے اہلسنت

جو اس کے خوشنما اغراض و مقاصد سے خوش ہو کر ندوہ میں شامل ہو گئے تھے انہوں صورت حال کا انکشاف ہونے پر ساری باری علیحدگی اختیار کرلی اور آخر کار اس میں وہی رہ گئے جو برٹش گورنمنٹ کے اس منصوبہ کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے حکومت کے ہاتھوں میں چوں قلم در دست کاتب بن چکے تھے۔ یہ حضرات حق و باطل کا فرق مٹانے اور اہل حق کو اقتدار کی چوکھٹ پر جھکانے کا فرض پوری وفاداری اور خیرخواہی سے ادا کرنے میں شب و روز کوشاں رہتے تھے۔ وہ صرف برٹش گورنمنٹ کی خوشنودی کے خواہاں تھے جس کے باعث نہ وہ اہل حق کو اس برطانوی جال میں پھنسانے پر کوئی عار محسوس کرتے تھے اور نہ انہیں بد مذہبوں اور گمراہ گروں کو قوم وملت کے رہنما اور پیشوا باور کروانے میں خوفِ خدا و خطرۂ روزِ جزا کا ذرا بھی احساس ہوتا تھا۔

ندوہ کی مضرت کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے اراکین میں نیچری، غیر مقلد، دیوبندی اور روافض تک موجود تھے۔ بلکہ ستم ظریفی کی انتہا ملاحظہ ہو کہ برٹش گورنمنٹ کا بنایا ہوا قمر الانبیاء یعنی مرزا غلام احمد قادیانی (المتوفی ۱۹۰۸ء) جیسے دجال کا بیٹا مرزا بشیر الدین محمود بھی اس ادارے کا باقاعدہ ممبر تھا۔ غرضیکہ جملہ باطل پرستوں کے ہاتھ میں اس ادارے کی کلید تھی اور اس کے اغراض و مقاصد ساحرین برطانیہ کے اشارۂ چشم و ابرو کے مرہونِ منت تھے۔ گویا اس مشین کو چلانے والی طاقت حکومتِ وقت تھی اور اس کے کل پرزے وہ علماء تھے جنہوں نے اپنی ملت فروشی کو جبوں اور عماموں میں چھپایا ہوا تھا

اس آئینے میں دیکھا جائے تو ندوہ کے دو دور ہیں۔ پہلے دور کی مدت بیس اکیس سال ہے یعنی ندوہ کے روزِ تاسیس ۱۸۹۳ء سے علامہ شبلی نعمانی کی وفات ۱۹۱۴ء تک اور دوسرا دور ۱۹۱۴ء سے آج تک کا زمانہ ہے۔ دوسرے دور میں ندوہ کو اپنی ناکامی کا پورا پورا احساس ہو گیا تھا۔ اس لئے مولوی سلیمان ندوی المتوفی ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۳ء نے اسے ایک دیوبندی ادارہ بنا کر رکھ دیا۔ دوسرے دور میں اس ادارے نے تصنیف و تالیف کا بے مثال کام کیا ہے تصنیف و تراجم کا اتنا کام کیا ہے جو دوسرے کسی ادارے

سے کیا نہیں جا سکتا ہے۔ اختلاف مسلک سے قطع نظر قلمی میدان میں ایسا جاندار کام کیا ہے کہ لکھنے والوں کے لئے مثالیں قائم کیں اور قلمکاروں میں خاص شعور پیدا کر کے اُردو زبان میں بھی معیاری تخلیقات منظرِ عام پہ لانے کے راستے متعین کر کے دکھا دیئے۔ کاش! یہ ادارہ اپنے مسلک کی ناہمواری کا احساس کر کے ایک جدید فرقے سے وابستہ نہ ہوتا بلکہ حقانیت کا علمبردار بن کر اہل حق کے عقائد و نظریات کو سینوں میں جگہ دیتا اور ناجی گروہ اہلسنت وجماعت کی ترجمانی کا فریضہ ادا کرتا، یہ ادارہ پہلے دور کے آسمان سے تو گرپڑا تھا لیکن افسوس دیوبندیت کے کھجور میں آ اٹکا ہے۔

ہمارا روئے سخن یہاں ندوے کے دوسرے دور کی جانب نہیں بلکہ اُس ندوہ کی طرف ہے جو کچھ ندوہ اپنے پہلے دور میں تھا۔ اسی ابتدائی ندوہ کے بارے میں مجدد مائۃ حاضرہ، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین ہے۔ جو اس مجموعے کا پہلا رسالہ ہے اور علمائے حرمین شریفین کی تصدیقات سے منور و مزین ہے اُس دور میں ندوہ حق و باطل کو خلط ملط کرنے کی ایک کھچڑی تھی۔ اہل حق کو گرانے، باطل پرستوں کو اٹھانے اور حق و باطل کا فرق مٹانے کے لئے ساحرین برطانیہ نے یہ ایک چال چلی تھی۔ یہ چال برٹش گورنمنٹ کے زیر سایہ پلی تھی۔ نیچریت و دہریت کی آغوش میں پھلی پھولی تھی اور اہل حق کو اپنے جال میں پھنسانے حق و باطل کا فرق مٹانے کے لئے صلح کلیت کے سانچے میں ڈھلی تھی۔ حکیم عبدالحی لکھنوی نے قیام ندوہ کے بارے میں جو تصریح کی ہے اُس کا اردو ترجمہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

سنہ ۱۳۱۱ھ (۱۸۹۳ء) میں مدرسہ فیض عام کانپور میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں بہت سے علمائے کرام تشریف لائے یہ وہی اجتماع تھا جس میں ندوۃ العلماء کی بنیاد رکھی گئی۔ جس کے اغراض و مقاصد تھے کہ مسلمانوں کو متحد کیا جائے۔ اُن کی اصلاح کی جائے۔ مختلف الخیال علماء کو قریب لایا جائے۔ دینی تعلیم کی اصلاح کی جائے۔ اس اجتماع میں مفتی احمد رضا خاں بھی شامل ہوئے تھے۔ لیکن جلد ہی اس سے جدا ہو گئے اور ندوہ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ ندوۃ العلماء کے خلاف انہوں نے ایک رسالہ تحفہ حنفیہ کے نام سے

جاری کیا۔ علاوہ بریں ندویوں کے رد میں ایک سو کتابیں لکھیں اور علمائے ہند سے ندویوں کی تکفیر کے فتویٰ پر تقریظیں حاصل کیں۔ اُن سب کو یکجا کر کے کتابی شکل دی اور مجموعے کا نام فتاویٰ السنہ لالجام اہل الفتنہ رکھا۔[۵۱] شیخ محمد اکرام صاحب نے قیام ندوہ کے بارے میں اپنی تحقیق یوں پیش کی ہے۔

اس عمدہ خیال کے محرک مولوی عبدالغفور ڈپٹی کلکٹر تھے مگر اس کی تکمیل مولوی سید محمد علی صاحب کانپوری خلیفہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی جو اس کے بانی اور ناظم اول تھے۔ مولانا شبلی اور مولوی عبدالحق دہلوی صاحب تفسیر حقانی نے اس کے قواعد و ضوابط مرتب کئے۔ اکابر قوم مثلاً سر سید نواب محسن الملک اور اور نواب وقار الملک نے بھی اس کے اغراض و مقاصد کو پسند کیا اور تحریر و تقریر کے ذریعے سے اس کا خیر مقدم کیا۔ ۱۸۹۸ء میں دار العلوم کے کچھ ابتدائی درجے کھولے گئے ۱۸۹۹ء میں رؤسائے شاہجہان پور کی فیاضی سے کچھ زمینداری بطور وقف ندوۃ العلماء کو حاصل ہوئی۔[۵۲]
سنگ بنیاد رکھے جانے اور حکومت کی مالی امداد کے بارے میں شیخ صاحب یوں رقمطراز ہیں۔

ندوہ کی تاریخ میں ۱۹۰۸ء کا سال ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس سال صوبہ کے گورنر نے دار العلوم کی وسیع عمارت کا سنگِ بنیاد رکھا اور حکومت کی طرف سے ندوہ کو بعض مقاصد کے لئے پانچ سو روپیہ ماہوار امداد ملنی شروع ہوئی۔[۵۳]

جب گورنر صاحب نے ندوہ کا سنگ بنیاد رکھا تو اُس وقت علامہ شبلی نعمانی المتوفی ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء کے تاثرات یہ تھے یہ پہلا موقع تھا کہ ترکی ٹوپیاں اور عمامے دوش بدوش نظر آتے تھے۔ یہ پہلا ہی موقع تھا کہ مقدس علماء عیسائی فرمانروا کے سامنے دلی شکرگذاری کے ساتھ ادب سے خم تھے۔ یہ پہلا ہی موقع تھا کہ شیعہ و سُنی ایک مذہبی درسگاہ کی رسم ادا کرنے

۵۱؎ عبدالحی لکھنوی، مولوی حکیم۔ نزہتہ الخواطر، جلد ہشتم، ص ۴۰

۵۲؎ شیخ محمد اکرام مورخ، موج کوثر، بار ہشتم، ص ۱۸۷، ۱۸۸

۵۳؎ شیخ محمد اکرام۔ شبلی نعمانی -ص ۱۷۸-

میں برابر کے شریک تھے، یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ایک مذہبی درسگاہ کا سنگِ بنیاد ایک غیر مذہب کے ہاتھ سے رکھا جا رہا تھا۔ غرض یہ پہلا ہی موقع تھا کہ ایک مذہبی سقف کے نیچے نصرانی، مسلمان، شیعہ، سنی، حنفی، وہابی، رند، صوفی، واعظ، خرقہ پوش اور کجکلاہ سب جمع تھے۔" [1]

ندوہ جس حالت میں قائم ہوا اور جن خطوط پر چل رہا تھا۔ اس کے پیشِ نظر کسی جماعت اور فرقے کے علماء نے بھی اُسے نظرِ استحسان سے نہیں دیکھا تھا۔ صرف وہی علماء اس کے مداح تھے۔ جو برطانوی سازش کا شکار ہو کر اس کے کارندے بن گئے تھے۔ اتفاق کرنے والوں میں سے بھی کتنے ہی علماء صورتِ حال ظاہر ہونے پر اس سے نفرت کرنے لگے اور فوراً علیحدہ ہو گئے تھے ـــــ چنانچہ اُس وقت کے ندوہ سے متعلق دیوبندی فرقے کے حکیم الامت، مولوی اشرف علی صاحب تھانوی (المتوفی ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) نے اپنے خیالات و تاثرات کا اظہار ان لفظوں میں کیا تھا۔

"پھر خود ندوہ کا جو حشر ہوا سب کو معلوم ہے کہ وہ ایسوں کے ہاتھ میں مدت تک رہا جن کی طبیعت میں بالکل نیچریت تھی۔ وہی سر سید احمد خاں کے قدم بقدم اُن کی رفتار رہی۔ وہی جذبات، وہی خیالات، کوئی فرق نہ تھا۔" [2]

سر سید احمد خاں (المتوفی ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۸ء) کے متعلق تھانوی صاحب کی رائے یہ تھی۔

"یہ سب انگریزی تعلیم اور نیچریت کی نحوست ہے کہ لوگوں کے عقائد، اعمال، صورت سیرت، سب بدل گئے اور دین بالکل تباہ و برباد ہو گیا۔ اُن کی رفتار، گفتار، نشست و برخاست، خورد و نوش سب میں دہریت و نیچریت و الحاد کا رنگ جھلکتا ہے۔ اور ہندوستان میں نیچریت کا بیج سر سید کا بویا ہوا ہے۔" [3]

گاندھوی حضرات کے امام الہند، مولوی ابوالکلام آزاد (المتوفی ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۸ء) کافی عرصہ چونکہ ندوہ میں رہے تھے، اس لئے اُن پر ندوہ کے چودہ طبق روشن تھے اور

[1] شیخ محمد اکرم، شبلی نامہ، ص ۲۴۵

[2] اشرف علی تھانوی، مولوی الافاضات الیومیہ، جلد پنجم، ص ۱۱۰

[3] اشرف علی تھانوی، مولوی، الافاضات الیومیہ، جلد ششم، ص ۹۸

درونِ خانہ کا کوئی بھید اُن سے پوشیدہ نہیں تھا۔ انہوں نے بعض ایسی چیزیں بھی دیکھیں جن کے باعث علیحدگی اختیار کرنی پڑی۔ چنانچہ ندوہ کے بظاہر خوشنما اور حقیقت میں پُر فریب جال کی کہانی گاندھویوں کے امام الہند کی زبانی سنیے۔ موصوف اس سلسلے میں یوں رقمطراز ہیں۔

"ندوۃ العلماء کے اجتماع سے مجھے روشن علماء کی جو حالت منکشف ہوئی، کیونکہ منتسبین ندوہ کی طرف میرا ایسا ہی حسن ظن تھا۔ اس سے طبیعت کو اور زیادہ مایوسی اور طبقۂ علماء کی طرف سے سخت وحشت پیدا ہو گئی۔ مخالفینِ ندوہ وہاں جو کچھ کر رہے تھے۔ اُن کی نسبت تو خیال تھا کہ یہ روشن خیال نہیں ہیں لیکن جو لوگ ندوے کے لئے سرگرم تھے اُن کی بھی عجیب حالت نظر آتی تھی۔ چونکہ پانچ چھ مہینے تک اُن سرگرمیوں کو بالکل قریب سے دیکھتا رہا۔ اس لئے اندرونی حالت بالکل میرے سامنے تھی۔ میں نے دیکھا کہ بالکل چالاک دنیاداروں کی سی کارروائیاں کی جارہی ہیں اور وہ تمام وسائل بے دریغ عمل میں لائے جاتے ہیں جو اپنی کامیابی کے لئے شاطر سے شاطر اور عیار سے عیار جماعت کر سکتی ہے۔ لوگوں کو شامل کرنے کے لئے ہر طرح کی عیاریاں کی جاتی تھیں۔ میرے سامنے ایک واعظ نے ندوے کے ایک گرم ایجنٹ سے مشورہ کیا کہ مجلس وعظ میں کیونکر اُن کو اظہار جوش و خروش کرنا چاہیئے اور کیونکر آخر میں نالہ و بکا شروع کر دینا چاہیئے۔ چنانچہ تجویز پختہ ہو گئی۔ اس کے بعد واعظ نے جونہی مثنوی کی ایک حکایت شروع کی دوسرے صاحب نے معاً کھڑے ہو کر حال بازوں کی طرح حرکتیں شروع کر دیں۔ اس سے مجلسِ وعظ میں بڑی رقت ہو گئی اور اس قدر آہ و بکا ہوا کہ اس پر وعظ ختم کر دیا گیا۔ اس طرح کی بیسیوں باتیں روز میں دیکھتا تھا اور میرے دل میں اس طبقہ (علماء) کی طرف سے وحشت بڑھتی جاتی تھی۔" [1]

گاندھوی حضرات کے امام الہند، جناب ابوالکلام آزاد (المتوفی ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء) نے ندوے میں گھس کر اُس کے کارکنوں کی شاطرانہ چالیں اور عیاریاں دیکھیں اور دیوبندی حضرات کے حکیم الامت ومجدد دین وملت کہلانے والے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

[1] ابوالکلام آزاد، مولوی و لیڈر، آزادی کی کہانی، ص ۲۱۷، ۲۱۸

نے بھی محسوس کر لیا تھا۔ کہ ندویوں میں دہریت والحاد کی تخم ریزی کی گئی ہے لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان دونوں حضرات نے اصلاح ندوہ کے لئے کس حد تک کوشش کی؟ اگر ناقابلِ اصلاح دیکھا تو اس فتنے کی بیخ کنی کا فریضہ کس حد تک ادا کیا؟ مسلمانانِ ہند کے جسد میں جو یہ ناسور پیدا کر دیا گیا تھا۔ اس کا ان حضرات نے کیا علاج کیا تھا؟ اس کا جواب یقیناً یہی ملے گا۔ کہ ان حضرات نے کچھ بھی علاج نہیں کیا تھا۔ کیونکہ علاج کرنا طبیب کا کام ہوتا ہے اور بدقسمتی سے یہ دونوں حضرات خود بھی ایمانی وروحانی مریض تھے اور مرض بھی ایسا شدید تھا جس نے آخری وقت تک کسی علاج کا کوئی اثر قبول نہیں کیا تھا۔

قربان جائیں اس صدی کے مجدد برحق، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مومنانہ فراست اور مردانہ عزم وہمت پر جنھوں نے پوری قوت کے ساتھ اس فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، اس برطانوی شرارت کو پوری طرح بے نقاب کیا۔ ندوہ کی کارگزاری اور سراسر غیر اسلامی روش کا رد کرتے ہوئے ایک سو کتابیں لکھیں تحریر و تقریر کے ہر میدان میں ارکانِ ندوہ کو سمجھایا بجھایا۔ خوفِ خدا و خطرۂ روزِ جزا یاد دلایا، جب وہ کسی طرح بے راہ روی اور ملت اسلامیہ کی بدخواہی سے باز نہ آئے تو ندوہ کی مشین کے ہر چھوٹے بڑے پُرزے کا وہ علمی محاسبہ کیا کہ دلائل کے میدان میں کسی کے اندر بولنے، منہ کھولنے کی جرأت نہ رہی۔ بریلی کے اس مرد حق آگاہ نے تائید ایزدی سے حق و باطل کے درمیان واضح خط امتیاز کھینچ دیا، دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے دکھا دیا۔

مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارکین ندوہ کی خلاف اسلام حرکتوں اور اسلام دشمنی کی کارگزاریوں پر فہمائش کی اور ان حضرات کی روش میں کوئی فرق نہ آیا کیونکہ وہ ساحرین برطانیہ کے ہاتھوں میں چوں قلم در دست کاتب ہو گئے تھے تو آپ نے سرمایہ ملت کی نگہبانی کا فریضہ ادا کرنے اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے باعث اس فتنے کا پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کرنے کی ٹھان لی۔ اس سلسلے میں آپ کی مساعی جمیلہ کا خاکہ یہ ہے

(۱)۔ ندوہ کی کارگزاری کا جائزہ لینے کی خاطر ایک مستقل رسالہ تحفہ حنفیہ کے نام سے جاری فرمایا۔

۲:۔ ندوہ کے فتنے کا استیعال کرنے کی غرض سے جدوہ کے نام سے راسخ العقیدہ مسلمانوں کی ایک تنظیم بنادی گئی۔

۳:۔ جس شہر میں اراکین ندوہ کا جلسہ ہوتا وہاں علمائے اہلسنت کو ہے کر آپ بالمقابل جلسے کر کے ندویوں کی خلاف اسلام حرکتیں بیان کر کے مسلمانوں کو ان کے خوشنما اور پُر فریب جال میں پھنسنے سے بچاتے اور اراکین ندوہ کو مقدس اسلام کا واسطہ دے کر گفتگو کی دعوت دیتے تھے۔

۴:۔ اراکین ندوہ کے بے راہ روی سے باز نہ آنے پر اُن کے رَد میں ایک سو کتابیں تحریر فرمائیں، جن میں سے ایک کا جواب بھی کسی بڑے سے بڑے ندوی سے نہ ہو سکا تھا

۵:۔ اراکین ندوہ کی خلاف اسلام باتوں کے خلاف ایک فتویٰ مرتب کر کے اس پر متحدہ ہندوستان کے علمائے کرام کی تصدیقیں حاصل کیں اور اس مصدقہ رسالہ کو انجام السلہ کے نام سے پورے ملک میں مشتہر کیا تاکہ عوام الناس اس صلح کلیت کے پُر اسرار فتنے سے باخبر ہو جائیں اور بے خبری میں اپنی ایمان جیسی متاع عزیز کو ضائع نہ کر بیٹھیں۔ نیز ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء میں آپ نے ندوہ کے بارے میں ایک فتویٰ مرتب کر کے اسے علمائے حرمین شریفین کی خدمت میں بھیجا۔ اُن حضرات نے آپ کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے شدومد سے اس پر تقریظیں لکھیں یہی وہ رسالہ ہے جو فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین کے تاریخی نام سے شائع ہوا اور اس مجموعہ کا پہلا رسالہ یہی ہے جو نئی آب و تاب کے ساتھ دوبارہ زیور طبع سے آراستہ ہوا ہے۔

حق یہ ہے کہ تاج الفحول مولانا عبدالقادر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی سنہ سنہ) اور مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ نے ندوہ کی شرارت کا ڈٹ کر مقابلہ کر کے اسلام و مسلمین کی خیر خواہی کا وہ حق ادا کیا تھا جس پر پاک و ہند کے مسلمانوں کو ان حضرات کا شکر گزار ہونا چاہیئے۔ جب ابتدائی ایام میں اراکین ندوہ نے ملک کے خاص خاص شہروں میں ندوہ کے جلسے کرنے اور بے خبر مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسانے کا پروگرام بنایا تو مجدد برحق نے اس شرارت کو جس طریقے سے زندہ درگور کیا

تھا۔اس کی کہانی مولانا حسنین رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی سنہ [illegible]ھ/ سنہ [illegible]ء) کی زبانی سنیئے۔

ندوہ نے اپنے نئے دین کو ہندوستان میں پھیلانے کے لئے دَوروں کا بہت بڑا پروگرام بنایا تو بریلی سے ابتداء کرنے کی اس لئے سوجھی کہ امام بریلوی قدس سرہ نے اس کے خلاف مضبوط قدم اٹھایا تھا۔ مگر از کم خاموشی سے ہی یہاں جلسے ہوجاتے تو پورے ہندوستان کو فریب دینے کا موقع ہاتھ آجاتا۔ تحریک ندوہ کے سرگرم کارکن بریلی میں جمع ہوئے جن میں بھول سے شریک ہوجانے والے چند سُنی علماء بھی تھے۔ مثلاً مولانا احمد حسن صاحب کانپوری اور ان کے استاد محترم، مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی۔ جنھیں جگت استاد کہا جاتا تھا۔ آپ کے تلامذہ کا حلقہ بہت وسیع تھا۔

حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کو جونہی ان حالات کی اطلاع ملی، آپ نے ندوہ کے ذمہ داروں کو اُن کی کھلی ہوئی غلطیوں پر تنبیہ کی۔ تحریری و زبانی طریقوں سے اصحاب ندوہ کو بحث و تحقیق کی دعوت دی تاکہ اسلام کی حقانیت اور ندوہ کے نئے دین کا بطلان واضح ہوجائے مگر وہ ندوہ جو اپنی کمزوریوں اور فتنوں کو خوب جانتا تھا کب بحث و تمحیص اور حق قبول کرنے کے لئے آمادہ ہوجاتا۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ مجدد اعظم امام بریلوی قدس سرہٗ کی ایک مختصر مگر ہدایت انگیز تحریر نے حضرت مولانا احمد حسن صاحب کانپوری کو بے قرار کردیا۔ آپ نے امام بریلوی قدس سرہٗ کی ہدایت پاتے ہی خادم کو بستر باندھنے کا حکم دیا۔ یہ خبر ساری ندوہ تحریک میں پھیل گئی۔ جب آپ کے استاد مولانا لطف اللہ صاحب علی گڑھی کو اس کی اطلاع ملی۔ تو آپ نے اپنے شاگرد مولانا احمد حسن صاحب کانپوری کو بلوایا اور سبب دریافت کیا۔ مولانا احمد حسن صاحب نے امام بریلوی قدس سرہٗ کا وہ رقعہ پیش کردیا۔ استاد موصوف نے باں شان استادی و وسعت حلقۂ تلامذہ یہ خیال بھی نہ فرمایا کہ ہدایت کی ابتداء میرے ایک شاگرد کی طرف سے ہورہی ہے۔ فوراً حق کو قبول کرلیا۔ یہ دونوں حضرات اور ان کے بہت سے ساتھی ندوۃ العلماء سے متنفر ہوکر الگ ہوگئے۔ مولانا لطف اللہ صاحب تو پہلی گاڑی سے سیدھے علی گڑھ روانہ ہوگئے

اور مولانا احمد حسن صاحب کانپوری امام بریلوی قدس سرہٗ کی عیادت کو تشریف لائے۔ اس طرح جماعت سے علمائے اسلام جو ندوہ کے نئے دین کے فتنوں پہ مطلع ہوتے گئے ندوہ سے الگ ہو گئے۔

ندوہ کے بریلی اجلاس کی جو درگت بنی اُس نے ندوہ تحریک اور اصحاب ندوہ پہ اثر تو ضرور ڈالا مگر ذمہ داران ندوہ شاید یہ سمجھ بیٹھے کہ یہ مقامی اثرات کے نتائج ہیں پٹنہ (بہار) کے دوسرے اجلاس میں اپنے حوصلے نکالنے کا تہیہ کئے ہوئے روانہ ہو گئے امام بریلوی قدس سرہٗ جو ہر نشیب و فراز کو خوب جانتے تھے۔ نیز آپ کی دینی منشا ندوہ تحریک کے سلسلے میں بریلی اجلاس کے وقت پوری نہ ہوئی۔ ندوۃ العلماء کا پٹنہ اجلاس کچھ اور ہی غمازی کر رہا تھا۔ پٹنہ سفر کا عزم فرمالیا۔ آپ کے ساتھ کئی علمائے کرام اور دوسرے حضرات ہم سفر ہو گئے جن میں مولانا عبدالقادر بدایونی، مولانا سید اسمٰعیل حسن مارہروی، مولانا عبدالسلام جبلپوری قابل ذکر ہیں۔ امام بریلوی قدس سرہٗ کا یہ پورا قافلہ بھی پٹنہ پہنچ گیا اور مولوی قاضی عبدالوحید صاحب رئیس اعظم پٹنہ کے ہاں قیام فرمایا۔

پٹنہ پہنچ کر ندوہ کے ذمہ دار لوگوں کو زبانی اور تحریری دعوتیں دی گئیں کئی اجلاس منعقد کر کے ندوہ تحریک کے بدترین نتائج اور عظیم دینی نقصانات کو واضح کیا گیا اور انہیں نئے دین کی تجویز و اشاعت پہ تنبیہ کی گئی۔ ذمہ داران ندوہ بجائے اس کے کہ دین اور ملت اسلامیہ کے تحفظ کی خاطر اس معاملہ کو طے کر لیتے اپنی بات بنائے رکھنے کے لئے دین و ملت کا عظیم ترین نقصان گوارا کیا اور یہ عذر کر گئے کہ کلکتہ کا پروگرام قریب ہے۔ یہاں ہم بات چیت میں معروف ہو گئے تو کلکتہ کا پروگرام خراب ہو جائے گا۔ افسوس کہ ندوہ والے دین و ملت کی بربادی کو اچھا سمجھتے رہے۔ اور اپنے تباہ کن پروگرام پہ آنچ نہ آنے دی۔

ندوہ والے ان حیلوں سے یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ جان چھوٹی لاکھوں پائے کلکتہ پہنچ کر اپنی تحریک میں جان ڈالیں۔ تیسرے اجلاس کے لئے کلکتہ پہنچ گئے۔ بہت سے دیوبندی

مولویوں کو بھی اکٹھا کر لیا۔ اور ندوہ تحریک کے لئے اُن کی بہت بڑی تعداد کلکتہ میں جمع ہو گئی۔ امام بریلوی قدس سرہٗ جو اُن کے حیلوں سے خوب واقف تھے، تحفظ ملت کی خاطر ان حالات میں کب ان کا پیچھا چھوڑنے والے تھے آپ اپنی جماعت کے ساتھ کلکتہ پہنچ گئے اور پوری قوت کے ساتھ ندوہ والوں کو تنبیہ کی کہ ـــــ "ندوہ کی تحریک نے اسلام میں، جو ترمیم و تنسیخ کی ہے اس پر ایک بار گفتگو ہو جائے۔ فرقہ پرستی کی لعنت سے مسلمانوں کو بچایا جائے۔ اس قسم کی نئی جماعت بنا کر مسلمانوں میں پھوٹ نہ ڈالی جائے" ـــــ ساتھ ہی کلکتہ میں اہلسنت کے جلسے زور شور سے ہونے لگے۔

اصحاب ندوہ یہاں بھی ٹال مٹول کی پالیسی پر چلتے رہے۔ اور آخر یہ تجویز پاس کرنے پر مجبور ہوئے کہ ـــــ "ندوۃ العلماء کا پروگرام عامۃ المسلمین کے سامنے رکھ کر جب تک استصواب نہ کر لیں ہم دوسری طرف متوجہ نہیں ہو سکتے" ـــــ اس جواب نے کلکتہ کے مسلمانوں کو ندوۃ العلماء سے اور متنفر کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ندوہ کی اس تحریک کا سارا زور ختم ہو گیا۔ اہلسنت کے مزید جلسوں نے بہت ہی زیادہ اثر کیا کہ ندوہ کی وہ تحریک کلکتہ ہی میں دفن ہو گئی اور ہندوستان گیر دورے سسک سسک کر رہ گئے۔ [۱]

غرضیکہ آپ نے ہمت مردانہ اور جذب قلندرانہ سے ندوہ کے ملک گیر جلسوں کا ناطقہ بند کر کے ا ضلال و تضلیل کے اس سیلاب کے سامنے بند باندھا اور اسلام و مسلمین کی خیر خواہی کا فریضہ مجددانہ انداز میں ادا کر کے اہل اسلام کو گمراہ ہونے سے بچا لیا اراکین ندوہ میں مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آنے علمی میدان میں گفتگو کرنے کی جرأت ہی کہاں تھی کہ محمدی کچھار کے اس شیر کے رُدبرو آتے۔ ندوہ کی بگڑی کو بناتے۔ چنانچہ مولانا یقین الدین قادری بریلوی مرحوم نے اسی حقیقت کو اپنے لفظوں میں صورت حال کا تجزیہ کرتے ہوئے یوں بیان کیا ہے۔

---

[۱] محمد صابر نسیم، بستوی، مولانا، مجدد اسلام، ص ۱۸۷، تا ۱۹۱

واقعی اس میں آن پہ بور تمام اکابر ندوہ میں کسی پر الزام نہیں، گفتگو کرتے کس جگر سے؟ شیرانِ تنزرہ کے مقابل آنا کچھ ہنسی کھیل نہ تھا۔ ریاضی ہند سے کی دوچار کتابیں الٹی سیدھی پڑھا دینا نہ تھا۔ ڈاکٹر وزیر خاں کی کتابوں سے کچھ مضامین لے کر خرافاتِ نصاریٰ کے رَد میں کچھ لکھ لینا نہ تھا۔ کچھ مثنوی شریف کے شعر اور کچھ ادھر اُدھر کی داستانیں کچھ تمثیلیں کہاوتیں جوڑ گانٹھ کر عوام پسند وعظ کہہ لینا نہ تھا۔ یہ مردآزما میدان تھا۔ اسد انمبر کا نیستان تھا۔ جس کا نام لئے پرانے پرانوں کے جی دہلتے ہیں۔ بڑے بڑے دم سادھے، قدم بڑھائے، چپ کی ٹٹی کو آڑ بنائے نکلتے ہیں ۔[1]

مولوی محمد علی مونگیری ناظم ندوہ نے ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ کو امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے جو خط بھیجا تھا۔ اس میں مجدد برحق کے بارے میں اپنے یہ تاثرات بھی سپرد قلم فرمائے تھے۔

مولانا آپ بفضلہ تعالیٰ اس زمانہ پر فتن میں اسلام کے رکن اعظم ہیں۔ ندوہ آپ حضرات کی شرکت کا بہت محتاج ہے۔[2]

اب ندوہ کے نفس ناطقہ مولوی عبدالحق صاحب حقانی دہلوی کے تاثرات دیکھئے اور غور فرمایئے۔

حقانی صاحب نے حضرت عالم اہلسنت (فاضل بریلوی) سے تخلیہ کے لئے کہا اور جناب مولانا محدث سورتی کو بھی اپنے ہمراہ لیا۔ تینوں صاحب مکان کے ایک درجہ بالا میں جاکر بیٹھے۔ یہاں حقانی صاحب کھلے۔ خود بیان فرمایا کہ میں نے تو اس عبارت پر دستخط کر دیئے تھے۔ مگر اور صاحبان نے نہ مانا اور حضرت عالم اہلسنت (اعلیٰ حضرت) سے کہا کہ میں تو بالکل آپ کا ہم مذہب بلکہ ہم مشرب ہوں۔ میں تو آپ کی ان کوششوں پر خوش ہو رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف سے ایک شیر کو قائم فرما دیا ہے۔ میں نے جو دو ورقی تحریر آپ کے مقابل لکھی وہ بھی جنگ زرگری ہے۔ میں نے

---

[1] محمد یقین الدین، مولانا، سرگزشت و ماجرائے ندوہ، مطبوعہ نادری پریس بریلی، ص ۲۹

[2] ایضاً ص ۲۱

ہے میں نے اُس میں لکھ دیا ہے کہ آپ عباراتِ روئداد کاٹ دیجئے ہم تسلیم کر لیں گے۔ یہ
اسی غرض سے لکھا ہے کہ کسی طرح ندوہ قبول کرے۔ غرض مولانا محدث سورتی کے مواجہہ میں
تہائی گھنٹے تک مولوی حقانی صاحب نے اسی قسم کی باتیں حضرت عالم اہلسنت سے کہیں۔
جتنے اعتراضات حضرت ممدوح نے ندوہ پر فرمائے سب تسلیم کئے اور فرمایا ـــ مولانا
حق تو یہ ہے کہ آپ نے آنکھیں کھول دیں۔ اہل ندوہ اگر نہ بھی مانیں تاہم اب ویسے شتر بے
مہار نہ رہیں گے۔ مولانا میں بھی آپ کی طرح مذہب میں بہت سخت ہوں۔ ندوہ میں ....
بھرے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب ایک نرم آدمی ہیں انہیں بدمذہبوں نے دبا لیا ہے۔ میں فرایوں
نیچریوں، غیر مقلدوں کا سخت دشمن ہوں۔ مجھ سے پابندی مذہب کو کہنا ایسا ہے کہ کسی
سے کہا جائے جورو کو عصمت سے رکھو۔ میں تو خود چاہتا ہوں کہ آپ کی مثل دو ایک عالم
میرے ساتھ ہو جائیں تو ان سب بدمذہبوں کو نکال دیں۔ آپ اصلاح کیجئے، اگر ندوہ نہ
مانے تو آپ تنہا کیوں الگ ہوتے ہیں۔ ہمیں بھی لے کر الگ ہو جیئے۔

یہ باتیں فرما کر خود حقانی صاحب نے اسی جلسہ میں ایک عبارت دوبارہ پابندی مذہب
اہلسنت تصنیف فرمائی کہ اس پر ندوہ سے دستخط لیں گے۔ بعدہٗ پھر تینوں صاحب مجمع
عام میں آئے۔ یہاں حضرت عالم اہلسنت نے بعض جگہ اجمال کو تفصیل، ابہام کی توضیح فرما
کر سب حاضرین کو سنائی۔ یہ اصلاح شاہ سلیمان صاحب و حافظ عزیز الدین صاحب پھلوی
وغیرہ بہت صاحبوں کے مواجہہ میں ہوئی۔ وہ پرچہ حقانی صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا
مع اصلاح بعینہٖ ہمارے پاس موجود ہے کہ اُس کی معاف شدہ نقل حقانی صاحب وہاں سے
گئے رات کے دس بجے پر جلسہ ختم ہوا۔ آگے حدث بر نہ خاست۔ یا رب ندوہ نہ تھا۔
شہر خموشاں تھا[۱]

یہ تو مولوی عبدالحق صاحب حقانی کی حق پسندی کا نمونہ ہے۔ جس میں شاہ
سلیمان پھلواری صاحب بھی شریک ہیں لیکن پھلواروی صاحب کو حقانیت سے جتنا لگاؤ
اور مذہب اہلسنت وجماعت کی جانب جتنا جھکاؤ تھا اُس کا ذرا سا نمونہ بھی ملاحظہ ہو۔

---

[۱] محمد یقین الدین قادری بریلوی، مولانا، سرگزشت وماجرائے ندوہ، ص ۱۱

جس دن شاہ سلیمان صاحب تشریف لائے اور حضرت عالم اہلسنت سے ملاقی ہوئے مجمع مسلمین میں وہ پرچہ اختلاف راقم مذکورہ قاف بھی دکھایا گیا کہ حضرت علمی رسائل کا یہ آراستہ جواب، پیراستہ صلہ ملاحظہ ہو۔ سلیمان صاحب نے آن قاف والی جلوہ گری کی چند ہی سطریں دیکھ کر نہایت طیش و غیظ ظاہر فرما کر جھنجلائی ادا سے دور پھینک دیا مگر قصور معاف انسداد کچھ نہ ہوا۔ ؎

چند علمائے اہلسنت ایسے تھے جو ندوہ کے پُر فریب اور بظاہر خوشنما جال میں پھنس گئے تھے۔ عام مسلمانوں میں سے اگر کسی نے ندوہ سے کچھ تعلق رکھا تھا تو ان علمائے اہلسنت کی شرکت کے باعث رکھا تھا۔ ان حضرات ہی میں ایک مفتی لطف اللہ علی گڑھ علیہ الرحمہ بھی تھے۔ جو کچھ عرصے کے بعد ندوہ کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ گئے تھے۔ جب تک شامل رہے ندوہ کے پُر اسرار اصولوں کی پابندی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اپنے بھائیوں یعنی حضرات علمائے اہلسنت کی اپیلوں درخواستوں پر کان نہیں دھرتے تھے۔ ایسی ہی ایک اپیل پر خاموشی اور ٹال مٹول ملاحظہ ہو۔

انیس اہل علم و معززین بریلی نے ایک استفتاء آٹھ سوال پر مشتمل جناب مفتی صاحب کی خدمت میں رجسٹری شدہ بھیجا اور ضمن سوالات میں فتووں کا بوجھ کثیرہ مخالف ندوہ ہونا روشن کر دیا...... مفتی صاحب نے جواب تحریر نہ فرمایا۔ بلکہ یہ تحریر فرما بھیجا کہ میں تہیۂ سفر ندوہ میں ہوں، مجھ سے جواب نہیں ہو سکتا۔ طرفہ یہ کہ کاغذ استفتاء بھی واپس نہ فرمایا حالانکہ سائلوں نے صراحتاً اس کے واپس کرنے کو لکھ دیا تھا...... وہ واقعہ مذکورہ مع استفتاء بالتفصیل اشتہار مطبوعہ ۲۷ شوال میں شائع ہو کر خود مفتی صاحب کی خدمت میں (جب وہ یہاں تشریف لا کر صدر ندوہ ہوئے) بھیج دیا گیا کہ جناب اب تو تہیۂ سفر سے فارغ ہیں اب جواب عنایت ہو۔ مگر وہاں تو

؎ محمد یقین الدین مولانا، سرگزشت و ماجرائے ندوہ، ص ۳۸۔

شہر چلی ہے کہ ایک ندوہ اور ہزار عیب" ؎۱

حق کا اظہار ضروری ہے اور باطل کو چھپایا جاتا ہے۔ اُس کے اُوپر بڑے بڑے خوشنما پردے ڈالے جاتے ہیں تاکہ باطل کا اصل مکروہ چہرہ کسی کو نظر نہ آئے۔ ندوہ کی شرارت پر اسی لئے پردے ڈالے جارہے تھے۔ سراسر نجاست تھی جسے چھپایا جارہا تھا۔ دعویٰ تو تھا اصلاح مسلمین و رفع اختلاف و صلح عام و رفع نزع و خیر خواہی اسلام کا اور کام کر رہے تھے۔ کہ حق کو مٹایا جائے، باطل کو سینے سے لگایا جائے اور سمجھانے بجھانے والے کو بدخواہ اسلام و مسلمین بتاکر، دشمن صلح و اتحاد ٹھہرا کر عام مسلمانوں کی نظروں میں گرایا جائے۔ اہل علم اس روش کی وضاحت چاہتے تو منہ سے زبان غائب ہوجاتی۔ عام مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لئے نکلتے تو ندوہ کے ہر ابجد خوان کے منہ میں گز بھر کی زبان ہوتی تھی۔ مفتی صاحب کے ایسے ہی سکوت اور مولانا عبد القادر بدایونی علیہ الرحمہ کی جانب سے تمام حجت کی انتہا ملاحظہ فرمائی جائے۔

حضرت ممدوح نے حسب درخواست اہل اسلام ۲۶ شوال روز جمعہ کو مسجد جامع میں جناب مفتی صاحب سے بذریعہ حلف باہمی وساطت قرآن عظیم اس امر کا تصفیہ کر لینے کا ارادہ فرمایا۔ مگر حضرت موصوف اور بہت مسلمین سنتوں میں مشغول تھے کہ مفتی صاحب روانہ ہوئے۔۔۔۔ مفتی صاحب کسی طرح نہ رُکے، ناچار حضرت ممدوح نے مسجد جامع میں سعادت فرمائی اور برسر منبر ہزار ہا مسلمانوں کے مجمع میں، جن میں بہت اہل علم، خصوصاً بعض اکابر ندوہ بھی تھے۔ بخوبی مفاسد ندوہ کا اعلان کیا اور بار بار بامرار فرمایا کہ جو میرے بیان کو غلط جانتے ہوں۔ بلا تامل اظہار فرمائیں، کوئی جواب دہ نہ ہوا۔ پھر وہیں برملا ہزاروں کی جماعت میں حضرت ممدوح نے ہر مسلمان کو اپنا وکیل کیا کہ ہمارے اعتراضات کا جواب مفتی صاحب سے لا دیں۔" مفتی صاحب کی طرف سے سوائے سکوت و گریز کے آج تک کچھ ظاہر نہ ہوا ؎۲

؎۱ ایضاً، ص ۱۶، ؎۲ محمد یقین الدین بریلوی، مولانا، سرگذشت و ماجرائے ندوہ ص ۱۸

مفتی لطف اللہ صاحب علی گڑھی سے تصفیہ کی آخری کوشش اور اس کا انجام دیکھئے۔

جب جناب مفتی صاحب نے مجمع کی ملاقات نامنظور فرمائی، حضرت عالم اہلسنت (فاضل بریلوی) نے ہمارے شہر کے معزز ذی علم رئیس جناب سید محمد نبی صاحب مختار کو تکلیفِ توسط دی۔ وہ اور دوسرے عالی قدر رئیس جناب حکیم محمد اکرام الدین صاحب جناب مفتی صاحب کی خدمت میں گزارش پیرا ہوئے۔ کہ اعلحضرت تاج الفحول و حضرت عالم اہلسنت دونوں صاحبوں کو یا دونوں میں سے جس ایک کو آپ گوارا فرمائیں صرف پندرہ منٹ کے لئے ملاقات کی اجازت دیں، وہ تنہا آئیں گے۔ فرمایا، ندوہ کے بارے میں گفتگو کریں گے؟ کہا اور غرض کیا ہے؟ فرمایا ویسے تشریف لائیں میرا فخر ہے مگر اس باب میں کچھ نہ کہیں۔ ہر چند عرض کی کہ حضرت! آخر یہ ندوۃ العلماء ہے، اس کی بابت ہر عالم کو گفت و شنود کا استحقاق ہے۔ وہابی، نیچری، رافضی، غیر مقلد سب سے چسپیدگی ہو اور علمائے اہلسنت سے یوں کشیدگی؟ مگر مقبول نہ ہوئی۔ مفتی صاحب بار بار اپنی مقدس انگلی اپنے مبارک منہ پر رکھتے تھے کہ ندوہ کے باب میں تو یہ ٹھہر گئی ہے۔ یعنی چُپ..... غرض پون گھنٹے تک دونوں رئیسوں نے ہر طرح گزارش کی مگر ایک نہ ہزار نہ، یہاں تک کہ یہ صاحب حیران رہ گئے کہ الٰہ العالمین یہ مضمون کیا ہے۔ [1]

مضمون یہی تھا کہ اراکین ندوہ حکومت کے ہاتھوں میں چوں قلم در دست کاتب ہو گئے تھے۔ برٹش گورنمنٹ کی ہدایتوں سے باہر قدم نہیں رکھ سکتے تھے۔ اپنی مرضی سے کچھ کرنے کے مجاز نہیں رہ گئے تھے۔ ضمیر کو کھوٹے داموں فروخت کیا ہوا تھا۔ اسلام و مسلمین کی خیر خواہی کا ڈھول بجانا اور اندرونِ خانہ جڑیں کاٹنا معمول تھا۔ جس کے صلے میں نوازے جا رہے تھے۔ ذرا مولوی خلیل الرحمٰن صاحب پیلی بھیتی کے اس بیان کی تہ میں جھانکنے کی کوشش تو فرمائیے جس کا ذکر مولانا یقین الدین صاحب بریلوی نے یوں کیا ہے۔

---

[1] ایضاً، ص ۱۹

یہ بالائی حضرات کی کاروائیاں تھیں جن کی خوبیاں جناب ناظم صاحب کی نیک نیتوں پر محیط ہوگئی ہیں، یہاں تک کہ ایک بزرگوار رکن ندوہ (مولوی خلیل الرحمٰن صاحب رکن ندوہ) قسم اول مقیم پیلی بھیت نے علانیہ حضرت ناظم سے کہا کہ صاف ثابت ہو جائے کہ مولوی احمد رضا خاں حق پر ہیں۔ اس پر بھی اگر ان کے قدم جلسہ میں آئے تو ہم چل دیں گے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ایسی حق پسندیوں کا علاج کیا ہے؟ ؎۵

اس سے صاف واضح کہ ندوہ کے ذمہ دار ارکین بھی اپنی باطل پرستی، حق دشمنی سے بخوبی آگاہ تھے لیکن دنیاوی کاروبار آرام سے چل رہا تھا۔ جس کی خاطر خود بھی اس جال میں پھنسے ہوئے تھے۔ اور مسلمانوں کو اس میں پھنسانے، اپنے ساتھ جہنم میں لے جانے پر مُصر تھے۔ شب و روز اسلام و مسلین کی اسی بدخواہی میں کوشاں رہتے تھے اگرچہ زبانی کلامی دعویٰ اتفاق و اتحاد اور صلح کلیت کا تھا۔ لیکن بد مذہبوں سے پیار اور اہل حق سے خار۔ گمراہ گران کے پیشوا و امام اور علمائے اہلسنت ناقابل خطاب و کلام یہی تو وہ شرارت تھی جس کے لئے حکومت وقت نے یہ بظاہر خوشنما جال بچھایا تھا کہ حق کو دبایا اور باطل کو سینے سے لگایا جائے لیکن ؎

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن!
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اللہ تعالےٰ اپنے دین کا خود محافظ ہے۔ باطل کی آندھیاں خواہ وہ کسی شکل میں بھی آئیں، خالص کفر کے روپ میں یا مکمل اسلامی شکل بنا کر لیکن وہ اس شمع ہدایت کو بجھانے میں نہ آج تک کامیاب ہونے پائی ہیں اور نہ قیامت تک ایسی کوئی آندھی اسے بجھا سکے گی۔ مولانا یقین الدین صاحب بریلی نے اس وقت ارکین ندوہ کے بکے ہوئے ضمیروں کو جھنجوڑتے ہوئے ان لفظوں میں ان پر اتمام حجت کا فریضہ ادا کیا تھا۔

کیوں حضرات! ایک ذرا اپنے آپ کو بادشاہ قہار جبار جل جلالہ کے دربار

؎۵ محمد یقین الدین بریلوی، مولانا، سرگزشت و ماجرائے ندوہ، ص ۱۵

میں حاضر تصور کر لو اور پھر دم ہرم دہرم سے بول چلو کر جن باتوں کو ندوہ کے جھوٹے دعوے یا نمائشی ادعاؤں، نیچری کلوں کی ساختہ کالاؤں نے حرام الحاد کفر ارتداد، موجب رد اعمال و دخول سقر و ناقابل بخشش و توہین رب اکبر ٹھہرایا تھا، اُن میں سے کچھ بھی اٹھا رکھا بغرض باطل اس معاملہ میں علمائے سنت ہی تمہارے نزدیک سراسر خطا پہ سہی کیا تمہارے حسابوں شرکت کلمہ و قبلہ بھی نہ رہی؟ پھر کیا وجہ ہے کہ وہ من گھڑت احکام نیچریوں وہابیوں رافضیوں، لامذہبوں سب کے لئے ہوں۔ سب کو جگر بناؤں چھاتی سے لگاؤ اور علمائے کرام، اصحاب سنت سے یوں پیٹھ پھیرو، یوں دشمنی بناؤ، یوں لڑائی ٹھانو یوں رو ٹھا رہ جاؤ؟

ہاں ہاں تین برس کی مہلت ہے، سب چھوٹے بڑے مل کر بتاؤ کہ وہ کیا فرق ہے جس کے باعث گمراہوں سے صرف کلمہ گوئی پہ اتفاق فرض، اتحاد ایمان، نزاع حرام ردو قدح عصیان، کشیدگی کفر، رنجش کفران اور اعلمائے اہلسنت کے باقی عقائد متحدہ درکنار ان کا کلمہ و قبلہ تک آپ کی سرکار میں محض بیکار۔ اُن کا اعزاز حرام، اُن کی آبرو حلال، اُن سے کھینچنا فرض، اُن سے جھکنا وبال، انہیں گالیاں دینا تہذیب کا کمال اور اُن کی ہجویں چھاپنا کلیجے کا صندل اُن پہ بہتانوں کی بوچھاڑ دیانت کا منگل۔

ہاں ہاں وجہ بتاؤ اور جلد بتاؤ، ورنہ براہ انصاف صاف اقرار لاؤ کہ مقاصد و دعاوی ندوہ سب جھوٹ خرافات تھے۔ نیچری ڈھنگ سے نمائش کی بات تھی۔ قول سے نعل دور و مہجور ہے۔ بحکم آیت خدا سے دشمنی پوری منظور ہے۔ ہاں ہاں اس شہر خموشاں میں اگر کوئی دم رکھتا ہے۔ جواب دے، جواب دے۔ جواب دے۔ ورنہ اللہ اللہ و رسول کے حضور رد بکاری ہونی ہے [1]

امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ نے جب اراکین ندوہ کو خوب سمجھا بجھا کر دیکھ لیا۔ خوف خدا خطرہ روز جزا سمجھا کر دیکھ لیا اور بخوبی محسوس کر لیا کہ یہ حضرات کسی طرح بھی باطل سے عدول کرنے اور حق کو قبول کرنے پہ آمادہ نہیں تو اسلام و مسلمین کی

---

[1] محمد یقین الدین قادری بریلوی، مولانا، سرگزشت و ماجرائے ندوہ، مطبوعہ بریلی ص ۸۲

خیرخواہی کا حق ادا کرنے اور بھولے بھالے مسلمانوں کو ان کے جال میں پھنسنے سے بچانے کی غرض سے سرمایۂ ملت کے اس نگہبان اور کشتی ملت کے اس ناخدا نے ارکین ندوہ کو علمی میدان میں آنے کی دعوت دی تاکہ کھرے اور کھوٹے کو، حق اور باطل کو ہدایت اور گمراہی کو، دودھ اور پانی کو سب کے سامنے جُدا جُدا اور واضح کر کے دکھا دیا جائے حق و باطل کو سمجھنے میں کسی قسم کا کوئی اشتباہ باقی نہ رہ جائے۔ اس مرحلے پر آپ نے ندوہ کے ذمہ دار حضرات کو یوں نام لے لے کر پکارا اور ان پر خدا کی حجت یوں تمام کر کے دکھائی تھی۔

اب چھبیسویں بار پھر عرض کی جاتی ہے کدھر ہیں ندوہ کے حواس خمسہ؟ کہاں ہیں مولوی لطف اللہ صدر ندوہ؟ کدھر ہیں ناظم صاحب؟ کہاں ہیں حقانی صاحب؟ کدھر ہیں پھلواروی صاحب؟ کہاں ہیں مولوی محمد شاہ صاحب رامپوری؟ اگر دعویٰ سُنیت وادعائے فضیلت ہے سامنے آئیں؟ مرد میدان بنیں، اظہار حق کا بیڑہ اٹھائیں۔ اہلسنت کے ایک سو نوے سوالوں کے جواب دیں۔ ندوہ کی بگڑی بنائیں ایک ایک سوال ہم پیش کریں، آپ پانچوں حضرات جواب دیتے جائیں۔

خانہ نشینی سے کام نہیں چلتا۔ خاموشی گزینی سے حق نہیں کھلتا، اعلان، تقاضا تقاضا، انتظار انتظار، زور آزور آ، العجل العجل، الوحا الوحا۔ کدھر ہے غیرت علم؟ کہاں ہے۔ فضیلت کی شرم؟ کس دن منہ دکھایئے گا؟ کب تک حق ظاہر فرمایئے گا؟.....

یہ پہلے عرض کر دی گئی ہے کہ نری زبانی توتو میں میں کام کی نہیں۔ یہ خاص چالاکی کی گلی، کہنے مکرنے کی راہ کھلی ہے۔ مغلوب ہو جایئے اور جلسہ اڑا دیجئے۔ نہیں جو فرمایئے۔ لکھ کر دیتے اور لکھا ہوا لیتے جایئے کہ ہاتھ کٹے رہیں، بدلنے پھلنے کے پہلو مٹے رہیں۔

انشاء اللہ تعالیٰ العزیز آن کی آن میں حق کھل جائے گا۔ انصاف و اعتساب نظروں میں تل جائے گا۔ آپ کو سال آئندہ تک مہلت ہے۔ جلسہ آئندہ سے پہلے تصفیہ کی دعوت ہے۔ اگر یہ سال بھی گزر گیا اور آپ نے یہ تصفیہ و مناظرہ کہیں جلسہ کر تو پھر علم و حق پرستی کا نام نہ لینا۔ پھر اعتقاد عوام کا بھی اُٹھنا دیکھئے گا۔ آپ کے

تھامے تھمے تو تھام نہ لینا۔ ہاں ہاں اب ذرا شوق و انتظار نہ بڑھائیے۔ حق چھپایا ہے رُخ نہ چھپائیے۔ تشریف لائیے۔ جلوہ فرمائیے۔ نصیب میں ہے تو حق و ہدایت سا چمکتا جوہر ندر میں پائیے" ؎

جب مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر طرح حجت تمام کر لی۔ حق و باطل کو واضح کر کے دکھا دیا اور سب پر ظاہر ہو گیا کہ ندوۃ العلماء محض ایک دھوکے کی ٹٹی ہے۔ حکومت کی چال ہے جس کے پُر فریب ڈھول پر نیچریت کی کھال ہے۔ ندوہ کیا ہے۔ اہل حق کو دبانے اور اہل باطل کو چمکانے اپنے سے لگانے کا ایک جنجال ہے۔ لہٰذا ارکین ندوہ وضوح حق کے بعد بھی اس اسلام دشمنی کی روش سے قطعاً باز نہ آئے۔ گمراہ گری کے میدان میں اپنی چلتی خوب جوہر دکھائے۔ اسی طرز عمل کے بارے میں مولانا محمد یقین الدین صاحب قادری بریلوی مرحوم نے یہ وضاحت فرمائی تھی۔

غرض حضرات کبرائے ندوہ پر تو وہ گزری، جو اُن کا دل ہی خوب جانتا ہے۔ جب تک جئیں گے بریلی کا نیستان خواب میں دیکھ کر چونک پڑیں گے آپس میں جسے ڈرانا ہوگا۔ یہی کہہ کر دھمکائیں گے۔ کہ دیکھ وہ بریلی کا ڈنڈا قریب جسے کوسنا ہوگا یونہی کوسیں گے کہ یا رب! تجھے بریلی کا پانی نصیب مگر بالائی حضرات نے وہ اُودھم جوتا، وہ دھما چوکڑی مچائی، وہ ملک بھر کی زمین سر پر اٹھائی، بات بات میں وہ شرافت نجابت ظاہر فرمائی کہ باید و شاید۔ گلی کوچے میں، ہر محل پرچے میں، جلسوں بازاروں میں، متعدد اخباروں میں علمائے اہلسنت پر تبرا ہوتا ہے۔ تہذیب و انسانیت کی دو نالی بندوقوں میں تمسخر و تحقیر کا چھرا ہوتا ہے۔ حال کے علمائے کرام آسودگان دار السلام سب کو صلواتیں سنائی جاتی ہیں۔ حد یہ کہ گالیاں چھاپ چھاپ کر شائع کی جاتی ہیں لہ

اراکین ندوہ کی اس سراسر نامعقول روش پر مسلمانوں کا دل دکھتا تھا۔ لیکن انہیں اس کی پرواہ نہ تھی۔ حق و صداقت اور علمائے اہل حق کی دن دہاڑے تحقیر و تذلیل کی

لہ محمد یقین الدین قادری بریلوی، مولانا، سرگزشت و ماجرائے ندوہ، ص ۳۷

جارہی تھی لیکن ندوہ اور قائم کس لئے ہوا تھا؟ اسی طرزِ عمل کے پیش نظر تو مسلمانوں کو یوں دعوت غور و فکر دی گئی تھی۔

اہل اسلام رسائل اہلسنت اور ان تحریرات حمایت کا موازنہ کر کے فرما سکتے ہیں کہ علمی رسالوں، شرعی سوالوں، دینی مقالوں، تواضع کی تحریروں، الحاج کی تقریروں کا یہی جواب تھا یہی صلہ تھا جو حضرات ندوہ کی سرکار سے ملا؟ افسوس کہ ابھی وہ خطوط عام مسلمین کی نظر سے نہ گزرے جو حضرت عالم اہلسنت (فاضل بریلوی) نے مراسلات مطبوعہ کے علاوہ خاص طلب صلاح و اصلاح میں مفتی صاحب و ناظم صاحب کو لکھے۔ مسلمان اگر انہیں دیکھیں پھر حضرات کی گالیاں ملاحظہ کریں، پتھر کے کلیجے بھی کانپ اٹھیں کہ اللہ اللہ ایسی انتہائی تواضع کا یہ معاوضہ ملتا ہے۔ مگر قیامت نہ آئے گی؟ حشر نہ ہوگا؟ اعمال ناموں کا نشر نہ ہوگا؟[۹]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام و مسلمین کی خیر خواہی سے سرشار ہو کر ندوہ کی برطانوی شرارت کا جس طرح تقریر و تحریر کے میدان میں ڈٹ کر مقابلہ کیا اس کا اپنوں کے علاوہ غیروں اور شدید مخالفوں کو بھی اعتراف ہے۔ شیخ محمد اکرام صاحب جیسے نیچریت نواز نے بھی مجدد مائۃ حاضرہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس عظیم الشان کام کو تسلیم کیا ہے لیکن ساتھ ہی گورنر کی مخالفت کرنے کی پخ بھی لگا دی ہے۔ حالانکہ وہ نمائشی بات تھی بہر حال موصوف یوں رقمطراز ہیں۔

اسی زمانہ میں ندوہ پر دو طرفوں سے حملے شروع ہوئے۔ ایک تو سر انیٹونی میکڈانل انجنوں نے صوبہ بہار میں اردو کا قلع قمع کیا تھا اور اب صوبجات متحدہ کے گورنر تھے۔ وہ ندوہ کے سخت مخالف ہو گئے اور اس کو سیاسی سازشوں کا ایک آلۂ کار سمجھ کر شک کی نظروں سے دیکھنے لگے۔ دوسرے مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے بعض پُر جوش رسائل ندوہ کے خلاف لکھنے شروع کئے اور ندوہ کے مقابلے میں ایک جنگجو جماعت جدوہ قائم ہوئی۔ ندوہ ان دو مخالفوں کے درمیان موت اور زندگی کی کشمکش میں تھا[۱۰]

[۹] ایضاً: ص ۴۱

---

[۱۰] امام احمد رضا خاں، مجدد، فتاوی الحرمین، لاہور ۱۳۹۴ھ / ۱۹۷۴ء، ص ۲۲، ۲۳

چنانچہ اُس دَور کا ندوہ جس کا امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے محاسبہ فرمایا تھا وہ علمائے اہلسنت کو پھنسانے، باطل کو چمکانے اور حق کو دبانے کی خاطر ایک بظاہر خوشنما اور در حقیقت بڑا ہی پُر فریب جال برٹش گورنمنٹ نے بچھایا تھا۔ اُس کے بارے میں حضرات علمائے کرام نے یوں حکم شرع بیان فرمایا تھا۔

ندوہ عموم فساد ہے، ہجوم الحاد ہے، ہدایت کا رَد، حق کا انسداد ہے۔ ہوا پرستی ہے فتنہ آتش بلا ہے۔ فسادوں کی انجمن ہے۔ مکروں کی ہے بہر فتنہ ہے، اندھی بلا ہے تاریک اندھیری ہے۔ مجلس ندوہ مذہب اہلسنت کی توہین کرتی ہے۔ اہلسنت کی بدخواہ ہے۔ اللہ و رسول (جل و علا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) و مومنین سب کی خائن ہے۔ حرام کراتی اور فرض سے بچاتی ہے۔ احکام الٰہیہ سے ضد باندھتی۔ اس کی شرکت بڑی آگ ہے۔ مال یا بدن سے اس کی اعانت گناہوں کا انبار ہے۔ ندوہ باطل ہے۔ نری ہوائے نفس و پیروی شیطان ہے۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس میں نہ جائیں۔ ظاہراً یہ انجمن کافروں کے مکر نہاں سے قائم ہوئی جس پر اس کا نام ندوہ بڑی دلیل ہے۔ گمان میں ہوتا ہے کہ اس مجلس سے ان کی مراد اپنے اُنہی دوستوں کی سنتیں جگانا ہے جنہوں نے رسول اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی دشمنی میں ندوہ بنایا تھا۔[۲]

اُن حضرات کثر اللہ سعیھم نے اراکین ندوہ کے بارے میں شریعت مطہرہ کا حکم یوں بیان فرمایا تھا۔

محمد شاہ صدر دوم ندوہ و ناظم و دہلوی و آری و انصاری سب غیر مقلد ہیں۔ وہابیوں بدمذہبوں کے گھر گئے ہیں۔ صریح گمراہی میں اُن کے شریک ہیں۔ انہوں نے شرع مطہر سے ضد باندھی اور مسلمانوں کو مضرت دی۔ کھلے ظالم گمراہی کی طرف بلانے والے ہیں۔ انہوں نے اجماع اُمت توڑا، جماعت کو چھوڑا، سب بدعتی ہیں۔ بدخواہ سنت ہیں مانع طاعت و آمر معصیت ہیں۔ داعی آمت لسبوٹ لعنت ہیں۔ بالجملہ حضرات اراکین سب اہلسنت سے خارج ہیں۔ اِن سب پر اپنے عقائد آلہ و خیالات باطلہ سے توبہ فرض

---

[۲] امام احمد رضا خاں، مجدد، فتاوی الحرمین، مطبوعہ لاہور سنہ ۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۴ء ص ۲۲، ۲۳

ہے۔ توبہ نہ کریں۔ تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان سے کنارہ کش ہوں۔ ان سے دور رہیں[۵]

جو علمائے اہلسنت شروع میں ندوہ کے اندر شامل ہو گئے تھے۔ جب اُن پر اس کی عیاری کا انکشاف ہوا تو فوراً جدا ہو گئے۔ اور آخر کار اس میں وہی حضرات رہ گئے تھے جنہوں نے ہدایت کو چھوڑ کر گمراہی قبول کی، دنیا کے آرام و راحت کے بدلے آخرت کی ابدی زندگی کو خیرباد کہہ دیا تھا۔ یہ حضرات خود گمراہ ہوئے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے میں شب و روز کوشاں رہتے تھے۔ یعنی۔

رہِ منزل میں سب گم ہیں مگر افسوس تو یہ ہے
امیر کارواں بھی ہیں انہیں گم کردہ راہوں میں

نیچریت کی کالی بلا:۔ نیچریت کی بنیاد رکھنے والے سر سید احمد خانصاحب (المتوفی ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء) تھے، جو انگریزی حکومت کے معتمدِ اعلیٰ اور انگریز پرست مسلمانوں کے مسیحائے قوم تھے۔ انہوں نے شریعتِ مطہرہ کا برٹش گورنمنٹ کی ہدایات کے مطابق دل کھول کر اپریشن کیا اور مقدس اسلام کو مسخ کرنے میں کوئی دقیقہ فرد گزاشت نہیں کیا تھا لیکن اپنی اس روش کو چھپانے اور مسلمانوں کو اپنا گرویدہ بنانے کی خاطر قوم کی ہمدردی اور انہیں علمی میدان میں اٹھانے کا بلند بانگ ڈھول بجایا۔ ہر بدخواہ یہی چال چلتا رہا ہے کہ اپنی بدخواہی اور بے راہ روی کو چھپانے کی غرض سے ایک دو خوشنما باتوں کا التزام کر لیا کرتا ہے تاکہ جب کوئی گمراہی پر الزام دے تو یہ اپنے خوشنما پروگرام کو آگے رکھ دیں۔ اسی طرح جب علمائے کرام سید احمد خاں کی اسلام دشمنی کو ظاہر کرتے، شریعت کو مسخ کرنے کی نشاندہی فرماتے۔ تو اس کے حواری کہنے لگتے کہ یہ مولوی قوم کے دشمن ہیں، مسلمانوں کی ترقی انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتی کہ مسلمانوں کے ایسے خیرخواہ کو اسلام کا دشمن اور دین کا بدلنے والا بتا کر خواہ مخواہ بدنام کرتے پھر رہے ہیں۔

نیچریت کے بانی، جناب سر سید احمد خاں صاحب تھے جو برٹش گورنمنٹ کی خیرخواہی

---

[۵] احمد رضا خاں بریلوی، امام، فتاویٰ الحرمین برجف ندوۃ المین، مطبوعہ لاہور، ص ۲۲

میں اپنی مثال آپ تھے۔ موصوف حکومت کے ہاتھوں میں چوں قلم در دستِ کاتب بنے ہوئے تھے۔ نصاریٰ کے عزائم کو متحدہ ہندوستان میں پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی خاطر انہوں نے اپنی زندگی وقف کر چھوڑی تھی ہمارے خیال میں موصوف کی کارگزاری کا مختصر خاکہ یہ ہے۔

۱:۔ متحدہ ہندوستان کے مسلمانوں کو برٹش گورنمنٹ کا مکمل خیر خواہ بنایا جائے۔

۲:۔ مسلمانوں کو ایسے اسلام کا پیروکار بنا دیا جائے جس کے باعث وہ خواہ مسلمان ہی کہلاتے رہیں۔ لیکن ایک جانب ایمان کی دولت سے محروم رہیں اور دوسری طرف انگریز ہی مال (نظر آئیں۔

۳:۔ قوم کو دینی تعلیم سے ہٹا کر ترقی کرنے کے بہانے انگریزی پڑھنے اور مغربی تہذیب اختیار کرنے پر آمادہ کیا جائے۔ جن حضرات کو اس راستے پر ڈال دیا جائیگا وہ اوّل الذکر دونوں مقاصد کے حصول میں پورے ممد معاون ثابت ہوں گے اور قوم کو تعلیم و ترقی کے میدان میں آگے بڑھانے کے در دکا بھی خوب ڈھول بجائیں گے۔

سرسید احمد خانصاحب کے پہلے دونوں مقاصد اصل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جبکہ آخری مقصد اُس اسلام دشمنی کے کاموں پر محض پردہ ڈالنے کے لیے اختیار کیا گیا تھا دین و ملت کے ہر بدخواہ نے ہمیشہ یہی کیا ہے۔ کہ جہاں وہ دین کی تخریب کے درپے ہوتا۔ وہاں کوئی بظاہر خوشنما پروگرام بھی اپنے منشور کا جزو بنا لیتا تھا۔ اس کا مقصد یہ ہوتا کہ جب متدین طبقے کی تنقید کا نشانہ بنتا ہوگا تو شور مچا دیا جائے گا کہ یہ ناقدین تو قوم کے دشمن ہیں۔ اس کی اصلاح اور ترقی انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتی ہے سا ایسا اصلاحی کام کرنے والے کو بھی دشمن اسلام و بدخواہ ملت کہتے ہوئے انہیں شرم محسوس نہیں ہوتی یہی ہے وہ پُر اسرار راستہ جو ہر نام نہاد مصلح اختیار کرتا رہا ہے — اب قارئین سر سید احمد خانصاحب کی انگریز دوستی اُن کے معتمد اعلیٰ اور سوانح نگار جناب خواجہ الطاف حسین حالی (المتوفی ۱۹۱۴ء) کے لفظوں میں ملاحظہ فرمائیں۔

جو شخص سرسید کی طبیعت اور جبلت سے واقف ہوگا وہ اس بات کو بآسانی

یاد کرے گا۔ کہ جو کچھ غدر کے زمانہ میں گورنمنٹ کی خیر خواہی اور وفاداری ان سے ظہور میں آئی وہ کسی خلعت یا انعام وغیرہ کی توقع پر مبنی نہ تھی۔ سب سے بڑا انعام اپنی خدمت کا یہی سمجھتے تھے کہ اس نازک وقت میں ان سے کوئی امر اخلاق اور شرافت اور اسلام کی ہدایت کے خلاف سرزد نہیں ہوا۔ مگر گورنمنٹ نے خود ان کی خدمات کی قدر کی اور ان کے صلے میں ایک خلعت قیمتی ایک ہزار روپے کا اور دو سو روپیہ ماہوار کی پولیٹیکل پنشن دو نسلوں تک مقرر کی [۵۱] جناب حالی پانی پتی کا یہ بیان بھی خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔

میرٹھ میں ان کے پہنچنے اور بیمار ہونے کا حال سن کر مسٹر کری کرافٹ ولسن جو کہ وہاں جج اور سپیشل کمشنر تھے، ان کو دیکھنے کو آئے اور سر سید سے کہا کہ ـــــ تم ایسے نمک حلال نوکر ہو کر ایسے نازک وقت میں تم نے سرکار کا ساتھ نہیں چھوڑا، باوجودیکہ ضلع بجنور میں ہندو مسلمانوں میں کمال عداوت تھی۔ مگر جب تم کو اور ڈپٹی رحمت خاں کو ضلع سپرد کرنا چاہا۔ تو تمہاری نیک خصلت اور اچھے چلن اور سرکار کی نہایت طرفداری کے سبب تمام ہندوؤں نے جو ضلع میں نامی چودھری اور بڑے رئیس تھے۔ کمال خوشی اور آرزو سے تم مسلمانوں کا اپنے اوپر حاکم بننا قبول کیا۔ بلکہ خود درخواست کی کہ تمہیں سب ہندوؤں پر ضلع میں حاکم بنائے جاؤ۔ سرکار نے بھی تم کو اپنا خیر خواہ اور نمک حلال نوکر جان کر کمال اعتماد کے ساتھ ضلع کی حکومت کو سپرد کی اور تم اسی طرح نمک حلال اور وفادار سرکار کے رہے اس کے صلہ میں اگر تم ایک تصویر بنا کر پشتہا پشت کی یادگاری اور تمہاری اولاد کی عزت اور فخر کے لئے رکھی جائے تو بھی کم ہے [۵۲]

موصوف نے سرسید احمد خاں صاحب کی انگریز دوستی اور برٹش نوردی کے متعدد ثبوت دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا۔

اگر فرض کر لیا جائے کہ سرسید کی تمام کامیابیوں کا مدار اسی رسوخ اور اعتبار پر تھا تو بھی اصل سبب ان کی راستبازی اور سچائی ٹھہرے گی۔ کیونکہ برٹش گورنمنٹ میں ایک

---

۵۱ حالی پانی پتی، شاعر، حیات جاوید، مطبوعہ لاہور ص ۱۳۸

۵۲ ایضاً: ص ۱۳۳

نیشنل (   ) کا اس قدر رسوخ و اعتبار پیدا کرنا جب تک کہ اس کی وفاداری اور خلوص کا سونا سخت امتحان کی آگ پر تایا نہ گیا ہو۔ ہرگز ممکن نہیں۔ [1]

سرسید احمد خانصاحب اسلامیان ہند کو بھی گورنمنٹ کی وفاداری اور برٹش نوازی کا سبق یوں پڑھایا کرتے تھے۔

ہم جو یہ کہتے ہیں کہ ہماری منصف گورنمنٹ مسلمانوں کے ساتھ ہے، اس کی بہت روشن دلیل یہ ہے کہ ہماری قدر دان گورنمنٹ نے خیر خواہ مسلمانوں کی کیسی قدر و منزلت اور عزت و آبرو کی، انعام و اکرام اور جاگیر و پنشن سے نہال کر دیا ہے۔ ترقی عہدہ اور افزونی مراتب سے سرفراز کیا ہے۔ پھر کیا یہ ایسی بات نہیں ہے کہ مسلمان نازاں ہوں اور دل و جان سے اپنی گورنمنٹ کے شکر گزار اور ثنا خواں رہیں۔ [2]

سرسید احمد خانصاحب کا انگریزوں کی معصومیت پر بھی ایمان و عقیدہ تھا جس کا حالی صاحب نے یوں ذکر فرمایا ہے۔

ان (سرسید احمد خاں) کی نہایت پختہ رائے تھی کہ ہندوستان کے لئے انگلش گورنمنٹ سے بہتر، گو کہ اس میں کچھ نقص بھی ہوں۔ کوئی گورنمنٹ نہیں ہو سکتی اور اگر امن و امان کے ساتھ ہندوستان کچھ ترقی کر سکتا ہے تو انگلش گورنمنٹ کے ہی ماتحت رہ کر سکتا ہے وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ ــــ گو ہندوستان کی حکومت کرنے میں انگریزوں کو متعدد لڑائیاں لڑنی پڑی ہوں۔ مگر درحقیقت نہ انہوں نے یہاں کی حکومت بزور حاصل کی اور نہ مکر و فریب سے۔ بلکہ درحقیقت ہندوستان کو کسی حاکم کی اس کے اصلی معنوں میں ضرورت تھی۔ سو اسی ضرورت نے ہندوستان کو ان کا محکوم بنا دیا۔ [3]

سرسید احمد خانصاحب کا پہلا مقصد برٹش نوازی تھا کہ متحدہ ہندوستان کے مسلمانوں کو بیک بینی و دو گوش انگریز بہادر کے قدموں میں جھکا کر اس کا وفادار اور بندہ بے دام بنا دیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ مذکورہ حوالے اس امر کی وضاحت کے لئے کافی و وافی ہیں جبکہ

---

[1] الطاف حسین حالی، شاعر، حیات جاوید، مطبوعہ لاہور، ص ۶۶۳

[2] ایضاً ص ۱۸۷ [3] ایضاً، ص ۶۸۲

تفصیل کے شائقین معارفِ رضا، جلد اوّل کی طرف رجوع کرسکتے ہیں ـــــ موصوف کا دوسرا مقصد دینِ برحق میں تحریف کرنا اور مسلمانوں کو ایسا خانہ ساز اسلام بناکر دینا تھا کہ انگریز بہادروں کی خوشنودی حاصل ہوجائے اور اِدھر اُس جدید اسلام کے ماننے والے گو مسلمان ہونے کا دعویٰ ہی کرتے ہیں۔ لیکن ایمان نام کی کوئی چیز اُن کے دلوں میں باقی نہ رہے۔ اس کے سبب وہ اُن تمام فیوض و برکات سے محروم ہوجائیں جو قسامِ ازل نے اہلِ ایمان کا مقدر کررکھی ہیں ـــــ چنانچہ اس دوسرے مقصد کو حاصل کرنے کی خاطر موصوف مسلمانوں کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہتے تھے کہ وہ انجیل کو بھی قرآن کریم کی طرح تحریف لفظی سے محفوظ تسلیم کرلیں۔ ایسا باور کرانے کی خاطر وہ مسلّمہ بزرگوں کا نام خواہ مخواہ استعمال کرکے مسلمانوں کو اس بات کی ترغیب دیا کرتے تھے۔

خواجہ الطاف حسین حالی کا یہ بیان مذکورہ حقیقت کے سمجھنے میں معاون ہوسکتا ہے

نیز محققین اور اکابر اسلام مثل امام اسمٰعیل بخاری، امام فخر الدین رازی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وغیرہم کے اقوال سے یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ جس طرح عیسائی کتب مقدسہ میں تحریف لفظی کے قائل نہیں ہیں اور جس قسم کی تحریف کو عیسائی محققوں نے تسلیم کیا ہے صرف اس قسم کی تحریف آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے کتب مقدسہ میں پائی جاتی ہے [1]

سرسید احمد خاں صاحب چاہتے تھے کہ متحدہ ہندوستان کے مسلمان جس نظر سے قرآن کریم کو دیکھتے ہیں اُسی نظر سے انجیل کو بھی دیکھنے لگ جائیں۔ اس مقصد کے حصول کی خاطر انہوں نے بائبل کی ایک تفسیر لکھی تھی اور اس تلقین و ارشاد پر انہوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگادیا تھا موصوف کی اس کاوش کے بارے میں حالی پانی پتی یوں رقمطراز ہیں۔

یہ تفسیر جو انجیل کو بجائے لغو سمجھنے کے، جیسا کہ اب تک خیال تھا، واجب التعظیم بیان کرتی ہے اور اس کا ثبوت خود قرآن سے دیتی ہے اس قابل ہے کہ اس کا ترجمہ مسلمانوں کی ہر زبان میں اور بالخصوص عربی میں ہو۔ کیونکہ مسلمانوں کے واسطے اس

---

[1] الطاف حسین حالی، شاعر، حیات جاوید، مطبوعہ لاہور، ص ۱۶۸

سے زیادہ مفید بات اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ وہ انجیل کو اسی عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جائیں جس نگاہ سے وہ قرآن کو دیکھتے ہیں [۵۲]

یہ تھا مسلمانوں کو مسلم نما عیسائی بنانے کا علی گڑھی منصوبہ کہ قرآن و انجیل کو ایک نظر سے دیکھا جائے۔ ایک ہی طرح کی غیر محرف کتابیں مانا جائے۔ کوئی قرآن پر عمل کرے یا موجودہ انجیل پر بہر حال وہ علی گڑھی مسلمان ہی کہلائے گا۔ دوسری جانب قرآن کریم کی واضح تعلیمات کو مسخ کرنے اور انہیں اپنی مرضی کے قالب میں ڈھالنے کا موصوف نے ایک جامع منصوبہ تیار کر لیا تھا اور اپنے اس جدید اسلام کو موصوف تہذیب الاخلاق وغیرہ پرچوں کے ذریعے قوم کے سامنے پیش کرتے رہتے تھے۔ سرسید احمد خاں صاحب نے اسلامی تعلیمات میں دو قسم کی تحریفیں کیں۔ ایک وہ جن کے بارے میں ان کے قاریوں کا دعویٰ تھا کہ اکابر میں سے کوئی نہ کوئی ان باتوں میں سرسید صاحب کا مؤید ہے۔ تحریفات کی دوسری قسم وہ ہے جن کے متعلق موصوف کے لیے ان والنصار کو امت محمدیہ میں سے کوئی برائے نام تائید کرنے والا بھی نہیں مل سکا۔ قسم اول کے اختلافات کی فہرست حالی صاحب نے یوں پیش کی ہے۔

۱:۔ اجماع حجت شرعی نہیں ہے۔

۲:۔ قیاس حجت شرعی نہیں ہے

۳:۔ تقلید واجب نہیں ہے۔

۴:۔ قرآن کا کوئی حکم جو ایک آیت میں بیان ہوا تھا کسی دوسری آیت سے منسوخ نہیں ہوا۔ اور نہ قرآن کی کسی آیت کی تلاوت منسوخ ہوئی اور سورۂ بقرہ کی اس آیت سے کہ ما ننسخ من اٰیۃ او ننسھا۔ قرآن کی کسی آیت کا ناسخ اور کسی کا منسوخ ہونا مراد نہیں ہے بلکہ اس کا بعض آیتوں سے شرائع سابقہ کے بعض احکام کا منسوخ ہونا مراد ہے۔

۵:۔ قرآن میں کسی طرح کی زیادتی یا کمی یا تغیر و تبدل واقع نہیں ہوا۔ وہ جس طرح اور جس قدر نازل ہوا تھا اسی قدر زمانۂ نزول سے آج تک محفوظ ہے اور جن روایتوں

---

[۵۲] ایضاً: ص ۱۷۲

سے زیادتی یا کمی یا تغیر و تبدل کا ہونا یا بعض صحابہ کے اقوال سے قرآن کا توارد ہونا پایا جاتا ہے وہ سب موضوع اور مفتری ہیں۔

۶:۔ صحاح ستہ بلکہ صحیحین کی بھی تمام حدیثوں کو جب تک کہ اصول علم حدیث کے موافق اُن کی جانچ نہ کی جائے قابل وثوق نہیں سمجھنا چاہیئے۔

۷:۔ شیطان یا ابلیس کا لفظ جو قرآن مجید میں آیا ہے اُس سے کوئی وجود خارج عن الانسان مراد نہیں ہے بلکہ خود انسان میں جو نفس امارہ یا قوت بہیمیہ ہے، وہ مراد ہے۔

۸:۔ طیور منخنقہ جن کو نصاریٰ نے گلا گھونٹ کر مار ڈالا ہو۔ مسلمانوں کو اُن کا کھانا حلال ہے۔

۹:۔ چونکہ خبر واحد میں احتمال صدق و کذب باقی رہتا ہے اس لئے جو اعتراض اخبار احاد کی بنا پر اسلام کی نسبت کئے جاتے ہیں، اسلام ان کا جوابدہ نہیں ہے۔

۱۰:۔ سوا اُن کفار و مشرکین کے جن کا قرآن کی اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔ یا جو اس آیت کے مصداق ہوں کہ "انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم" تمام کفار و مشرکین سے دوستی و موالات کرنا جائز ہے۔

۱۱:۔ عہد عتیق اور عہد جدید کی کتابوں میں تحریف لفظی واقع نہیں ہوئی بلکہ صرف تحریف معنوی ہوئی ہے۔ مگر اسی کے ساتھ اُن کا اول سے آخر تک الہامی ہونا اور غلطی سے پاک ہونا غیر مسلم ہے۔

۱۲:۔ ہر شخص اُن مسائل میں جو قرآن یا حدیث صحیح میں منصوص نہیں ہیں آپ اپنا مجتہد ہے۔

۱۳:۔ حضرت ہاجرہ جو اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں ہیں وہ جیسا کہ بعض روایتوں میں مذکور ہے، درحقیقت لونڈی نہ تھیں بلکہ رقیون بادشاہِ مصر کی بیٹی تھیں۔ اور رقیون نے اُن کو صرف تربیت کے لئے حضرت سارہ کے ساتھ کر دیا تھا۔

۱۴:۔ وضع و لباس وغیرہ میں کفار کے ساتھ تشبہ شرعاً ممنوع نہیں ہے۔

۱۵:۔ قرآن کی کسی آیت سے جبر یا اور کسی سے قدر پر استدلال کرنا جیسا کہ متکلمین نے اپنے اپنے مذہب کی تائید کے لئے کیا ہے، مقصد شارع کے برخلاف ہے کیونکہ جن آیتوں سے اس مسئلہ کو استنباط کیا جاتا ہے اُن آیتوں سے بندوں کے مجبور یا مختار ہونے کا تصفیہ کرنا مقصود نہیں ہے۔ ورنہ آنحضرت مسئلہ مذکور کے متعلق بحث کرنے والوں پر غضبناک ہو کر یہ نہ فرماتے کہ اَ بِہٰذَا اُمِرْتُمْ اَمْ بِہٰذَا اُرْسِلْتُ۔

۱۶:۔ معراج اور شق صدر دونوں رؤیا میں واقع ہوئے ہیں نہ کہ بیداری میں، کیا مسجد حرام سے مسجد اقصےٰ تک اور کیا مسجد اقصےٰ سے آسمانوں تک۔

۱۷:۔ اگرچہ ممکن ہے کہ جس طرح انسان سے فروتر مخلوقات موجود ہے اسی طرح اُس سے بالاتر مخلوقات جس کا ہم کو علم نہیں، موجود ہو لیکن ملائک یا ملائکہ کے الفاظ جو قرآن میں وارد ہوئے ہیں اُن سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ جدا مخلوق انسان سے بالاتر ہے بلکہ خدا تعالےٰ نے جو مختلف قویٰ اپنی قدرت کاملہ سے مادے میں ودیعت کئے ہیں جیسے پہاڑوں کی صلابت، پانی کا سیلان، درختوں کا نمو، برق کی قوت جذب و دفع و امثال ذالک انہیں کو یا ملائکہ کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

۱۸:۔ آدم اور ملائکہ اور ابلیس کا قصہ جو قرآن میں بیان ہوا ہے یہ کسی واقعہ کی خبر نہیں ہے بلکہ یہ ایک تمثیل ہے، جس کے پیرایہ میں انسان کی فطرت اور اُس کے جذبات اور قوت بہیمیہ جو اُس میں ودیعت کی گئی ہے اُس کی برائی یا دشمنی کو بیان کیا گیا ہے۔ اور اس قسم کی اور بھی متعدد تمثیلیں قرآن میں موجود ہیں۔

۱۹:۔ معجزہ دلیل نبوت نہیں ہو سکتا۔

۲۰:۔ قرآن میں آنحضرت صلعم سے کسی معجزہ کے صادر ہونے کا ذکر نہیں ہے۔

۲۱:۔ آیۂ الذین اٰتینٰھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم میں جو ضمیر مفعول لفظ یعرفون میں ہے وہ جیسا کہ عام مفسرین لکھتے ہیں۔ آنحضرت کی طرف عائد نہیں ہوتی بلکہ جیسا ابن عباس قتادہ ربیع اور ابن زید سے منقول ہے تحویل قبلہ کے معاملہ کی طرف پھرتی ہے، جس کا ذکر اس آیت سے پہلے اور اس کے بعد کیا گیا ہے۔

۱۲۲۔ آیت میراث سے وصیت کا حکم جو آیۂ وصیت میں والدین اور دیگر ورثا کے لئے تھا منسوخ نہیں ہوا۔ پس جو وصیت وارث کے حق میں کی جائے وہ نافذ ہے۔

۱۲۳۔ جو لوگ مشکل سے روزہ رکھتے ہیں وہ آیۂ "وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین" کے بموجب روزوں کے بدلے فدیہ دے سکتے ہیں۔ بعض دیگر علماء فدیہ کی اجازت کو خاص کر معمر لوگوں کے لئے مخصوص سمجھتے ہیں مگر سرسیّد کے نزدیک یہ حکم عموماً اُن سب لوگوں کے لئے ہے جن کو روزہ رکھنا شاق ہو خواہ بڈھے ہوں خواہ جوان لیکن بہ نسبت فدیہ دینے کے اُن کو روزہ رکھنا بہتر ہے۔

۱۲۴۔ جس ربا یعنی سود کی حرمت قرآن میں بیان ہوئی ہے اس سے اُسی قسم کا ربا مراد ہے۔ جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں عرب میں جاری تھا اور جس کی مثال ہمارے ملک کے سود خواروں مرہٹوں میں، جن کا پیشہ سود خوری ہے۔ پائی جاتی ہے۔ مگر اس سے اس منافع کی حرمت جو پرامیسری نوٹوں پر لیا ہے ثابت نہیں ہوتی۔ اس کے سوا کسی گورنمنٹ یا کمپنی کو جو ملک کی ترقی کے لئے روپیہ قرض لے اُس کو سود پر روپیہ دینا یا کسی جماعت کا کسی رفاہِ عام کے کام کے لئے چندہ جمع کرے، اُس روپے کا سود میں لگانا اور اس کے منافع سے رفاہِ عام کے کام کرنا یہ بھی ربا میں داخل نہیں ہے۔

۱۲۵۔ شہداء کی نسبت جو قرآن میں آیا ہے کہ اُن کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اس سے اُن کا علوِ درجات اور روحانی خوشی اور دنیا میں مثل قابل تقلید چھوڑ نا مراد ہے، نہ یہ کہ وہ درحقیقت زندہ ہیں اور مثل زندوں کے کھاتے پیتے ہیں۔

۱۲۶۔ قرآن میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے حضرت عیسٰی کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا ثابت ہو۔

۱۲۷۔ صُور کا لفظ جو قرآن میں متعدد جگہ آیا ہے اُس سے فی الواقع کوئی آلہ مثل نرسنگھے یا سنکھ یا تری یا قرنا کے مراد نہیں ہے۔ بلکہ یہ محض استعارہ ہے کہ جس طرح ترہی کی آواز پر لشکر جمع ہو جاتے ہیں اسی طرح خدا کی مشیت اور ارادے سے بعث و حشر واقع ہوگا۔

۲۸:- خدا تعالیٰ کی ذات و صفات اور اسماء و افعال کے متعلق جو کچھ قرآن یا حدیثوں میں بیان ہوا ہے۔ وہ سب بطریق مجاز و استعارہ و تمثیل کے بیان ہوا ہے اور اسی طرح معاد کے متعلق جو کچھ بیان ہوا ہے وہ بھی سب مجاز پر محمول ہے نہ حقیقت پر۔

۲۹:- قرآن میں جو خدا کا زمین و آسمان کو چھ دن میں پیدا کرنا بیان ہوا ہے، اس سے کسی واقعہ کی خبر دینی مقصود نہیں ہے۔ بلکہ صرف یہودیوں کے اس اعتقاد کی تردید مقصود ہے کہ خدا تعالیٰ نے زمین و آسمان کو چھ دن میں پیدا کرنے کے بعد ساتویں دن آرام لیا اور اسی لئے جو کچھ اُن کا عقیدہ خلق زمین و آسمان کی نسبت تھا اُس کو قرآن میں اُسی طرح بیان کر کے فرمایا کہ "وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ" کیونکہ شارع کا مقصد حقائق اشیاء سے بحث کرنا یا جو باتیں حقائق کے برخلاف ہوں اُن پر ردّ و قدح کرنا نہیں ہے بلکہ جو خیالات لوگوں کے دل میں خدا کی واحدانیت اور قدرت و عظمت کے خلاف تہ نشین ہوں اُن کا زائل کرنا ہے۔

۳۰:- قرآن میں جا بجا قدیم قوموں میں بدیاں اور بداخلاقیاں پھیل جانے کے بعد اُن پر طرح طرح کے عذاب نازل ہونا اور کسی قوم کو آندھی اور طوفان سے، کسی کو زلزلہ سے، کسی کو ٹڈیوں اور دیگر حشرات کے مسلط کرنے سے اور کسی کو کسی اور کسی کو کسی عذاب سے برباد کرنا بیان ہوا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ درحقیقت اُن کے گناہ اور معاصی عذاب نازل ہونے کا باعث ہوئے تھے بلکہ ابتدائے آفرینش سے یہ خیال تمام قوموں میں چلا آتا تھا کہ جو ہولناک حادثے دنیا میں واقع ہوتے ہیں وہ انسان کے گناہوں کی کثرت کے سبب واقع ہوتے ہیں اور انبیائے کرام کا کام یہ ہے کہ جن خیالات پر لوگ مجبول ہوئے ہیں۔ اگر وہ خیالات مقاصد نبوت کے منافی نہیں ہیں بلکہ اُن کی تائید کرنے والے ہیں تو وہ اُن خیالات کی صحت یا غلطی سے کچھ تعرض نہیں کرتے بلکہ اُنہیں خیالات کے موافق اُن سے خطاب کرتے ہیں۔

۳۱:- خدا کا دیدار کیا دنیا میں اور کیا عقبیٰ میں، نہ ان ظاہری آنکھوں سے ممکن ہے نہ دل کی آنکھوں سے۔

۳۲:- قرآن مجید میں جو جنگ بدر و حنین کے بیان میں فرشتوں کی مدد کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے اُن لڑائیوں میں فرشتوں کا آنا ثابت نہیں ہوتا۔

۳۳:- صفاتِ باری تعالیٰ عین ذات ہیں نہ غیر ذات اور نہ لا عین ولا غیر، جیسا کہ اشاعرہ کا مذہب ہے۔

۳۴:- حضرت عیسٰے کا بن باپ کے پیدا ہونا کسی بات سے ثابت نہیں ہوتا۔

۳۵:- کوئی امر عادت الٰہی یا قانونِ طبیعی کے خلاف کبھی وقوع میں نہیں آتا۔

۳۶:- قرآن میں جو کفار سے بطور معارضہ کے کہا گیا ہے کہ تم اس کتاب کے مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ ہونے میں شک کرتے ہو تو اس کی مثل کوئی سورت یا چند آیتیں تم بنالاؤ۔ اس سے جیسا کہ اکثر اہل اسلام خیال کرتے ہیں، یہ مراد نہیں ہے کہ ایسا فصیح کلام تم نہیں بنا سکتے بلکہ یہ مراد ہے کہ ایسا کلام جو عالم اور فلسفی اور حکیم سے لے کر جاہلوں صحرا نشین بدوؤں اور اُونٹ چرانے والوں تک سب کی ہدایت کے لئے یکساں مفید اور سب کی سمجھ اور علم کے موافق ہو۔ بنا لینا تمہاری طاقت اور قدرت سے باہر ہے۔

۳۷:- نبوت کا ملکہ نبی کی اصل فطرت میں ودیعت ہوتا ہے اور جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ اَلنَّبِیُّ نَبِیٌّ وَلَوْ کَانَ فِی بَطْنِ اُمِّہٖ۔ وہ ماں کے پیٹ سے نبی ہوتا ہے اور جس طرح تمام ملکات اور قوئ فطری بتدریج ترقی کرتے ہیں اسی طرح ملکۂ نبوت بتدریج ترقی پاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ کمال کے درجے کو پہنچ جاتا ہے تو اُس سے وہ ظہور میں آتا ہے۔ جو اُس کا مقتضا ہوتا ہے اور جس کو عرفِ عام میں بعثت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اسی لئے جو وحی اُس پر نازل ہوتی ہے وہ کسی ایلچی یا قاصد (یعنی فرشتہ) کی وساطت سے نازل نہیں ہوتی بلکہ خود بخود ایک چیز اُس کے دل سے اُٹھتی ہے اور اسی پر گرتی ہے۔

۳۸:- قرآن سے جنات کا ایسا وجود جیسا کہ عموماً خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ہوائی آگ کے شعلے سے پیدا ہوئے ہیں اور اُن میں مرد و عورت دونوں ہوتے ہیں۔ جس شکل میں چاہتے ہیں ظاہر ہو سکتے ہیں آدمی کو نفع یا نقصان پہنچا سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ ثابت نہیں ہوتا

۳۹:- انبیائے بنی اسرائیل اور قوم بنی اسرائیل کے قصے جو قرآن میں بیان ہوئے

۳۹:۔ انبیائے بنی

ہیں اُن میں جس قدر باتیں بظاہر قانون فطرت کے خلاف معلوم ہوتی ہیں وہ سب در حقیقت اُس کے مطابق بیان کی گئی ہیں مگر مفسدین اہل اسلام نے یہودیوں کی پیروی سے اُن کے معانی ایسے بیان کئے ہیں جو قانون فطرت کے خلاف ہیں۔

۴۰:۔ طوفانِ نوح جس کا ذکر قرآن مجید میں متعدد جگہ آیا ہے، عام نہ تھا بلکہ اُسی قوم اور اُسی ملک میں محدود تھا، جس پر حضرت نوح مبعوث ہوئے تھے۔

۴۱:۔ حضرت اسحاق کی ولادت کے وقت حضرت سارا کی عمر اُس حد کو نہیں پہنچی تھی۔ جبکہ عادۃً اولاد کا ہونا غیر ممکن ہے۔[۱]

سر سید احمد خاں صاحب کے ساتھیوں اور ہم نواؤں کا دعویٰ ہے کہ مذکورہ امور میں اُن کا پیشوا منفرد نہیں تھا بلکہ ہر مسئلے میں اکابر امت سے بعض افراد سر سید صاحب کے ساتھ متفق تھے۔ اُن حضرات کا یہ دعویٰ ایسا ہے جس کا اُن سے ثبوت قطعاً پیش نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن بے خبر مسلمانوں کو اپنا ہمنوا بنانے کی خاطر انہیں اس غلط بیانی میں کوئی قباحت محسوس نہیں ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ اس دعوے کو اُن کے مقلد اور سوانح نگار جناب حالی پانی پتی صاحب نے اسی کتاب میں یوں بیان کیا ہے۔

اگر سر سید کی تصنیفات کو اول سے آخر تک دیکھا جائے تو غالباً مذکورہ بالا مسائل کے سوا اور مسائل میں بھی بہت سے اختلافات نکلیں گے، مگر یہ سب اختلافات ایسے ہیں جن میں سر سید منفرد نہیں ہیں۔ بلکہ ہر ایک مسئلہ میں کم یا زیادہ لوگ اکابر علمائے اسلام میں سے سر سید کے ساتھ متفق الرائے ہیں جیسے امام غزالی، امام رازی، امام الحرمین، قاضی ابن رشد، الشیخ اکبر، شاہ ولی اللہ وغیرہ وغیرہ

اگر کسی کو اُن سب بزرگواروں کے نام اور اُن کے اقوال دیکھنے ہوں تو وہ سر سید کی تصنیفات میں اور مولوی سید مہدی علی خاں کے مضامین میں جو زیادہ تر تہذیب الاخلاق کی پہلی جلدوں میں اور کسی قدر اخیر زمانہ کی جلدوں میں شائع ہوئے ہیں دیکھ لے۔ اُن میں وہ لوگ بھی ہیں جو معجزہ کو دلیل نبوت نہیں سمجھتے، خرقِ عادت کا واقع ہونا محال

[۱] الطاف حسین حالی، شاعر، حیات جاوید، مطبوعہ لاہور، ص ۷۰۴ تا ۷۰۹

سمجھتے ہیں۔ قرآن میں آنحضرت کے کسی معجزہ کا ذکر ہونا تسلیم نہیں کرتے، آیات قرآنی جو بظاہر انبیائے بنی اسرائیل کے معجزات پر دلالت کرتی ہیں اُن کو مآول سمجھتے ہیں۔ عیسےٰ کا بن باپ کے پیدا ہونا تسلیم نہیں کرتے۔ ملائکہ سے قوائے عالم اور شیطان سے انسان کی قوت بہیمیہ و سبعیہ مراد لیتے ہیں۔ جن کے وجود سے جیسا کہ عموماً سمجھا جاتا ہے انکار کرتے ہیں نبی پر متعارف فرشتوں کی وساطت سے وحی کا آنا تسلیم نہیں کرتے۔ قرآن کو محض باعتبار فصاحت و بلاغت کے معجزہ نہیں مانتے۔ شہداء کو دراصل زندہ اور کھاتے پیتے نہیں سمجھتے مبداء و معاد کے متعلق جو کچھ قرآن میں بیان ہوا ہے اُس کو مجازی معنوں پر محمول کرتے ہیں طیور منخنقہ اہل کتاب کا کھانا مسلمانوں کے لیے حلال جانتے ہیں۔ قرآن میں نسخ کے قائل نہیں ہیں۔ غرض کہ جس قدر سرسید کے اختلافات ہم نے اُوپر بیان کئے ہیں۔ اُن میں سے کوئی ایسا اختلاف نہیں ہے جس میں کچھ نہ کچھ لوگ محققین اہل اسلام میں سے سرسید کے ہمزبان نہ ہوں۔ [1]

سرسید احمد خانصاحب نے بعض حقائق و مسائل کو ایسے رنگ میں پیش کیا تھا کہ اس سے پہلے اُمت محمدیہ کے کان اپنے پورے دور میں وہ باتیں سننے سے مجبور رہے تھے۔ موصوف کے حواری اور حاشیہ آرائی کرنے والے حضرات بھی بعض اکابر اُمت کی عبارتوں کو توڑ مروڑ کر اپنے موافق دکھانے اور اُن بزرگوں کو اپنا ہمنوا بتانے سے عمر بھر عاجز رہے تھے۔ بہر حال ایسے اختلافات کو سرسید احمد خانصاحب کے سوانح نگار نے ان لفظوں میں بیان کیا ہے۔

۱:- اسلام نے غلامی کو ہمیشہ کے لئے موقوف کر دیا ہے اور آیۃ "من و فدا" جو سورہ محمد میں ہے۔ وہ نہایت صراحت کے ساتھ اس بات پر دلالت کرتی ہے۔

۲:- دعا ایک قسم کی عبادت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ "الدعا ھو العبادۃ" پس دعا کے مستجاب ہونے سے اُس کا مطلب جس کے لئے دعا کی جاتی ہے، حاصل ہونا مراد نہیں ہے۔ بلکہ جو معنی عبادت کے قبول ہونے کے ہیں، وہی معنی دعا کے مستجاب ہونے کے میں

[1] الطاف حسین حالی، شاعر، حیات جاوید، ص ۶۱۰

۳:۔ آیت یا آیاتِ بیّنات کے الفاظ جو قرآن مجید میں جابجا آتے ہیں اُن سے وہ احکام یا مواعظ و نصائح مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی کے انبیاء پر نازل فرمائے ہیں نہ کہ معجزات جیسا کہ عموماً علمائے اسلام نے بیان کیا ہے۔

۴:۔ حضرت عیسٰے کی نسبت جو یہودی کہتے تھے کہ ہم نے اُن کو سنگسار کر کے قتل کیا اور عیسائی کہتے تھے کہ یہودیوں نے اُن کو صلیب پر قتل کیا تھا یہ دونوں قول غلط ہیں بلکہ بلا شبہ وہ صلیب پر چڑھائے گئے مگر صلیب پر موت واقع نہیں ہوئی اور اسی لئے قرآن میں "ما قتلوہ و ما صلبوہ" کے الفاظ واقع ہوئے ہیں۔ جس سے مراد یہ ہے کہ موت مصلوب کرنے سے مقصود تھی جو واقع نہیں ہوئی۔

۵:۔ اگر مرد کو یہ احتمال بھی ہو کہ وہ متعدد ازدواج میں عدالت کر سکے گا تو اُس کو ایک سے زیادہ جورو کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

۶:۔ سارق کے لئے قطع ید کی سزا جو قرآن میں بیان ہوئی ہے لازمی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر لازمی ہوتی تو فقہاء اُس کو مال مسروقہ کی ایک خاص مقدار کے ساتھ مشروط نہ کرتے اور نیز صحابہ کے وقت میں متعدد موقعوں پر سارق کو صرف قید کی سزا نہ دی جاتی۔

۷:۔ قرآن میں جن اور اجنہ کے الفاظ سے چھپے ہوئے پہاڑی اور صحرائی لوگ مراد ہیں نہ کہ وہ وہمی مخلوق جو دیو اور بھوت وغیرہ کے الفاظ سے مفہوم ہوتی ہے۔

۸:۔ سورہ فیل (الم ترکیف) میں جن الفاظ سے اصحاب فیل پر ابابیل کا کنکریاں پھینکنا مراد لیا جاتا ہے۔ وہ درحقیقت مرض چیچک سے استعارہ ہے۔ جس کی نسبت تاریخ سے ثابت ہے کہ پہلے پہل مرض چیچک عرب میں اُسی سال نمودار ہوا جبکہ ابرہہ نے مکہ پر چڑھائی کی تھی۔

۹:۔ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسٰے اور تمام انبیائے سابقین کے قصوں میں جس قدر واقعات بظاہر خلاف قانون فطرت معلوم ہوتے ہیں جیسے یدِ بیضاء عصا کا اژدہا بن جانا، فرعون اور اُس کے لشکر کا غرق ہونا، خدا کا موسیٰ سے کلام کرنا، پہاڑ پر تجلی کا ہونا گوسالۂ سامری کا بولنا، ابر کا سایہ کرنا، من و سلویٰ کا اترنا، یا عیسٰے کا گہوارہ میں بولنا، خلقِ طیر،

اندھوں اور کوڑھیوں کو چنگا کرنا، مردوں کو زندہ کرنا، مائدہ کا نزول وغیرہ وغیرہ، ان کی تفسیر میں جو کچھ سرسید نے لکھا ہے۔ وہ غالباً پہلے کسی مفسر نے نہیں لکھا۔

۱۰:۔ قرآن مجید میں دو طرح کا کلام پایا جاتا ہے، ایک مقصود اور دوسرا غیر مقصود، پس جو کلام غیر مقصود ہے اس سے کسی بات کے اثبات یا نفی پر استدلال نہیں ہو سکتا مثلاً کفار کے رحمت الٰہی سے محروم ہونے کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ۔ "لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ" چونکہ اصل مقصود ان کے حرمان کا بیان ہے اور اس کو اس پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے اسی لئے اس کلام کو غیر مقصود سمجھا جائے گا اور اس سے اس بات پر کہ آسمان میں فی الواقع دروازے موجود ہیں۔ استدلال نہ ہو سکے گا۔ ۱

۱۱:۔ شریعت اسلامیہ میں تمام احکام دو قسم کے ہیں ایک اصلی اور دوسرے محافظ احکام اصلی۔ جن احکام پر اسلام کی بنیاد قائم ہے۔ وہ صرف احکام اصلی ہیں جن میں حکم ایسا نہیں جو قانونِ فطرت کے خلاف ہو اور دوسری قسم کے احکام فقط احکام اصلی کی محافظت مقصود ہو نہ یہ کہ وہ خود مقصود بالذات ہیں۔ پس ان کی نسبت یہ بحث بالکل بے محل ہے کہ وہ قانونِ فطرت کے مطابق ہیں یا نہیں؟ لیکن چونکہ دونوں لازم وملزوم ہیں اس لئے عملاً دونوں کا درجہ برابر ہے۔ مثلاً نماز کے متعلق اصلی حکم صرف توجہ الی اللہ ہے باقی جس قدر احکام اس سے متعلق ہیں مثلاً وضو وقیام وقعود و رکوع و سجود اور استقبال قبلہ وغیرہ یہ سب اس کے محافظ ہیں اور یہی وجہ ہے کہ مرض یا عذر کی حالت میں سب ساقط ہو سکتے ہیں مگر توجہ الی اللہ کسی حالت میں ساقط نہیں ہوتی لیکن جب تک کوئی عذر مانع نہ ہو دونوں کا بجالانا ضروری ہے ؎

سرسید احمد خانصاحب نے یوں تو اور بھی کئی باتوں میں امت محمدیہ سے اختلاف کیا تھا لیکن اگر صرف مذکورہ بالا اختلافات ہی کو دیکھا جائے تو ان میں سے بیشتر باتیں ایسی نظر آئیں گی جن کا مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی نبوت المتوفی ۱۳۲۶ھ، ۱۹۰۸ء کے نظریات سے اتفاق ہے۔ معلوم کچھ ایسا ہوتا ہے کہ دونوں حضرات ایک ہی پیر کے مرید تھے یا دونوں پہ ایک ہی بارگاہ سے فیضان کا القا ہوتا تھا۔ یہ دیباجہ

موصوف کے عقائد پر نقد و نظر کا متحمل نہیں ہو سکتا اور نہ اتنے سارے مسائل کی تردید کا یہ موقع و محل ہے، کیونکہ موصوف تو برٹش گورنمنٹ کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر پوری شریعت محمدیہ کو الٹی چھری سے ذبح کر دینے کا عزم بالجزم لے کر اٹھے تھے اور پوری سرگرمی سے اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھے۔ عہد غلامی کے ایسے پراسرار حضرات یعنی نام نہاد رہنماؤں اور مصلحوں کی کارگزاری کو دیکھ کر دین و ملت کا ہر بہی خواہ زبانِ حال سے یہی کہہ رہا تھا ؎

زمینِ چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
دکھاتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

سرسید احمد خاں صاحب نے مذکورہ دونوں امور پر پردہ ڈالنے کی غرض سے قومی ترقی کا ڈھول بجانا شروع کیا تھا اور قوم کو یہی باور کرانے کی پوری کوشش کی تھی کہ ان کی ترقی و کامرانی کا راز انگریزی تعلیم حاصل کرنے اور مغربی تہذیب اپنا لینے میں مضمر ہے۔ گویا ترقی کے لئے یہ لازمی ہے کہ مسلمان کو برطانوی مال نظر آنا ضروری ہے۔ جب تک مسلمان کے رگ و پے میں انگریزی تعلیم و تہذیب پوری طرح سرایت نہیں کرے گی اس وقت تک گویا ترقی کی منزلِ مقصود سے دور ہی یہ بدنصیب بھٹکتے پھریں گے۔

اس کام کی ابتدا موصوف نے اپنے گھر سے کی اور اپنے صاحبزادے سید محمود صاحب کو انگلینڈ بھیجا جو وہاں سے بیرسٹری کا ڈپلومہ حاصل کر کے وطن واپس لوٹے تھے۔ حالی صاحب کی تحقیق کے مطابق اس میدان میں بارش کا پہلا قطرہ یہی صاحب تھے اور دوسرے ہندو یا مسلم گھرانوں کو ان کی دیکھا دیکھی اپنی اولاد کو انگلینڈ بھیجنے کا شرف حاصل ہوا تھا[۵]

برٹش گورنمنٹ نے مذہبی تعلیم کو سرکاری درسگاہوں سے نکال باہر کیا جب وہ تعلیم صرف دینی مدرسوں میں محدود ہو کر رہ گئی اور ایسے مدارس کی سرپرستی سے ادھر تو

[۵] ایضاً: ص ۲۱۴

حکومت نے بالکل ہاتھ اُٹھالیا۔ اور اُدھر یہ سلوک روا رکھا کہ مذہبی درسگاہوں کے فارغ التحصیل اور مہارتِ تامہ رکھنے والوں کو حکومت کے کسی شعبے میں ایک چپڑاسی کی جگہ بھی نہیں رکھا جا سکتا تھا۔ تو روزگار کے لئے سرگرداں پھرنے والوں کا حشر دیکھ کر قوم کا رجحان سرکاری درسگاہوں کی جانب ہوتا گیا اور جن درسگاہوں میں اُن کے قلوب و اذہان کو اسلامی سانچے میں ڈھالا جاتا تھا مسلمان ایسی تربیت گاہوں سے روز بروز دور ہوتے چلے گئے نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ اس مرحلے پر اُس تعلیم کو بیکار شمار کیا جانے لگا جس سے مسلمان بنتے تھے اور سرکاری درسگاہوں میں بچوں کو داخل کروانے پہ زور دیا جانے لگا۔ کیونکہ ان میں پڑھنے سے روزی کا مسئلہ حل ہوتا تھا۔

جب دین سے بے بہرہ اور لاتعلق رکھنے کا یہ مرحلہ آگیا تو حکومت نے ایک تعلیمی نظام جاری کیا جو سررشتہ تعلیم کے نام سے موسوم تھا۔ اس میں انگریزی زبان کے ساتھ اُردو بھی سکھائی جاتی اور بعض دیگر فنون کی تربیت اپنے ڈھب پہ دی جاتی تھی۔ یہ راستہ بھی اگرچہ دین سے بے بہرہ رکھ کر فضولیات میں پھنسانے کا تھا۔ جبکہ انگریزوں کا پورا مقصد صرف انگریزی خوان بنانے سے حاصل ہوتا تھا۔ چنانچہ حصول مقصد کی خاطر سر سید احمد خاں صاحب نے برٹش گورنمنٹ کا ترجمان بن کر سررشتہ تعلیم کو ختم کرنے اور صرف انگریزی زبان میں تعلیم دینے کا حکومت سے یوں مطالبہ کیا تھا۔

سررشتہ تعلیم جو چند سال سے جاری ہے وہ تربیت کے لئے ناکافی ہی نہیں بلکہ ... کرنے والا تربیت اہل ... ہے۔ اور زبان جس کے ذریعے سے اعلیٰ تعلیم ... ہے۔ اس کی حالت ایسی نہیں جس سے تعلیم حاصل ہونا ممکن ہو ... صاف ... کہ اگر گورنمنٹ اپنی شرکت دیسی زبان میں تعلیم دینے سے بالکل اٹھالے اور صرف انگریزی مدرسے اور اسکول جاری رکھے تو بلاشبہ یہ بدگمانی جو رعایا کو گورنمنٹ کی طرف سے ہے، جاتی رہے۔ صاف صاف لوگ جان لیں کہ سرکار انگریزی زبان کے وسیلے سے تربیت کرتی ہے اور انگریزی زبان بلاشبہ ایسی ہے کہ انسان کی ہر قسم کی علمی ترقی اس میں ہو سکتی ہے۔[1]

---

[1] الطاف حسین حالی: شاعر: حیات جاوید، مطبوعہ لاہور، ص ۱۴۴

اسی مقصد کے تحت نیچری حضرات مسلمانوں کو اپنا ہمنوا بنانے اور قوم کو نئے سانچے میں ڈھالنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہتے تھے، مسلمانوں کی تعلیم و تربیت تہذیب و تمدن اور دین و مذہب تک کو بدلنے پر ادھار کھائے بیٹھے تھے ایسے ہی ایک منصوبے کے بارے میں مجدد مأتہ حاضرہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا، جس کے متعلق اس مرد حق آگاہ نے ایسا جواب دیا جو آپ کی دینی اور سیاسی بصیرت پر دلالت کرتا ہے۔

تقلید شخصی:- ہر عامی غیر مجتہد مسلمان پر کسی مجتہد کی تقلید کرنا بموجب تصریحات قرآنیہ کے فرض قطعی ہے۔ اس بات پر امت محمدیہ کا اجماع ہے۔ اہل حق کے جن آئمہ مجتہدین کی تقلید کی جاتی ہے وہ چار ہیں۔

۱:- امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۵۰ھ)

۲:- امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۷۹ھ)

۳:- امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۴ھ)

۴:- امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۴۱ھ) اجتہادی مسائل میں ان چاروں بزرگوں میں سے کسی ایک کی تقلید کی جاتی ہے اہلسنت وجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو ان چاروں مذاہب سے الگ چلے وہ مسلمانوں کے سواد اعظم سے جدا اور گمراہ بے دین ہے۔ مجتہدین کے مختلف درجات اور احکام ہیں۔ جو ان حضرات کے درجات و احکام اور تقلید شخصی کے دلائل معلوم کرنا چاہے اسے حسب ذیل کتابوں کی جانب رجوع کرنا چاہیئے

۱:- انتصار الحق، مصنفہ مولانا ارشاد حسین رامپوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۱۱ھ، ۱۸۹۳ء)

۲:- النہی الاکید، مصنفہ مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۴۰ھ، ۱۹۲۱ء)

۳:- جاء الحق، جلد اول، مصنفہ مفتی احمد یار خاں بدایونی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۱ھ، ۱۹۷۱ء)

کوا خوری :- برٹش گورنمنٹ نے اپنے اقتدار کو مضبوط کرنے اور دوام بخشنے کی خاطر ضروری سمجھا کہ مسلمانوں کے بعض علماء کو خرید کر ان سے مسلمات کے خلاف باتیں کہلوائی جائیں تاکہ ایسی باتوں کی بنا پر ان کی آپس میں ٹھن جائے اور روزانہ تُو تُو میں میں ہوتی رہے۔ اس طرح ان میں کتنے ہی فرقے اور جماعتیں وقت گزرنے کے ساتھ بن جائیں گی۔ جن کے باعث ان کی ملی وحدت پارہ پارہ ہو کر مجموعی قوت بہت گھٹ جائے گی۔ مسلمانوں کے خرمن اتحاد میں آگ لگانے کی خاطر جہاں کتنی ہی خلافِ اسلام باتیں اپنے زر خرید علماء سے کہلوائیں اور شائع کروا کے مسلمانوں میں اضطراب و اختلاف کی لہر دوڑا دی وہاں چند گھنونی باتیں بھی کہلوائیں جن میں سے ایک کوا خوری کا فتنہ ہے فتنے کی یہ چنگاری مسلمانوں کے خرمن اتحاد میں رکھنے والے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی (المتوفی ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء) تھے۔

فتاویٰ رشیدیہ میں موصوف کا یہ فتویٰ موجود ہے۔

سوال :- جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو بُرا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کوا کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا، یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب؟

(مرسلہ حکیم غلام احمد صاحب بچھرایوں ضلع مراد آباد)

جواب :- ثواب ہوگا۔ فقط

دیوبندی حضرات نے جب اس سلسلے میں پھلجھڑی چلانی شروع کر دی کہ بعض اخبارات و رسائل میں حلت زاغ بیان کرنے لگے تو علمائے اہلسنت نے چاروں جانب سے آڑے ہاتھوں لیا۔ رد و تردید کی گرم بازاری ہو رہی تھی۔ کہ مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اس بارے میں سوالات ہوتے رہے۔ اور آپ اجمالی جواب مرحمت فرما دیتے کہ حرام ہے۔ جب ۱۳۲۰ھ کے اندر دو پرچوں میں حلت کے مطبوعہ بیانات دیکھے تو شعبان ۱۳۱۰ھ میں سولہ سوالات پر مشتمل ایک خط جناب گنگوہی صاحب کی خدمت

میں بذریعہ رجسٹری بھیجا۔ موصوف نے رجسٹری وصول کرنے سے انکار کر دیا۔ جو واپس بریلی شریف پہنچی۔ آخر مولانا محمد سلطان الدین سلمٰی رحمتہ اللہ علیہ نے دفع زیغ زاغ کے تاریخی نام سے ایک رسالہ مرتب کیا جس کے اندر فاضل بریلوی کا وہ گرامی نامہ بھی شامل ہے اور عالی جناب گنگوہی صاحب سے ان سوالوں کے جواب کا مطالبہ کیا۔ گنگوہی صاحب اس کے بعد بھی اڑھائی تین سال بقید حیات رہے۔ لیکن جیتے جی جواب کوئی نہ دیا۔ آخر کار خود تو اس جہان فانی سے عالم جاودانی میں چلے گئے۔ لیکن دوسرے فتنوں کی طرح کوا خوری کے فتنے کو بھی اپنی یادگار کی خاطر اسی دنیا میں چھوڑ گئے۔

اس وقت سے آج تک اس مسئلے پر بھی متعدد بار سنی اہلسنت و جماعت سے دیوبندی علماء اس مسئلے پر مناظرہ کر چکے ہیں اور دو تین مواقع تو ایسے بھی اس ناچیز کے علم میں ہیں کہ دیوبندی علماء نے مناظرہ گاہ میں سب کے سامنے کوے کا گوشت کھایا تھا۔ ایسے ہی ایک موقع پر جبکہ عوام کے مطالبے پر دیوبندی مولوی مناظرہ گاہ میں کوے کا گوشت کھا رہے تھے۔ تو اہلسنت و جماعت کے مناظر نے حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "حضرات! آپ کے مطالبے کی رو سے ہم ہار گئے اور دیوبندی مولوی جیت گئے۔ جبکہ حقیقت اپنی جگہ پر قائم ہے۔ کہ کوا حرام ہے۔ حلال ہرگز نہیں ہے چونکہ بات ضد میں آ پڑی ہے اور شکست کی صورت میں رسوائی کا سامنا ہے۔ لہٰذا آج اگر خنزیر پر مناظرہ ہوتا تو ضد میں یہ حضرات اسے بھی یقیناً کھا جاتے۔

تصویر کشی و فوٹو گرافی:۔ بت پرستی کی دنیا میں ابتداء تصویر کشی سے ہوئی اور خصوصاً بزرگوں کی تصاویر میں تو یہ خطرہ اور بڑھ جاتا ہے۔ لہٰذا تصویروں کا بنانا حرام اور رکھنے، چھاپنے بیچنے، خریدنے کی ممانعت کہ سب اس حرام فعل کی اعانت و حوصلہ افزائی ہے۔ اور بت پرستی کی جانب اقدام۔ تصویر کے بارے میں شرعی حکم کی وضاحت کرنے میں مجدد دین و ملت، امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا رسالہ عطایا القدیر فی حکم التصویر

نہ فتاویٰ رشیدیہ کامل ، مطبع سعیدی کراچی ، ص ۴۹۳

ایسی محققانہ شان سے لکھا گیا ہے۔ کہ تحقیق کا حق ادا کر دیا۔ تصویر اور فوٹو کے بارے میں شاید ہی کوئی ایسی صورت ہو جس کا شرعی حکم واضح نہ فرما دیا ہو۔

سماع :- ان پانچوں رسائل کے ساتھ ہی سماع سے متعلق بھی ایک رسالہ شامل کر لیا گیا ہے۔ جو امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلف اصغر مفتی اعظم ہند، مولانا مصطفےٰ رضا خاں دامت برکاتہم العالیہ کا ہے۔ سماع کے جواز کی بھی بزرگوں نے کچھ حدود بیان فرمائی ہیں۔ لیکن دریں ایام تو سماع کی اکثر محفلیں ایسی منعقد ہوتی ہیں جن کی جان ہی گانا بجانا ہے۔ شریعت مطہرہ تو ایسے اُمور کی اجازت نہیں دیتی جبکہ بعض حضرات رقص و سرود اور مزامیر کو مباح قرار دینے میں کوشاں رہتے ہیں تاکہ ایسی محفلوں کے ذریعے اُن کے درجات میں ترقی ہوتی رہے۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ اُن مہربانوں کے درجات کیسے ہیں۔ جن میں ایسے اُمور سے ترقی ہوتی ہے؟

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ مولانا انوار الاسلام قادری رضوی کو جنہوں نے احقر کی خواہش پر ان رسائل کو ایسی ہوش رُبا گرانی کے دَور میں شائع کر کے اس صدی کے مجدد برحق سے اپنے تعلق خاطر کا زندہ ثبوت پیش کر دیا۔ اللہ تعالیٰ جملہ مدعیان اسلام کو حق و باطل میں تمیز کرنے کی توفیق بخشے۔ نیز حق کو اپنانا اور باطل سے پہلو بچانا نصیب فرمائے۔

(آمین)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ گدائے در اولیاء محمد عبد الحکیم خاں اختر

۲۹ صفر المظفر ۱۳۹۲ھ — مجددی، مظہری، شاہجہانپوری دار المصنفین

۲۵ فروری ۱۹۷۲ء — لاہور

نویسندہ :۔ قاضی اقبال حسین خوشنویس بمقام مریدکے (متصل شاہدرہ ٹاؤن، اکبر آباد، لاہور



فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین

۱۳ ۱۷

مُصنّفہ

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، مجدد دین وملت، مولانا الحاج مفتی شاہ محمد احمد رضا خان
سُنّی حنفی قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ العزیز

شائع کردہ
مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ — لاہور

کتبہ شاہ محمد چشتی سیالوی قصوری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

مسلمانو! بحمد اللہ تعالےٰ اس فتوے نے حجت الٰہیہ قائم کردی۔ ندوہ وندویان وجملہ مبتدعان کی اندرونی و بیرونی ضلالتوں کی جڑ کاٹ دی۔ گردن کتردی۔ اب جو نہ دیکھے، کان نہ دھرے، حق سمجھنے کا قصد نہ کرے، روزِ قیامت اس کے لئے کوئی عذر نہ ہوگا، دنیا چند روزہ ہے، واحدِ قہار سے کام پڑنا ہے۔ لہٰذا ایک ذرا تعصب وسخن پروری سے جُدا ہو کر تفکر کرو، تنہائی قبر و ہنگامۂ حشر کا تصور کرو، اس دن نامۂ اعمال کھولے جائیں گے، اس بھڑکتی آگ کو سامنے لائیں گے، اہلِ سنت نجات پائیں گے، اُن کے مخالف نارِ جہنم میں دھکے کھائیں گے، مخالفوں کے ساتھی مخالفوں کے ساتھ ایک رسی میں باندھے جائیں گے، آنریری مجسٹریٹی، ڈپٹی کلکٹری ججی وغیرہ کے منصب کام نہ آئیں گے، صدارت، نظامت، رکنیت وغیرہا یہ سب بکھیڑے یہیں رہ جائیں گے، ہر ایک اپنی اکیلی جان سے، اپنے اعمال اپنے ایمان سے بارگاہِ عدالت میں

حاضر ہوگا ، ہر دل کا راز ظاہر ہوگا ، کوئی جھوٹا حیلہ ہرگز نہ چلے گا ، بات بنانے کو رستہ نہ ملے گا ، عالم الغیوب سوال کرے گا ، دانائے قلوب اظہار لے گا ، وہاں یہ کہتے نہ بنے گی کہ ہم غافل تھے ، کچھ مولویوں نے بہکا دیا ہم جاہل تھے ۔ آج کام اپنے اختیار میں ہے ، رحمتِ الٰہی توبہ کے انتظار میں ہے ، للہ انصاف کی آنکھ کھولو ، حق و باطل میزانِ عقل میں تولو ، وہ کام کر چلو کہ بول بالا ہو ، اللہ و رسول سے منہ اجالا ہو ، دیکھو دیکھو آنکھ کھول کر دیکھو یہ مبارک تحقیقیں یہ مقدس تصدیقیں تمہارے معبودِ عظیم کے پاک گھر سے آئیں ، تمہارے نبی کریم کے شہرِ اطہر سے آئیں سلیس اردو میں ترجمہ ہوگیا ، حق کا آفتاب بے پردہ و حجاب جلوہ نما ہوگیا ، اب اگر آنکھ اٹھا کر نظر نہ ڈالو ، اپنی اندھیری کوٹھری سے سر باہر نہ نکالو ، تو تمہیں کہو کہ کیا عذر کرو گے ، واحدِ قہار کو کیا جواب دو گے ؎

نامہ کاں بخشر خواہی خواند ازہمیں جا سواد باید کرد

گھنٹوں بلکہ دنوں مہینوں قانون کا نون ، دنیوی فنون یا ناولوں افسانوں ، اخبار دل دیوانوں کے مطالعے میں گزارتے ہو خدا کو مان کر ، قیامت کو حق جان کر ، ایک نظر ادھر بھی ، مگر اس کے ساتھ تعصب و نفسانیت سے قطع نظر بھی ، خدا نے چاہا تو یہ اوراق تمہیں بہت کام آئیں گے ، بڑے ہولناک دن کے صدموں سے بچائیں گے ، پھر بھی اگر نازک مزاجی آڑے آئے ، مرزا منشی اپنا رنگ جمائے ، کہ کون اتنے اجزا دیکھنے میں وقت گنوائے ، تو جانے دو یہ تمہارا بھی خواہ تمہارا خیر طلب ، ایک بہت ہی آسان طریقے سے عارض مطلب یعنی ان مبارک فتاوے و تصدیقات کے فوائد و احکام کا نہایت مختصر خلاصہ حاضر کرتا ہے ، اب اس کے دیکھنے میں کیا دن گزرتا ہے ، اسی کے ملاحظہ سے عقائد و

املاکی تصحیح کیجے، جس لفظ میں شک ہو اصل فتوٰے مع ترجمہ موجود ہے مطابق کر لیجے، اے رب میرے توفیق رفیق کر۔ آمین آمین بجاہ سید البشر، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، وعلیٰ آلہٖ و صحبہٖ وبارک وکرم، آمین۔ یہ خلاصۂ احکام، علمائے کرام، معدود سطور کی چند فصلوں میں کامل تمام، ومن اللہ الہدایۃ وبہ الاعتصام۔

فصلِ اوّل

عام بدمذہبوں اور خاص نیچریہ روافض غیرمقلدین تفضیلیہ وہابیہ کے حق میں کیا احکام ارشاد ہوئے اُن سے برتاؤ کیسا چاہیئے

بدمذہب[1] جتنے ہیں سب گمراہ ہیں، فتنہ پرداز ہیں ظالم ہیں ہالک ہیں، اُن[2] کی اہانت واجب، ان کی توقیر حرام، ان سے بغض رکھنے، انہیں اپنے سے دور ہانکنے کا حکم ہے۔ وہ مفسد ہیں انہوں نے دین کو پارہ پارہ کر دیا۔ ان سے میل جول حرام ہے۔ ان سے دوری واجب ہے۔ اہلِ سنت کے سوا سب کلمہ گو اہلِ قبلہ گمراہ فاسق، بدعتی، ناری ہیں۔ صحابہ کرام سے آج تک تمام امتِ مرحومہ کا اس پر اجماع ہے۔ مسلمانوں پر ان کا ضرر کافروں سے زائد ہے۔ ان کی بات لاعلاج مرض ہے۔ ان کے مکر سے پہاڑ ٹل جاتے ہیں، وہ[3] گمراہ و گمراہ گر ہیں۔ شیطان نے جھوٹی طمع کاری کی دلیلیں انہیں سکھادی ہیں، ان کے پاس بیٹھنا جائز نہیں۔

احادیث[4] کا ارشاد ہے ان سے دور بھاگو، انہیں اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں، کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ وہ بیمار پڑیں تو عیادت کو نہ جاؤ، مریں

[1] مقدمۃ الفتوے ۱۲ [2] فتاوائے مکہ معظمہ ۱۲ [3] فتاوائے مدینہ طیبہ ۱۲ [4] فتاوائے حرمین طیبین ۱۲ [5] فتاوائے مکہ معظمہ ۱۲

توجنازے پر نہ جاؤ، ملیں تو سلام نہ کرو۔ ان کے پاس نہ بیٹھو، ساتھ کھانا نہ کھاؤ، پانی نہ پیو، شادی بیاہت نہ کرو۔ ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو۔ ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے بیزار ہیں، وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بے تعلق ہیں، ان پر جہاد کافران ترک و دیلم پر جہاد کی مثل ہے۔ انہوں نے دین کو اوندھا کر دیا۔ یہود و نصاریٰ کی طرح گمراہی کے جوش میں ابل پڑے۔ جب انہیں دیکھو درشتی و سختی و ترش روئی سے پیش آؤ۔ اللہ عزوجل ان سے بغض رکھتا ہے۔ وہ پل صراط پر گزر نہ سکیں گے۔ مکھیوں اور پتنگوں کی مانند آگ میں گر پڑیں گے۔ ان کی بات سننی منع ہے۔ ان کی گمراہی کھجلی کی طرح اڑ کر لگتی ہے۔ جو انہیں جھڑکے اس کا دل اللہ تعالےٰ امن و ایمان سے بھر دے۔ جو ان کی اہانت کرے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اسے اس بڑی گھبراہٹ سے پناہ بخشے، ان کے علماء کبیرے ہیں۔ زبان کے عالم دل کے منافق ہیں۔ ان کے ہاتھوں امت کی خرابی ہے۔ ان سے خدا کی پناہ مانگو، ان سے بڑھ کر امت پر کسی کا اندیشہ نہیں، بدمذہب تمام جہان سے بدتر ہیں، سگ و خوک سے بدتر ہیں، جہنم کے کتے ہیں۔ وہ دجال سے بھی زیادہ اندیشہ ناک ہیں۔ ان کا نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، عمرہ، فرض، نفل کچھ قبول نہیں۔ وہ اسلام سے نکل گئے جیسے آٹے سے بال۔ بدمذہب اگر حجرِ اسود و مقامِ ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اور صابر و طالبِ ثوابِ خدا رہے جب بھی اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں ڈالے۔ وہ سب جہنمی ہیں انہوں نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال دی۔ ان سے بچو، جو ان سے بغض رکھ کر ان سے منہ پھیرے اس کا دل چین اور اطمینان سے بھر جائے

---

[1] فتاوائے حرمین طیبین ۱۲ [2] فتاوائے مکہ معظمہ ۱۲ [3] فتاوائے حرمین طیبین ۱۲ [4] فتاوائے مکہ معظمہ ۱۲ [5] فتاوائے مدینہ طیبہ ۱۲

جو ان کی اہانت کرے اللہ تعالیٰ اس کے سو درجے جنت میں بلند فرمائے۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعض اصحاب معاصی سے منہ پھیر لیا اور ان کے سلام کا جواب نہ دیا پھر بدمذہب تو بدمذہب ہے۔ صحابہ و تابعین و ائمہ دین نے ان کی بات کا جواب نہ دیا۔ ان کے سلام کا جواب نہ دیا۔ ان کے پاس بیٹھنے کو منع فرمایا۔ انہیں بات نہ کرنے دی۔ قرآن کی آیت اپنے سامنے پڑھنے یا کوئی حدیث بیان کرنے نہ دی۔ ایک نے فرمایا جو ان کے یہاں جائے ہمارے پاس نہ آئے۔ ایک نے قسم کھائی کہ بدمذہب سے کبھی بات نہ کروں گا۔ ان کے جنازے پر نہ گئے۔ ان کی نماز نہ پڑھی۔ اہلِ مدینہ نے بدمذہب کو شہر سے نکال دیا، جہاں گیا وہاں بھی لوگ اس کے پاس نہ بیٹھے، ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی، حدیث ترک کی۔ ان سے حدیث لینے کی ممانعت فرمائی۔ انہیں دجّال بتایا۔ مسجد میں ان کے پاس کھڑے ہونے سے حذر کی۔

ائمہ فرماتے ہیں ان کے جلسے میں نہ جائے۔ ان کے پاس نہ پھٹکے۔ عیدوں اور خوشی کے وقتوں میں انہیں مبارکباد نہ دے۔ مرے پیچھے ان کا نام لے تو دعائے رحمت نہ کرے۔ اللہ کے لئے ان سے عداوت اور اس میں ثوابِ عظیم کی امید رکھے جب بدمذہب سامنے سے آتا ہو تو دوسری راہ سے چلا جائے۔

نیچری زندیق ہیں، دشمنانِ دین ہیں، فاسق ہیں۔ انہیں اسلام سے اصلاً لگاؤ نہیں، وہ سخت خبیث کافر مرتد ہیں۔ ان کی کلمہ گوئی اور نماز بہ قبلہ محض بے سود اور ان کی تاویلیں سراسر مردود۔ جو ان کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔ وہ ڈین

---

۱ فتاوائے حرمین طیبین ۱۲ ۲ فتاوائے مکہ معظمہ ۱۲ ۳ فتاوائے مدینہ طیبہ ۱۲ ۴ فتاوائے مکہ معظمہ ۱۲ ۵ مقدمۃ الفتوی ۱۲
۶ فتاوائے مکہ معظمہ ۱۲ ۷ تصدیق دوم ۱۲

سے نکل گئے زے ملحد[1] ہیں، دین وملت سے یکسر خارج۔

رافضی[2] زیاں کار ہیں۔ دین وسنت کے رافض وتارک ہیں۔ تبرائی[3] کے کفر میں اختلاف[4] ہے اور ان میں جو بعض ضروریاتِ دین کا منکر ہے جیسے ہمارے بلاد کے رافضی اور ان کا مجتہد وہ قطعاً کافر مرتد ہیں۔ رافضی[5] دین سے خارج ہیں، زے ملحد[6]، اسلام وملت سے باہر ہیں۔ عرش[7] کے گرد ملائکہ کے جہان کے جہان آباد ہیں جو ان پر لعنت کر رہے ہیں۔ جو اُن[8] میں تبرا پر ثواب جانے یا اسے مباح ہی مانے وہ بالاجماع کافر ہے۔

وہابی[9] فاجر ہیں۔ دین وسنت کے دشمن ہیں، یہ گمراہ فرقہ ہے۔ ان پر شیطان غالب آیا کہ ان کو ذکرِ خدا بھلایا۔ یہ شیطان کے گروہ ہیں، سن لو شیطان ہی کے گروہ زیاں کار ہیں جو ان میں امکانِ کذب مانتے ہیں اللہ عزوجل کو عیب لگاتے ہیں۔ جو ختمِ نبوت کے معنی آخر النبیین کے سوا گھڑتے ہیں، کافر ومرتد ہیں۔ وہابیہ دین سے باہر ہوئے، ملحد[10] ہیں، اسلام ودین سے خارج ہیں۔

تفضیلیہ[11] گمراہ ہیں، غیر مقلدین گمراہ ہیں، بدعتی ہیں جہنمی ہیں، مخالفانِ اجماع ہیں خدا کے مخذول ہیں، غضبِ الٰہی میں گرفتار ہیں، انہیں سنّی بتانا سخت گمراہی ہے۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنا بشدت منع ہے۔ ائمہ[12] کی تقلید اور ان کی اطاعت بحکمِ قرآن وحدیث واجب ہے۔ جو اماموں پر طعن کرے حدیث فرماتی ہے کہ وہ منافق ہے اگرچہ نماز، روزہ، حج، عمرہ، جہاد کرتا ہو۔[13]

---

[1] تصدیق پانزدہم ۱۲ [2] مقدمۃ الفتویٰ ۱۲ [3] فتویٰ مکہ معظمہ ۱۲ [4] تصدیق دوم ۱۲ [5] تصدیق پانزدہم ۱۲ [6] تصدیق شانزدہم ۱۲ [7] فتویٰ مدینہ طیبہ ۱۲ [8] مقدمۃ الفتویٰ ۱۲ [9] فتویٰ مکہ معظمہ ۱۲ [10] تصدیق دوم ۱۲ [11] تصدیق پانزدہم ۱۲ [12] فتویٰ مکہ معظمہ ۱۲ [13] فتویٰ مدینہ طیبہ ۱۲

فصلِ دوم

ندوے کے مقصدِ اتحاد و اتفاق پر کیا حکم صادر فرمائے

فصلِ اول میں بدمذہبوں سے میل جول کا حال معلوم ہو چکا۔ اس مقصدِ مفسد کے متعلق جو تہدیدیں مفتیانِ کرام نے ارشاد فرمائیں وہ سن لیجئے:۔

ان سے اتفاق[1] اتحاد حرام ہے۔ حدیث سے ثابت کہ ان کے پاس بیٹھنا ان کے ساتھ کھانا پینا دلوں کو انہی کی طرح کر دیتا اور لعنتِ الٰہی کا مستحق بناتا ہے۔ علما فرماتے ہیں ان کے پاس بیٹھنا انتہا درجے کی بلاکی اور کمال زیاں کی طرف کھینچ لے جاتا ہے۔ حدیث[2] میں ہے ان کے ساتھ کھانا پینا، پاس بیٹھنا سب معصیت ہے۔ جو ایسا کرے گا عذاب دیا جائے گا اور بنی اسرائیل کی طرح ملعون ہو جائے گا۔ ان کے رنگ پکڑنے کا کوئی رستہ پاس بیٹھنے سے زیادہ قریب تر نہیں۔ علما فرماتے ہیں ان کی مجالست آیاتِ قرآنیہ سے منع ہے۔ پاس بیٹھنے والوں کے دل کالے ہو جاتے ہیں۔ قبولِ حق و خیر و رحمت کے قابل نہیں رہتے۔ حدیث میں ہے ساٹھ ہزار بدوں کے ساتھ چالیس ہزار اچھے ہلاک کئے گئے کہ یہ ان کے ساتھ کھاتے پیتے تھے۔ جو ان[3] سے محبت رکھے گا بحکمِ احادیثِ صحیحہ انہی کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔ ائمہ فرماتے ہیں اس کے عمل حبط ہو جائیں گے۔ نورِ ایمان اس کے دل سے نکل جائے گا۔ یہ مقصدِ اتفاق و اتحاد شیطانِ لعین کا مقصد ہے جس سے وہ کمزور مسلمانوں کو گمراہ کیا چاہتا ہے۔ اس میں تمام مسلمانوں کی خیانت ہے جو عذر اس مقصد پر ناظمِ ندوہ وغیرہ نے گھڑے سب مکرِ فاسد و فریب کاسد ہے۔ ان کے

---

[1] فتاویٰ حرمین طیبین ۱۲ [2] فتوائے مدینہ طیبہ ۱۲ [3] فتوائے مکہ معظمہ ۱۲

کبیرہ گناہوں سے یہ عذر بدتر ہے۔ واللہ یہ اتفاق واتحاد نہیں اللہ و رسول سے مخالفت و نفاق ہے۔

فصل سوم

ندوے نے بدمذہبوں کی تعظیم کی انہیں جلسۂ مذہبی کا رکن بنایا۔ اس پر علما نے کیا ارشاد فرمایا

فصل اول میں گزرا کہ ان کی توہین واجب اور تعظیم حرام ہے۔ خاص اس باب میں فرمایا یہ حرام ہے، دین میں گمراہی ہے، کمزور مسلمانوں کو نقصان پہنچانا اہل اسلام کو گمراہ بنانا ہے۔ حدیث میں ہے جو کسی بدمذہب پر سلام کرے یا کشادہ پیشانی سے اُسے ملے یا اس کے ساتھ کسی ایسی بات سے پیش آئے جس سے اس کا دل خوش ہو، اس نے قرآن عظیم و شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کی۔ متعدد احادیث میں ہے جو کسی بدمذہب کی توقیر کرے اس نے اسلام کے ڈھانے میں مدد دی۔

فصل چہارم

بدمذہبوں کی تعریفیں جو ندوے میں چھپیں اس پر کیا حکم دیا

ندوے کا نیچریوں کو مسلمان بتانا مدائح دینیہ سے ان کی مدح کرنا کفر ہے۔ رافضیوں میں جو کافر ہیں ان کی یہ مدحیں کفر ہیں ورنہ سخت شنیع حد درجے کی قبیح اور بحکم حدیث موجب غضب الٰہی ہیں۔ ندوہ رافضیوں کی ان مدائح سے رافضی اور غیر مقلدوں کی ان تعریفوں سے صریح غیر مقلد ہے۔ مذہب ناپاک خوارج و معتزلہ کے مطابق ایک دو دمتوے کی تعریف و

---

۱ تصدیق شانزدہم ۱۲ ۲ فتوے مکہ معظمہ ۱۲ ۳ فتوائے مدینہ طیبہ ۱۲ ۴ فتاویٰ حرمین طیبین ۱۲ ۵ فتوائے مکہ معظمہ ۱۲

استحسان سے ناظمِ ندوہ خسرانِ عظیم میں ہے۔ ناظم نے ایک مداحِ کفّار کو بزرگانِ اسلام میں گنا اور اس کے کلماتِ کفریہ کی ستائش کی۔ یہ ناظم کا کلمۂ کفریہ ہے۔ ناظم نے بعض منکرانِ ختمِ نبوت کو حکیم امتِ محمد یہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھا یہ مستلزمِ کفر و عذابِ شدید ہے۔

فصلِ پنجم

ندوے نے ردِّ بد مذہباں کا انسداد کیا اسے خودکشی و نفسانیت قرار دیا اس پر سرکارِ مفتیانِ کرام سے کیا حکم لیا

ردِّ[1] بدعت باجماعِ امت اہم فرائضِ دینیہ سے ہے۔ اس کے ترک کی طرف بلانے والے اجماعِ امت کے خارق ہیں، جماعتِ ملت کے معارق ہیں۔ بدعت و اہلِ بدعت کے دوست ہیں، سنت و اہلِ سنت کے بدخواہ ہیں۔ فرض سے روکتے ہیں، حرام کا حکم دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت کی طرف بلاتے ہیں، بحکمِ حدیث ایسوں پر خدا و ملائکہ و آدمیان سب کی لعنت ہے۔ ان کا فرض و نفل سب مردود ہے۔ یہ مذہبِ اہلِ سنت کو ضرر پہنچانا ہے، بدمذہبوں[2] کا رد اور ان پر انکار، رد و انکارِ کفار سے زیادہ ضروری و اہم ہے۔ حدیث[3] میں ہے ایک بستی کے اٹھارہ ہزار نیک لوگ جن کے اعمالِ صالحہ اعلیٰ درجے کے تھے صرف اس وجہ سے ہلاک کئے گئے کہ انہوں نے معاصی پر رد و کد چھوڑ دیا تھا۔

حدیث میں ہے کہ نیک لوگ اگر خاموشی اختیار کریں تو وہ بھی عذاب میں شریک ہوتے ہیں۔ حدیث میں ہے ایسے وقت علم کا ظاہر کرنے والا منکرِ قرآن کی مانند ہے۔

---

[1] فتوے مولانا منظر ۱۲ [2] فتاوائے حرمین طیبین ۱۲ [3] فتاوائے مدینہ طیبہ ۱۲

فصلِ ششم

ندوے کے اقوالِ ضلالت پر جو بحوالہ صفحہ اس کی کتابوں سے نقل کیے گئے علمائے کرام نے کیا حکم دیئے؟

ندوے[1] کے اقوال جھوٹی گپیں ہیں، باطل باتیں ہیں، ان میں اللہ عزوجل پر افترا ہے۔ ائمہ دین پر طعن ہے۔ سنت وجماعت سے خروج ہے۔ حرام قطعی کا حکم دینا ہے۔ فرضِ عظیم کو حرام کرنا ہے۔ شرعِ مطہر سے ضد باندھنا ہے۔ مسلمانوں کو ضرر پہنچانا ہے۔ صریح ضلالت کی طرف بلانا ہے، ظلم ہے، نئی شریعت دل سے گھڑنا ہے۔ خارجیوں معتزلیوں کا مذہب ہے۔ عقائد اہلِ سنت و آیاتِ قرآنیہ کا انکار ہے۔ عقائدِ اسلامیہ پر سخت جرأتِ قبیحہ ہے۔ اللہ عزوجل سے لڑائی ہے۔ اس کے اولیاء سے دشمنی ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا ہے۔ قرآن عظیم کی تفسیر اپنی رائے ناقص سے بنائی ہے۔ نیچریوں کی خبیث جھڑپ ان کے دل میں سمائی ہے۔ رفض ہے۔ غیر مقلدی ہے۔ خرقِ اجماع ہے۔ حُبِ بدعت ہے۔ بغضِ سنت ہے۔ لعنتِ الٰہی کی طرف دعوت ہے۔ اللہ و ملائکہ سے استحقاقِ لعنت ہے۔ اتباعِ مقصدِ شیطان ہے۔ انکارِ قرآن[2] ہے۔ اعانتِ[3] ہدمِ ایمان ہے۔

ان کے سب اقوال[4] کا ماحصل یہ ہے کہ قیدِ مذہب اٹھادیں اور حق و باطل ملادیں اور سنت و بدعت اور اہلِ سنت و اہلِ بدعت سب کو ایک بنادیں۔ ان اقوال میں سنت کی توہین ہے، بدعت کو سہل جاننا ہے، حق کی مذمت ہے، باطل کی مدحت ہے، ائمہ اسلام پر سخت اہانت کی طعن ہیں، گمراہ پاجیوں کی بڑی بڑی تعریفیں ہیں یہاں تک کہ بالیقین کفر والحاد کے اقوال ہیں۔ باقی احکام متعلقہ اقوال فصلِ آئندہ میں ملاحظہ ہوں۔

---

[1] فتوائے مکہ معظمہ ۱۲ [2] فتوائے مدینہ طیبہ ۱۲ [3] فتاوائے حرمین طیبین ۱۲ [4] فتوائے مکہ معظمہ ۱۲

فصل ہفتم

علمائے کرام نے حضرات اراکین ندوہ کے اقوال و افعال متعلقہ ندوہ پر ان کی کیا کیا قدر افزائی فرمائی

ان میں جو کھلے بدمذہب تھے ان کا حال فصل اول سے ظاہر اور باقی تمام فصول سابقہ کا بھی حضرات اراکین ہی سے تعلق واضح کہ وہ انہیں کے اقوال و افعال کے جلوے تھے جن پر علماء نے وہ حکم لکھے۔ ان میں خاص جو اپنے آپ کو سنی کہنے کا ادعا کرتے ہیں وہ بھی سفہا، جہال، خدا ناترس، علم دین سے بے بہرہ، صدارت پسند، شہرت طلب، دنیا پرست، بندۂ شکم تھے اور اب تو خلصے زہر در شہد و نفاق در دل گندم نما جو فروش، قید مذہب اٹھانے والے، نیا دین بنانے والے، اور انہیں تمام احکام فصل اول کے مستحق ہو گئے۔

حضرات اراکین والاتمکین سخت مکار، مضل، کذاب، مزور، ہالکین، مفسدین اہل باطل ہیں، صریح گمراہی میں غیر مقلدین کے شریک ہیں، وہ کجی و کفر و ضلالت والے ہیں، ملحد، معاند، متمرد، دین اسلام سے خارج ہیں، گمراہ بدعتی ہیں، جاہل غبی ہیں، کیا ڈرتے نہیں کہ اللہ عزوجل اسلام پر غیرت فرما کر انہیں عذاب کے شکنجے میں لے، کیا اعتقاد نہیں رکھتے کہ روز قیامت اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہے اس کے حضور فضیحت ہوں گے۔ ان کا حال اس اونٹ کا سا ہے جو کنوئیں میں گر پڑا اب دم پکڑ کر کھینچا جاتا ہے، وہ دشمنان دین ہیں، اسلام سے یک لخت نکل گئے، وہ ضال مبتدع ہالک

---

۱ مقدمۃ المقدسہ ۱۲ ۲ فتاوائے مکہ معظمہ ۱۲ ۳ تصدیق اول ۱۲ ۴ تصدیق چہارم ۱۲ ۵ تصدیق ہفتم ۱۲
۶ تصدیق ہشتم ۱۲ ۷ تصدیق دہم ۱۲

ہیں ، ان کے عقائد باطل ہیں ، اُن کے قواعد کج و عاطل ہیں ، وہ ملحدین بددین ہیں ، مکار[1] ہیں مفسدین ہیں ، انؔ ندیوں گمراہوں کے حق میں اللہ عزوجل کا یہ قول صادق آتا ہے کہ ایک گروہ پر گمراہی ثابت ہوگئی ، انہوں نے اللہ عزوجل کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست و حمایتی بنا لیا اور گمان یہ رکھتے ہیں کہ ہم ہدایت پر ہیں ۔ اللہ تعالیٰ جلد ان کی شوکت زائل فرمائے کہ زمانے کی گردن پر بار ہو رہی ہے ۔ عظمت والا سبحانہٗ و تعالےٰ انہیں رسوا کرے ، وہ اللہ تعالےٰ سے منکر و کافر ہو چکے ، ان کی ساری کوشش دنیا میں کھپ گئی اور ہیں اس گھمنڈ میں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں ۔ ندوئی[2] فرقہ باطل و اہی بٹ دھرم ہے ، دین سے خارج ہے ، طائفۂ ندوہ باطل کا گروہ ہے ، ملحدوں کی جماعت ہے ، ملتِ اسلام سے باہر ہے ،

اے[3] قلیل و ذلیل لوگو ، ہوائے نفس والو ، تم خود بھی بھکے اور اَوروں کو بھی بہکاتے ہو ، تمہارا حال اس مثال کے مصداق ہے جو عمدہ لوگوں نے کہا ہے کہ بعض لوگ روپے کے لئے آگ میں جلنا اور جنیؤ باندھنا پسند کرتے ہیں ، رَتے کی محبت میں سنگے یعنی گمراہی پر مرتے ہیں ۔ ناظم[4] کے نزدیک عقائدِ اہلِ سنت علمِ دین سے خارج ہیں ان کا بتانا ہدایت ہی نہیں ان میں عوام جو چاہیں اعتقاد کرلیں کچھ پروا نہیں ۔ ناظم نے خارجیوں معتزلیوں کا عقیدہ مانا ، آیاتِ قرآنیہ کی تکذیب کی ۔ ناظم نے ایک بدعت کفریہ والے کو بزرگِ اسلام کہا دوسرے کو حکیم امت لکھا ۔ یہ ناظم کے کلمات کفریہ ہیں ۔ حضرت ناظم صاحب ہالک گمراہ ہیں ، سنت و اہلِ سنت کے بدخواہ ہیں ، ضال مضل دھوکے باز فریبی ، حرام کنندہ

---

[1] تصدیق یازدہم ۱۲ [2] تصدیق دوازدہم ۱۲ [3] تصدیق سیزدہم ۱۲ [4] تصدیق پانزدہم ۱۲ [5] تصدیق شانزدہم ۱۲ [6] فتوائے سنیٰ علم

فرضِ قطعی، محکومِ نفس و شیطاں، مخالفِ شرع خائنِ مومناں، جناب ناظم صاحب آپے سے گزر کر اُڑ چلے، اور دینِ حق کی انتہا درجہ کی مخالفت پر تلے۔

آروی کے دل سے عقائدِ اسلام کی گرہ کھل گئی، وہ بددین ملحد زندیق بے دین بے مثال مضل مردود احمق ہے، اس کا قول ملعون ہے، کوئی مسلمان اس کی طرح نہ بکے گا۔ اس نے نئی شریعت دل سے نکالی، اس نے اسلام کی رسّی اپنی گردن سے اتار ڈالی۔ اس نے ایک نامسلمان گورنمنٹ کو رب العالمین سے برابر کیا۔ اس نے فرضِ اجماعی کو حرام ٹھہرا دیا۔ جو کفر وہ امام ابوحنیفہ و امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر لازم کرتا تھا خود اپنے منہ اپنے سر لیا۔ ناظم و آروی دونوں جھوٹے ہیں، دونوں نے ائمۂ دین کی توہین کی، دونوں شیطانی وسوسے میں ہیں، دونوں کا قول نجس ناپاک خبیث مردود گمراہی ہے۔ اللہ عزوجل پر بہتان ہے۔

ع ق دہلوی نے اہلِ سنت کے عقائد رد کر دیئے، وہ اپنے اقوال میں کھلا گمراہ، حق پرستم و لا سرکش متکبر سخت جاہل ہے، اس کا نور جاتا رہا، اس کا دل اندھا ہو گیا۔ وہ صریح کذاب ہے، اس نے حضراتِ عالیہ صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مستحقِ امامت و خلافت ہونا بھی قطعی نہ رکھا، بلکہ اس کے نزدیک کلام اللہ کا محفوظ و کامل ہونا بھی قطعی نہیں۔ اس نے دین و ملت، اسلام و شریعت سب کی توہین کی، اس کا حکم لزومِ کفر تک پہنچ گیا۔

ع ہ انصاری گمراہ ہے، مفتری علی اللہ ہے، بدگوئے ائمہ ہے، خارج عن السنۃ ہے، فرضِ قطعی کا حرام کنندہ ہے، اس نے لعنتِ الٰہی کی طرف بلانے سے بھی سخت تر بات کہی۔ ا ہ غازی پوری نے فرضِ قطعی کو حرام کر دیا۔ وہ اور اس کے ساتھی جو اس مذہب میں صلح کر کے مل گئے سب گمراہ و گمراہ گر ہیں۔ ناظم نے جسے ندوے کی پہلی برکت کہا وہ حقیقۃً ندوے کی پہلی نحوست ہے

محمد شاہ صدر دوم ندوہ و ناظم و دہلوی و آروی و انصاری سب غیر مقلد ہیں، وہابیوں، رافضیوں کے گرگے ہیں۔ صریح گمراہی میں ان کے شریک ہیں، انہوں نے شرع مطہر سے ضد باندھی اور مسلمانوں کو مضرت دی۔ کھلے عام گمراہی کی طرف بلانے والے ہیں۔ انہوں نے اجماع امت توڑا، جماعت کو چھوڑا، محب بدعت ہیں، بدخواہ سنت ہیں، مانع طاعت و آمر معصیت ہیں، داعی امت بسوئے لعنت ہیں۔

بالجملہ حضرات اراکین سب اہل سنت سے خارج ہیں۔ ان سب پر اپنے عقائد ضالہ و خیالات باطلہ سے توبہ فرض ہے۔ توبہ نہ کریں تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان سے کنارہ کش ہوں، ان سے دور رہیں۔ جو احکام ناظم و آروی و حقانی و محمد شاہ وغیرہم خاص خاص لوگوں کے اقوال ضلالت پر ہیں وہ صرف انہی پر مقتصر نہیں بلکہ تمام اراکین جنہوں نے ان کی اجازت دی، انہیں پڑھوایا، انہیں چھپوایا یا شائع کرایا وہ سب انہیں احکام الحاد و ضلال و افتراء بر خدا و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و عداوت حق و اعانت باطل کے مورد ہیں۔ کفر پر رضا کفر صریح ہے اور ہر قبیح بات پر اس کی مانند قبیح۔

فصل ہشتم

علماء کرام نے خود ندوۂ شریفہ کے کیا کیا مناقب ارشاد فرمائے؟

جس قدر احکام ان سب فصول میں گزرے ظاہر ہے کہ وہ سب ندوے ہی کے واسطے

یے ع آخر سے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست، باقی بھی سن لیجیے۔

ندوہ عموم فساد ہے۔ ہجوم الحاد ہے، ہدایت کا رد حق کا انسداد ہے۔ ہوا پرستی ہے

لہ ... [illegible]

فتنہ ہی آتش بلا ہے ۔ فسادوں کی انجمن ہے ۔ مکروں کی سبھا ہے ، بہرا فتنہ ہے ، اندھی بلا ہے، تاریک اندھیری ہے ۔ جلسۂ ندوہ مذہبِ اہلِ سنت وجماعت کی توہین کرتی ہے ، اہلِ سنت کی بدخواہ ہے ، اللہ ورسول (جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ومومنین سب کی خائن ہے ۔ حرام کراتی اور فرض سے بچاتی ہے ، احکامِ الٰہیہ سے ضد باندھتی ہے ۔ اس کی شرکت بڑی آگ ہے ۔ مال یا بدن سے اس کی اعانت گناہوں کا انبار ہے ، ندوہ[۱] باطل ہے ، نری ہوائے نفس وپیروی شیطان ہے ۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس میں نہ جائیں ۔

ظاہراً یہ انجمن کافروں کے مکر پنہاں سے قائم ہوئی جس پر اس کا نام ندوہ ہی دلیل ہے ۔ گمان یہی ہوتا ہے کہ اس مجلس سے ان کی مراد اپنے انہی دوستوں کی سنتیں جگانا ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دشمنی میں ندوہ بنایا تھا (کجی[۲] ہے ، بدعت ہے ، دشمنانِ[۳] دین کا مکر ہے ۔ ٹیڑھے[۴] چلنے والے فسادیوں کا جال ہے ۔ اس کی شرکت جائز نہیں ۔ وہ ظالم ہیں ، جو ان کی طرف جھکے گا اسے دوزخ کی آگ چھوئے گی ۔ ندوہ[۵] غفلت کا پردہ ہے ، ندویوں پر سخت افسوس ہے اس ایک گھونٹ چلو پر مگن ہیں ، کیا سامری کا قصہ کہانی سمجھے ہیں ، سامری وہ نہیں جو ہاتھ کے کنگن پاؤں کی چوڑی مانگے تانگے کی لیکر اس سے ایک بچھڑا بنائے ۔ بلکہ پورا سامری وہ ہے جو لوگوں میں نام وقبول حاصل کرنے کو کہانیاں گاتے اور[۶] نشانِ اثرِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی کچھ حدیثیں لے کر احمقوں کو فریب سے رجھائے وہ جس نے لوگوں کے سنگار گہنا پاتا مال متاع لے کر اپنی گردن پر بوجھ لئے اور مانگ

۱؎ [illegible] ۲؎ تصدیق دوم ۱۲ ۳؎ تصدیق ہشتم ۱۲ ۴؎ تصدیق دہم ۱۲ ۵؎ تصدیق یازدہم ۱۲ ۶؎ تصدیق دوازدہم ۱۲ ۷؎ تصدیق شانزدہم ۱۲

جان کے آرائش کے سامان اکٹھے کئے اور ندوے کی سی تھیں جما کر طلایا، اور ملے پرستش کا بت بنایا۔ اس کا عیب نہیں دیکھتی مگر رفعت والی جان، اور اس کی مہمل بانگ نہیں سنتے مگر علم والے کان، جو یہودیوں کی طرح سیدھی راہ سے نہ پھیرے، غرض ندوے کے جلسے میں جانا حرام ہے مگر عالم دین کو جبکہ وہاں جا کر ان کی گمراہیوں کا رد کرے۔

فصلِ نہم

ندوے کے مقاصد و اقوال و افعال کے باطل و مردود و ضلال ہونے میں جو فتوے فاضل بریلوی جناب مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب نے لکھا علمائے کرام عرب نے اس کی کیا کیا مدح و تحسین فرمائی!

افضل[1] مصنفات ہے، مصنف نے خوب لکھا اور فائدہ بخشا۔ صحیح[2] جواب ہیں، اپنے باب میں بے نظیر، ان میں شک نہ لائے گا مگر منافق بے یقین، یا کوئی دشمن حق صواب سے کنارہ گزیں، یہ جواب قرآن و حدیث سے مستحکم کئے ہوئے ہیں، ملحدوں کے دلوں پر نیزوں کا کام کر رہے ہیں۔ یہ معزز تصنیف ہے جسے مصنف نے جید و مفید لکھا، صواب[3] کے موافق، قرآن و حدیث کے مطابق ہے۔ فائدہ لینے والے کو کافی و نافع، اور گمراہ[4] باغیوں کی جڑ بنیاد کی قامع، شریعت مطہرہ کی یقینی دلیلوں کی جامع، پُر زور[5] جواب ہیں صحیح[6] و صواب

---

[1] فتوائے مدینہ طیبہ ۱۲، [2] تصدیق اول ۱۲، [3] تصدیق دوم ۱۲، [4] تصدیق سوم ۱۲، [5] تصدیق چہارم ۱۲

[6] تصدیق پنجم ۱۲، [7] تصدیق ششم ۱۲

ہیں جس قدر فتوے ان مسائل میں لکھے گئے سب سے بہتر ہیں، علومِ مصنف کے استحکام پر دلیل ہیں، عجیب[1] رسالہ ہے، احادیث وارشادات علماء سے چنا ہوا، کتاب[2] وسنت سے مؤید، اللہ عزوجل کی رضا کا باعث، جس کے مضمون بھی کامل اور عبارت بھی کامل، ایسی تصنیف پر اکثر حفاظِ علوم کو قدرت نہیں، حق[3] وصواب ہے، موافق سنت وکتاب ہے، بات ملیح، اور زبان فصیح، اللہ تعالیٰ اس سے اپنے بندوں کو نفع پہنچائے۔ قلم[4] برداشتہ تحریر ہے اور مفید اور نافع، گمراہوں کی باطل باتوں کی دافع، ہم تو ہلال کا نور تلاش کر رہے تھے یہ بے پردہ آفتاب نظر آیا، کامل[5] ہے اور نہایت نصیحت وصواب کو شامل، اس کی عبارت فضل مصنف پر دلیل ہے، کس قدر خوب وفیض بخش ہے۔ اسے تعجب کا جامہ تو اس نے پہنایا کہ مصنف بریلی میں مقیم اور تصنیف کو ہندوستان کی کچا ہند اور دہقانوں کے توتلے پن سے صاف بچا لیا، اللہ تعالیٰ اس سے پڑھنے والوں اور طالبوں کو نفع دے، مصنف نے خوب لکھا اور بے عیب لکھا اور علم سکھایا اور فائدہ بخشا، اور مفسدوں کا مکر جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیا، سود[6] مند و زود نوشتہ ہے کہ درستیٔ دین کے لئے جمع کیا گیا، اور اس کی روش متین کے نشانوں کی طرف اس نے ارشاد کیا، فضل وکمال میں اس کے فائق ہونے پر آنکھیں اور دل گواہی دے رہے ہیں، سب ناظم وناثر اس کی فصاحت کے حضور گردن جھکاتے ہیں، آیات واحادیث کو جامع ہے، قدم بقدم ان کی پسندیدہ روش کا تابع ہے، نادر مثال ہے، فضل کی آیت ہے جس سے آگے کوئی بڑے فضل والا نہ بڑھے، خوب وجید ونافع ہے اور اہلِ کجی وفساد

---

[1] تصدیق ہفتم ۱۲ [2] تصدیق ہشتم ۱۲ [3] تصدیق نہم ۱۲ [4] تصدیق دہم ۱۲ [5] تصدیق یازدہم ۱۲ [6] تصدیق دوازدہم ۱۲

کے مکر کی دافع[1]۔ اس کی عبارت معاندین بیدین کے دلوں میں محلوں کے برابر چنگاریوں سے شرارہ فشاں ہے، اور اس کی ورق گردانی میں جو کاغذ کی آواز نکلتی ہے وہ نصرت الٰہی کے ساتھ بال جنباں ہے۔ اللہ عزوجل زمانہ و اہل زمانہ کو اس عجالے سے بہرہ مند کرے اور اس کے جوابوں کی خوبی سے اہل علم و ارباب دانش کو فائدہ بخشے۔ درشت[2] جواب ہیں، اپنے باب میں لاجواب ہیں۔ سبقت لے جانے والے علم اور تعجب میں ڈالنے والے ذہن سے پیدا ہوتے ہیں۔ قرآن و حدیث ان کے مساعد ہیں۔ اصحاب علم و ارباب دانش ان کی صحت پر شاہد ہیں ان کے مطالعہ سے میری آنکھ ٹھنڈی اور سینہ کشادہ اور خاطر شگفتہ ہوئی۔ اللہ سے دعا ہے کہ اس تحریر سے تمام بلاد میں اپنے عباد کو نفع بخشے۔ کامل[3] جواب ہیں، باطل فرقوں کے رد ہیں۔ گویا وہ گوہر ہیں کہ شیریں لفظوں سے بنے۔ خدا کے عطیے ہیں زور بازو سے نہیں ملتے اللہ کے لئے ہے اس کلام کی خوبی کہ تمام و کمال کمال ہے۔ وہ[4] جولانی ہے جس میں کہیں کوتاہ سخنی نظر نہ آئے۔ مصنف نے کلام کو وسعت و پاکیزگی دی اور جوابوں میں جودت و خوبی رکھی۔ اہل حق و کمال کو نافع اور گردن اہل زیغ و ضلال کی قاطع ہیں۔ مصنف نے جید افادے کئے۔ تیغ براں ہے اس کی ہر دلیل پر دلیل قائم ہے کہ کسی کی گفتگو سے جنبش نہ کھائے۔ ہر سطر گویا تاج جواہر نگار کا کنارہ ہے۔ یہ جواب حق و باطل میں روشن فیصلہ کرنے والے ہیں اور نرم و درشت کو چھان کر جدا کر دینے والے۔

فصل دہم

حضرات علمائے عرب نے اس رسالے کے صلے میں مصنف

---

[1] تصدیق سیزدہم ۱۲ [2] تصدیق چہاردہم ۱۲ [3] تصدیق پانزدہم ۱۲ [4] تصدیق شانزدہم ۱۲

ممدوح دام بالفتوح کو کن کن مدائح جلیلہ سے یاد فرمایا؟

مذہب[1] اہلِ سنت وجماعت کی نصرت ویاوری اور مذہب اہلِ تزلیغ وکفر وضلالت کی پردہ دری کی طرف داعی۔ فاضل[2] رفیع القدر، محکم قدم، سردار[3] فاضل، علامۂ کامل، اس تحریر میں تمام علمائے اسلام کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر دیا۔ مصنف[4] کی خوبی اللہ کے لئے ہے کس قدر حاذق اور کتنا خوبیوں والا ہے۔ عالم[5] علامہ ہے۔ فاضل فہامہ ہے۔ راسخ العلم ہے۔ عمائد میں ایسا ہے جیسے آدمی کی بدن میں آنکھ، بے نظیر[6] علامہ ہے۔ بلند ہمت، صاحب مجد ہے۔ اللہ کے لئے ہے اس کی نکوئی۔ کثیر[7] العلم، عزیز الفہم، تیز[8] ذہن، علوم کا کمال ماہر، علم کو حسن دینے والا، روشن خاطر ہے۔ عالم[9] علامہ، عمدگان اخیار کا پیشوا ہے۔ اس کا قصد صرف مسلمانوں کی خیر خواہی اور انہیں راہ ہدایت کا دکھانا ہے۔ بڑے علم عظیم[10] والا فاضل ہے، تمام محققین کا جس پر اعتماد ہے، اہلِ علم ویقین میں انتخاب ہے۔ میں وہ زبان نہیں پاتا جس سے اس کی تعریف کروں اور مجھ جیسا ایسے عالم کامل کی کہاں مدح کر سکے۔ ثریا تک ہاتھ کیونکر پہنچے، عالم[11] علامہ، جلیل مشہور فاضل، پیشوائے اخیار ہے، عالم[12] علامہ، حبر فہامہ، پرہیزگار[13] ستھرا، عالم عامل، فاضل کامل، ادیب عاقل، حسب نسب والا، تمام علوم منطوق ومفہوم کا جامع، شریعت روشن کا زندہ کرنے والا، طریقت پسندیدہ کو قوت دینے والا، سعید فرشتہ، یکتا آسمان، چراغ زماں، عالم کثیر الفہم۔

---

[1] تصدیق اول ۱۲ [2] تصدیق دوم ۱۲ [3] تصدیق سوم ۱۲ [4] تصدیق چہارم ۱۲ [5] تصدیق ششم ۱۲ [6] تصدیق ہفتم ۱۲ [7] تصدیق ہشتم ۱۲ [8] تصدیق دہم ۱۲ [9] تصدیق یازدہم ۱۲ [10] تصدیق دوازدہم ۱۲ [11] تصدیق سیزدہم ۱۲ [12] تصدیق پانزدہم ۱۲ [13] تصدیق شانزدہم ۱۲

فصل یازدہم

علمائے کرام عرب نے مصنف ممدوح کو کن کن دعاؤں سے شاد فرمایا

اللہ[1] تعالیٰ اسے اسلام و مسلمین کی طرف سے بہتر جزا دے اور اس کی کوشش قبول فرمائے اور اس کی عزت، اس کا جمال، اس کا کمال دنیا و آخرت میں ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین۔ اللہ[2] تعالیٰ اس کے امثال زیادہ کرے اور اس کا انجام اچھا فرمائے اور ہمارا اور اس کا خاتمہ جنت و رضائے الٰہی پر کرے۔ اللہ[3] تعالیٰ اس کا نگہبان ہو، اور ہم سب کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گروہ میں اٹھائے۔ اللہ اسے اس کام پر نیک جزا دے۔ اور اس کے فعل سے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھ ٹھنڈی کرے۔ مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ اس کی درازیٔ عمر سے مسلمانوں کو بہرہ مند کرے اور اسے امت مرحومہ کی طرف سے افضل جزا دے۔ اللہ تعالیٰ[4] اسے دنیا و آخرت میں ہماری اور سب مسلمانوں کی طرف سے بہتر جزا عطا کرے اور ہمیں اور سب اہل اسلام کو اس کے علوم سے نفع بخشے جب تک سورج چمکیں اور ستارے طلوع کریں۔ اللہ[5] تعالیٰ ہر مقام احمد ہر منصب ستودہ تر کو پہنچائے، اور اپنی سب میں بہتر جزا اسے عطا فرمائے اور دین متین کی حاجتوں کے وقت کام آنے کے واسطے اسے ذخیرہ بنائے، اور مدتہا مدت[6] تک اس کے سے لوگ اہل سنت میں بکثرت پیدا کرے۔ آمین۔

اللہ[7] عزوجل سب سے بلند تر فردوس کے غرفوں میں اپنے پیارے انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اسے بلند رسائی دے۔ ایسا ہی کر اے پروردگار سارے

---

۱ تصدیق اول ۱۲ ۲ تصدیق دوم ۱۲ ۳ تصدیق سوم ۱۲ ۴ تصدیق چہارم ۱۲ ۵ تصدیق ششم ۱۲ ۶ تصدیق ہفتم ۱۲ ۷ تصدیق ہشتم ۱۲

جہان کے۔ اللہ[1] عزوجل اسے سب مسلمانوں کی طرف سے بہتر جزا دے۔ اور اسلام پر سے اس کے دشمنوں کے حملے دور کرنے کو ہمیشہ اسے قائم رکھے۔ اللہ[2] تعالےٰ بڑی رحمت والا اسے ہر آفت سے بچاتے اور ہمیں اور اس کو ثواب عظیم عطا فرماتے۔ اللہ[3] تبارک وتعالےٰ ہمیں اور اس کو مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت روزی کرے۔ اور اسے ہماری طرف سے سب میں بہتر جزا دے اور اسے حاسدوں اور دشمنوں کے داؤ سے محفوظ رکھے۔ اور اسے اس کی مرادوں اور امیدوں کی حد تک عطا کرے اور اسے عزت ورضا کا خلعت پہنائے۔ اللہ تعالےٰ ہماری اور اس کی کوششیں قبول فرمائے۔ اور ہمارے اور اس کے عمل مقبول کرے۔ اور ہم سب کو اپنی وسیع رحمت سے ڈھانپ لے۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہم سب کا دستگیر و شفیع کرے۔ اور ہم سب کو اخلاص کے خلعت پہنائے۔ اور نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا خالص امتی کرے اور ان کے گروہ میں اٹھائے .... اور ان کی محبت پر ہماری روحیں قبض فرمائے اور ہمیں ان کی ملت اور ان کی شریعت سے خلاف نہ کرے اور دونوں جہان میں مقاصد و مرادات کو پہنچائے اور مال انجام اچھے کرے۔ اللہ[4] تعالےٰ اسے تمام شرور زمانہ سے بچائے اور اسلام و مسلمین کی طرف سے جزا دے اور اسے اس کی آرزوں کو پہنچائے اور اسے محکم علم اور ہر بات میں قول فیصل کہنا عطا فرمائے۔ اللہ[5] تعالےٰ اسے سب مسلمانوں کی طرف سے خوب تر جزا، کرامت کرے۔ اور ہمیں اور اسے سید الانبیاء صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شفاعت روزی فرمائے۔ اللہ[6] عزوجل ہمیں اس کی درازی عمر سے بہرہ یاب فرمائے۔

---

[1] تصدیق دہم ۱۲ [2] تصدیق یازدہم ۱۲ [3] تصدیق دوازدہم ۱۲ [4] تصدیق سیزدہم ۱۲ [5] تصدیق چہاردہم ۱۲ [6] تصدیق پانزدہم

اور اس کی برکتوں کا فیض ہمیں پہنچائے۔ اسے اسلام و مسلمین کی طرف سے جزا دے کہ تمام علمائے باعمل کی طرف سے اس نے ردِ ندوہ کا فرض کفایہ ادا کر دیا۔ اللہ سبحانہ و تعالےٰ ہمیں اور اسے روزِ قیامت سید الشافعین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی شفاعت روزی کرے۔ اللہ تعالےٰ اہلِ سنت میں اس کے امثال بکثرت پیدا کرے اور اس کا انجام سعید فرمائے اور اسے ہماری اور تمام اہلِ اسلام کی طرف سے بہتر جزا دے۔ اور ہمیں اور انہیں سب کو سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زیرِ نشان حشر بخشے۔

آمین آمین آمین

؎ تصدیق شانزدہم ۱۲

الفتاویٰ

مع

الترجمہ

فتوئ مکہ

لفت الندوۃ المسدکہ

۱۳۱۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ الذی جعلنامن اھل السنۃ والجماعۃ وطھردیننا من کل سوء وشناعۃ۔ وامرنابتجنب ولی الزیغ والخلاعۃ الذین ھم للدنیامشترون وللدین باعۃ۔ فما ربحت تجارتھم وما کانوامھتدین وایدنابنصرہ علی اعداء الدین۔ ومکن سیوف اقدامنامن رقاب المفسدین فظلت اعناقھم لناخاضعین۔ فلہ الحمدوالثناء والیہ الضراعۃ۔ والصلوۃ والسلام علی صاحب الشفاعۃ۔ والہ وصحبہ ذوی البراعۃ۔ الاٰتی بالدین القویم۔ والصراط المستقیم۔ الفائزمن حفظہ والھالک من اضاعہ۔ الذی نصرہ ربہ علی اھل الشقوۃ۔ اذیمکربہ الذین کفروافی **دار الندوۃ** فجعل کلمتھم ھی السفلیٰ وکلمۃ اللہ ھی العلیا۔ بجاھہ نصرناعلی المبتدعین۔ فتفرقوا حیاری وان کانوامجتمعین۔ احزابامجسدین۔ من النیاشرۃ الملحدین۔ والرافضۃ المعتدین۔ والوھابیۃ ماردین۔ و غیرالمقلدین۔ وسائرالمعاندین۔ للسنۃ والدین۔ فغروا حائرین۔ و

ترجمۃ الفتویٰ

وجہ ھدم البلویٰ

۱۳۱۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

سب خوبیاں اللہ عزوجل کو جس نے ہمیں اہلِ سنت وجماعت سے بنایا اور ہمارے دین کو ہر بدی و زشتی سے پاک فرمایا۔ اور ہمیں حکم دیا کہ ان کجی و نافرمانی والوں سے جدائی جدائی جنہوں نے دین بیچ کر دنیا کمائی۔ تو نہ ان کی تجارت نفع لائی۔ نہ انہوں نے راہِ راست پائی۔ وہ خدا جس نے اپنی نصرت سے ہمیں دشمنانِ دین پر مدد بخشی۔ اور ہماری تیغ قلم کو مفسدوں کی گردن پر جگہ دی۔ کہ ان کے اونچے اونچے، ہمارے حضور سرنگوں رہ گئے۔ تو اللہ ہی کے لئے حمد و ثنا ہے اور اسی کی طرف زاری والتجا ہے۔ اور درود وسلام مالک شفاعت پر، اور ان کے آل و اصحاب اہلِ کمال فضیلت پر، وہ نبی کہ سچا دین اور سیدھی راہ لیکر آئے جو اسے نگاہ رکھے نجات پائے۔ اور جو ہاتھ سے کھوئے ہلاکت میں جائے۔ وہ نبی جنہیں ان کے رب عزوجل نے بدبختوں پر غلبہ دیا جب دارالندوہ میں کافروں نے ان کے ساتھ داؤں کیا۔ تو اللہ نے کافروں کا بول نیچے ڈالا۔ اور خدا ہی کا بول ہے بالا۔ انہیں نبی کے صدقے میں ہمیں مولےٰ تعالےٰ نے بدمذہبوں پر غلبہ دیا۔ کہ ان کا گروہ حیران پریشان تتر بتر ہو گیا۔ اگرچہ خوب جماؤ لائے تھے۔ اور بددین نیچری۔ اور ظالم رافضی، اور سرکش وہابی اور غیر مقلد۔ اور دین وسنت کے سارے معاند۔ سب سے جوڑ کر لشکر بنائے تھے۔ بہت سراسیمہ فرار ہوئے۔

نفروا بارزين - خرسا ساكتين - وخرسًا صامتين - بهرت
عقولهم فختمت الافواه - وقهرت وعولهم فانهزمت اشباه -
حمر مستنفرة - فرت من قسورة - كانما قامت عليهم الساعة -
فما لبث المجرمون غير ساعة - وقيل بعدًا للقوم الظلمين -
والحمد لله رب العلمين - وبعد فهذه فتاوی مست الحاجة
اليها فی هذه البلاد - اذ عم الفساد - وطم الالحاد - وزد الرشاد -
وسُد السداد - واتخذت الانداد - كفرعون ذی الاوتاد - من
اهواء كل ماد - لا يحصيها محص ولا يعدها عاد - اذ اجتمعت
الضلال - ودعاة الضلال - من كل طائفة حائفة - هالكة تالفة -
نيشری مناقض - ورافضی رافض - ووهابی مباغض - للدين والسنة
فاصطلحوا بينهم لايقاظ الفتنة - وايقاد نار البلية والمحنة - وعلموا
ان لو تمحضوا القل ما يسمع لهم قول - او يحصل لهم حول - لافتضاح
حالهم - وافتضاح ضلالهم - فتترسوا بالكيد وتستروا للصيد - فجعلوا
امامهم امامهم وقدامهم ناسا سفهاء - وكانوا يعدون من العلماء -
وما لهم والله علم ينفع - ولا قلب يخشع - ولا دين يمنع - عن مداهنة
البدع - ولا اصل ثابت - ولا عرق نابت - فی علم يغيث - عن كيد خبيث -
ولا طلب حثيث - فی فقه او حديث - فاحبوا التصدر والعلو فی البلاد -
والشهرة بالفضل فی الحاضر والباد - وجمع الحطام عن ايدی العوام -
فانه قصاری المرام وقصوی المراد - فعقدوا مجلسًا وسَموا قلسنا -

اور مرتے کھپتے رم کر گئے۔ گونگے لب باندھے۔ نقصان پائے دم سادھے۔ ان کی عقلیں دنگ رہیں اس نے منہ پر مہریں ہوئیں۔ اور ان کے بڑے بڑے پہاڑی بکرے مغلوب ہوئے تو بکریاں آپ ہی ٹوک دم گئیں جیسے بھڑکے ہوئے گدھے۔ جو شیر کو دیکھ کر بھاگے۔ گویا ان پر قیامت قائم ہو چکی۔ تو مجرم جماعت گھڑی بھر سے زائد نہ رکی۔ اور کہا گیا کہ ظالم لوگوں پہ دھتکار۔ اور سب خوبیوں والا سراہا اللہ سارے جہان کا پروردگار، حمد و نعت کے بعد یہ کچھ فتوے ہیں کہ ان شہروں میں جن سے کام پڑے ہیں، یوں کہ فساد عام ہو گیا اور بے دینی نے ملک گھیر لیا سچا عقیدہ مردود اور سیدھا راستہ مسدود ہوا۔ لوگوں نے کچھ خدا گھڑ لیے جیسے مجنوں والا فرعون، ہاں وہ خدا کون، ہر ظالم کی نفسانی خواہش جسے نہ کوئی حصر کر سکے نہ شمار کی گنجائش۔ جبکہ گمراہ لوگ گمراہی کی طرف بلانے والے۔ ہر ظالم تباہ برباد گروہ سے اکٹھے ہوئے۔ نیچریان دین شکن۔ رافضیان رفض فن۔ وہابیان حق دشمن۔ سب آپس میں صلح کر بیٹھے کہ فتنہ جگائیں۔ اور بلا و آفت کی آگ بھڑکائیں۔ جانتے تھے کہ اگر نرے وہی رہے تو شاید ہی ان کی بات سنی جائے۔ کچھ یوں بے ساز و رہا تھ آئے۔ کہ ان کا حال تو رسوا بر ملا ہے۔ ان کا ضلال سب پر کھلا ہے۔ اس لئے انہوں نے حیلے کی ڈھال لی۔ اور شکار کے واسطے گھات کی۔ کہ اپنے آگے اپنے پیشوا کچھ احمق لوگ بنائے۔ جو مولویوں کے شمار میں آئے۔ حالانکہ خدا کی قسم نہ ان کے پاس وہ علم جو دین میں نفع پہنچائے۔ نہ وہ دل جو حق کے حضور سر جھکائے۔ نہ وہ دین جو گمراہوں کیسا ہی چکنی چپڑی کرنے سے مانع آئے۔ نہ کسی ایسے علم میں تمنّی اصل جمی جڑ جو خبیث دواؤں کے دار سے بچائے۔ نہ کبھی فقہ یا حدیث کی تحصیل میں سخت کوشش کے جوڑ کھائے۔ اور اب چاؤ یہ اٹھا کہ محفل میں صدر بنیں بلندی پائیں۔ شہر و دیہات میں شہرت فضیلت کے ڈنکے بجائیں۔ عوام کے ہاتھ سے ٹکا ملنے کا بڑا اہتمام۔ کہ یہی جد کی مراد یہی دھر کا کام۔ لہٰذا ایک مجلس جوڑی اور جھولیاں پھیلائیں

ونصبوا كراسی ۔ فوق رؤس الاناسی ۔ فجلسوا عالین ۔ وجاشوا غالین ۔ و
اکلوا حنیذا ۔ وشربوا لذیذا ۔ وحصل الهناء ۔ والغنی والغناء ۔ فعلی الدین
العفاء ۔ وتکلموا بکلام ۔ تستحلیه العوام ۔ بمنطق حلو کمیاه عذاب ۔
ظاهرها الرحمة و باطنها العذاب فاظهروا السبق
واضمروا الضلالة ۔ و اتوا السبق و باعوا الحثالة ۔
مدحوا وعظموا جمیع اصحاب البدع ۔ واتخذوا خطیبا کل لکع بن لکع ۔
وارادوا رفع قید المذهب ۔ وان یحدثوا مشربا یخلط کل مشرب ۔
فزعموا ان کل سنی وبدعی ۔ ورافضی ووهابی ۔ علی الحق والهدی ۔
ومن اهل التقی والنقی ۔ وانما الخلاف فی الفروع مع اتحاد الاصول ۔ فکل
مرضی وکل مقبول ۔ واهانة احدهم اهانة للّٰه وتوهین للرسول ۔
ولا یجوز الجزم بحقیة شیئ من المذاهب ۔ وانما قصاراه الظن الغالب ۔
فلا ینبغی المساءة فی شیئ من ذٰلک ۔ ولا القدح فی مسالک ولا الرد علی سالک فعند
ذٰلک اجتمع الطوائف حبا جما ۔ واکبت علیهم عمیانا وصما ۔ واطرقتهم
النیاشرة ۔ والوهابیة الفاجرة ۔ والرافضة الخاسرة ۔ حتی عقدوا مجالس
لحمایة ذا المجلس ۔ وصرحت کبرا الزنادقة ۔ النیشریة الفاسقة ۔ انا کنا
فی خطب عظیم ۔ منذ تسع سنین ۔ لم یسمع المسلمون کلامنا ۔ ولم
یقتفوا اثرنا ۔ والآن نرجوا من هذا المجلس ان یحصل مرامنا ۔

له قد ذکرنا ما سیجیٔ منقولا [illegible] الاسنة الا بعض [illegible] الآن [illegible] صلا [illegible]
[illegible]

سروں سے اونچی کرسیاں بچھائیں۔ اب اونچے بیٹھے، اور اُبل کر اُمڈے۔ اور بھنا کھایا۔ اور مزے کا چڑھایا۔ اور بے محنت عطا پائی۔ فائدہ ملا دُنیا ہاتھ آئی۔ تو اب دین پر خاک۔ شناعت جائے انہیں کیا باک۔ باتیں وہ بنائیں کہ عوام کو قندسی بھائیں۔ شیریں زبانی جیسے میٹھے پانی۔ مگر ظاہر پیارہ۔ اور باطن دیکھو تو دکھ کی مار۔ ظاہر صورت نیک بنائی۔ اور تہ کے اندر گمراہی چھائی۔ بھوسی بیچیں اور گندم نمائی۔ سب گمراہوں کی مدح سرائی۔ سب کو بزرگ و معظم بتایا۔ ہر پاجی کا پاجی خطیب بنایا۔ اور چاہا یہ کہ مذہب کی قیدیں اٹھادیں۔ اس گھاٹ چلیں کہ سب پانی ملادیں۔ لہٰذا یک چلے کہ ہر سنّی و بدعتی۔ ہر رافضی و وہابی، سب اہلِ حق و ہدیٰ ہیں۔ سب اہلِ طہارت و تقویٰ ہیں۔ خلاف فقط فروع میں ہے۔ اصول میں سب ایک۔ سب کے مذہب پسندیدہ و نیک۔ ان میں جس کی بات ناک کرو خدا اور رسول کی اہانت ہو۔ کسی مذہب کی حقیقت پر یقین ناروا ہے۔ یہاں تو فقط غالب گمان پہ انتہا ہے۔ تو ان میں سے کسی پر رنج نہ چاہیے۔ نہ کسی مذہب پر طعن نہ کسی کا رد کیجیے۔ یہ سن کر وہ سب طائفے اس مجلس والوں کے دوست ہوئے۔ اور اندھے بہرے ہو کر ان پر جھک گئے۔ نیچریوں اور فاسق وہابیوں اور زباں کار رافضیوں نے حد سے گزر کر ان کی تعریفیں گائیں یہاں تک کہ اس جلسہ کی حمایت کو مجلسیں جمائیں۔ اور بے دین فاسق نیچریوں کے اکابر نے صاف لکھ دیا کہ ہمیں نو برس سے ایک بڑا کام درپیش تھا۔ مسلمان نہ ہماری بات سنتے تھے۔ نہ ہمارے قدم پر قدم رکھتے۔ اب اس جلسے سے امید ہے کہ ہماری مراد بر لائے گا۔

سلہ جو کچھ یہاں مذکور ہے عنقریب حواشی سوالات پر منقول ہوتا ہے۔ سوا بعض چیزوں کے کہ یہاں زائد کیں۔ انھیں اب بیان کرتے ہیں ہو۔ سلہ روداد دوم ص۱۱ و روداد اول ص۲۳ و ص۱۹ ۱۲ سکہ مضامین اربعہ ص۲۱، ۲۲۔ ۱۲ سکہ روداد دوم ص۲۹، ۱۶، ۱۲۔

ویتمم امرنا۔ وھم الاٰخرون اھل ذا المجلس نقلوا کلام النیشریۃ[1]

ھٰذا فی کتبھم۔ واقترؤہ مفتخرین بہ علی رؤس الاشھاد فی

خطبھم۔ ثم ترقی بھم الحال۔ فی الکید والاضلال۔ فاشاعوا فی

الھند فی جرائد واعلانات وغیرھا کذبا وزورا۔ ولا غرو

اذ کانوا قوما بورا۔ ان علماء[2] الحرمین المکرمین وعظماء

البلدین المعظمین۔ قد مدحوا مجلسنا ذٰلک۔ وسلموا حسنہ بل

وجوب ما ھنالک۔ ولکن[3] اذ جاءوا بفھرس الاسماء۔ انکشف الغطاء

وظھر المبین۔ فلم یکن فیھم احد من العرب فضلا عن علماء الحرمین

المحترمین۔ انما فیہ بعض من کان مجاورا۔ او فی الموسم للحج

حاضرا۔ لا یبلغون عشرین۔ ثم ھم ایضا من المعذورین۔

فانما کتبوا علی ما انھی الیھم۔ ولم تظھر مفاسد المجلس ومکائدہ لدیھم۔ ولقد وفق[4]

اللّٰہ خدام السنۃ السنیۃ۔ من الاقطار الھندیۃ لدفع ھٰذہ الفتنۃ الصماء۔ والبلیۃ

العمیاء۔ والظلمۃ الظلماء۔ فھزموا وللّٰہ الحمد الاحزاب۔ وصبوا علیھم سوط عذاب۔ وبھتوھم

ابھاتا فی کل باب۔ فانطقوا بشیئ ولم یحروا الجواب۔ کما اشرت الیہ فی خطبۃ الکتاب۔

تحدیثا بنعمۃ اللّٰہ وشکرا للوھاب۔ ولکن مع ذٰلک رعاع العوام والعنود

الطغام۔ الضعفاء الایمان۔ یتھافتون علیھم کالفراش فی النیران۔

---

[1] روداد دوم ص۳۹ وص۴۱۔ ۱۲ [2] مضامین ثلاثہ من ص۳۲ الی ص۳۶۔ ۱۲ [3] روداد اول ص۴۱۔ ۱۲ [4] روداد اول من ص۱۱ الی ص۱۲۲۔ ۱۲

اور ہمارا کام پورا کر دکھائے گا۔ اور وہ کینے اس جلسے والے نیچریوں کے یہ بیان اپنی کتابوں میں نقل کر لائے[1]۔ اور اپنی محفلوں میں فخر کے ساتھ پڑھ سنائے۔ پھر ان کی مکاری و گمراہ گری اور اونچی اڑان پر آئی۔ ہندوستان میں اخباروں اشتہاروں وغیرہا میں یہ جھوٹی فریبی اشاعت کرائی[2]۔ اور جب یہ لوگ تباہ و ہالک ٹھیرے تو اس دروغ بے فروغ کا تعجب کس لئے؟) کہ حرمین[3] محترمین کے علماء۔ اور دونوں شہرِ عظیم کے عظماء نے ہمارے اس جلسے کی مدح کی۔ اور اس کی خوبی بلکہ ضرورت تسلیم کر لی۔ مگر ناموں کی فہرست[3] لائے، پردہ کھل گیا جھوٹ چمک آئے۔ ان میں کوئی شخص عرب کا بھی نہ تھا۔ علمائے حرمین محترمین کجا۔ یہی کچھ ادھر اُدھر کے آئے مجاور رہتے۔ کچھ وہ اس سال حج کے لئے حاضر تھے۔ جن کا شمار بیس سے قاصر۔ پھر ان کا عذر بھی واضح وظاہر کہ ان سے جیسا سوال ہوا ویسا جواب دیا۔ جلسے کے فسادوں خرابیوں کو ان سے بیان نہ کیا۔ اور بے شک اللہ عزوجل نے بلادِ ہند میں نورانی سنت کے خادموں کو توفیق دی۔ کہ انہوں نے اس بھرے فتنے اور اندھی بلا اور اندھیری تاریکی کی خبر لی۔ انہوں نے بحمد اللہ ان جمے جتھوں کو بھگا دیا۔ اور ان پر عذاب کا کوڑا نازل کیا۔ اور انہیں ہر امر میں مبہوت و متحیر کر دکھایا۔ نہ لب کھول سکے نہ کچھ جواب بن آیا۔ جیسا کہ اس رسالے کے خطبے میں اس کا اشارہ گزرا۔ جس سے نعمتِ الٰہی کا بیان اور عطائے وہاب کا شکر مقصود تھا۔ مگر بایں ہمہ بازاری ذلیل۔ اور سرکش رذیل۔ قوتِ ایمان سے خالی دہر کراں۔ ان پر گرے پڑتے ہیں جیسے آگ پر پنکھیاں۔

---

[1] مضامین خاتمہ من ص ۳۶ الی ص ۳۸ ۔ ۱۲ [2] روداد اول ص ۳۸ ۔ ۱۲ [3] روداد اول من ص ۱۱۱ الی ص ۱۲۳ ۔ ۱۲

لما وجدوا عندهم من خفة الاثقال . برفع قيود الملة وتوسيع المجال
والنفس كما ترى . نزاعة للهوى . وان تترك سدى فحدا فى
بحمد الله حمية الاسلام وحماية السنة . ودفاع البدع ونكاية
الفتنة . ان استعين فى ذلك بكم كبراءنا السادة . وعظماءنا القادة
اولى الحسنى وزيادة . علماء الحرمين المعظمين . والبلدين المقدمين
حفظكم الله تعالى وايدكم . وبالفيوض والبركات ابدكم .
فان الخطب قد جل على السنة واهلها وانتم المدخرون بكرم
الله تعالى لدفع الفتنة عن حزن الارض وسهلها . وما نقلت
فى الاسئلة من مقالاتهم الباطلة . فذكرت على هامشه
كتابهم الذى ذكرها فيه . مع عدد الصفحة ليسهل لما التنبيه
فهذه كتبهم مصحوبة . عليها الخطوط بالحمرة مضروبة
فى مواضع النقول . لتيسير الوصول . فقد وضعتها على طرف الثمام .
وما قصدى فى ذلك الاحاطة بالتمام . فقد تركت من اقوالهم
شيئا كثيرا . وما كتبت فى الجواب الا حرفا يسيرا . لان العبد
الضعيف بعد صلوة الصبح يوم الاربعاء السادس عشر من
شوال اخذ فيه . وانهاه بحمد الله تسويدا او تبييضا قبل ان يبزغ
الفجر من سابع عشرة يوم الخميس الذى يليه :-

فما هو الا شغل عشرين ساعة　　　وعنها الى السجدات والاكل يُفرَدُ
فما كان ذا الا بتوفيق ربنا　　　له الحمد حمدا دائما يتأبّدُ

اس لئے کہ ان کے پاس بوجھ ہلکے نظر آئے۔ دین کی پابندی اٹھا دینے سے دوڑنے کے میدان وسیع پائے۔ اور نفس تو آپ جانیں اسی طرف بہ شدت کھینچتا ہے کہ خواہش ہاتھ آئے۔ اور بے تحاشا بیل بنا کر چھوڑ دیا جائے۔ تو مجھے بحمداللہ تعالیٰ اسلامی حمیت، اور سنت کی حمایت، اور گمراہوں کی مدافعت، اور فتنے کو زخمی و مقتول کرنے کی عزیمت نے ابھارا، کہ اس کام میں آپ حضرات سے مدد لوں۔ اے ہمارے بزرگ سردار و عظیم پیشوا و جنہیں خوبی عطا ہوئی اور اس سے بھی افزوں، علمائے دو حرم معظم، و دو شہر مکرم، اللہ تعالیٰ تمہارا حافظ و ناصر ہو، تم فیوض و برکات کے ساتھ سلامت رہو، اس لئے کہ کام سنت و اہلِ سنت پر سخت ہو گیا، اور زمین کے ہر سخت و نرم سے بفضلِ خدا، دفعِ فتنہ کو، تمہیں ذخیرہ ہو، میں نے سوالوں میں اہلِ ندوہ سے جو اقوالِ باطلہ نقل کئے، آسانی اطلاع کو اس کے حاشیے پر ان کی کتابوں کے نام جن میں یہ اقوال ہیں مع شمار صفحہ تحریر کر دئے۔ تو یہ ہیں ان کی کتابیں، ہمراہی فتوے میں، جہاں جہاں سے جو قول نقل کئے، سہل مل جانے کو ان پر سرخی سے خطوط دئے۔ تو میں نے اسے باڑھ کے کنارے پر رکھ دیا۔ اور اس میں میرا ارادہ ان کے سب اقوال کا گھیر لینا نہ تھا۔ میں نے ان میں سے بہت چھوڑ دیے۔ اور جوابوں میں بھی گنتی ہی کے حرف تحریر کئے۔ اس لئے کہ بندۂ ضعیف نے بعد نمازِ صبح روزِ چہار شنبہ شانزدہم شوال کو اس کا لکھنا شروع کیا اور اسی کے متصل جو شب پنجشنبہ ہفدہم شوال آئی اس کی صبح چمکنے سے پہلے بحمداللہ تعالیٰ مسودہ مبیضہ سب ختم کر دیا۔

تو یہ بس بیس گھنٹے کا عمل تھا — نماز اور کھانے کے وقت ان سے منہا

یہ توفیقِ خدا تھی صرف بیشک — اسی کو حمد ہے دائم ابد تک

وصلى اله الحق دوما على الذى | اتانا بدين الحق يهدى ويرشد

فالمرجو من عرض عليكم ان تنظروا هذه العجالة بنظرة كريمة وتذبوا عن السنة بخواتيمكم العظيمة۔ اد امكم الله تعالى بفيوضاتكم۔ وافاض علينا من بركاتكم امين۔ والحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيد المرسلين محمد و اله وصحبه اجمعين

بسم الله الرحمٰن الرحيم

نحمده ونصلى على رسوله الكريم

اللهم صل وسلم و بارك على سيدنا و مولٰنا محمد و اله وصحبه واهل سنته وحزبه اجمعين ما قولكم دام طولكم فى هٰذه المسائل۔

الاولى

نبغت بالهند نابغة تسمى النياشرة تزعم ان لا جبريل و لا ملك ولا جن و لا شيطٰن ولا سماء ولا اسراء ولا جنة و لا نار ولا حشر اجساد على المعانى التى يعرفها المسلمون و تؤول كل ذٰلك على طريق الباطنية وتتفوه ان ربها لا يقدر على خرق العوائد ومن اجل ذٰلك تنكر المعجزات باسرها و تؤولها بما يرجعها الى وفق العادة وتقول ان استرقاق المشركين حرام فى الجهاد وظلم من صنيع الوحوش وان كل شريعة جاءت به فما هى من الله تعالى وتكذب كتب الاحاديث

درودِ حق ہمیشہ مصطفٰے پر ہمارے دین حق کے رہنما پر

یہ عجالہ آپ کے حضور اس امید پر پیش کیا جاتا ہے کہ اسے بہ نگاہِ کرم ملاحظہ فرمائیں۔
اور اپنی عظمت والی مہروں کے باعث مذہبِ اہل سنت سے فتنہ وبلا کو ہٹائیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ
آپ کو ہمیشہ فیض رساں بنائے اور آپ کی برکتوں سے
ہم کو حصہ پہنچائے۔ آمین۔ اور ہر حمد کا مستحق اللہ رب العالمین اور
درود وسلام تمام انبیاء کے سردار محمد اور ان کے آل واصحاب پر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم اللہ کی حمد کرتے اور اس کے رسولِ کریم پر درود بھیجتے ہیں۔

الٰہی درود وسلام وبرکت نازل فرما ہمارے سردار ہمارے مولیٰ محمد اور ان کے آل و
اصحاب اور ان کی سنت والوں اور ان کے سارے گروہ پر ان مسائل میں آپ کا کیا ارشاد
ہے، آپ کی فضیلت وفزونی ہمیشہ رہے۔

سوالِ اول

ہندوستان میں ایک نیا فرقہ نکلا جسے نیچری کہتے ہیں۔ ان کا زعم ہے کہ نہ جبریل ہے
نہ فرشتہ، نہ جن نہ شیطان، نہ آسمان نہ معراج، نہ بہشت نہ دوزخ، نہ بدنوں کا قیامت
میں اٹھنا جن معنوں میں ہر مسلمان ان اشیاء کو جانتے ہیں۔ یہ فرقہ ان سب کو باطنیہ کی طرح
اور معنی کی طرف پھیرتا اور کہتا ہے کہ اس کا رب عادتوں کے خلاف پر قادر نہیں۔ اسی
لئے اسے سب معجزوں سے انکار ہے۔ ان میں وہ گڑھت کرتا ہے جو انہیں امورِ عادت
کے موافق بنا دے اور کہتا ہے کہ جہاد میں مشرکوں کو غلام بنانا حرام اور وحشیوں
کا ظالمانہ کام ہے جو شریعت۔ یہ حکم لائی ہو وہ اللہ کی طرف سے نہیں۔ یہ فرقہ حدیث

والتفاسير عن اخرها زعما منها ان كل ذلك مما ابداه العلماء باذهانهم وما انزل الله بها من سلطان وانما الحق هو القران على ما تؤوله هي لا على ما تواتر الى المسلمين من معانيه الى غير ذلك من الهذيانات فهل هي تعد من المسلمين واهل القبلة لكونها تدعى بلسانها الاسلام و تقر بالشهادتين و بقبلة المسلمين بل تزعم انها هي المسلمة حقا و ان الاسلام الخالص هو دينها الذى اخترعته ام كافرة بالله تعالى و لا ينفعها ما ترتكب من تاويلاتها افيدونا يرحمكم الله۔

الجــــــــــــــــــــــــــــــــــــواب

كلا والله ما هي من الاسلام فى شيٍ وانما هي من اخبث الكفرة المرتدين لانكارها ضروريات الدين۔ فلا يكفى تكلمها بالشهادتين ولا اقرارها بقبلة المسلمين۔ لعدها من اهل القبلة والمؤمنين۔ والتاويل فى الضرورى غير مسموع۔ لا يسمن ولا يغنى من جوع۔ كما نص عليه العلماء فى كتب العقائد والفقه وغيرها والله الهادى۔

الثانيــــة

ان قلتم انها كفرة فما حكم من عرف مذهبها ثم حكم عليها بالاسلام و وصفها بانها مشاهير المسلمين اولى الرأى الرزين ومن منهم كبرائها

ملفوظ مضامین ثلاثہ ص۳۶ تا ۳۷ - ۱۲

وتفسیر کی سب کتابوں کو جھٹلاتا ہے اس گمان پر کہ یہ سب باتیں عالموں نے اپنے ذہن سے پیدا کی ہیں، اللہ تعالےٰ نے ان پر کوئی دلیل نہ اتاری۔ صرف قرآن سچا ہے۔ وہ بھی ان معانی پر جن کی طرف یہ پھیرتے ہیں، نہ ان پر جو مسلمانوں کو تواتر سے پہنچے، اور اسی قسم کی اور بیہودہ باتیں بکتے ہیں۔ آیا یہ فرقہ مسلمانوں اور اہلِ قبلہ سے شمار ہوگا؟ اس لئے کہ وہ زبانی ادعائے اسلام اور کلمۂ شہادت وقبلۂ مسلمانان کا اقرار رکھتا بلکہ یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ سچے مسلمان وہی ہیں اور خالص اسلام انہی کا یہ ساختہ دین ہے یا کافر اور اللہ عزوجل کا منکر سمجھا جائے گا اور اپنی ان بناوٹوں سے کچھ نفع نہ پائے گا۔ ہمیں فائدہ دیجئے اللہ تعالےٰ آپ پر رحم فرمائے۔

الجواب

ہیں ہیں خدا کی قسم نیچریہ کو اسلام سے کچھ علاقہ نہیں۔ وہ تو نہایت گندے کافر مرتد ہیں کہ ضروریاتِ دین کا انکار کرتے ہیں۔ ان کا کلمۂ شہادت پڑھنا یا قبلۂ مسلمانان کو ماننا انہیں اہلِ قبلہ و مسلمان جاننے کے لئے کافی نہیں۔ ضروریاتِ دین میں تاویل نہیں سنی جاتی نہ فریبی لائے نہ بھوک میں کام آئے جیسا کہ علماء نے کتبِ عقائد وفقہ وغیرہا میں تصریح فرمائی اور اللہ ہادی ہے۔

دوم

اگر آپ فرمائیں کہ نیچری کافر ہیں تو اب اس شخص کا کیا حکم ہوگا جو ان کے مذہب[1] سے آگاہ ہو کر پھر انہیں مسلمان کہے اور انہیں ناموراہلِ الرائے مسلمان بتائے اور جو اکابر نیچریہ کی

---

[1] مضامین نواذ صلا، صکا ۔ ۱۲ [2] واعظ در رکن ندوہ ۱۲

بمدائح جليلة دينية ان فلانا فرد وحيد لتصانيفه منة على جميع الدنيا وفلانا من اهل الكمال اليه انتهت حلاوة المقال و فلانا مربی الدقائق وحامی الاسلام الی غير ذلك وما حكم الذين يجيزون تلك المدائح وينشدونها على رؤس الاشهاد ويشيعونها فی المطابع ويعدون قائلها من كبراء الاسلام ونصحاء المسلمين ويمدحون كلامه المتضمن لتلك الكلمات المخالفة للدين۔

الجواب

من انكر شيئا من ضروريات الدين فقد كفر ومن شك فی كفره و عذابه فقد كفر كما نص عليه فی البزازية و الدر وغيرهما من الاسفار الغر، ففی شفاء الامام القاضی عياض و روضة الامام النووی والاعلام للامام ابن حجر المكی اجماع علی كفر من لم يكفر احدا من النصاری واليهود وكل من فارق دين المسلمين، او وقف فی تكفيرهما وشك اھ فكيف من حكم عليه بالاسلام مع علمه بعقيدته المكفرة، فكيف من مدحه بمدائح دينية جليلة فاخرة۔ وبه ظهر حكم من عد هذا القائل من كبراء الاسلام ومدح كلامه المشتمل علی هذه الكفريات الجسام، واما الاجازة و الانشاد والاشاعة

له مضامین نظم ونثر صـ ۔ ۱۲ سله مضامین نظم ونثر صـ ۔ ۱۲ روداد سال اول صـ ۔ روداد سال دوم صـ

دستور العمل دفعہ ۹۔ ایضا صـ ۱۱۹ ۔ ۱۲

بڑی بڑی دینی تعریفوں سے مدح کرے کہ (فلاں)، فردیکتا تصانیف کی جس کی ممنون دنیا اور اہلِ کمالات (فلاں)، ہوئی ختم اب جن پر شیریں مقالی (فلاں) نکتہ پرور جو لیتے ہیں اسلام کی جانب اکثر وغیرہ وغیرہ۔ اور ان کا کیا حکم ہے جو ان تعریفوں کی اجازت دیتے اور برملا جلسے میں پڑھتے اور چھاپ کر شائع کرتے اور ان کے قائل کو لائق و ہمدرد بزرگان اسلام لکھتے اور اس کے اس کلام کی جو ان کلماتِ مخالفۂ دین پر مشتمل تھا مدح کرتے ہیں۔

الجواب

جو ضروریات دین سے کسی چیز کا منکر ہے وہ کافر اور جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ کافر جیسا کہ بزازیہ و درمختار وغیرہا روشن کتابوں میں تصریح فرمائی شفاء امام قاضی عیاض و روضۂ امام نووی و اعلام امام ابن حجر مکی میں ہے اجماع ہے اس کے کفر پر جو کسی نصرانی یا یہودی یا کسی ایسے شخص کو جو مسلمان کے دین سے جدا ہو کافر نہ کہے یا انہیں کافر کہنے میں توقف یا شک کرے تو اس کا کیا پوچھنا۔ جو ایسے شخص کے عقیدۂ کفری پر آگاہ ہو کر اسے مسلمان کہے پھر اس کا تو کیا ذکر جو دینی جلیل و فاخر تعریفوں سے اس کی مدح کرے اور یہیں سے اس کا حکم بھی ظاہر ہو گیا جس نے اس قائل کو بزرگانِ اسلام سے گنا اور اس کے کلام کا جو ایسے بڑے کفریات پر مشتمل تھا ثنا گو ہوا، رہی اجازت اور پڑھنا اور شائع کرنا

لہ مضامین نظم و نثر صفحہ ۹۔ ۱۲ سلہ مضامین نظم و نثر صفحہ ۹۔ ۱۲ سلہ روداد سال اول صفحہ ۲، روداد سال دوم صفحہ ۳۲ دستور العمل دفعہ ایضاً صفحہ ۱۱۔ ۱۲ عہ جلد اراکین انتظامی ندوہ ۱۲ عہ ناظم ندوہ ۱۲

فدلائل الرضا والرضا بالکفر کفر کما صرحوا به۔ ای بمعنی استحسانہ کما ھو ظاہر ماھنا لا بمعنی تمنی بقاء عدوہ الکافر علی کفرہ لیذوق وبال امرہ فانہ ناشئ من اشد الاستقباح فلا یرد قولہ تعالی فلا یؤمنوا حتی یروا العذاب الالیم کما لا یخفی۔

الثالثة

ماحکم الرفضة؟

الجواب

الرافضی ان فضل امیر المؤمنین علیا علی الشیخین رضی اللہ تعالی عنہم فمبتدع کما فی الخلاصۃ والھندیۃ وغیرھما وان انکر امامتھما او احدھما فاکفرہ الفقہاء وبدعہ المتکلمون وھو الاحوط وان زعم بالبدء علی اللہ تعالی او ان القرآن الموجود ناقص حرفہ الصحابۃ اوغیرھم او ان امیر المؤمنین، او غیرہ من الائمۃ الطاہرین، افضل عند اللہ من الانبیاء السابقین۔ صلی اللہ تعالی علیہم وسلم اجمعین کما تفصح بہ رفضۃ بلادنا ونص علیہ مجتہدھم فی عصرنا فھو کافر قطعا وحکمہ حکم المرتدین۔ کما فی الھندیۃ عن الظہیریۃ۔ وفی الحدیقۃ الندیۃ وغیرھا من الکتب الفقہیۃ۔ وقد فصلنا القول فی ذلک فی رسالتنا المقالۃ المفسرۃ عن احکام البدعۃ المکفرۃ۔

الرابعة

ماحکم من[1] مدح کبراء الروافض بانھم نجوم العلم وشموس العلماء وشرفوا

---

[1] مضامین نظم ونثر صلاۃ ، روداد سال اول صلا ۔ ۱۲

یہ سب رضامندی کی دلیل ہیں اور کفر پر رضامندی کفر ہے جیسا کہ ائمۂ دین تصریح فرما چکے یعنی اسے پسند کرنے کے معنی پر جو یہاں ظاہر ہے نہ اس معنے پر کہ اپنے دشمن کافر کا کفر پہ رہنا چاہے تاکہ وہ اپنے کام کا عذاب چکھے کہ یہ تو سخت برا جاننے سے پیدا ہوتا ہے تو یہاں یہ آیت وارد نہیں کہ وہ ایمان نہ لائیں یہانتک کہ دردناک مار دیکھیں جیسا کہ مخفی نہیں

سوم

رافضیوں کا کیا حکم ہے

الجواب

رافضی اگر امیر المومنین علی کو شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر تفضیل دے تو بدمذہب ہے جیسا کہ خلاصہ وعالمگیری وغیرہما میں ہے، اور اگر شیخین یا ان میں ایک کی خلافت کا منکر ہو تو فقہاء اسے کافر کہتے ہیں اور متکلمین صرف بدمذہب بتاتے ہیں اور اسی قول میں احتیاط زیادہ ہے اور اگر اللہ تعالیٰ پر کوئی حکم دیکر پشیمان ہونے کا گمان کرے یا یہ کہ قرآنِ موجود ناقص ہے اس میں صحابہ خواہ کسی اور نے تحریف کر دی یا یہ کہ امیر المومنین خواہ ائمۂ طاہرین سے کسی کو اللہ عزوجل کے نزدیک انبیائے سابقین علیہم الصلاۃ والسلام سے افضل بتائے جیسا کہ ہمارے ملک کے رافضی صاف صاف کہتے ہیں اور ہمارے زمانے میں ان کے مجتہد نے اس کی تصریح کر دی، تو وہ یقیناً کافر ہے اور اس کا وہی حکم ہے جو مرتدوں کا ہے جیسا کہ عالمگیری میں فتاوے ظہیریہ سے اور حدیقہ ندیہ وغیرہ کتب فقہیہ میں ہے۔ اس مسئلے کی تفصیل ہم نے اپنے رسالہ المقالۃ المسفرۃ عن احکام البدعۃ المکفرہ میں ذکر کی۔

چہارم

اس کا کیا حکم ہے جو ملّا رافضیوں کے اکابر کی یوں تعریف کرے کہ علم کے ستارے ملے عالموں میں

سلہ مضامین نظم و نثر صفہ ۹۱ روداد سال اول صفہ ۹۳ - ۱۲ ملہ واعظ ندوہ ۱۲

الامصار و فخر الاعصار الیٰ غیر ذٰلک من المدائح الکبار وحکم الذین یجیزونها و ینشدونها الیٰ اٰخر ما مر۔

الجواب

ان کان اولٰئک الرفضۃ ممن حکم علیہ بالارتداد و قد علمہ من مدحہم بما مدحہم۔ فقد بینا لک حکمہ انہ اذا مثلہم والا فلا شک فی کون تلک المدائح، من اشنع الشنائع واقبح القبائح۔ فقد اخرج ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ وابو یعلی والبیہقی فی شعب الایمان عن انس وابن عدی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا مدح الفاسق غضب الرب واھتز لذلک العرش و فی لفظ للبیہقی عن انس ان اللہ یغضب اذا مدح الفاسق فی الارض واما الاجازۃ وسائر دلائل الرضا فالرضا بکل قبیح مثلہ فی القبح۔

الخامسۃ

ما حکم الوھابیۃ والقائلین منہم بامکان کذب اللہ عزوجل؟

الجواب

الکذب نقص وھو محال علی اللہ تعالیٰ بالاجماع و قد بسطنا القول علی ھٰذہ المسألۃ فی رسالتنا سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح ونقلنا فیہا نصوصا کثیرۃ من ائمۃ الکلام والتفسیر وغیرہم ناصۃ باستحالتہ علی اللہ وان ذٰلک مجمع علیہ والوھابیۃ طائفۃ

جنہیں خود کے دربے شرف جن سے حاصل ہوا شہر کو فخرِ دوران اور ان کے سوا اور بڑی تعریفیں اور ان سب کا حکم کیا ہے جو ان کی اجازت دیں، پڑھیں وغیرہ وغیرہ امور مذکورہ سوال دوم۔

الجواب

اگر وہ رافضی ان میں سے ہیں جن پر مرتد ہونے کا حکم ہے اور یہ مدح کرنے والا اس سے آگاہ تھا جب تو ہم اس کا حکم بیان کر چکے کہ اس حالت میں یہ بھی انہی کی طرح کافر و مرتد ہے ورنہ اس قدر میں شک نہیں کہ یہ تعریفیں ہر شنیع بات سے بڑھ کر ہر قبیح چیز سے بدتر ہیں۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم الغیبۃ میں اور ابو یعلیٰ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے اور ابن عدی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے رب عزوجل غضب فرماتا اور اس کے سبب عرش الٰہی ہل جاتا ہے اور بیہقی کی ایک روایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں ہے بیشک اللہ تعالیٰ غضب فرماتا ہے جب زمین میں فاسق کی مدح کی جاتی ہے۔ رہی اجازت اور باقی دلائل رضامندی تو ہر بد بات پر راضی ہونا اسی کی طرح بد ہے۔

پنجم

وہابیہ اور جو ان میں امکانِ کذبِ الٰہی کے قائل ہیں ان کا کیا حکم ہے

الجواب

کذب عیب ہے اور وہ باجماعِ مسلمین اللہ تعالےٰ پر محال ہے۔ اس مسئلے پر کلام مفصل ہم نے رسالہ سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح میں ذکر کیا اور اس میں ائمۂ علم عقائد وغیرہم کے بہت نصوص نقل کیے جن میں صاف تصریح ہے کہ کذبِ الٰہی محال ہے اور اس کے ناممکن ہونے پر اجماع ہے۔ وہابیہ ایک گمراہ طائفہ ہے کہ

مثالٌ قد صنفت الزبر عربيا وعجميا فى تضليلها منها كتاب شيخنا فى

الحديث سيدنا العلامة احمد بن زين بن دحلان المكى قدس سره

الملكى المسمّى بالدرر السنية فى الرد على الوهابية . واجمع كلمة قيل فيهم

ماقال مفتى المدينة المنورة مولانا ابو السعود رحمهم الله تعالى انهم استحوذ

عليهم الشيطٰن فانسٰهم ذكر الله اولٰئك حزب الشيطٰن الا ان حزب الشيطٰن هم الخٰسرون۔

السادسة

ماحكم طائفة فى عصرنا تسمّى غير المقلدين لا تقلد احدا من

ائمة الفقه الاربعة رضى الله تعالىٰ عنهم وتنكر التقليد وتسمى نفسها

اهل الحديث وتزعم انها لا تعمل الا بالحديث حتى ان هٰذه دعوىٰ

كل جهول امى منها لا يعرف الغث من السمين ولا الشمال من

اليمين والذين تسمو امنها بعلماءها ما عندهم من العلم الا كما عن احد من

طلبة العصر بل فى الطلبة من يفضل كثيرا منهم فضلا ان يبلغوا درجة الاجتهاد .

الجواب

نقل السيد العلامة احمد الطحطاوى فى حاشية الدر ما نصه ومن شذ عن

جمهور اهل الفقه والعلم والسواد الاعظم فقد شذ فيما يدخله فى النار فعليكم معاشر

المؤمنين باتباع الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فان نصرة الله وحفظه

وتوفيقه فى موافقتهم وخذلانه وسخطه ومقته فى مخالفتهم وهذه الطائفة الناجية قد

اجتمعت اليوم فى مذاهب اربعة وهم الحنفيون والشافعيون والمالكيون والحنبليون رحمهم الله تعالىٰ

ومن كان خارجا عن هذه الاربعة فى هٰذه فهو من اهل البدعة والنار اھ

عرب وعجم میں جس کی گمراہی ثابت کرنے میں کتابیں تصنیف ہوئیں از انجملہ علم حدیث میں ہمارے استاذ ہمارے سردار علامہ احمد زین دحلان مکی قدس سرہ الملکی کی کتاب درر سنیہ فی الرد علی الوہابیہ اور مختصر وخوب تر بات کہ وہابیہ کے حق میں کہی گئی وہ ہے جو مفتی مدینہ طیبہ مولانا ابوالسعود رحمہ اللہ تعالےٰ نے فرمائی کہ وہابیہ پر شیطان نے غلبہ کرکے انہیں خدا کی یاد بھلائی وہ شیطان کے گروہ ہیں۔ سن لو شیطان کے گروہ ہی زیاں کار ہیں۔

ششم

ہمارے زمانہ میں اس ظالم گروہ کا کیا حکم ہے جسے غیر مقلدین کہتے ہیں۔ یہ لوگ چاروں اماموں سے کسی کی پیروی نہیں کرتے تقلید کے منکر ہیں اپنا نام اہلِ حدیث رکھتے اور زعم کرتے ہیں کہ ہمارا فقط حدیث پر عمل ہے یہاں تک کہ ان میں ہر جاہل ناخواندے کا یہی دعویٰ ہے۔ جو نہ لاغر و فربہ میں تمیز کر سکے نہ چپ و راست کو پہچانے اور وہ جوان میں اپنے آپ کو علما کہتے ہیں۔ ان کے پاس بس اسی قدر علم ہے جیسا آج کل ایک طالب علم کے پاس بلکہ بعض طالب العلم ان میں بہت پر فضیلت رکھتے ہیں پھر بھلا درجۂ اجتہاد تک پہنچنا کجا۔

الجواب

سید علامہ احمد طحطاوی حاشیہ درمختار میں نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص جمہور اہلِ فقہ و علم اور بڑی جماعت سے الگ ہو وہ ایسی چیز میں الگ ہوا جو اسے جہنم میں لیجائے گی تو اسے گروہ مسلماناں تم پر نجات پانے والے گروہ اہلِ سنت وجماعت کی پیروی لازم ہے کہ اللہ تعالےٰ کی مدد و نگہبانی و توفیق اہلِ سنت کی موافقت میں ہے اور اللہ عزوجل کا چھوڑ دینا اور اس کا غضب اس کی ناراضی اہلِ سنت کی مخالفت میں ہے اور یہ نجات والا گروہ آج چار مذہبوں میں جمع ہے حنفی شافعی مالکی حنبلی رحمہم اللہ تعالےٰ۔ اب جو ان چار سے باہر ہے وہ بدعتی جہنمی ہے،

وقد قال الامام الاجل سفیٰن الثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان الحدیث مضلۃ الا الفقہاء کما نقلہ الامام ابن الحاج المکی فی المدخل وقد اقمنا علی ھذہ الطائفۃ الطامۃ الکبریٰ فی کثیر من رسائلنا وفتاوانا المنسلکۃ فی مجموعتنا البارقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ و باللہ التوفیق۔

السابعۃ

ما حکم الذین یزعمون فی ھٰؤلاء الغیر المقلدین انھم من اھل السنۃ بل من اتقیائھم واختلافھم فی غایۃ الخفۃ ان ھو الا کاختلاف الحنفیۃ والشافعیۃ والمالکیۃ والحنبلیۃ فیما بینھم وان اختلافھم شیئ مفید فی الدین وللاسلام ممد و معین وبہ یقوم بناء الاسلام وتترتب علیہ التحقیقات الدقیقۃ الاسلامیۃ ومعرفۃ اللہ سبحانہ وتعالیٰ وان الحنفی والشافعی وغیر المقلدین کلھم سواسیۃ عند اللہ وان غیر المقلدین اخوتنا الاشفاء وینبغی احترامھم من صمیم القلب فان العمل بالحدیث عند عدم بلوغ درجۃ الاجتھاد صنیع المغلوبین بالمحبۃ

---

۱ روداد سال اول ص۹۲ ومضامین نظم ونثر ص۲۲ - ۱۲ ۲ مضامین نظم ونثر ص۱۶۱ . ۳ روداد سال دوم ص۹ وص۱۰ ۴ مضامین نظم ونثر ص۲۳ - ۱۲ ۵ مضامین نظم ونثر ص۲۳ - ۱۲ ۶ روداد سال اول ص۹۵ - ۱۲ ۷ روداد سال اول ص۱۹ - ۱۲ ۸ روداد سال اول ص۱۱ - ۱۲

امام اجل سفیان ثوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں بے شک حدیث گمراہ کرنے والی ہے مگر مجتہدین کو جیسا کہ امام ابن حاج مکی نے مدخل میں نقل فرمایا اور ہم نے اس طائفے پر قیامتِ کبرئے قائم کی ہے اپنے بہت رسائل و فتاوے میں جو ہمارے مجموعہ البارقۃ الشارقۃ علےٰ مارقۃ المشارقۃ میں مندرج ہیں۔

اور اللہ ہی کی طرف سے توفیق ہے۔

ہفتم

ان کا کیا حکم ہے جو ان غیر مقلدوں کو اہلِ سنت[1] بلکہ پرہیزگاران[2] اہلِ سنت[3] سے گنتے اور ان کے اختلاف کو نہایت خفیف اختلاف جانتے ہیں کہ وہ[4] اختلاف[5] ایسا ہے جیسا کہ حنفی شافعی مالکی حنبلی کے آپس میں یہ[6] اختلافات[7] سراسر مفید ہیں۔ مذہب[8] اسلام کے معین و مددگار ہیں۔ ان سے بنائے اسلام قائم ہے۔ ان سے اسلام کی ادق تحقیقات اور ذوق اور عرفان الٰہی مرتب ہے اور کہتے ہیں کہ خداوند کے نزدیک سب یکساں ہیں چاہے شافعی ہو چاہے حنفی چاہے غیر مقلد۔ غیر مقلد[9] ہمارے[10] عینی بھائی ہیں مقلدین دل سے ان کا احترام فرمائیں کیونکہ عمل بالحدیث اس حالت میں کہ درجہ اجتہاد کا حاصل نہ ہو مغلوب المحبۃ لوگوں کا کام ہے

---

[1] روداد سال اول ص۱۱ و مضامین نظم و نثر ص۲۲ ۱۲، [2] مضامین نظم و نثر ص۱۲ ۱۲، [3] روداد سال دوم ص۱۰۱ [4] مضامین نظم و نثر ص۲۲ ۱۲، [5] مضامین نظم و نثر ص۲۲ ۱۲، [6] روداد سال ص۱۹ ۱۲، [7] روداد سال اول ص۱۰ ۱۲، [8] روداد سال اول ص۱۱ ۱۲، صہ عبدالحق حقانی ندوہ ۱۲، صہ داعظان ندوہ ۱۲، صہ ناظم ندوہ ۱۲، صہ خطیبانِ ندوہ ۱۲، صہ محمد شاہ صدر دوم ندوہ ۱۲، صہ انصاری ندوہ ۱۲

كحال سيدنا ابی ذر الغفاری رضی الله تعالیٰ عنه فی منع
الكنز وما حكم الذين قبلوا هٰذه الكلمات واجازوها كما
وصف هل يعدون هؤلاء منا۔

الجواب

كلا بل هم منهم وراجيهم هٰذه كلها اباطيل وكيف يجوز احترام
المبتدع مع حديث الطبرانی وغيره عن عبد الله بن بشير رضی الله تعالیٰ
عنه عن النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم من وقر صاحب بدعة فقد
اعان علی هدم الاسلام وله فی الكبير ولابی نعيم فی الحلية عن
معاذ رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی صلی الله تعالیٰ عليه وسلم من مشی
الی صاحب بدعة ليوقره فقد اعان علی هدم الاسلام وغيره من
الاحاديث والعمل بالحديث بترك التقليد عند عدم بلوغ درجة
الاجتهاد ضلال فی الدين واتباع غير سبيل المؤمنين كما قد علمت
وقد قال الله تعالیٰ فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون وقال
صلی الله تعالیٰ عليه وسلم الا سألوا اذلم يعلموا فانما شفاء العی السؤال
رواه ابوداؤد وغيره عن جابر بن عبد الله رضی الله تعالیٰ عنهما فتلك
الكلمات قائلوها وقابلوها كلهم من انفار غير المقلدين وشركائهم
فی الضلال المبين۔

الثامنة

نجمت فی الهند منذ سنتين طائفة عقدت مجلسا زعمت انه اعلاء

چنانچہ حضرتِ ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک وقت سے دوسرے وقت کے لئے مال رکھنے کو آیۂ یکنزون میں داخل فرماتے اور ان کا کیا حکم ہے جو ان باتوں کو قبول کرتے اجازت دیتے ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہوا کیا یہ لوگ ہم میں سے گنے جائیں گے ؟

الجواب

ہیں ہیں بلکہ وہ انہی غیر مقلدوں میں سے ہیں اور ان کی یہ ذلیلیں سب جھوٹی ہیں اور بدمذہب کا احترام کیونکر جائز ہو حالانکہ طبرانی وغیرہ کی حدیث میں حضرت عبداللہ بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی بدمذہب کی طرف اس کی توقیر کرنے کو چلے اس نے اسلام کے ڈھانے میں اعانت کی اور اس کے سوا اور حدیثیں۔ اور تقلید چھوڑ کر حدیث پر عمل جب کہ رتبۂ اجتہاد حاصل نہ ہو، دین میں گمراہی اور مسلمانوں کی راہ سے جدا چلنا ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا۔ اور بے شک اللہ عزوجل فرماتا ہے علم والوں سے پوچھو اگر خود نہ جانتے ہو اور نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہ پوچھا جب نہ جانتے تھے کہ تھکنے کی دوا تو پوچھنا ہی ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد وغیرہ نے حضرتِ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی تو ان کلمات کے کہنے والے اور قبول کرنے والے سب غیر مقلدوں کے گرگے ہیں اور ضرور گمراہی میں ان کے شریک۔

ہشتم

ہندوستان میں چند سال سے ایک گمراہ طائفہ اٹھا جس نے ایک انجمن اس زعم پر قائم کی کہ اس سے غرض دین کی

الدين واصلاح المسلمين سمته ندوة العلماء جمعت فيه اخلاطا و اوباشا من كل مذهب رافضي و وهابي ونيچري وغير مقلد وجعلتهم جميعا مع بعض اهل السنة اعضاء المجلس ومنتظمي الدين واجلستهم على دكان مرتفع صنعت لعلماء الدين خاصة وسمته سرير العلماء فوق سائر المسلمين معظمين موقرين مطاعين معززين فهل يجوز ذلك ؟

الجواب

هذا حرام في الشرع وضلال في الدين واضرار مذهب ضعفاء المسلمين فانهم اذا رأوا علماء البدعة مختلطين مع علماء السنة متمكنين معهم فوق المسلمين على سرير علماء الدين اورث ذلك عظمتهم في القلوب ووقعتهم في العيون وهذا حرام بنفسه فان الشرع المطهر انما امرنا باهانة المبتدعين وحرم علينا توقيرهم وقد قال العلماء في كتب العقائد كشرح المقاصد وغيره ان حكم المبتدع البغض والاهانة والرد والطرد ثم اذا امتلأت القلوب من عظمتهم مالت اليهم وسمعت

---

۱ روداد سال اول ص۳۰، ۳۲، ۳۳، ۴۲ - روداد سال دوم صفحہ ۱۲۵ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۴ و ۱۵۳ وغیرہا مضامین نظم و نثر ص ۱۱ و ۱۲ - ۱۲

۲ روداد سال اول صفحہ ۳ و ۴ و روداد سال دوم صفحہ ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۲۵ و ۱۲۷ و ۱۲۸ و ۱۲۹ و ۱۳۸ وغیرہا ۱۲

۳ روداد سال اول ص۳ و سال دوم ص۱۱ و ص۱۲ مع غرض و [illegible] من ص۱ الی آخر ص۱۲ - روداد سال اول ص۳ و دوم ص۱۱ و ۱۲ مع مضامین نظم ص۳۲ و ۳۶ و ۳۷ و روداد اول ص۵ و ۶ و دوم ص۱۱ و ۱۳۰ وغیرہا و ص۱ مع ۱۶ و ۱۷ - ۱۲

۴ روداد اول ص۲ و دوم صفحہ ۱۱۱ و ۱۱۹ و ۱۲۳ و ۱۲۵ و ۱۲۸ و ۱۳۰ و ۱۳۳ وغیرہا و ص۱ مع قرینیہا ۱۲

بلندی اور مسلمانوں کی درستی ہے اس کا نام ندوۃ العلماء رکھا اور اس میں گھال میل علی غول ہر مذہب کے جوڑے۔ رافضی اور وہابی اور نیچری اور غیر مقلد اور ان سب کو مع بعض اہلِ سنت کے اراکینِ مجلس و منتظمانِ دین قرار دیا اور انہیں اونچے جوڑے پر جو خاص علمائے دین کے لئے بنایا اور تختِ علماء اس کا نام رکھا تھا عام مسلمانوں سے اونچا تعظیم و توقیر و طاعت و تکریم کے ساتھ بٹھایا آیا یہ جائز ہے؟

الجواب

یہ شرع میں حرام اور دین میں گمراہی اور کمزور مسلمانوں کے مذہب کی بدخواہی ہے کہ وہ جب بدعت کے گرُوں کو سنت کے علماء کے ساتھ ملا جُلا مسلمانوں سے بلند تختِ علماءِ دین پر جما ہوا دیکھیں گے اس سے دلوں میں ان کی عظمت اور نگاہوں میں ان کی وقعت پیدا ہوگی اور یہ خود حرام ہے کہ شرعِ مطہر نے ہمیں بدمذہبوں کی توہین کا حکم دیا ہے اور ان کی تعظیم ہم پر حرام فرمائی ہے۔ علماء کتبِ عقائد مثل شرح مقاصد وغیرہ میں فرماتے ہیں کہ بدمذہب کا حکم اس سے بغض رکھنا، اسے ذلت دینا، اس کا رد کرنا، اسے دھتکارنا ہے پھر جب دل ان کی عظمت سے بھر جائیں گے ان کی طرف میل کریں گے اور ان کی بات پر کان رکھیں گے

؎۱ روداد سال اول صفحہ ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و روداد سال دوم صفحہ ۲۵ و ۱۳۰ و ۱۳۱ و ۱۳۴ و ۱۵۳ وغیرہا مضامین نظم و نثر صفحہ ۱۰۱ و ۱۰۲ ۱۲ ؎۲ روداد سال اول صفحہ ۳۴ روداد سال دوم صفحہ ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۲۵ و ۱۲۷ و ۲۸۰ و ۲۹۰ و ۱۳۸ وغیرہا ۱۲ ؎۳ روداد سال اول صفحہ ۵ و سال دوم صفحہ ۱۱ و ۱۲۹ مع غرزہ لہدم سماک الندوہ از اول صفحہ ۱ تا آخر صفحہ ۲۲ و روداد اول صفحہ ۵ و دوم صفحہ ۱۱۸ و ۱۲۵ مع مضامین نظم و نثر صفحہ ۲ و ۳ و ۶ و ۲۷ و روداد اول صفحہ ۱۵ و دوم صفحہ ۱۸ و صفحہ ۲ وغیرہا و صفحہ ۱ مع صفحہ ۱۰۱ و ۱۰۲ ؎۴ روداد صفحہ ۸ و دوم صفحہ ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۲۳ و ۱۲۵ و ۱۲۸ و ۱۳۰ و ۱۳۳ وغیرہا و صفحہ ۱ مع صفحہ ۱۰۱ و ۱۰۲ ۱۲

لقولهم. فتمكنوا من القاء الوساوس وانفاذ الدسائس. فما قليل يضلون. وما اضلهم الا هؤلاء الموقرون. ثم يا ليت شعري كيف ينتظم امر الدين بالذين فرقوا دينهم وكانوا شيعا وان زعموا انهم مصلحون. الا انهم هم المفسدون ولكن لا يشعرون. ان هذا الاضلال مبين.

التاسعة

جعلت الندوة من مقاصدها التى قامت لانفاذها رفع النزاع من بين فرق المسلمين سنيهم وبدعيهم جميعا واكدت تاكيدا اكيدا ان لا يرد احد على احد قولا ولا عقدا وامرت بسد المناظرات عن اخرها وان لا يسمح العلماء فى المسائل النزاعية ببنت شفة ولا رشحة قلم ويبدو ان تلامذتهم ايضا عن ذلك ابدا وزعمت ان هذا من الملاحاة الضائعة وانما هو من ثوران العصبية وان فاعله قاتل نفسه. فهل هذا رشد وهداية ام ضلالة وغواية.

الجواب

رد البدع عند شيوعها واشاعة فسادها وابانة قبحها من اهم الفرائض

---

[1] مضامین ثلاثہ ص٢٤ روداد اول ص٢٣ و ٢٨ مضامین نظم و نثر ص١٠١ و ١٠٦ - ١٢ [2] روداد سال اول ص١٦٦ - ١٢ [3] مضامین نظم و نثر ص٢٤ مضامین اربعہ ص٢٢ روداد دوم ص٩ - ١٢ [4] مضامین اربعہ ص٣٠ - ١٢ [5] روداد اول ص٢١ مضامین ثلاثہ ص٢٦

[6] روداد سال اول ص١٠٢ و ١٠٣ - ١٢

اس سے انہیں وسوسے ڈالنے اور اپنے چھپے مکر دلوں میں پیرا دینے کا موقع ہاتھ آئے گا اب کچھ دیر جاتی ہے کہ یہ عوام گمراہ ہو جائیں گے اور انہیں گمراہ نہ کیا مگر ان بد مذہبوں کی تعریف کرنیوالوں نے پھر کاش میں کسی طرح جاننا کہ دین کا کام ان سے کے ہاتھوں کیونکر بنا جنھوں نے اپنا دین پارہ پارہ کر ڈالا اور اہل حق سے جدا الگ گروہ ہو گئے۔ وہ بکا کریں کہ ہم بنانیوالے ہیں ہاں ہاں وہی بگاڑنے والے ہیں پر انہیں خبر نہیں۔ یہ کھلی گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔

نہم

ندوے نے اپنے ان مقاصد سے جن کے اجراء کو قائم ہوئی ایک متحد مسلمانوں کے سب فرقوں سنی و بد مذہب سے نزاع اٹھا دینا رکھا ہے اور سخت تاکید کی ہے کہ کوئی کسی کی کوئی بات کوئی عقیدہ رد نہ کرے اور حکم دیا ہے کہ مناظرہ ایک قلم بند ہونا چاہیے۔ علماء خود پابندی فرمائیں کہ پھر کسی مسئلہ مختلف فیہا میں تحریر تقریر نہ فرمائیں اور اپنے تلامذہ کو ہمیشہ روکیں اور زعم کیا ہے کہ یہ بے کار تو تو میں میں اور سر پھٹول اور جوشش نفسانیت سے ناشی اور خودکشی ہے۔ آیا یہ حق و ہدایت ہے یا گمراہی و ضلالت؟

الجواب

بد مذہبیاں جس شائع ہوں تو ان کا رد اور ان کے فساد کی تشہیر اور ان کی قباحتوں کا اظہار

لہ مضامین ثالثہ ص۱۵ روداد اول ص۳۵ و ص۳۶ مضامین نظم و نثر ص۱۱ و ۱۰۱ ۱۲ سلہ روداد سال اول ص۴۲ ۱۲ سلہ مضامین نظم و نثر ص۱۵ مضامین رابعہ ص۳۵ روداد دوم ص۱۰ ۱۲ سلہ مضامین اربعہ ص۱۰ ۱۲ شہ روداد اول ص۲۱ مضامین ثالثہ ص۱۵ سلہ روداد اول ص۱۰۲ و ۱۰۳ ۱۲ عہ ناظم ندوہ عہ ناظم وغیرہ اعلان ندوہ سہ حقانی ندوہ للعہ انصار ندوہ۔

الدينية باجماع الامة وعليه مضى السلف والخلف الى يومنا هٰذا فمن دعا الكل الى تركه فالاجماع خرق. والجماعة فارق واحب البدعة وارباها وكاد بالسوء السنة واصحابها ونهى عن المعروف وامر بالمنكر. ودعا الى لعنة العزيز الاكبر

قال الامام ابن حجر المكى فى الصواعق المحرقة اعلم ان الحامل الداعى لى على التاليف فى ذلك وان كنت قاصرا عن حقائق ما هنالك ما اخرجه الخطيب البغدادى فى الجامع وغيره انه صلى الله تعالى عليه وسلم قال اذا ظهرت الفتن او قال البدع وسب اصحابى فليظهر العالم علمه فمن لم يفعل ذلك فعليه لعنة الله والملئكة والناس اجمعين لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا امروا ما حكمها ان هٰذا من ثوران المعصية. وان فاعله قاتل نفسه فرية على الله وطعن فى الائمة. وخروج عن السنة والجماعة. وتحريم لفريضة مهمة.

العاشرة

جعلت الندوة اعظم مقاصدها التاليف بين اهل القبلة جميعا سنيهم وبدعيهم ودعتهم طرا خاصيا وعاميا الى ان يأتلفوا ويختلطوا ويتفقوا ويتحدوا ويكونوا جميعا ممتزجين كاللبن والسكر ويصيروا كلهم كقلب واحد ويتألم بعضهم لبعض

۱؎ مضامین ربیع ص۱ - ۱۲ ۲؎ روداد سال دوم ص۱ - ۱۲ ۳؎ روداد سال اول ص۱ - ۱۲ ۴؎ روداد سال ا[illegible] ص۱۰۹ - ۱۲

باجماعِ امتِ دینِ متین کے بہت ضروری فرض[ع] ہے۔ سلف و خلف سب آج کے دن تک اسی طریقے پر گزرے تو جو سب کو اس کے ترک کی طرف بلائے اس نے اجماعِ امت توڑا اور جماعت کو چھوڑا اور بدعت و اہلِ بدعت سے پیار بنایا۔ اور سنت و اہلِ سنت کا بُرا چاہا امرِ شرعی سے روکا نامشروع بات کا حکم بتایا اور لوگوں کو حضرت عزت جلالہ کی لعنت کی طرف بلایا۔ امام ابن حجر مکی صواعقِ محرقہ میں فرماتے ہیں واضح ہو کہ اس تالیف پر جس کے لیے باعث و سبب اگرچہ میرا ہاتھ بیاں کے حقائق سے کوتاہ ہے وہ حدیث ہوئی جو خطیب بغدادی نے جامع میں اور ان کے سوا اور محدثین نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب فتنے یا فرمایا بدمذہبیاں ظاہر ہوں اور میرے صحابہ کو بُرا کہا جائے تو واجب ہے کہ عالم اپنا علم ظاہر کرے جو ایسا نہ کرے گا اس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ اس کا فرض قبول کرے نہ نفل۔ رہا ندوے کا اسے جوشِ نفسانیت سے ناشی اور خودکشی بتانا، یہ اللہ عزوجل پر افترا اٹھانا، اور ائمہ دین پر منہ آنا، اور سنت و جماعت سے نکل جانا اور ایک فرضِ اہم کو حرام ٹھہرانا ہے۔

دہم

ندوے نے اپنا سب میں بڑا مقصد تمام اہلِ قبلہ سنی و غیر سنی میں میل کرانا رکھا ہے اور ان کے خاص[ع] و عام سب کو اس طرف بلایا کہ[۱] مل جلے رہیں۔ سب مذہب کے مسلمان ایک ہی بنے رہیں۔ باہم[۲] شیر و شکر ہوں۔ ایک[۳] دل ہو جائیں۔ سب[۴] کلمہ گو شل[ع]

---

[۱] مضامین بریہ ص۱۔ ۱۲ [۲] روداد دوم ص۱۔ ۱۲ [۳] روداد اول ص۱۔ ۱۲ [۴] روداد اول ص۱۔ ۱۲

[ع] آری رکن ندوہ ۱۲ [عہ] ناظم ندوہ ۱۲

معہ ثبات کل علی عقائدہ المتباینۃ و زعمت ان اقرار احد بکلمۃ الاسلام طوعاً موجب للمواخاۃ معہ کائناً من کان و ان المامور بہ فی قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کونوا عباد اللہ اخواناً وانہ لاینبغی المساءۃ والاختلاف فی شیٔ من الامور وان ہذا الاتحاد فریضۃ من اللہ تعالٰی وانہ لایمکن ان تقبل صلٰوۃ و لا صوم ولا طاعۃ الابہ ولا یمکن ان یستحق احد شیئاً من برکات الدین و الدنیا بدونہ بل لولا ہذا التحابب فیما بین اہل القبلۃ جمیعاً فلا ایمان ولا دخول جنان و ان کل ذنب یمکن ان یغفر لمسلمی الہند الا شقاقہم و تعادیہم فیما بینہم فانہ لایغفر۔

الجواب

ہذہ کلہا مضادۃ للشرع المتین۔ ومضارۃ بالمسلمین۔ ودعوۃ للناس الی ضلال مبین۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون فقد تواترت الاحادیث واقوال ائمۃ القدیم والحدیث بالنہی عن مخالطۃ المبتدعین والامر بالتباعد عنہم اجمعین ففی صحیح مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایاکم و ایاہم لایضلونکم ولا یفتنونکم ولابی داؤد عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

۱؎ مضامین اربعہ ص۱ ۔۱۲ ۲؎ مضامین اربعہ ص۱۹ ۔۱۲ ۳؎ روداد سال دوم ص۱ ۔۱۲ ۴؎ روداد سال اول ص۲۹ ۔۱۲ ۵؎ مضامین اربعہ ص۲ ۔۱۲ ۶؎ مضامین اربعہ ص۱ و ص۱۲ و ص۳۶ ۔۱۲ ۷؎ مضامین اربعہ ص۲ و ص۱۸ ۔۱۲ ۸؎ روداد سال اول ص۳ و روداد سال دوم ص۳ ۔۱۲

اعضائے شخص واحد کے درد مند ہوجائیں۔ اپنے اپنے مذہب پر دیانۃً قائم رہنے کے ساتھ۔ اور کہا کہ ہر وہ شخص جو بلا اکراہ اللہ ورسول کو مانتا ہے وہ بے شک مسلمان بھائی ہے کیسے باشد۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد میں کہ سب اللہ کے بندے آپس میں بھائی ہوجاؤ۔ اسی کا حکم ہے کسی اگرچہ باہم رنج واختلاف نہ چاہیے۔ اتحاد باہمی کی فرضیت کو پیش نظر رکھنا۔ وہ نہ ہو تو اسلام کی دینی اور دنیوی برکات سے آپ کسی حصے کے مستحق نہیں ہوسکتے نہ نماز روزہ نہ کوئی طاعت قبول ہوسکے۔ آپس میں محبت نہیں تو ایمان ندارد اور جنت سے کیا سروکار۔ اہل اسلام ہند سے سب گناہ معاف ہوسکتے ہیں لیکن یہ نااتفاقی اور عداوت باہمی کا گناہ معاف نہ ہوگا۔

الجواب

یہ تمام وکمال شرع مطہر سے ضد باندھنا، اور مسلمانوں کو ضرر پہنچانا، اور لوگوں کو صریح ضلالت کی طرف بلانا ہے اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس پلٹے پر پلٹا کھائیں گے۔ متواتر حدیثیں اور ائمہ سلف وخلف کے اقوال آئے ہیں کہ بدمذہبوں سے میل جول منع ہے اور ان سے دور رہنا واجب۔ صحیح مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان سے الگ رہو انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈالدیں
ابوداؤد کی حدیث میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

---

۱ مضامین اربیوشا ۲ مضامین اربیوشا ۱۹ ۳ روداد دوم ص ۴ روداد اول ص ۲۹ ۵ مضامین اربیوشا ۶ مضامین اربیوشا ۷ ۸ مضامین ۹ روداد اول ص ۱۰ روداد سال دوم ص ۱۲ ۱۱ انصاری ندوہ ۱۲ لمعہ آری ندوہ ۱۲ ۱۳ ناظم ندوہ ۱۲ ۱۴ محمد شاہ صدر دوم ندوہ ۱۲ ۱۵ آری ندوہ ۱۲ ۱۶ ناظم ندوہ ۱۲

وان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم زاد ابن
ماجۃ عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم وان لقیتموھم فلا تسلموا علیھم وعند العقیلی عن انس
رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تجالسوھم
ولا تشاربوھم ولا تؤاکلوھم ولا تناکحوھم زاد ابن حبان عنہ لا تصلوا
علیھم ولا تصلوا معھم وللدیلمی عن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انی بریٔ منھم وھم براء منی
جھادھم کجھاد الترک والدیلم وللسلفی فی انتخاب حدیث الفراء
عن الامام جعفر الصادق ثنی ابی محمد عن ابیہ علی عن ابیہ
الحسین عن ابیہ علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنھم انہ سمع
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول لابی امامۃ الباھلی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا تجالس قدریا ولا مرجئا ولا خارجیا انھم
یکفؤن الدین کما یکفؤ الاناء ویغلون کما غلت الیھود و
النصاریٰ الحدیث ولابن عساکر عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا رأیتم صاحب بدعۃ
فاکفھروا فی وجھہ فان اللہ یبغض کل مبتدع ولا یجوز
احد منھم علی الصراط لکن یتھافتون فی النار مثل الجراد و
الذباب ولابی داؤد والحاکم عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تجالسوا اھل القدر

وہ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاؤ۔ مر جائیں تو جنازے پر حاضر نہ ہو۔ ابن ماجہ نے بروایت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اس قدر اور بڑھایا کہ نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب انہیں ملو تو سلام نہ کرو۔ عقیلی نے انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے پاس نہ بیٹھو ساتھ پانی نہ پیو، ساتھ کھانا نہ کھاؤ، شادی بیاہت نہ کرو۔ ابن حبان نے انہیں کی روایت سے زائد کیا ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو، ان کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔ دیلمی نے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان سے بیزار ہوں وہ مجھ سے بے علاقہ ہیں ان پر جہاد ایسا ہے جیسا کافران ترک و دیلم پر۔ سلفی نے انتخاب حدیث الفراء میں امام جعفر صادق سے روایت کی کہ مجھ سے میرے باپ امام باقر نے اپنے باپ امام زین العابدین انہوں نے اپنے والد امام حسین انہوں نے اپنے والد مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حدیث بیان کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرماتے سنا کہ کسی قدری یا مرجی یا خارجی کے پاس نہ بیٹھو یہ لوگ دین کو اوندھا کرتے ہیں جیسے برتن اوندھایا جاتا ہے اور اُبل کر حد سے گزر جاتے ہیں جیسے یہود و نصاریٰ گزر گئے۔ ابن عساکر انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب کسی بدمذہب کو دیکھو تو اس کے روبرو اس سے ترش روئی کرو اس لئے کہ اللہ تعالےٰ ہر بدمذہب کو دشمن رکھتا ہے ان میں کوئی پل صراط پر گزر نہ پائے گا بلکہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر آگ میں گر پڑیں گے جیسے ٹیڑی اور مکھیاں گرتی ہیں۔ امام احمد و ابوداؤد و حاکم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا قدریوں کے پاس نہ بیٹھو،

ولا تفاتحوهم و لاحمد و ابی داؤد و الترمذی و ابن ماجۃ
عن ابن مسعود و الطبرانی عن ابی موسی رضی اللّٰہ تعالی عنہما
عن النبی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم لما وقعت بنو اسرائیل فی المعاصی فنہتہم
علماؤھم فلم ینتھوا فجالسوھم فی مجالسھم و اکلوھم و شاربوھم
فضرب اللّٰہ قلوب بعضھم ببعض و لعنہم علی لسان داؤد
وعیسی بن مریم ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون لا والذی
نفسی بیدہ حتی تأطروھم علی الحق اطرا و للترمذی و
ابی داؤد و ابن ماجۃ عن نافع عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالی عنہما
انہ جاءہ رجل فقال ان فلانا یقرؤ علیک السلام فقال بلغنی
انہ قد احدث فان کان قد احدث فلا تقرء علیہ السلام و
روی الدارمی عن ابی قلابۃ وعن الحسن البصری و محمد
ابن سیرین انہم قالوا لا تجالسوا اھل الاھواء وعن ایوب
قال رانی سعید بن جبیر جلست الی طلق بن حبیب فقال لی الم
ارک جلست الی طلق بن حبیب لا تجالسہ وعن اسماء بن
عبید قال دخل رجلان من اصحاب الاھواء علی ابن سیرین
فقالا یا ابابکر نحدثک بحدیث فقال لا قالا فنقرؤ علیک آیۃ
من کتاب اللّٰہ قال لا لتقومان عنی او لاقومن قال فخرجا فقال
بعض القوم یا ابابکر وما کان علیک ان یقرءا علیک آیۃ من
کتاب اللّٰہ قال انی خشیت ان یقرءا علی آیۃ فیحرفانہا فیقر

اوران سے ابتدا بسلام نہ کرو یا انہیں کسی معاملے میں پنچ نہ بناؤ۔ نیز احمد و ابوداؤد و ترمذی وابن ماجہ حضرت ابن مسعود اور طبرانی حضرتِ ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب بنی اسرائیل گناہوں میں پڑے ان کے علماء نے انہیں منع کیا وہ باز نہ آئے اب یہ علماء ان کے جلسوں میں شریک ہوئے ان کے ساتھ ہم پیالہ و ہم نوالہ رہے تو اللہ عزوجل نے ان کے دل ایک دوسرے پر مارے (یعنی پاس بیٹھنے سے بدی کا اثر ان عالموں کے دلوں پر بھی دوڑ گیا) اللہ عزوجل نے داؤد و عیسیٰ بن مریم کی زبانی ان سب پر لعنت فرمائی۔ یہ بدلہ تھا ان کی نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے کا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم عذاب سے نجات نہ پاؤ گے جبتک انہیں حق کی طرف خوب نہ جھکا لاؤ۔ ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ بروایتِ نافع حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ ان کے پاس ایک شخص نے آکر کہا فلاں آپکو سلام کہتا ہے فرمایا مجھے خبر پہنچی کہ اس نے کچھ بدمذہبی ایجاد کی ہے ایسا ہو تو میرا سلام اسے نہ کہنا۔ دارمی نے ابوقلابہ اور حسن بصری و محمد بن سیرین سے روایت کی ان سب نے فرمایا بدمذہبوں کے پاس نہ بیٹھو۔ ایوب سختیانی سے روایت کی مجھے سعید بن جبیر نے طلق بن حبیب کے پاس بیٹھا دیکھا فرمایا کیا میں نے تمہیں طلق کے پاس بیٹھے نہ دیکھا اس کے پاس نہ بیٹھنا۔ اسماء بن عبید سے روایت کی دو بدمذہب امام ابن سیرین کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی اے ابوبکر ہم آپ سے ایک حدیث بیان کرنا چاہتے ہیں فرمایا نہ۔ عرض کی کوئی آیت قرآن مجید کی پڑھیں فرمایا نہ، یا تو تم اٹھ جاؤ یا میں چلا جاؤں گا۔ آخر وہ دونوں نکل گئے۔ کسی نے کہا اے ابوبکر آپکا کیا حرج تھا اگر وہ کوئی آیت قرآن مجید کی پڑھ دیتے فرمایا میں ڈرا کہ وہ آیت پڑھ کر اس کے معنی میں کچھ تحریف کریں

ذلك فی قلبی وعن سلام بن ابی مطیع
ان رجلا من اهل الاهواء قال لایوب یا ابابکر
اسألك عن کلمة قال فولی وهو یشیر باصبعه
ولا نصف کلمة واشار لنا سعید بخنصره الیمنی وعن
کلثوم بن جبیر ان رجلا سأل سعید بن جبیر عن شیئ
فلم یجب فقیل له فقال له ازا یشان وعن ابی جعفر
محمد بن علی قال لا تجالسوا اصحاب الخصومات فانهم
الذین یخوضون فی ایات الله قال الامام ابن حجر
المکی فی شرح المشکوٰة تحت حدیث ابن عمر لا تقرئه منی السلام
لانا امرنا بمهاجرة اهل البدع اھ وفی المرقاة تحت حدیث لا تجالسوا اهل
القدر اذ مجالسة الاغیار تجر الی غایة البوار ونهایة الخسار اھ وفی غنیة
الطالبین لایکاثر اهل البدع ولا یدانیهم ولا یسلم علیهم لان امامنا احمد بن
حنبل قال من سلم علی صاحب بدعة فقد احبه لقول النبی صلی الله تعالیٰ
علیه وسلم افشوا السلام بینکم تحابوا ولا یجالسهم ولا یقرب
منهم ولا یهنیهم فی الاعیاد و اوقات السرور ولا یصلی
علیهم اذا ماتوا ولا یترحم علیهم اذا
ذکروا بل یباینهم و یعادیهم فی الله
عزوجل معتقدا ببطلان مذهب اهل البدعة

اور میرے دل میں جگہ کرے۔ سلام بن ابی مطیع نے روایت کی ایک بدمذہب نے ایوب سختیانی سے کہا اے ابوبکر میں آپ سے ایک لفظ پوچھنا چاہتا ہوں۔ امام نے فوراً اس سے روگردانی فرمائی اور یہ فرماتے ہوئے چلے گئے کہ آدھا لفظ بھی نہیں سعید نے ہمیں سیدھی چھنگلیا سے اشارہ کرکے بتایا۔ کلثوم بن جبر سے روایت کی کسی نے سعید بن جبیر سے کچھ پوچھا امام نے جواب نہ دیا اس کا سبب پوچھا گیا فرمایا منھم ہے (یعنی بدمذہبوں میں کا ہے) امام محمد باقر سے روایت کی کہ فرمایا ان جھگڑالوؤں کے پاس نہ بیٹھو یہی وہ لوگ ہیں جنہیں قرآن میں فرمایا کہ خدا کی آیتوں میں بیجا خوض کرتے ہیں۔ امام ابن حجر مکی نے شرح مشکوٰۃ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس حدیث مذکور کی شرح میں کہ اسے میرا سلام نہ کہنا بیان فرمایا یہ اس لئے کہ ہمیں بدمذہبوں سے قطع کردینے کا حکم ہے۔ مرقاۃ شریف میں اس حدیث کے نیچے کہ قدریوں کے پاس نہ بیٹھو تحریر فرمایا اس لئے کہ غیر مذہب والوں کے پاس بیٹھنا انتہا درجے کی ہلاکی اور کمال زیاں کاری کی طرف کھینچ لے جاتا ہے۔ غنیۃ الطالبین شریف میں ہے بدمذہبوں کے پاس جاکر ان کی گنتی نہ بڑھائے ان کے پاس نہ پھٹکے ان پر سلام نہ کرے کہ ہمارے امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بدمذہب کو سلام کرنا اسے دوست بنانا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں آپس میں سلام کا رواج دو باہم دوست ہوجاؤ گے بدمذہبوں کے پاس نہ بیٹھے ان کے نزدیک نہ جائے۔ عیدوں اور خوشی کے وقتوں میں انہیں مبارکباد نہ دے۔ مرجائیں تو ان پر نماز نہ پڑھے ان کا ذکر آئے تو ان کے لئے دعائے رحمت نہ کرے بلکہ ان سے جدا رہے اور اللہ کے واسطے ان سے دشمنی رکھے اس اعتقاد کیساتھ کہ ان کا مذہب باطل ہے

ؐ یعنی آدھے پور سے اشارہ کرکے کہا کہ ایک لفظ کیسا میں آدھا لفظ بھی تجھ سے سننا نہیں چاہتا ۱۲ مترجم

محتسبا بذلك الثواب الجزيل والاجر الكثير قال وقال فضيل
بن عیاض من احب صاحب بدعة احبط الله عمله واخرج
نور الایمان من قلبه واذا علم الله عزوجل من رجل انه مبغض
لصاحب بدعة رجوت الله تعالیٰ ان یغفر ذنوبه وان قلیل
عمله واذا رأیت مبتدعا فی طریق فخذ طریقا اخراه وفی شرعة
الاسلام من سنة السلف الصالح مجانبة اهل البدع فان النبی
صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال لاتجالسوا اهل الاهواء والبدع
فان لهم عُرّة کعرّة الجرب وقد نهی النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم
عن مفاتحة القدریة بالسلام وعن عیادة مرضاهم وشهود
موتاهم وعن الاستماع لکلام اهل البدعة فان استطاع انتهارهم
باشد القول واهانتهم بابلغ الهوان فعل ففی الحدیث من انتهر
صاحب بدعة ملأ الله تعالیٰ قلبه امنا وایمانا ومن اهان صاحب
بدعة امنه الله تعالیٰ یوم القیمة من الفزع الاکبر اھ وفی ارشاد
الساری شرح صحیح البخاری ان هجرة اهل الاهواء والبدع
دائمة علی ممر الاوقات مالم تظهر التوبة والرجوع الی الحق اھ
والعبد الضعیف الآن فی تالیف رسالة فی خصوص هذه المسألة
و
ستری فیها ان شاء الله تعالیٰ من دلائل قرآنیة وحدیثیة
نصوص العلماء ما فیه قرة الاعین وشفاء الصدور فاذا کان هذا
حکم مجالستهم فکیف بمحبتهم وقد قال صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی الحدیث

اور اس جدائی اور عداوت میں ثواب عظیم واجرِ کثیر کی امید رکھے۔ فضیل بن عیاض نے فرمایا جو کسی بدمذہب سے محبت رکھے اس کے عمل حبط ہو جائیں اور ایمان کا نور اس کے دل سے نکل جاتے۔ اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو جانے کہ وہ بدمذہب سے بغض رکھتا ہے تو مجھے امید ہے کہ مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ اس کے گناہ بخشدے اگرچہ اس کے عمل تھوڑے ہوں۔ جب کسی بدمذہب کو راہ میں آتا دیکھو تو تم دوسری راہ ہو لو۔ شرعۃ الاسلام میں ہے سلف صالح کا طریقہ بدمذہبوں سے کنارہ کشی ہے اس لئے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا گمراہوں، بدمذہبوں کے پاس نہ بیٹھو کہ ان کی بلا کھجلی کی طرح اڑ کر لگتی ہے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قدریہ کو ابتداء بہ سلام اور ان کی بیمار پرسی اور جنازے پر جانا، اور بدمذہبوں کی بات سننا منع فرمایا۔ جہاں تک سخت بات سے ہو سکے انہیں جھڑکے اور جس قدر ذلیل کر سکے انہیں ذلیل کرے کہ حدیث میں ہے جو کسی بدمذہب کو جھڑکے اللہ تعالیٰ اس کا دل امن ایمان سے بھر دے اور جو کسی بدمذہب کی تذلیل کرے اسے روز قیامت اس بڑی گھبراہٹ سے امان بخشے۔ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے گمراہوں بدمذہبوں سے ترکِ سلام وکلام ہمیشہ ہے کتنی ہی مدت گزر جائے جبتک ان کی توبہ اور حق کی طرف پھرنا ظاہر نہ ہو بندہ ضعیف خاص اس مسئلے میں آج کل ایک رسالہ جمع کرنے میں ہے۔ خدا نے چاہا تو عنقریب اس میں قرآن وحدیث وارشاداتِ ائمہ سے وہ دلائل دیکھو گے جن میں آنکھوں کی ٹھنڈک اور دلوں کی شفا ہے۔ جب بدمذہبوں کے پاس بیٹھنے کا یہ حکم ہوا تو ان کی محبت کا کیا حال ہوگا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متواتر حدیث

المتواتر المرء مع من احب و للنسائی وغیرہ فی احادیث عدیدۃ
عن علی وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حلف صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم انہ لایحب رجل قوما الا جعلہ اللہ معہم وللضیاء و
الطبرانی فی الکبیر عن ابی قرصافۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من احب قوما حشرہ اللہ فی
زمرتہم ولابی داؤد والترمذی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الرجل علی دین خلیلہ
فلینظر احدکم من یخالل وقد بسطنا تخریجات ھذہ الاحادیث
وما فی بابہا فی رسالتنا فیح النسرین بجواب الاسئلۃ العشرین و
بالجملۃ فہذا المقصد مقصد الشیطان اللعین لیضل بہ ضعفاء
المسلمین اما الحکم علیہ بانہ فرض من اللہ تعالیٰ فتشریع جدید
من عند قائلہ والحکم باستحالۃ قبول طاعۃ و او حصول برکۃ بدونہ
ففریۃ وتقول علی اللہ سبحانہ وتعالیٰ ثم الشقاق مع المبتدعۃ
ومعاداتہم ان فرض کونہ ذنبا فالجزم بانہ لایغفر بل
الحکم بانہ لایمکن ان یغفر لانہ استثناء من الامکان
خروج واضح عن دائرۃ السنۃ والجماعۃ وولوج
واضح فی الخروج والاعتزال وانکار صریح للعقائد الحقۃ
والآیات القرآنیۃ قال اللہ تعالیٰ ویغفر ما دون ذلک
لمن یشاء وقال اللہ تعالیٰ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا

میں فرماتے ہیں آدمی جس سے محبت رکھے گا اسی کے ساتھ ہو گا۔ نسائی وغیرہ نے متعدد حدیثوں میں مولےٰ علی وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے روایت کی حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا کہ جو شخص کسی قوم سے محبت رکھے گا اللہ تعالےٰ اسے ان کے ساتھ کر دے گا۔ ضیا مختارہ اور طبرانی کبیر میں ابو قرصافہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی قوم سے محبت رکھے گا اللہ تعالےٰ اسے انہی کے گروہ میں اٹھائے گا۔ ابوداؤد و ترمذی ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تو کسی سے دیکھ بھال کر دوستی کرو۔ ہم نے ان حدیثوں اور اس مضمون کی اور احادیث کی روایات بہ تفصیل اپنے رسالہ فیح النسرین بجواب الاسئلۃ العشرین میں ذکر کیں۔ الحاصل یہ مقصد ندوہ شیطان لعین کا مقصد ہے کہ اس کے سبب کمزور مسلمانوں کو گمراہ کر دے۔ رہا اسے خدا کی طرف سے فرض ٹھہرانا یہ اس کہنے والے کا اپنے دل سے نئی شریعت نکالنا ہے اور اس کے بغیر کسی طاعت کے قبول کسی برکت کے حصول کو محال بتانا اللہ عزوجل پر جھوٹ باندھنا بہتان اٹھانا ہے۔ پھر بدمذہبوں سے مخالفت وعداوت اگر بالفرض گناہ بھی ہوتی تو یہ یقین کرنا کہ اس کی بخشش نہ ہو گی بلکہ یہ کہنا کہ اس کی بخشش ممکن نہیں کہ قائل نے اسے امکان ہی سے استثنار کیا تھا یہ احاطہ سنت وجماعت سے صریح نکل جانا اور خارجیوں اور معتزلیوں کے گروہ میں کھلی فضیحت کے ساتھ در آنا۔ سچے عقیدوں اور قرآن مجید کی آیتوں کو صاف جھٹلایا ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کفر سے نیچے جتنے گناہ ہیں جسے چاہے بخشدیتا ہے جلہ فرماتا ہے بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے

واما حدیث کونوا عباد اللہ اخوانا فمعناہ کما فی عمدۃ القاری وغیرہ اکتسبوا ما تصیرون بہ اخوانا فیرجع الی امر المبتدعۃ بترک البدعۃ وقبول السنۃ لیصیروا بہ اخوان اھل الحق لا ان یبقوا علی بدعاتھم ویومر اھل الحق بمواخاتھم ان ھذا الا ضلال مبین۔

الحادیۃ عشر

قائل ھذہ المقولۃ ان کل ذنب یمکن ان یغفر الا ھذا کان رجلا صنف رسالۃ فی تحدید معنی ختم النبوۃ ابطل فیھا معنی کون الخاتم اٰخر الانبیاء و زعم انہ من مخیلات العوام وان لیست فیہ فضیلۃ للنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فان التقدم والتاخر الزمانی لیس من الفضل فی شیئ فکیف یصح المدح بہ فی قولہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وانما معناہ ان نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی بالذات وسائر الانبیاء بالعرض وسلسلۃ ما بالعرض انما تنتھی علی ما بالذات قال فعلی ھذا المعنی لا تختص خاتمیتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالنسبۃ الی الانبیاء السابقین بل ان کان فرضا فی زمنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی اٰخر فی موضع ما لکانت خاتمیتہ بحالھا قال بل ان ولد بعدہ صلی اللہ

۱؎ صا تحذیر الناس من انکار اثر ابن عباس طبعا خومسۃ مطبعۃ الصدیقیۃ بیرلی ۱۲ ۲؎ رسالۃ المذکور ص ۳؎ ایضاً ص

۴؎ ایضاً ص ۵؎ ایضاً ص ۶؎ ایضاً ص ۳۳ - ۱۲

رہی وہ حدیث کہ اللہ کے بندو سب آپس میں بھائی ہوجاؤ، اس کا مطلب جیسا کہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ارشاد فرمایا یہ ہے کہ وہ بات حاصل کرو جس سے آپس میں بھائی ہوجاؤ، تو حاصل اس کا بدمذہبوں کو حکم فرمانا ہے کہ بدمذہبی چھوڑ کر عقیدۂ اہلِ سنت قبول کریں جس کے سبب اہلِ حق کے بھائی ہوجائیں نہ یہ کہ وہ اپنی بدمذہبیوں پر قائم رہیں اور اہلِ حق کو حکم ہو کہ ان سے بھائی چارہ کرو یہ تو بڑی کھلی گمراہی ہے۔

یازدہم

اس مقولے کا قائل کرنا اتفاقی کے سوا ہر گناہ معاف ہوسکتا ہے ایک شخص تھا جس نے ختمِ نبوت کے نئے معنے تراشے ہیں ایک رسالہ[1] لکھا اس میں خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء ہونے کو باطل کیا اور کہا عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہلِ فہم پر روشن کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقامِ مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا کیونکر صحیح ہوسکتا بلکہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہوجاتا ہے اسی طور رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمایئے۔ آپ موصوف بوصفِ نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصفِ نبوت بالعرض بایں معنی جو میں نے عرض کیا آپ کا خاتم ہونا انبیائے گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپکا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی

---

[1] جس کا نام تحذیر الناس من انکار اثر ابن عباس رکھا کہ اس کے بھائی نے اپنے مطبع صدیقی بریلی میں چھاپا ۱۲ [2] رسالہ مذکورہ صفحہ [illegible] [3] قولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ۱۲ [4] ایضاً صفحہ [illegible] [5] ایضاً صفحہ [illegible] [6] ایضاً صفحہ [illegible] [7] ایضاً صفحہ [illegible] ۱۲

تعالیٰ علیہ وسلم نبی فرضا لم یخل ذلک بالخاتمیۃ المحمدیۃ اصلا فکیف اذا جوزنا فی عصرہ نبی اخر فی طبقۃ اخریٰ من الارض وحداہ علیٰ ذلک تصحیح ما زعم فی الرسالۃ المذکورۃ من ان اثر ابن عباس فی کل ارض نبی کنبیکم صحیح مقبول وعلیٰ ظاہرہ محمول والتاویلات التی ذکرہا الائمۃ کالسخاوی والسیوطی والقسطلانی وغیرہم کلہا مردود ومخذول وہو قد طبع رسالتہ ہذہ واشاعہا ورد علیہ علماء اہل السنۃ والجماعۃ من کل قطر حتی شاع الامر وذاع وملأ الارض والبقاع ثم ان ناظم الندوۃ اثر مقولتہ المنقولۃ سابقا واحتج بہا المقصد الندوۃ من الاتحاد و اتفاق المذکور[1] وقال فی اخرہ لا شک ان مولانا فلانا کان فی ہذا الزمان حکیم الامۃ المحمدیۃ ومقولتہ ہذہ فی اقصیٰ مدارج الاستحسان فما حکم ہذا المادح وذلک الممدوح۔

الجواب

اما الممدوح فقد اتی بما لا تتحملہ البحار فان کونہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین بمعنی اخرہم من ضروریات الدین فتجویز نبی جدید بعدہ او معہ کفر بواح وضلال فی الدین قال فی الاشباہ و

[1] روداد دوم صفحہ ۱۲

خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے اور اسے اس پر باعث اپنی اس بات کا بنانا ہوا جو اس نے اسی رسالے میں زعم کی کہ اثر ابن عباس فی کل ارض نبی کنبیکم صحیح و مقبول ہے اور اس سے یہی معنے مراد ہیں جو ظاہر لفظ سے مفہوم ہیں اور تاویلیں جو ائمہ کرام مثلاً سخاوی و سیوطی و قسطلانی وغیرہم نے ذکر کیں سب مردود و نامقبول ہیں اور اس نے اپنا یہ رسالہ چھاپا اور شائع کیا اور اس پر علمائے اہلِ سنت و جماعت نے ہر طرف سے رد کئے یہاں تک کہ یہ معاملہ طشت از بام اور شہر بشہر شہرۂ عام ہوا اب ناظم ندوہ نے اس کا وہ پہلا مقولہ نقل کر کے مقصد ندوہ اتحاد و اتفاق مذکور کے لئے حجت بنایا اور اس کے آخر میں کہا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مولانا اس وقت میں حکیم امتِ محمدیہ تھے۔ یہ مقولہ نہایت قابلِ قدر ہے۔ اس صورت میں اس مداح اور اس ممدوح کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب

ممدوح تو ایسی شناعت کا مرتکب ہوا جو سمندروں کے دھوئے نہ دُھلے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین یعنے آخر الانبیاء ہونا ضروریاتِ دین سے ہے تو کسی نئی نبوت کے حضور کے بعد یا حضور کے زمانے میں جائز ماننا کھلا کفر اور دین میں گمراہی ہے۔ اشباہ

ملہ روداد دوم صف - ۱۲

والنظائر إذا لم یعرف ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات اهو واما المادۃ

فقد کان یکفی لخسارہ استحسانہ تلک المقولۃ الزائغۃ الخارجیۃ

المعتزلیۃ فان انضم الیہ معرفۃ ما صدر من الرجل فی رسالتہ

کما هو الظاهر مما شرح فی السوال فوضح بحکیم الامۃ

المرحومۃ مستلزم للکفر واشد النکال کما مر مرارا۔

الثانیۃ عشر

زعمت الندوۃ انہا ترید ان تبتنی دار الافتاء یفتی منہا

کل من سأل عن عقد او عمل مسلما کان السائل او کافرا وقالت[1]

فان من المستبشع ان یکون المجلس مجلس العلماء وتستهدیہ

الناس فی امر فلا یهدون ومع ذلک فیخوف المؤاخذۃ الاخرویۃ

فاذا لم یهد العلماء فمن یهدی[2] وفی ترک الجواب او تاخیرہ

اطلاق اعنۃ العوام لیعملوا بما هوتہ انفسہم ویترکوا سوال العلماء

ومع ذلک قالت[3] لکن من سأل عن المسائل المتنازع فیہا الان بین

الفرق الاسلامیۃ فیجاب بمحض السکوت فهل فیہ نصح للسنۃ

او اضرار شدید بہا او باهلہا۔

الجواب

نعم فیہ اضرار شدید بالسنۃ واهلہا وقد اعترفت الندوۃ

---

[1] روداد سال دوم ص۸ [2] ایضا ص۸ [3] ایضا ص۱۳ [4] ایضا ص۸ - ۱۲

والنظائر میں فرمایا جب محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو آخر الانبیاء نہ مانا مسلمان نہیں کہ یہ ضروریاتِ دین سے ہے۔ زیادہ مدار اس کی ہلاکی و گمراہی کو یہی بہت ہے کہ اس نے اس گمراہ مقولے خارجی معتزلی کے مذہب کی تحسین کی۔ پھر اس کے ساتھ اگر شخص مذکور کے ان اقوال سے بھی آگاہ تھا جو اس سے رسالہ مذکور میں صادر ہوئے جیسا کہ بیان مشرح سوال سے ظاہر ہے۔ جب تو اسے حکیمِ امت مرحومہ کہنا کفر و سخت تر عذاب کا مستلزم ہے جیسا کہ بارہا گزرا۔

دوازدہم

ندوے نے زعم کیا کہ ایک محکمہ[1] افتا[2] قائم کیا جائے۔ جو شخص کسی قسم کا سوال ندوے سے کرے اس کا جواب دیا جائے خواہ وہ سوال متعلقہ احکامِ فقہیہ سے ہو یا عقائد سے سائل مسلمان ہو یا غیر مذہب والا اور کہا بہت[3] غیر مناسب ہے کہ نائبانِ پیغمبر کی مجلس جو ادھر لوگ اس سے کسی امر کی ہدایت چاہیں اور وہاں سے ہدایت نہ کی جائے اور قطع نظر ایک بدنمائی اور بددلی کے مواخذۂ اخروی کا بھی خوف ہے جب مجمع علماء ہدایت نہ ہوئی تو اور کون ہدایت کرے انہیں صحیح جواب[4] نہ ملے یا دیر ہو جائے تو ان کی طبائع کے لئے دریافت نہ کرنے اور جو جی میں آئے اس پر عمل کرنے کا بہت بڑا حیلہ ہے یہ حالت عوام کو کس قدر مطلق العنانی کا باعث ہو سکتی ہے اور باوصف ان سب باتوں کے کہا مگر جو مسائل اس وقت باعثِ نزاع ہو رہے ہیں ان کے جواب سے سکوت رہے۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا اس میں مذہب اہلِ سنت کی خیر خواہی ہے یا سنت و اہلِ سنت کو ضرر پہنچانا۔

الجواب

ہاں اس میں سنت و اہلِ سنت کو سخت ضرر پہنچانا ہے۔ ندوہ خود مان رہی ہے کہ

[1] روداد سال دوم ص۔ [2] ایضاً ص۔ [3] ایضاً ص۔ [4] ایضاً ص۔ ع ناظم ندوہ ۱۲

بان ترک الجواب بل تاخیرہ مستبشع و مطلق لعنان العوام وفیہ خوف المؤاخذۃ الاخرویۃ وقد استفاضت الاحادیث المتوعدۃ بالوعید الشدید علی کتمان العلم وقد قال تعالیٰ واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ فمع ذٰلک الامر بالسکوت عن جواب ما خالفت فیہ المبتدعۃ لیس الا ان عقائد اھل السنۃ لیست عند الندوۃ من العلم ولا الارشاد الیہا ھدایۃ۔ او انہا مخصوصۃ بزعمہا من الاحادیث والآیۃ۔ او انہا لا تبالی بما اعتقد العوام فی تلک المعارک۔ ولا تکترث باطلاق اعنتہم فیما ھنالک۔ وعلی کل فلا شک انہا قد استخفت بمذھب اھل السنۃ و الجماعۃ فی قصدھا ذٰلک۔

الثالثۃ عشر

حیث ان الندوۃ حشرۃ الاوباش وعظمت شانہا۔ ورفعت مکانہا۔ لم تلبث ان اجازت خطباءھا لیخطوا علی رؤس الحضار۔ و یکتبوا رسائل تطبع و تشاع فی الاسفار۔ فہل کان یجوز لہا ذٰلک مع علم ما ھم فیہ من سوء المسالک۔ مع ما قررت فی ضوابطہا ان لا ینکر احد علی احد قولا۔

---

[1] روداد اجلاس اول صفحہ ۱۲

جواب نہ دینا بلکہ دیر لگانا ناپسند و ناگوار اور مطلق العنانی عوام کا باعث اور اس میں خوف مواخذہ آخرت ہے اور بلا شبہ ** حدیثیں حد شہرت کو پہنچ چکیں جن میں علم چھپانے پر سخت وعید سے تہدید ہے اور خود حضرت عزت جلالہ فرماتا ہے. جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب دی گئی کہ ضرور ضرور اسے صاف بیان کروگے لوگوں سے اور نہ چھپاؤگے۔ تو باوجود اس کے ان باتوں سے جواب سے خاموشی کا حکم دینا جن میں بد مذہبوں کی نزاع ہے صرف اسی بنا پر ہے کہ اہل سنت کے عقیدے ندوے کے نزدیک علم میں داخل نہیں نہ ان کا بتانا ہدایت اور انہیں نہ وہ حدیثیں شامل نہ یہ آیت اور ندوے کو کچھ پرواہ نہیں. عوام ان معرکوں میں جو چاہیں عقیدہ رکھیں ان مواقع میں وہ مطلق العنان ہو جائیں تو ندوے کی بلا سے بہر حال اس میں شک نہیں کہ ندوے نے اپنے اس قرارداد میں مذہب اہل سنت کو خفیف ٹھہرایا۔

سیزدہم

جب ندوے نے ہر گونہ اوباش جوڑے اور ان کی شان بڑھائی۔ اور ان کی جگہ بلند ٹھہرائی تو چھوٹتے ہی ان کے لیکچراروں کو اجازت دی کہ جلسے میں برملا لیکچر سنائیں اور رسالے لکھیں کہ چھاپ کر کتابوں میں شائع کئے جائیں تو کیا یہ بات اسے روا تھی۔ حالانکہ ندوے پر ان کی بدراہی آشکارا تھی۔ باآنکہ قواعد ندوہ میں یہ بات قرار پا چکی کہ مجلس میں کسی قسم کی رد و قدح نہ ہو۔

ملہ روداد سال اول صہ ۱۳۔ ۱۲ عہ ناظم و جملہ ارکین انتظامی ندوہ ۱۲

الجواب

لاولاکرامۃ ما اصابت الندوۃ فی ما فعلت۔ ولا نصحت الغنم اذ الذئب ولّت۔ وقد قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ رواہ البخاری عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وفی حدیث عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من استعمل رجلا من عصابۃ و فیھم من ھو ارضی للہ منہ فقد خان اللہ ورسولہ والمؤمنین اخرجہ الحاکم وابن عدی والعقیلی والطبرانی والخطیب عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما فاذا کان ھذا فی استعمال من کان غیرہ ارضی فکیف بمن لیس للہ فی استعمالہ رضی۔ وروی الامام احمد عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیر الدجال اخوف علی امتی من الدجال الائمۃ المضلون ولابن عدی والدیلمی عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رب عابد جاھل عالم فاجر فاحذروا الجھال من العباد والفجار من العلماء و لابی نعیم فی الحلیۃ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیکون فی اخر الزمان دیدان القراء فمن ادرک ذلک الزمان فلیتعوذ باللہ منھم و للحاکم فی تاریخہ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویل لامتی من علماء السوء

نہ اس امر کی اجازت، نہ ندوے کے لئے آؤ بھگت، نہ وہ اس کام میں حق پر چلے، نہ اس نے بھیڑوں کی خیر خواہی کی، جب کہ بھیڑوں کو سرداری دی۔ اور بلاشبہ حضور پُر نور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب کام نااہل کے سپرد کیا جائے تو قیامت آنے کی راہ دیکھ۔ یہ حدیث بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی اور نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے ایک اور حدیث میں ہے جو کسی جماعت سے ایک شخص کو کام پر مقرر کرے اور ان میں وہ موجود ہو جو اللہ عزوجل کو اس سے زیادہ پسندیدہ ہے، بے شک اس نے اللہ و رسول اور مسلمانوں سب کی خیانت کی۔ یہ حدیث حاکم و ابن عدی و عقیلی و طبرانی و خطیب نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔ تو جب یہ حکم اس کے باب میں ہے کہ دوسرا اس سے زیادہ پسندیدہ وگزیں۔ تو اس کا کیا پوچھنا جسے کام پر مقرر کرنے میں اللہ عزوجل کی رضا اصلاً نہیں۔ امام احمد ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھے اپنی امت پر دجال کے سوا اور لوگوں کا زیادہ اندیشہ ہے وہ گمراہ کرنیوالے پیشوا۔ ابن عدی و دیلمی ابوامامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا بہت عابد جاہل ہوں گے اور بہت عالم تباہ کار، تو جاہل عابدوں اور تباہ کار عالموں سے بچو۔ ابونعیم حلیہ میں انہی سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب آخر زمانے میں کچھ ملانے ہونگے جیسے کیڑے جو وہ زمانہ پائے ان سے اللہ کی پناہ مانگے۔ حاکم تاریخ میں انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بُرے عالموں سے امت کی خرابی ہے۔

ملے یہاں خدا کے یہاں ذلیل بے عزت یا تباہ کار مفسد کہ جس چیز میں پڑیں تباہ کر دیں۔ ۱۲ مترجم

ولاحمد وابن عدی عن عمرو للطبرانی فی الکبیر والبزار عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہم عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اخوف ما اخاف علی امتی کل منافق علیم اللسان واما ما قررت فی ضوابطہا فامر بتقریر المنکر ونہی عن انکارہ المفترض المقرر ففیہ مضادۃ بینۃ لاحکام العزیز الاکبر فیا عجبا لہا تسترعی الذباب وتمنع الدفاع ما انصحہا للغنم۔

الرابعۃ عشر

وقعت من الندوۃ فی الکتب والخطب اشیاء کثیرۃ نعرض بعضہا علی وجہ الانموذج۔ استفادۃ لاحکامہا عند الشرع الابلج۔ قال الوالد[1] من کبراء اعضاء الندوۃ ان الحنفی والشافعی والمالکی وغیرہم علی کل منہم یلزم الکفر عند الاخرین فان شیئا یحلہ فریق ویحرمہ اخر وتحریم الحلال وعکسہ کلاہما کفر وقال بکر[2] منہم ان ھذہ المذاھب الاربعۃ مختلفۃ اختلافا شدیدا عقیدۃ وعملا فان نظر الی ان معتقد منع الفرض اوحلۃ الحرام ماحکمہ بالنظر الی اعتقادنا یظہر حکم شدید لایبقی بہ بین المذاھب الاربعۃ مشارکۃ فی الاسلام ایضا ؟

---

[1] مفاوضات مولد ۱۸۹۳ - ۱۲ [2] روداد سال دوم ص ۸ - ۱۲

احمد وابن عدی امیر المومنین عمر اور طبرانی کبیر میں اور بزار حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ اندیشہ ہر اُس شخص کا ہے جو دل کا منافق اور زبان کا مولوی ہو اور وہ جو ندوے نے اپنے قواعد میں قرار دیا دہ گناہ کے برقرار رکھنے کا حکم دینا، اور اس کے انکار سے جس کی فرضیت شرع میں قرار پا چکی رد کنا ہے تو اس میں حضرت عزت عزوجل کے احکام سے صریح ضد باندھنا ہے۔ واہ ری انوکھی ندوہ بھیڑیوں کو چرپانی دے اور انہیں دفع کرنے سے منع کرے۔ بھلی خیر خواہ ہے بکریوں کی۔

چہاردہم

ندوے سے اس کی کتابوں اور لکچروں میں بہت باتیں واقع ہوئیں جن کا بعض بطور نمونہ گزارش ہے کہ شرع روشن کے نزدیک ان کا حکم جاننے کی خواہش ہے۔ ندوے کے بڑے ارکین میں سے ولید[1] کہتا ہے کہ حنفی شافعی مالکی وغیرہم میں ہر ایک پر دوسرے کے مذہب سے کفر لازم کیونکہ ایک چیز جو ایک فریق کے نزدیک حلال ہے اسی کو دوسرا فریق حرام کہتا ہے اور حلال کو حرام یا حرام کو حلال کہنا دونوں باتیں کفر ہیں۔ اور انہی میں سے بکر[2] کہتا ہے کہ حنفی شافعی مالکی حنبلی چاروں فریق میں بہت کچھ اختلاف ہے بلحاظِ عمل اور اعتقاد دونوں کے کس قدر فرق ہے۔ اگر اس پر خیال کیا جائے کہ فرض کو ممنوع اعتقاد کرنے والا اور حرام کو حلال جاننے والا ہمارے عقائد کی[3] رو سے کیسا ہے تو ایسا سخت حکم نکلے گا کہ ان چاروں گروہ میں اسلامی شرکت بھی نہ رہیگی۔

---

[1] مضامین ارلیہ مشکوٰۃ ۱۲ [2] رودادِ سوم صفحہ ۱۲ [3] آری ندوہ ۱۲ [4] ناظم ندوہ ۱۲

الجواب

لقد کذبا و اھانا ائمۃ الدین حقا معاذ اللہ لیس فیھم اختلاف عقائد ولا علی احد منھم بقول اخر لزوم الکفر عائد۔ ما ھذہ الا وسوسۃ شیطانیۃ فان الخلاف فی التحلیل و التحریم انما یجیئ بلزوم الکفر اذا کانت الحلۃ والحرمۃ قطعیتین یقینیتین اما مجتھدات ائمۃ الدین فلا طعن فیھا علی احد منھم بل کل مثاب ماجور للمصیب اجران وللمخطئ اجرا ما دری ان الخلاف الاجتھادی کان بین الخلفاء الاربعۃ ایضا رضی اللہ تعالی عنھم فعلیھم ایضا یلزم عند بکر و الولید۔ ذلک الحکم الرجس النجس الخبیث الطرید۔ نعوذ باللہ من کلمات الضلالۃ۔

الخامسۃ عشر

قال الولیدؔ ایضا المسلمون وان کانوا علی مائۃ فرق من کان منھم اتقی للہ فھو الاکرم عند اللہ من ای فرق الاسلام کان۔

الجواب

کذب الولید۔ وافتری علی للہ الملک المجید۔ الغرق الاسلامیۃ ما خلا اھل السنۃ والجماعۃ کلھم اھل البدع والھوی وما للمبتدع والتقوی۔ فانہ ان صلی وصام واجتنب الزنا والربا فلا یصیر بذلک

لہ مضامین ارید ص ۱۹ - ۱۳

الجواب

ولید و بکر بے شک جھوٹے ہیں۔ ان دونوں نے ائمۂ دین کی کامل توہین کی معاذ اللہ نہ چاروں مذاہب میں اختلافِ عقائد ہے نہ ایک پر دوسرے کے قول و عقیدے سے لزومِ کفر عائد ہے۔ یہ نرا شیطانی وسوسہ ہے۔ حلال و حرام میں خلاف پر لزومِ کفر اس وقت آتا ہے جب وہ حلت و حرمت قطعی یقینی ہوں۔ ائمۂ دین کے اجتہادیات میں کسی امام پر طعن بھی نہیں بلکہ سب کے لیے ثواب واجب ہے۔ جس نے ٹھیک حکم پا لیا اسے دوہرا اجر اور جس کی نظر چوک گئی اسے اکہرا کیا ان دونوں کو اتنی بھی خبر نہیں کہ اجتہادی اختلاف تو خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالٰی عنہم میں بھی تھا۔ تو بکر و ولید کے نزدیک ان پر بھی وہی نجس ناپاک گندا مردود حکم لازم آئے گا! گمراہی کی باتوں سے خدا کی پناہ۔

پانزدہم

نیز[1] ولید کہتا ہے کہ ہر فرقے کے مسلمان ان میں مذہب چاہے ایک نہیں سو ہوں ان میں جو زیادہ تقوے رکھتا ہے وہ اللہ کے نزدیک زیادہ رتبہ رکھتا ہے کوئی مذہب والا مسلمان ہو۔

الجواب

ولید جھوٹا ہے۔ اللہ عزوجل پر افترا کرتا ہے۔ اسلامی فرقوں میں اہل سنت و جماعت کے سوا سب بدمذہب[2] و گمراہ ہیں۔ بدمذہب کو تقوے سے کیا علاقہ؟ وہ اگر نماز روزہ کئے گئے زنا و ربا سے بچتے رہے تو اتنی بات سے متقی ستھرے نہیں ہو سکتے کہ

---

[1] مضامین ارلبہ صفحہ ۱۹۔ ۱۲ [2] آری ندوہ ۱۲

من اهل التقی والنقی. فان فسق عقیدته اشد واخبث من
الوف مؤلفة من الربا والزنا۔ اخرج ابونعیم فی الحلیة
عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اهل البدع شر الخلق والخلیقة واخرج الدارقطنی
وابوحاتم الخزاعی فی جزئہ عن ابی امامة رضی اللہ تعالیٰ
عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اهل
البدع کلاب اهل النار وابن ماجة والبیہقی عن حذیفة رضی
اللہ تعالیٰ عنہ قال قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لایقبل
اللہ لصاحب بدعة صلاة ولاصوما ولاصدقة ولاحجا ولا
عمرة ولاجهاد او لاصرفا ولاعدلا یخرج من الاسلام کما تخرج
الشعرة من العجین واخرج ابن الجوزی عن انس رضی اللہ تعالیٰ
عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوان صاحب بدعة
مکذبا بالقدر قتل مظلوما صابرا محتسبا بین الرکن والمقام لم ینظر
اللہ فی شیئ من امرہ حتی یدخلہ جهنم وفی غنیة المستملی شرح
منیة المصلی المبتدع فاسق من حیث الاعتقاد وهو اشد من
الفسق من حیث العمل اماعلم الولید البلید ان من الفرق الاسلامیة
مرتدین بسبب ابی بکر وعمر وعثمان ولعنهم ومنهم من یستدین
بتفسیق علی وحسن وحسین واکفارهم افهؤلاء الضالون لوصاموا
وصلوا واجتنبوا الزنا والربا یکونون اکرم عند اللہ تعالیٰ افتفسل اعمالهم

کہ ان کے عقیدے کا فسق ہزاراں ہزار زنا و رباسے سخت تر و نجس تر ہے۔ ابونعیم حلیہ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بدمذہب سارے جہان سے بدتر ہیں بہائم سے بدتر ہیں۔ دار قطنی اور ابوحاتم خزاعی اپنے جزء حدیثی میں ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بدمذہب جہنمیوں کے کتے ہیں۔ ابن ماجہ و بیہقی حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کسی بدمذہب کی نہ نماز قبول کرے نہ روزہ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ نفل نہ فرض، بدمذہب اسلام سے نکل جاتا ہے جیسے آٹے سے بال۔ ابن جوزی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اگر کوئی بدمذہب مسئلہ تقدیر کو جھٹلانے والا حجرِ اسود و مقامِ ابراہیم کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے اور اپنے اس مارے جانے پر صابر و طالبِ ثوابِ خدا رہے اللہ عزوجل اس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈالے۔

غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی میں ہے بدمذہب عقیدے کا فاسق ہے اور وہ عمل کے فسق سے بدتر ہے۔ کیا ولید احمق یہ نہیں جانتا کہ اسلامی فرقوں میں وہ بھی ہیں جن کا مذہب ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالیاں دینا لعنتیں کرنا ہے وہ بھی ہیں جن کا دین علی مرتضیٰ و حسن مجتبیٰ و حسین شہیدِ کربلا کو فاسق و کافر کہنا ہے کیا یہ گمراہ لوگ نماز روزہ کریں اور زنا و ربا سے بچیں تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی عزت و مرتبت والے ہو جائیں گے

کیا ان کے اعمال ان کے عقیدوں کی نجاستیں دھو جائیں گے؟

خبث عقائدھم کلا واللہ ثم کلا بالجملہ فلا ریب ان الولید منحل العقیدۃ فاسد الدین۔

السادسۃ عشر

ایضا یقول الولید معاملات اللہ لاتباین معاملات الدنیا فان الدنیا انموذج الاخری فبمقایسۃ المعاملات الدینیۃ بالدنیویۃ یتیسر فہم ان الفرق الاسلامیۃ التی بلغت مئین ایہا علی الحق وایہا علی الباطل ایتہا مہتدیۃ وایہا ضالۃ لایہا رضی للہ ولا ایہا سخطہ لیتامل ان السلطنۃ البرطانیۃ النصرانیۃ کم من خلف فی ملل رعایاھا ومذاھبہم ثم ھم جمیعا للسلطنۃ رعایا مطیعون غیر باغین والسلطنۃ ایضا ماعدتہم من الباغین ولا لاحکامہا من المنکرین بل علمت انہم کلہم مطیعون لہا فہی تنظر الیہم جمیعا بنظر سواء۔

الجوا

ھنالک ھتک الولید حجابہ۔ والقی عن وجہ الالحاد جلبابہ۔ فقد اثبت ان الفرق الاسلامیۃ الثلاث والسبعین کلہا عند اللہ علی الحق والہدی واللہ تعالی ینظر الیہم جمیعا بنظر سواء۔ کبرت کلمۃ تخرج من افواھہم ان یقولون الا کذبا یا سبحان اللہ ابوبکر وعمر وعثمان وعلی و الحسن و الحسین رضی اللہ تعالی عنہم من اعتقد انہم اولیاء الرحمن

---

[1] مضامین ارلیہ ص ۲۳۵ ۲۱ - ۱۳۰

یوں نہیں خدا کی قسم یوں نہیں۔ الحاصل اصلاً شبہ نہیں کہ ولید کے دل سے عقیدہ حق کی گرہ کھلی ہوئی ہے۔ ولید کا دین تباہ ہے۔

شانزدہم

نیز ولید کہتا ہے اللہ کے معاملات کوئی نرالے معاملات نہیں ہیں۔ دنیا آخرت کا نمونہ ہے۔ دنیاوی معاملات سے مذہبی معاملات کو مقابلہ کر کے بہت اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے سینکڑوں فرقوں میں سے حق پر کون ہے ناحق پر کون گمراہ کن ہے۔ راہِ راست پر کون۔ خدا کس سے راضی ہے کس سے ناراض مقامِ غور ہے کہ برٹش گورنمنٹ کی رعایا کے ملت و مذہب میں کس قدر اختلافات ہیں۔ ان میں سب کے سب گورنمنٹ کے مطیع رعایا ہیں باغی ہرگز نہیں گورنمنٹ نے بھی ان میں کسی کو اپنا باغی قرار نہیں دیا نہ اپنے احکام کا منکر سمجھا بلکہ سب کو اپنا مطیع خیال کر کے سب کو ایک نظر سے دیکھتی ہے۔

الجواب

یہاں ولید نے اپنا پردہ چاک کیا اور اپنے الحاد کے منہ سے نقاب اٹھا دیا وہ کہتا ہے کہ اسلام کے تہتر فرقے سب اللہ تعالیٰ کے نزدیک حق و ہدایت پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے کیا بڑا بول نکلتا ہے ان کے منہ سے۔ یہ نرا جھوٹ بک رہے ہیں۔ اللہ کے لئے پاکی ہے۔ ابوبکر و عمر و عثمان و علی و حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جو محبوب خدا

لہ مضامین ارشد صفحہ ۲۱ و ۲۲ - ۱۲   عہ آری ندوہ ۱۲

وتیجان روس الصفوۃ والعرفان ومن زعم انہم معاذ اللہ ظلمۃ کفرۃ فجرۃ من اھل النیران ۔ کانا جمیعا عند اللہ علی الحق والھدی ۔ واللہ عنہما راض علی السواء ۔ ھذہ کلمۃ ملعونۃ لا یتفوہ بہا احد من المسلمین ۔ ما اطرف اثبات الولید ۔ مرامہ الطرید ۔ اذ سوی سلطنۃ کافرۃ برب العالمین ۔ لاریب ان الولید البلید ملحد زندیق عدیم الدین ۔

السابعۃ عشر

بناء علی صفوات ھذہ یستھجن الولید نسبۃ شیٔ من الفرق الی ضلال او ناریۃ ویقول[1] من الظلم المظلم ظننا ان المسلمین ان فرضوا علی مائۃ فرق ففرقۃ منہم ان لم یکفرھا تسعۃ وتسعون فلابد من ان یفسقوھا او یضللوھا ۔

الجواب

الولید بنفسہ فی ظلمات ضلال مبین حیث یجعل تفسیق المبتدعین وتضلیلہم من الظلم المظلم لاریب ان کل فرقۃ ماعدا اھل السنۃ والجماعۃ فہی ضالۃ فاسقۃ مبتدعۃ ناریۃ علی ھذا مضی اھل الحق طرا من لدن الصحابۃ العظام والائمۃ الکرام والعلماء الاعلام الی یومنا ھذا وقد نص سیدنا رسول اللہ المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی احادیث عدیدۃ مستفیضۃ ان تفترق

---

[1] مضامین اربعہ صفحہ ۱۲۰

دستاج اولیاء و اصفیا مانے۔ اور جو معاذ اللہ انہیں ظالم کافر دوزخی فاجر جانے اللہ کے نزدیک دونوں حق و ہدایت پر اللہ کی رضا دونوں کے لئے یکساں برابر ایسا ملعون کلمہ کسی مسلمان کے کہنے کا نہیں ولید نے اپنے مردود مقصود کا کیا نادر ثبوت دیا کہ ایک کافر گورنمنٹ کو رب العالمین سے برابر کیا۔ بیشک ولید پلید ملحد دہریہ بے دین ہے۔

ہفدہم

اپنی انہیں خرافات کی بنا پر ولید ان میں کسی فرقے کو گمراہ یا دوزخی کہنا برا جانتا اور کہتا[1] ہے یہاں تو یہ اندھیر ہو رہا ہے کہ اگر اسلام کے سو فرقے فرض کرو۔ ایک فرقے کو ننانوے فرقے تکفیر نہیں تو تفسیق یا تضلیل ضرور کرتے ہیں۔

الجواب

ولید خود کھلی گمراہی کے اندھیر میں ہے کہ بدمذہبوں کو فاسق و گمراہ کہنا اندھیر جانتا ہے۔ بے شک اہل سنت کے سوا جتنے فرقے ہیں سب گمراہ فاسق بدمذہب ناری ہیں، تمام اہل حق صحابۂ عظام و ائمۂ کرام و علمائے اعلام سے آج تک اسی عقیدے پر گزرے اور ہمارے آقا اللہ عزوجل کے چنے ہوئے رسول صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے صاف فرمادیا کہ میری

امت

---

[1] مضامین اربعہ صفحہ ۳۰ ۔ ۱۲

امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ ما انا علیہ واصحابی ولابن ماجۃ عن انس واحمد والطبرانی عن معٰویۃ وعبد بن حمید عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالٰی عنہم کلھا فی النار الا واحدۃ وھی الجماعۃ ۔

الثامنۃ عشر

وایضا بناء علیہا یزعم الولید ان نسبۃ مؤمن ما الی شرک وبدعۃ من کبار الذنوب عندنا ۔

الجواب

اما الشرک فلا یجوز نسبتہ الی مؤمن واما البدعۃ فمن الفرض القطعی الیقینی الاجماعی ان نعتقد کل فرقۃ سوی اھل السنۃ والجماعۃ مبتدعۃ والولید حرم الفرض القطعی فبقولہ لزمہ الکفر الذی کان یرید الزامہ اباحنیفۃ والشافعی رضی اللہ تعالٰی عنہما و بالجملۃ سلب الابتداع من جمیع اھل القبلۃ لیس من عقائد اھل السنۃ فقائلہ وقابلہ والمرتضی لہ کلھم خارجون عن اھل السنۃ والجماعۃ ۔

التاسعۃ عشر

وایضا یقول الولید ان کل من یعتقد باللہ ورسولہ فینبغی لنا ان نعظمہ وکل من تکلم بکلمۃ الاسلام طوعا فای قدر احتمتوہ فانما

سلہ ندوے کی پہلی برکت ص۱۳۔ ۱۲ سلہ مضامین اربعہ ص۲۔ ۱۲ سلہ ایضا ص۱۔ ۱۲

بہتر فرقے ہو جائے گی وہ سب دوزخی ہیں سوا ایک کے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ ابن ماجہ حضرت انس اور احمد و طبرانی حضرت امیر معٰویہ اور عبد بن حمید حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سب فرقے جہنمی ہیں سوا ایک کے کہ وہ جماعت ہے۔

ہیجدہم

نیز اسی بنا پر ولید کہتا ہے ہم کسی مومن کو مشرک اور بدعتی کہنا سخت گناہ جانتے ہیں۔

الجواب

شرک کی نسبت تو کسی مسلمان کی طرف جائز نہیں۔ رہی بدعت اس کا حال یہ کہ ہم پر یہ اعتقاد بالاجماع فرض یقینی قطعی کہ اہل سنت وجماعت کے سوا ہر فرقہ بدعتی ہے ولید نے فرض قطعی کو حرام بنایا تو اسی کے منہ اس پر وہ کفر لازم آیا جسے ابو حنیفہ و شافعی رضی اللہ تعالےٰ عنہما پر لازم کرنا چاہتا تھا۔ الحاصل تمام اہل قبلہ سے بدعتی ہونے کی نفی اہل سنت کا عقیدہ نہیں تو اس کے کہنے والے ماننے والے پسند کرنے والے سب اہل سنت وجماعت سے خارج ہیں۔

نوزدہم

نیز[ع] ولید کہتا[۱] ہے ہمیں یہ چاہئے کہ جو اللہ ورسول کے ماننے والے ہوں انکی عظمت کرنا اور[ع] جو بلا اکراہ اللہ کو[ع] ایک اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو رسول اللہ کہتا ہے تو جس قدر اسکی اہانت[۲] کیجاتی ہے

---

[۱] ندوے کی پہلی برکت ص۳ ۱۲ [۲] مضامین اربعہ ص۳ ۱۲ [۳] ایضاً ص۱۶ ۱۲

[ع] آری ندوہ ۱۲ [ع] آری و امانت اللہ صدر سوم و ناظم وغیرہ اراکین ندوہ ۱۲ [ع] آری ندوہ ۱۲

اهنتم الله ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

الجواب

کذب البلید البعید اهانة المبتدع واجبة شرعا وقد تقدم من الاحادیث ما فیه کفایة وسمعت کلام شرح المقاصد ان حکم المبتدع البغض والاهانة وقد نص علماؤنا فی باب الامامة معللین لکراهة امامة الفاسق ولو عالما انه تجب اهانته شرعا فلا یعظم بتقدیمه للامامة کما فی مراقی الفلاح للعلامة الشرنبلالی وفی حاشیة الکنز للعلامة السید ابی السعود الازهری وفی حاشیة الدر للعلامة السید الطحطاوی اما الفاسق الاعلم فلا یقدم لان فی تقدیمه تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعا۔

العشرون

وایضا یزعم الولیّد ان کل احد مکلف بفهمه ومحال ان یعلم حقیقة الحال فی کل شیئ الا الله تعالیٰ فاذا کان الرجل یظن طاعة الله تعالیٰ و رسوله دیانة نظنه خلاف الحق فماذا یضره ظننا۔

الجواب

کذب السحیق کل احد مکلف باتباع العقائد الحقة الصادقة السنیة ولا یعذر احد بخطأ فکره فیها والله علیم بحقیقة الامر

لہ مضامین اربعہ ص۲۱ ۱۲

وہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اہانت ہے۔

الجواب

احمق مردود جھوٹا ہے بدمذہب کی اہانت شرعاً واجب ہے وہ حدیثیں اوپر گزریں جن میں کفایت ہے۔ شرح مقاصد کا کلام سن چکے کہ بدمذہب کا حکم اس سے بغض رکھنا اور اسکی اہانت کرنا ہے ہمارے علما رباب امامت میں اس مسئلے کی دلیل میں کہ فاسق کی امامت مکروہ ہے اگرچہ عالم ہو تصریح فرماتے ہیں کہ اس کی اہانت شرعاً واجب ہے تو امام بنا کر اسکی تعظیم نہ کی جائیگی جیسا کہ مراقی الفلاح علامہ شرنبلالی وحاشیۂ کنز تصنیف علامہ سید ابوالسعود ازہری وحاشیۂ درمختار تالیف علامہ سید طحطاوی میں ہے کہ فاسق اگرچہ سب حاضرین سے علم میں زائد ہو آگے نہ کیا جائے کہ اسے آگے بڑھانے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شرعاً ان پر اس کی اہانت واجب ہے۔

بستم

نیز ولید کہتا ہے ہر شخص اپنی سمجھ پر مکلف ہے اور ہر امر میں حقیقۃ الحال خدا کے سوا کوئی نہیں جان سکتا اور وہ شخص خدا اور رسول کی اطاعت دیانۃً اس میں سمجھتا ہے جس کو ہم خلافِ حق خیال کرتے ہیں تو ہمارا خلافِ حق سمجھنا دوسرے کے حق میں کیا ضرر پہنچا سکتا ہے۔

الجواب

مردود جھوٹا ہے ہر شخص اس پر مکلف ہے کہ ٹھیک سچے روشن عقائدِ اہلِ سنت کی پیروی کرے کوئی ان میں اپنی خطائے فکر پر معذور نہ ٹھہرے گا۔ اللہ ہر باب میں حقیقتِ حال جانتا ہے۔

۱؎ مضامین ارابعہ صفحہ ۱۱ ۲؎ عصہ آری ندوہ ۱۲

فی کل باب ونحن علمنا باعلامه تعالی وتوفیقه علما لایحوم حوم اوهام واهلنون ان الحق الناصع هو ما نحن علیه والباطل الصریح ما علیه المبتدعون علی هذا اجماع الامة من لدن ساداتنا الصحابة العظام ومن فارق الجماعة فقد خلع من عنقه ربقة الاسلام۔ نعم هذا انما هو فی الفقهیات المجتهد فیها بین ائمة الاجتهاد الکرام۔ ثم ایضا لایصح اطلاق ان کل احد مکلف بفهمه وانما ذلک للمجتهد واما المقلد فمکلف من الله باتباع امام۔

الحادیة والعشرون

یقول عمرو ومنهم ان کل امر قطعی الثبوت عن المرشد الکامل یعنی به النبی صلی الله تعالی علیه وسلم عقدا کان او عملا فان اهل السنة و الشیعة یعنی الرفضة کلهم متفقون علیه محبة الآل والصحابة دیدن الکل واتباعهم دعوی الکل فلام هذا النزاع والتلاحی الام اوصلوا الخطب بجعل امور خفیفة جبلا ثقیلا لاحاجة الی فصل شیء من هذه النزاعات

الجواب

عمرو رد فی قوله هذا علی عقائد اهل السنة صریحا فان کل صبی سنی یعلم ان الرفضة لایحبون الاصحاب ولایدعون اتباعهم بل هم اعداء لهم ومخالفوهم وشاتموهم فهذان کذبان جلیان لایخفیان علی الصبیان

ملہ روداد سال اول صفحہ ۱۲

اور اللہ کے بتانے اور اس کی توفیق سے ہم نے جا مادہ جانا جس کے گرد وہم وگمان کو بار نہیں کہ خالص حق وہی ہے جس پر ہم ہیں اور صریح باطل وہ ہے جس پر بدمذہب ہیں۔ اسی پر ہمارے سرداروں صحابہ کرام کے وقت سے برابر اجماع امت رہا ہے۔ اور جو جماعت سے جدا چلے اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال دی۔ ہاں یہ بات فقہی مسائل اجتہادیہ میں ہے جن میں حضرات ائمہ مجتہدین کا باہم اختلاف ہے اور وہاں بھی مطلقاً یہ کہنا ٹھیک نہیں کہ ہر شخص اپنی سمجھ پر مکلف ہے۔ یہ تو خاص مجتہد کے لئے ہے۔ رہا مقلد اسے اللہ کی طرف سے یہی حکم ہے کہ کسی امام کی پیروی کرے۔

بست وپکم

اراکین ندوہ میں سے عمر[۱] کہتا ہے کہ سنی شیعہ[۲] (یعنی رافضی) وہ امور جو مرشد کامل (یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے قطعی الثبوت ہیں عقائد سے لے کر عملیات تک ان سب میں سب کا اتفاق محبت آل واصحاب سب کا شیوہ ان کی پیروی کا سب کو دعوے پھر یہ جھگڑا اور تو تو میں میں کیسی؟ ذرا ذرا باتوں کو پہاڑ بنا کر کہاں تک نوبت پہنچائی ہے نہ ان کے فیصلے کی کوئی ضرورت۔

الجواب

عمرو نے اس قول میں عقائد اہل سنت کا صریح رد کر دیا۔ اہل سنت کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ رافضی محبت صحابہ نہیں نہ ان کی پیروی کا دعوے رکھیں بلکہ ان کے دشمن ان کے مخالف انہیں گالیاں دینے والے ہیں تو یہ دو جھوٹ تو ایسے ہیں کہ بچوں پر بھی مخفی نہیں

---

[۱] روداد سال اول ص۱۲۔ ۱۲ [۲] حقانی ندوہ ۱۲

ثم اذا زعم ان کل قطعی فالفریقان متفقان علیہ فقد اتضح ان کل ما اختلف فیہ اہل السنۃ والروافض فلیس بقطعی الثبوت فلم یکن امامۃ الصدیق ولا الفاروق ولا ذی النورین ولا کونہم مبشرین بالجنۃ بل ولا نفس اسلامہم قطعی الثبوت ولا کون القدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالٰی ولا عدم وجوب شیئ علیہ جل وعلا ولا فوز المسلمین یوم القیٰمۃ برؤیتہ سبحٰنہ وتعالٰی قطعی الثبوت فان الرفضۃ تخالف فی کل ذٰلک دع عنک ھٰذہ لم یبق کون القرآن العظیم تامًا کاملا محفوظا قطعی الثبوت فان الشیعۃ تخالف فیہ ایضا وتزعم انہ ناقص وتسمیہ البیاض العثمانی فلم یبق شیٔ من الدین والایمان والمذھب والملۃ قطعی الثبوت انا للہ وانا الیہ راجعون ثم جعل امثال ھذہ المسائل العظام التی علیہا مدار المذھب والایمان جمیعا امورًا خفیفۃ وفصل القول فیہا لغوا وعبثا ورد الضلال فیہا خصاما وتلاحیا استخفاف صریح بالمذھب والدین یبلغ امرہ الی لزوم الکفر والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔

الثانیۃ والعشرون

زعم[1] مخلد منہم لاحداث الاتحاد والوداد ورفع النزاع بین اہل السنۃ والاھواء جمیعا الذی ھو اعظم مقاصد الندوۃ انہ یلزم الآن علی جمیع اہل القبلۃ وکلمۃ الاسلام ان یستردوا دعاویہم۔

---

[1] روداد سال اول ص ۱۲

پھر جب یہ بک دیا کہ جتنی باتیں قطعی الثبوت ہیں ان میں دونوں فریق کا اتفاق ہے تو صاف واضح ہوا کہ جن باتوں میں سنّیوں رافضیوں کا اختلاف ہے ان کا ثبوت قطعی نہیں تو ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمانِ غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا خلیفۂ برحق ہونا جنتی ہونا بلکہ مسلمان ہی ہونا کچھ قطعی الثبوت نہ رہا۔ تقدیر کی بھلائی برائی سب اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہونا اللہ تعالےٰ پر کوئی چیز واجب نہ ہونا، قیامت میں مسلمانوں کو خدا کا دیدار ملنا کچھ قطعی الثبوت نہ رہا کہ رافضی ان سب باتوں میں خلاف کرتے ہیں یہ سب درکنار خود قرآنِ عظیم کا تام و کامل و محفوظ ہونا قطعی الثبوت نہ رہا کہ شیعہ اس میں بھی خلاف کرتے اور اسے ناقص بتاتے اور بیاضِ عثمانی نام رکھتے ہیں اب دین، ایمان، مذہب، ملت کچھ قطعی الثبوت نہ رہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر ایسے بھاری خلافوں کو جن پر مذہب و ایمان سب کا دارومدار ہے ذرا ذرا سی بات کہنا اور ان کا فیصلہ فضول و عبث جاننا اور ان میں ردِ گمراہاں کو جھگڑا اور تُو تُو مَیں مَیں ٹھہرانا دین اور مذہب کی کھلی توہین ہے جس کی حد لزومِ کفر تک پہنچتی ہے اللہ رب العالمین کی پناہ۔

بست و دوم

سنّیوں اور بدمذہب سب میں اتفاق و اتحاد پیدا کرنے اور نزاع اٹھا دینے کے لئے جو ندوے کا سب سے بڑا مقصد ہے۔ ارا کینِ ندوہ میں سے مخلّد کہتا ہے اس وقت لازم ہے کہ جملہ کلمہ گو اہلِ قبلہ اپنے اپنے دعووں کو واپس لیں۔

سلہ روداد سالِ اول ص۳۱ - ۱۲   سلہ انصاری ندوہ ۱۲

الجواب

قد افصح مخلد ان يترك اهل المذاهب جميعا دعوی المذهب فیا

سبحان اللہ اوجبت الاحادیث رد اهل الضلال بما قد سمعت فالداعی

الی سکوت الکل عن ابطال الضلال ورد الضلال عند فشو البدع داعٍ

الی لعنة اللہ تعالیٰ والعیاذ بوجهه عز وعلا ومخلد الضال یطلب البرأة

من نفس دعوی المذهب واحقاقها فضلا عن رد البدعة وازهاقها

اللّٰهم احفظنا اللّٰهم احفظنا آمین۔

الثالثة والعشرون

زعم عمرو ایضا فیما خطب به المسلمین وطبعت خطبته الندوة و

وصف هو فیها الندوة بالامام فتارة یعبر عنها به واخری بهذا

المجلس واخری بجماعة العلماء انه لابد لکم من الامام قال النبی

صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم من لم یعرف امام زمانه

فقد مات میتة جاهلیة قال[1] فهذا الامام یرفع خلافاتکم[2]

المذهبیة وکل امر ذی بال یمکن لکم ان تسألوه عنه

هذا[3] المجلس یهدی الوعاظ ویرسلهم الی مواضع الحاجة

ویعطیهم رسائل الاحکام فان مسلمی القری عن کثیر

من هدایات الاسلام الضروریة غافلون هذه[4]

---

[1] روداد سال اول ص۲۸ ۱۲ [2] ایضا ص۲۸ ۱۲ [3] ایضا ص۲۹ ۱۲ [4] ایضا ص۲۹ ۱۲

الجواب

مخلد نے صاف کہہ دیا کہ سب اہلِ مذاہب دعویٰ مذہب چھوڑ دیں۔ واہ سبحان اللہ محدثین تو ردِ گمراہاں کو اس درجہ کا واجب ٹھہرائیں جس کا حال اوپر سن چکے تو زمانہ ظہورِ بد مذہبی میں سب کو ابطالِ گمراہی و ردِ گمراہاں سے سکوت کی طرف بلاتے والا معاذ اللہ اللہ عزوجل کی لعنت کی طرف بلاتا ہے یہاں مخلد گمراہ خود اصل دعوے مذہب و اثباتِ مذہب سے لادعوے مانگتا ہے بدعت کا رد و ابطال تو دوسرا درجہ ہے۔ الٰہی ہمیں محفوظ رکھ، الٰہی ہمیں محفوظ رکھ۔ آمین۔

بست وسوم

نیز عمرو نے مسلمانوں کو ایک لکچر دیا جسے ندوے نے چھاپ کر شائع کیا۔ اس میں عمرو نے ندوے کو امام کا لقب دیا ہے تو کبھی تو اسے امام کہتا ہے کبھی یہ مجلس کبھی جماعتِ علماء۔ اس لکچر میں عمرو نے کہا سردار جس کو امام کہنا چاہئے تمہارے لئے ضروری ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے امام زمانہ کو نہ پہچانا تو اس نے جاہلیت کی موت پائی۔ اس سردار سے تمہارے مذہبی اختلافات دور ہو جائیں گے جو مہتم بالشان بات دریافت کرتے ہو اس سردار سے دریافت کر سکو گے واعظوں کو ہدایت کرنا بھی اسی مجلس کا کام ہوگا اور ان کو ہر موقع ضروری پر روانہ کرنا اور احکام کے رسالے دینا بھی اسی کے ذمہ ہوگا کہ دیہات کے مسلمان اسلام کی بہت سی ضروری ہدایتوں سے بے خبر ہیں۔ حیاتِ ابدی کے

له روداد سال اول ص۳ ۱۲ سله ایضاً ص۵ ۱۲ سله ایضاً ص۹ ۱۲ سله ایضاً ص۱۱ ۱۲ عه حقانی ندوہ ۱۲

الجماعة تخدمكم بتعليم دستور عمل للحياة الابدية ثم فصّل مسلمی الهند الی رافضی وسنّی والسنی الی مقلد وغیر مقلد وقال[۱] ان هذا المجلس مجلس علمائهم کافة فهل یجوز ان یرجع فی امور الدین الی الروافض وغیرهم من الضلال ویتعلم دستور عمل الحیاة الابدیة منهم ویکون المجلس المرکب منهم اماما من مات ولم یعرفه مات میتة جاهلیة۔

الجواب

انما مرجع اقوالهم جمیعا الی رفع قید المذهب ومزج الحق بالباطل والتسویة بین السنة والبدعة والهدی والهوی واهالیهما فالله اکبر علی کل من عدا علی الحق وعتا وتکبر۔ ثم لولا ضیق المقام لتکلمنا علی هذا الحدیث الذی اخطأ الخطیب فی نقل لفظه ایضًا وإماعده عدی التقلید من اهل السنة فجهل شدید۔ بل ضلال بعید کما تقدم ثم اذ قد جعل الجمیع من ائمة الحق وهداة الدین فما بال الغوی۔ یبین الرافضی من السنی۔ وانما السنی هو المحق المهدی۔ فکیف بامام هاد الی الصراط السوی۔ اعوذ بالله من ذهاب النور۔ انها لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور۔

---

[۱] ایضا ص۱۱ ۱۲ [۲] ایضا ص۱۲ ۱۲

دستور العمل کی تعلیم کے لئے بھی یہ جماعت تمہارے لئے خادم ہے۔ ہندوستان میں تین قسم کے مسلمان ہیں سنی شیعہ، پھر سنیوں میں مقلد غیر مقلد، یہ مجلس کا فہ اسلام کے علماء کی ہے سنی شیعہ، مقلد غیر مقلد سب تو کیا روا ہے کہ امورِ دین میں رافضیوں وغیرہم گمراہوں کی طرف رجوع کی جائے اور ان سے حیاتِ ابدی کا دستور العمل سیکھا جائے اور یہ مجلس جوان سب کی کھچڑی ہے وہ امام ہو کہ جو اسے بے پہچانے مرے وہ زمانۂ جاہلیت کی موت مرے۔

الجواب

ندویوں کی سب باتوں کا مآل یہ نکلتا ہے کہ قیدِ مذہب اٹھا دیں۔ حق و باطل مٹا دیں سنت و بدعت، ہدایت و ضلالت اہلِ سنت و اہلِ بدعت سب کو یکساں بنا دیں تو اللہ اکبر کا نعرہ ہے ہر سرکش متکبر پر جس نے حق پر ظلم کیا ہے۔ پھر اگر مقام کوتاہ نہ ہوتا تو ہم اس حدیث پر کلام کرتے جس کے لفظ بھی اس نگچار نے ٹھیک نقل نہ کئے۔ رہا اس کا دشمنانِ تقلید کو اہلِ سنت سے گننا یہ جہل شدید بلکہ ضلالِ بعید ہے جیسا کہ اوپر گزرا ہے۔ پھر جب اس نے سب کو حق کے پیشوا اور دین کے رہنما ٹھہرا لیا تو اب اس گمراہ کو کیا ہوا کہ رافضی کو سنی سے جدا گنا۔ سنی وہی تو ہے جو حق و ہدایت پہ ہو پھر اس کا کیا کہنا جو امام و ہادی راہ راست ہو غرض زوال نور سے خدا کی پناہ۔ ہے یوں کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

لہ روداد سالانہ ص ۱۹

الرابعة والعشرون

خطب خطيب آخر فيهم سوى الصوفية الكرام بالزنادقة والملاحدة الدهرية وجعلهم شرا ممن لا يتقيد باحكام الشريعة وقال ان الرجل ان فهم مباحث الحدوث والقدم فماذا وان لم يفهم فماذا انما هى كبحث النسبة المثناة بالتكرير۔[1]

الجواب

معناه ان هذا من لغو الكلام وفضول القول وهو اجتراء قبيح على العقائد الاسلامية فان اعتقاد قدم الخالق عز وجل وحدوث المخلوق ما جل منه وقل كلاهما من ضروريات الدين واعتقاد قدم صفات الكمال لله ذى الجلال من ضروريات مذهب السنة والجماعة كما لا يخفى واما تسوية الصوفية الكرام بالدهرية الطغام فكفى لاقامة الطامة الكبرى على قائله و قابله قوله عز وجل فيما يرويه عنه نبيه صلى الله تعالى عليه وسلم كما فى صحيح البخارى من عادى لى وليا فقد اذنته بالحرب[2] اعاذنا الله من وساوس الشيطان آمين۔

الخامسة والعشرون

انشد منشد منهم ان آية قل رب زدنى علما وآية قل هل يستوى[3]

---

[1] مضامین نظم ونثر ص۱۲۵ ۱۲ [2] ایضا ص۲۶،۲۷ ۱۲ [3] مضامین نظم ونثر ص۹۳و۹۲ ۱۲

بست و چہارم

ندویوں کے ایک اور لکچرار نے لکچر دیا جس میں صوفیائے کرام کو زندیقوں ملحدوں دہریوں کے برابر کیا اور انہیں اس سے بدتر ٹھہرایا جو احکام شریعت کا پابند نہ ہوا اور کہا آدمی حدوث و قدم کے مباحث کو سمجھا تو کیا اور نہ سمجھا تو کیا جیسے نسبت مثناۃ بالتکریر کی بحث ۔

الجواب

اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ لغو کلام اور فضول بات ہے ۔ یہ عقائد اسلام کے ساتھ بڑی گستاخی ہے ۔ اللہ عزوجل کو قدیم اور مخلوق کے ہر بیش و کم کو حادث جاننا دونوں ضروریاتِ دین سے ہیں اور اللہ عزوجل کی صفاتِ کمال کو قدیم جاننا مذہب اہلِ سنت وجماعت کے ضروریات سے ہے جیسا کہ مخفی نہیں ۔ رہا صوفیائے کرام کو کمینے دہریوں کے برابر ٹھہرانا ، اس کے قائل اور اس کی بات قبول کرنے والے سب پر قیامتِ کبریٰ قائم کرنے کو اللہ عزوجل کا وہ ارشاد کافی ہے جو اس سے اس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روایت فرمایا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ جو میرے کسی ولی سے عداوت کرے میں نے اس سے لڑائی کا اعلان فرما دیا ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وساوسِ شیاطین سے پناہ بخشے ۔ آمین

بست و پنجم

ندویوں کے ایک شاعر نے شعر خوانی کی جس کا حاصل یہ کہ یہ آیت تو کہ اے رب میرے مجھے

۱؎ مضامین نظم و نثر ص۳۳ ۱۲ ۲؎ ایضاً ص۳۶ و ۴۷ ۱۲ ۳؎ مضامین نظم و نثر ص۹۲ و ۹۳ ۱۲

الذین یعلمون والذین لا یعلمون وحدیث اطلبوا العلم ولو کان بالصین لا تختص بعلوم الدین بل یعم علوم المسلمین والنصاری والمشرکین وتعلم اللسان الانکلیزی وغیرہ والا لما کان لذکر الصین معنی فان العربیۃ لم تکن ثمہ وانما عنی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تعلم لسان الصین۔

الجواب

ھذا تفسیر للقراٰن العظیم۔ بالرأی السقیم وافتراء علی النبی العظیم۔ علیہ وعلٰی اٰلہ الصلوٰۃ والتسلیم۔ وما ھی الا نزغۃ خبیثۃ نیشریۃ وقد بسطنا القول علی ما ھو المراد بالعلم فی الاٰیٰت والحدیث المذکور علی تقدیر ثبوتہ فانہ موضوع عند قوم وضعیف بالوفاق فی کتاب الحض والاباحۃ من فتاوانا العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ۔

السادسۃ والعشرون

جماھیر علماء الھند تبعا لعلماء العرب کتبوا فتاوی بان الطائفۃ المنکرۃ للتقیید خارجۃ من اھل السنۃ والجماعۃ والصلوٰۃ خلفھا ممنوعۃ[1] و تبعتھم علی ذٰلک کبراء[2] الندوۃ قبل حدوث خیالھا فی اذھانھم ثم لما احدثوھا ودعوا الناس الی الوفاق والخلاط مع جمیع اھل الزیغ الناکبین عن الصراط کتبوا[3] محضرا بکون اولٰئک الوھابیۃ الضلال من اھل السنۃ وحبذوا[4] الصلوٰۃ خلفھم من دون کراھۃ وحثوا علی ذٰلک فی کتبھم وخطبھم

---

[1] برا ہین قاطعہ السنہ جواب السوال الاول ۱۲ [2] ندوی کی پہلی رپورٹ ۱۲ [3] ایضاً ۱۲ [4] مضامین رپورٹ ۱ مضامین نظم ونثر ص ۳۲، ۳۳ ۱۲

علم زیادہ دے اور یہ آیت تو فرما کیا برابر ہو جائیں گے عالم و جاہل۔ اور یہ حدیث کہ علم تلاش کرو اگرچہ چین میں ہو۔ کچھ علوم دین سے خاص نہیں بلکہ مسلمانوں اور نصرانیوں اور مشرکوں کے علوم اور زبان انگریزی وغیرہ کے سیکھنے سب کو عام ہیں ورنہ ذکرِ چین کے کیا معنی تھے کہ وہاں عربی نہ تھی ضرور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چینی زبان سیکھنی مراد لی۔

الجواب

یہ اپنی رائے سقیم سے قرآنِ عظیم کے معنے بنانا اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر افترا اٹھانا ہے۔ یہ نرا ناپاک نیچری مفسدہ ہے۔ ہم نے اس کی تفصیل کہ آیتوں اور اس حدیث میں اگر صحیح مان لی جائے (کہ وہ ایک جماعتِ علماء کے نزدیک موضوع ہے اور ضعیف تو بالاتفاق ہے) علم سے کیا مراد ہے اپنے فتاوے العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ کی کتاب الحظر والاباحۃ میں ذکر کی۔

بست و ششم

جمہور علمائے ہند نے بہ پیروی علمائے عرب فتاویٰ لکھے کہ طائفہ غیر مقلدین اہلِ سنت و جماعت سے خارج ہیں اور نماز ان کے پیچھے ممنوع۔ اکابرِ ندوہ نے بھی جب تک ندوے کا خیال ان کے دماغ میں نہ اٹھا تھا ان فتاوے میں علماء کی پیروی کی۔ پھر جب ندوہ جمایا اور لوگوں کو تمام کجرووں برگشتہ راہوں سے اتفاق اور میل جول کی طرف بلایا۔ اب اس مضمون کا ایک محضر بنایا کہ وہابیان گمراہ اہلِ سنت ہیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا بلا کراہت جائز۔ اور اس کی طرف اپنے رسالوں اور لکچروں میں ترغیب دی

---

[1] دیکھو فتاوی السنہ جواب سوال اول ۱۲ [2] ندوہ کی پہلی رپورٹ ۱۲ [3] ایضاً ۱۲ [4] مضامین رابعہ [5] مضامین نظم و نثر صفحہ ۳۲ و ۳۳ ۱۲
[6] ناظم غازی پوری صدر ندوہ وغیرہما ارکین ۱۲

وقام قائمان احدهما من المقلدین والآخر من المنکرین فاعتنقا و اظهرا البکا وقال المقلد الندوی منهما الیوم توافقنا نحن الفریقان بل لا یصح ان یقال فریقان فقد اتحدنا نحن الآن فهل کانوا اولا علی الحق ام الآن ظهر لهم فرجعوا الیه۔

الجواب

کلا بل ضلوا واضلوا وانما الحق ما کان کتبه علماء العرب والعجم من اهل السنة والدین الاقوم۔ وللعبد الضعیف رسالة بسیطة فی المسألة سماها النهی الاکید عن الصلاة وراء عدی التقلید۔ اثبت فیها عرش التحقیق علی ان الصلاة خلفهم ممنوعة بالمنع الشدید۔ فحصرهم هذا الذی زعموا انه اول برکات الندوة۔ انما هو اول نحوسات الندوة۔ ومن اعجب الاشیاء الزعم المذکور من الندوی المقلد ویالیت شعری ان لم یصر المقلد منهما منکر التقلید۔ ولا المنکر مقیدا بهذا التقیید۔ فکیف اتحدا نسأل الله العفو والعافیة۔

السابعة والعشرون

لما شدد التنکیر علماء السنة۔ علی کبراء الندوة۔ فی هذا الخلاط۔ والتفریط والافراط۔ رجعوا الی انفسهم فقالوا انکم انتم الظلمون۔ ثم نکسوا علی رؤسهم فجاءوا یعتذرون فاعترفوا بذنوبهم لا نادمین۔ بل اقروا

لہ روداد سال دوم صـ۹ ۱۲

اور دو شخص ایک معتقد اور دوسرا منکر کھڑے ہو کر گلے ملے اور یہ رونی صورت بنائی اور ان دونوں میں سے ندوی معتقد بولا کہ آج ہم دونوں فریق میں اتفاق ہو گیا اب دو فریق کہنا بھی ٹھیک نہیں کیونکہ اب تو ایک ہی ہو گئے تو آیا یہ اہل ندوہ پہلے حق پر تھے یا اب انہیں حق ظاہر ہوا کہ اس کی طرف پھر گئے۔

الجواب

ہشتم بلکہ خود گمراہ ہوئے اور اور لوگ گمراہ کئے حق تو وہی تھا جو علمائے عرب و عجم اہل سنت و دین راست نے تحریر فرمایا تھا بندۂ ضعیف کا اس مسئلے میں ایک مبسوط رسالہ ہے مسمّٰی بہ النہی الاکید من الصلاۃ وراء عدی التقلید اس میں عرش تحقیق اس امر پر قائم کیا کہ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز سخت ناروا ہے تو ندویوں کا یہ محضر جسے انہوں نے ندوے کی پہلی برکت کہا ہے حقیقت میں ندوے کی پہلی نحوست ہے اور سخت اچنبے کی بات، اس ندوی معتقد کا وہ زعم مذکور ہے کاش میں جانتا کہ جب نہ ان میں معتقد منکر تقلید ہو گیا نہ منکر تقلید اس قید کا پابند ہوا تو دونوں ایک کیسے ہو گئے ہم اللہ عزوجل سے عفو و عافیت مانگتے ہیں۔

بست و ہفتم

جب علماء اہلسنت نے اکابر ندوہ پر اس گھال میل اور افراط و تفریط کے سبب سخت دار و گیر کی اب وہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اپنی جانوں سے بولے کہ ہاں ہاں تمہیں نے ظلم ڈھائے پھر سر کے بل اوندھائے گئے (یعنی اسی اگلی شقاوت پر پلٹے) تو بہانے بنانے آئے اب کا ہو کے مُعَر

ملہ روداد سال دوم صفحہ ۹۰ ۱۲ عہ غازی پوری صدر ندوہ ۱۲ عہ آری ندوہ ۱۲

واصروا مستكبرين. قال كبيرهم انما اخترنا هذه المحظورات لاجل الضرورات.

فتارة يقول نريد بهذا الوفاق دفع دعاة النصارى اذ لا يمكن ان يبقى

المسلمون بينهم النزاع ثم يستطيعون مع اعداء دينهم الدفاع. واخرى يزعم

ان التشاجر يجر الى امور يصير به المسلمون ضحكة للكافرين. ويكون

فيها اهانة العلماء واعزة المسلمين. افهجوع الحرب بحضرة مخالفي الدين

الذين عندهم كل عالم بلا تفريق فرقة مقتدى الاسلام او ترافع

المسائل الدينية الى حكام النصارى والهنود دون علماء الدين

ووضع كلام الله وكلام الرسول عند اقدام الكفار من الدين نعوذ

بالله منه فهل هذه الاعذار صحيحة. ام باطلة قبيحة.

الجواب

هذا كله تلبيس كاسد. وتدليس فاسد. فان دفاع دعاة النصارى

لا يتوقف على ترك رد المبتدعين. ولا باهل السنة بحمد الله تعالى

حاجة الى اعانة هؤلاء الضلال فى رد الكافرين. بل فى علماء السنة بعون

الله الحمد كثرة وافية. لرد الكفر والبدعة جميعا كافية. ولا تزال طائفة

من هذه الامة ظاهرين على الحق لا يضرهم من خذلهم ولا من خالفهم

حتى يأتى امر الله وهم على ذلك كما اخبر به الصادق المصدوق

صلى الله تعالى عليه وسلم فرد الكفار ورد المبتدعين. كلاهما من

له مراسلات سنت وندوه صلا ١٢ ، كه روداد سال دوم صث وغيره ١٢ ، كه روداد سال دوم صث ١٢ ، كه ايضا صلا ١٢

ہوئے مگر نہ راہِ ندامت سے بلکہ اقرار کیا اور متکبر ہو کر اصرار کیا۔ ان کا بڑا[1] تو لا ہم نے یہ حرام باتیں بسبب ضرورت اختیار کی ہیں۔ اب کبھی تو کہتا[2] ہے اس اتفاق سے ہماری مراد یا دریوں کے منادیوں کا دفع کرنا ہے غیر ممکن ہے کہ آپ باہمی نزاعات کو قائم رکھ کر دشمنانِ دین کے حملوں کو روک سکیں اور کبھی[3] کہتا ہے اس قسم کے نزاعات سے مخالفینِ دین کو مضحکے کا موقع ملتا ہے۔ ہمارے علماء اور معززین اہلِ اسلام کی ہتک ہوتی ہے کیا کسی[4] عالم کی مخالفین دین کے روبرو ہجو کرنا جن کے نزدیک ہر ایک عالم بلا تفریق مقتدائے اسلام ہے یا علمائے دین کو چھوڑ کر نصاریٰ اور ہنود کے اجلاس میں دینی مسائل کو پیش کرنا اور خدائے پاک اور رسولِ برحق کے کلام کو کفار کے پیروں میں رکھنا[5] دین ہے نعوذ باللہ! تو کیا یہ عذر صحیح ہے یا باطل و قبیح؟

الجواب

یہ سب کھوٹی دھوکا بازی ہے، اور خراب و تباہ فریب سازی۔ نصاریٰ کے منادیوں کو دفع کرنا نہ رد بد مذہباں کے ترک پر موقوف و محصور، نہ بحمد اللہ تعالےٰ اہلِ سنت کو ردِ کفار میں ان گمراہوں کی مدد لینی ضرور، بلکہ ہنوز بعنایتِ الٰہی علمائے سنت میں کثرتِ وافی ہے۔ جو کفر و بدعت دونوں کے رد کو کافی ہے۔ اور ہمیشہ اس امت سے ایک گروہ حق کے ساتھ غالب رہے گا۔ انہیں کچھ نقصان نہ دے گا جو انہیں چھوڑے یا ان کا خلاف کرے گا یہاں تک کہ حکمِ الٰہی آئے گا اور وہ اسی غلبہ و شوکت پر ہوں گے جیسا کہ سچے نبی سچے مانے ہوئے نے خبر دی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔ تو ردِ کفار و ردِ مبتدعین دونوں

---

[1] مراسلات سنت و ندوہ ص۱۲ ۱۲ [2] روداد سال دوم ص۶ وغیرہ ۱۲ [3] روداد سال دوم ص۸ ۱۲ [4] ایضاً ص۹ ۱۲
[5] ناظم ندوہ ۱۲

فرائض الدین۔ ولاتعارض بینهما۔ حتی لایمکن جمعهما۔ فقد مضت القرون المتطاولة علی اهل السنة وفقهم الله تعالیٰ فیهما لردکلیهما۔ وکذلک یوفق بوعده الحق حتی لاتکون فتنة و یکون الدین کله لله فکیف یحل لاحد ترک فریضة لفریضة اخریٰ لاتضاد بینهما وهل هو الاکمن رفض الصلاة لاجل الصیام او ترک الزکوة بعذر القیام۔ علی ان الاهم الاٰکد هو الرد علی دعاة المبتدعین المسترشدین بالاسلام۔ المدلسین بعرض الاٰیات و الاحادیث۔ علی وجه التبدیل والتاویل الخبیث۔ لاضلال العوام۔ فهم اضر علی المسلمین۔ من الکافرین۔ فان المسلم وان کان ماکان فی غایة الجهل یعرف ان الکافر علی الباطل الصریح فلایصغی الیه۔ ولا یلقی بالاالما یتفوه لدیه۔ اما المبتدع فله عرة کعرة الجرب کمافی الحدیث فانظره اذاجاء یتخشع۔ و یرائی ویتصنع۔ وسرح لحیته۔ ووسع جبته۔ وکبر عمامته۔ فاوهم امامته۔ وتزیا لهم بزی العلماء۔ وتلا الاٰیات وروی الروایات عند الجهلاء۔ ثم وسوس فی صدورهم ان الذی یقول هوالثابت بکلام الله وکلام الرسول۔ جل جلاله وصلی الله تعالیٰ علیه وسلم فهذا هوالداء العضال۔ والمکر الذی تزول منه الجبال۔ فاهم الاشیاء افساد امره۔ و ردکیده باذن الله فی نحره۔ و تغییر منکره۔ وتشهیر عجره

ضرور ہیں دونوں فرضِ دین۔ اور ان میں ایک دوسرے کی ضد نہیں۔ کہ باہم جمع نہ ہو سکیں اہلِ سنت پر زمانہ دراز میں جگ گزرے کہ ان میں من جانب اللہ دونوں فریق کفر و بدعت کے رد پر موافق رہے اور اللہ تعالیٰ اپنے سچے وعدے سے انہیں یونہیں توفیق دیتا رہیگا یہاں تک کہ فتنہ نام کو نہ رہے اور سارا دین اللہ ہی کے لئے ہو جائے۔ تو کیونکر کسی کو حلال ہو سکتا ہے کہ ایک فرض کے لئے دوسرا فرض چھوڑے جو آپس میں ضد نہیں آخر یہ ایسا ہی ہوگا کہ کوئی روزوں کے لئے نماز چھوڑے۔ یا بعذرِ قیام زکوٰۃ دینے سے منہ موڑے۔ علاوہ بریں جو زیادہ مہم اور زیادہ مؤکد ہے۔ وہ ان بدمذہبوں ہی کے مکلبوں کا رد ہے۔ جو اسلام کے پردے میں آیتیں حدیثیں سناتے ہیں اور معنی بدل کر اپنی خبیث تاویلوں سے چھل کر، عوام کو بہکاتے ہیں۔ مسلمانوں پر ان کا ضرر، کافروں سے کہیں بڑھ کر، کہ مسلمان اگرچہ کتنا ہی حد بھر کا جاہل ہے۔ اتنا پہچانتا ہے کہ کافر کا دین صریح باطل ہے تو اس کی بات پر کان نہ دھرے گا اور اس کے بکنے کی پرواہ نہ کریگا اور بدمذہب کا فساد تو بجلی کی طرح اڑ کر لگتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے۔ اس وقت اسے دیکھو جب وہ بڑا خدا ترس بن کر آئے۔ اور دکھاوے بناوٹ کے رنگ جمائے اور داڑھی پھٹکارے، اور ڈھیلا جبہ سنوارے، اور عمامے کا گھیر بڑا کرے، کہ لوگوں کو امامت کا وہم گزرے۔ عوام کے آگے علماء کا روپ بھرے اور آیتیں روایتیں ذکر کرے۔ پھر ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالے کہ جو اس نے کہا ہے وہی قرآن و حدیث سے ثابت ہوا ہے۔ تو یہ وہ مرض ہے کہ جس کے علاج میں عاجز آئیں۔ اور وہ مکر ہے جس سے پہاڑ ٹل جائیں۔ پس ہر مہم سے بڑھ کر مہم یہی ہے کہ اس کا کام بگاڑ دیا جائے۔ بعنایتِ الٰہی اس کا مکر اسی کے گلے پڑا اُلٹا جائے۔ اس کی بری باتوں کی تغییر کریں، اسکی

وبجره۔ هٰذا ماروی ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ و الحکیم
الترمذی والحاکم فی الکنی و الشیرازی فی الالقاب وابن
عدی و الطبرانی فی الکبیر والبیہقی و الخطیب عن بهز
بن حکیم عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اترعون عن ذکر الفاجر متی یعرفہ الناس
اذکروا الفاجر بما فیہ یحذرہ الناس واما ما ذکر من جر
التشاجر الی ما اخبر۔ فانما منشؤہ ما قد یقع من بعض العوام
من حمایۃ المذهب بالتشاتم والتضارب وسوء الخصام۔ فیحتاج
الی ترافع الامر الی الکفار وقاضیہم۔ لان بلادنا الیوم بایدیہم۔ فدفعہ
انما هو بتسکین العوام۔ واظهار سوء ما یرتکبون بطیش الاحلام۔
فان اطاعوا فبها۔ والا فلا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ ومعاذ اللہ
ان تأتی الشریعۃ الغراء بسد شیٔ مستبشع۔ بارتکاب ما هو اشنع
واخنع۔ فان الضرب والشتم والقید والحبس والمصادرۃ لایذهب
بدینہم بخلاف ما تدعون الیہ من الوداد۔ والاتفاق والاتحاد۔
فانظر یا من یرید حمایۃ اخیہ من رشح سحاب۔ فیقف بنفسہ
ویوقف اخاہ تحت المیزاب۔ ولئن فرضنا ان شناعۃ الامرین
علی حد سواء۔ فمن ابلح لک ان ترتکب حراما لتغیر حراما
اهذا شرع ام حکم هوی۔ بل لو استویا ما استویا۔ فانک غیرت حراما
صنعہ بعض من اخاک۔ بان ارتکبت حراما انت بنفسک ودعوت

کھلی ڈھکی خرابیاں تشہیر کریں۔ یہ وہ بات ہے جو ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم الغیبہ میں اور حکیم ترمذی اور حاکم نے کتاب الکنی اور شیرازی نے القاب میں اور ابن عدی اور طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی وخطیب نے بہز بن حکیم سے انہوں نے اپنے باپ انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیا فاجر کو بُرا کہنے سے پرہیز کرتے ہو لوگ اسے کب پہچانیں گے، فاجر کے عیب بیان کرو کہ لوگ اس سے ڈریں۔ اور وہ جو ناظم عذر کناں، کہ نزاع کا انجام چنین وچناں، اس کا منشا تو وہی ہے جو بعض عوام سے وقوع میں آتا ہے کہ حمایت مذہب میں گالی گلوچ مار پیٹ بُرا جھگڑا دخل پاتا ہے جس کے سبب مقدمہ مُرنصارے اور ان کے حاکموں کے یہاں جاتا ہے۔ کہ آج ہمارے شہروں پر انہی کا قبضہ ہے۔ اسکا علاج یہ تھا کہ عوام کی یورش گھٹائی جائے۔ اور غصے میں خفت عقل سے جو وہ کر بیٹھتے ہیں اس کی برائی بتائی جائے۔ اگر وہ مان لیتے تو بہت اچھا، ورنہ خدا ایک کا گناہ دوسرے پر نہیں رکھتا۔ اور خدا کی پناہ کہ شریعت روشن کسی ناگوار بات کے بند کرنے کو اس کا حکم فرمائے جو اس سے بھی زیادہ بُری اور بیہودہ ہو، کہ مار گالی بیڑیاں جیل خانہ جرمانہ ان کا دین نہ جائے گا۔ بخلاف اس محبت اتفاق اتحاد کے جس کی طرف تم بلاتے ہو کہ یہ انہیں بددین بنائے گا تو اب غور کر اسے وہ جس نے اپنے بھائی کو بادل کے چھینٹے سے بچانے کا ارادہ کیا اور خود بھی پرنالے کے نیچے کھڑا ہوا۔ اور اس بھائی کو بھی وہیں کھڑا کر لیا اور اگر ہم مان بھی لیں کہ دونوں کی برائی یکساں ہے تو یہ تیرے لئے کس نے جائز کیا کہ ایک حرام مٹانے کو دوسرا حرام کرے۔ کیا یہ شریعت ہے یا حکم نفس و شیطان ہے۔ بلکہ اگر برابر ہوتے تو نہ برابر ہوتے کہ تو نے وہ حرام جو تیرے بعض بھائیوں نے کیا یوں مٹایا کہ دوسرے حرام کا خود بھی مرتکب ہوا اور اس بھائی

الیہ ذاک اخاک۔ فکان اولا وھو الذی زل۔ و اذن انت و ھو کلاک کما ضل۔ نزلنا لک عن ھٰذا کلہ فکان ناھیک الدعاء الی ترک النزاع المنجر الی الفساد۔ فما کان حادیک ان دعوت القوم الی الوداد و الاتحاد۔ اما خالفت بھٰذا الشرع المبین۔ اما خنت بھٰذا عوام المسلمین۔ وانت الاٰخر نراک۔ ما اقتصرت ایضا علی ذاک۔ بل بطرت خطرت و علی اقصی معاداۃ المذھب صرت۔ اما نری فی کلماتک و کلمات خطباء نادیک و دعاتک۔ للسنۃ توھینا۔ و للبدعۃ تھوینا۔ و للحق تھجینا۔ و للباطل تحسینا۔ و فی ائمۃ الاسلام قدحا مھینا۔ و للضالین الطغام مدحا مبینا۔ بل کلمات کفر و الحاد یقینا۔ افھٰذا دین افھٰذا شرع افھٰذا اسلام۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز العلام۔ فانظر الی اعذارک الابرد من جرائمک الکبر۔ این ذھبت شذر مذر۔ فھل یذھبن کیدک ما یغیظ۔ واللہ لدینہ ناصر حفیظ۔ والحمد للہ رب العٰلمین۔

الثامنۃ والعشرون

اذا کان ما ذکر من اقوال الولید و بکر و عمرو و خلد و غیرھم من خطباء الندوۃ بذلک الحد من الشناعۃ کما افدتم فھل الاحکام اللاحقۃ لقائلیھا تلحق بعینھا لقابلیھا والذین اجازوھا وطبعوھا واشاعوھا وماذا یامر الشرع والحال ھٰذہ فی شرکۃ الندوۃ

کو بھی اسی کی طرف بلایا۔ تو پہلے فقط اسی کا پاؤں پھسلا۔ اور اب تو اور وہ دونوں
گمراہی میں مبتلا، جانے دے، ہم تیرے لئے ان سب سے درگزرے۔ تجھے
اتنا بس تھا کہ نزاع فساد خیز چھوڑنے کی طرف بلاتا، قوم کو اس محبت واتحاد کی دعوت
دینے پر تجھے کس نے ابھارا۔ کیا تو نے اس سے شرع مبین کی مخالفت نہ کی۔ کیا تو
نے اس سے عام مسلمین کی خیانت نہ کی، اور تجھے اسے کینے ہم دیکھتے ہیں کہ اس پر
بھی تو نہ رکا۔ بلکہ اترا کر اڑ چلا۔ اور مذہب سے انتہا درجے کی ضد باندھنے پر تُلا۔
کیا ہم نہیں دیکھتے جو تیری تحریروں میں ہے۔ تیرے لکچراروں منادیوں کی تقریروں
میں ہے، سنت کی توہین مٹانا۔ بدعت کو آسان بتانا حق کی مذمت۔ باطل
کی مدحت۔ ائمۂ اسلام کی سخت اہانت۔ کمینے گمراہوں کی تعریف کے نغمے۔ بلکہ یقیناً
کفرو الحاد کے کلمے۔ کیا یہ دین ہے؟ کیا یہ شرع ہے؟ کیا یہ اسلام۔ ولاحول
ولا قوۃ الا باللہ العزیز العلام۔ اب اپنے عذروں کو سوجھ جو تیرے کبیرہ جرموں
سے بھی زیادہ بے لطف تھے۔ کدھر تتر بتر گئے۔ کیا تیرے مکر سے تیرنے دل کی
گھٹن جانے والی ہے؟ اور اللہ اپنے دین کا نگہبان ووالی ہے۔ اور سب خوبیاں خدا
کو جس نے ساری مخلوق پالی ہے۔

بست ودوشتم

جب کہ ولید و بکر و عمرو و مخلد وغیرہم لکچریاں ندوے کے اقوال اس
درجہ شناعت پر تھے جیسا کہ آپ نے افادہ فرمایا تو کیا جو حکم ان قائلوں پر لگے
بعینہ ان پر بھی لگیں گے جنہوں نے وہ اقوال قبول کیے۔ ان کی اجازت دی
انہیں چھاپا شائع کرایا اور ایسی حالت میں شرع ندوے کی شرکت

واعانتہا بمال او اعمال افیدونا یرحمکم اللہ تعالیٰ۔

الجواب

کل حکم مر علی الاقوال المسطورۃ۔ للاشخاص المذکورۃ۔ من الالحاد والضلال والافتراء علی اللہ والافتراء علی الرسول و عداوۃ الحق ومعونۃ الباطل وغیر ذلک فانہا تلحق القابلین کمثل القائلین علیہم اوزار من اقوالہم لا تنقص شیئا من اثقالہم فان الاجازۃ والاشاعۃ لا علی وجہ الانکار رضی وتسلیم و رضا سیئۃ سیئۃ مثلہا بل قد یفوق علیہا فی الوبال الوخیم۔ فالرضا بالکفر کفر و بالالحاد الحاد وبالبدعۃ بدعۃ و بالاثم اثم بل کفر بواح ان کانت حرمتہ من ضروریات الدین۔ والعیاذ باللہ ارحم الراحمین۔ فالواجب علیہم جمیعا وعلی کل من وافقہم المبادرۃ الی التوبۃ النصوح من تلک العقائد الضالۃ۔ والخیالات الباطلۃ۔ فان تابوا واصلحوا فاخوانکم فی الدین والا فیجب علی المسلمین ان یہجروہم و یجانبوہم ویفروا عنہم من فورہم فرارا و یحسبوا شرکتہم نارا کبارا۔ ولا یحملوا باعانتہم بمال او اعمال اثقالا واوزارا فان نبیکم الرؤف الرحیم الحریص علیکم الارأف بکم منکم بانفسکم قد امرکم فقال وقولہ الحق ایاکم وایاہم لا یضلونکم ولا یفتنونکم فمن احب دینہ فہذا السبیل۔ والہدایۃ والتوفیق بید اللہ الجلیل نسأل اللہ العفو والعافیۃ والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ

اور مال و بدن سے اس کی اعانت پر کیا حکم فرماتی ہے ہمیں فائدہ بخشیے اللہ تعالیٰ آپ رحم کرے۔

الجواب

اشخاص مذکورہ کے اقوال مسطورہ پر جو احکام الحاد و ضلال وافترا علی اللہ و علی الرسول و دشمنی حق و مددگاری باطل وغیرہا کے جڑے۔ وہ سب قائلوں کی طرح قبول کرنے والوں پر بھی پڑے۔ ان کے بوجھ میں ان کی گردنیں بھی دبیں، اور ان پر سے کچھ بار کی کمی نہیں۔ کہ اجازت اور بے ردوانکار اشاعت قبول و پسند ہے۔ اور ہر گناہ کی پسند اس کی مثل گناہ بلکہ کبھی وبال گراں ہیں اس سے بھی بلند ہے۔ مثلاً کفر کی پسند کفر۔ الحاد کی الحاد، بدعت کی بدعت اور گناہ کی گناہ بلکہ صریح کفر ہے جبکہ اس کی حرمت منجملہ ضروریات ایمان اور خدا کی پناہ جو ہر مہربان سے بڑھ کر مہربان۔ تو ارا کین ندوہ اور جتنے ان کی موافقت کا دم بھریں۔ سب پر فرض کہ ان گمراہ عقیدوں باطل خیالوں سے فوراً توبہ نصوح کریں۔ پس اگر وہ تائب ہوں اور اپنے حال کی اصلاح کرلیں جب تو تمہارے دینی بھائی ہیں ورنہ مسلمانوں پر واجب کہ انہیں چھوڑ دیں ان کے پاس نہ جائیں۔ ان کی نزدیکی سے فوراً فرار کی ٹھہرائیں انکی شرارت کو بڑی آگ تصور فرمائیں۔ مال یا بدن سے ان کی کوئی اعانت کرکے اپنی گردن پر بارِ گناہ نہ اٹھائیں کہ تمہارے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نرم دل مہربان۔ تمہاری بھلائی کے کمال خواہاں۔ تم پر تمہاری جانوں سے بڑھ کر مہربان نے تمہیں حکم دیا اور فرمایا اور انہی کا ارشاد سچا ہے کہ ان لوگوں سے دور بھاگو اور انہیں اپنے سے دور کرو کہیں یہ تمہیں بہکا نہ دیں کہیں یہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں جسے اپنا دین عزیز ہو تو راہ یہ ہے اور ہدایت و توفیق اللہ ذوالجلال کے اختیار۔ ہم اللہ سے عفو و عافیت مانگتے ہیں۔ سب خوبیوں سراہا اللہ سارے جہان کا پروردگار۔ اللہ درود بھیجے

تعالیٰ علیٰ خلقہ وسراج افقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ و
صحبہ اجمعین ۔ وکان ذٰلک للیلتین مضتا من النصف الاخیر
من الشہر شوال العاشر من العام الثالث من العشر الثانیۃ من
المائۃ الثالثۃ من الالف الثانی من ہجرۃ من ہو دینی وایمانی ۔
وامنی وامانی ۔ ومعطی الامانی ۔ ومولی التہانی ۔ ومولی الخلائق
الاقاصی والادانی ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ وعلیٰ آلہ وصحبہ
وبارک وکرم ـــ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱
عبد المصطفیٰ احمد رضا خان

مخلوقِ الٰہی کے انتخاب۔ الٰہی آسمان کے آفتاب۔ ہمارے مولیٰ و سردار محمد اور ان کے آل و اصحاب سب پر۔ یہ فتوے لکھا گیا جب دو راتیں گزری تھیں ہزار دوم کے تیسری صدی کے دوسرے عشرے کی تیسرے سال کے دسویں مہینے کے پچھلے نصف سے ان کی ہجرت سے جو میرے دین و ایمان ہیں۔ میرے امن و ایمان ہیں۔ آرزوئیں عطا فرمانے والے۔ مبارک بادل کی عطائیں برسانے والے۔ تمام مخلوق پروردگار۔ دور و نزدیک سب کے سردار صلی اللہ تعالٰی علیہ و آلہ وصحبہ و بارک وکرم۔ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔ وعلمہ جل مجدہ اتم و اَم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامی
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

محمدی سنی حنفی قادری ۱۳۰۱
عبد المصطفٰی احمد رضا خان



(١) بسم الله الرحمن الرحيم

اما بعد فقد نظرت فی ھذه العجالة من اولها الی اخرها
ونظرت فی الاجوبة الثمانية والعشرين فعلمت انها مع
الاجوبة المذكورة من افضل المصنفات والمؤلفات لاسيما
وهی لداعی نه مذهب اهل السنة والجماعة وهتك
مذهب اهل الزيغ والكفر والضلالة فقد اجاد مؤلفها فيما
سطر وافاد فجزاه الله عن الاسلام والمسلمين افضل الجزاء
وشكر مسعاه وادام عزه وجماله وكماله فی دنياه واخراه امين

امر برقمه المرتجي من ربه كمال النيل محمد سعيد
بن محمد بابصيل مفتی الشافعية ورئيس العلماء
بمكة المحمية غفر الله له ولوالديه ومشائخه
ومحبيه والمسلمين اجمعين.





(۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد میں نے اس عجالے کو اول تا آخر دیکھا اور اس کے اٹھائیس جوابوں پر نظر کی تو میں نے جانا کہ وہ افضل تصنیفات و تالیفات سے خصوصًا وہ اس کی تصنیف ہے جو اہلِ سنت وجماعت کی یاوری اور مشرب اہلِ زیغ و کفر و ضلالت کی پردہ دری کی طرف بلانے والا ہے۔ مصنف نے خوب لکھا اور فائدہ بخشا۔ اللہ تعالیٰ اسے اسلام و مسلمین کی طرف سے بہتر جزا دے اور اس کی کوشش قبول فرمائے اور اس کی عزت، اس کا جمال، اس کا کمال دنیا و آخرت میں ہمیشہ رکھے۔ آمین

اس تصدیق کے لکھنے کا حکم دیا اپنے رب سے کمال کامیابی کے امیدوار



محمد سعید بن بابصیل شافعیہ کے مفتی مکہ معظمہ کے رئیس العلما نے اللہ اس کے اور اس کے والدین و اساتذہ و دوستاں وجملہ مسلمانان کے سبتے مغفرت فرمائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۲) الحمد للہ رب العلمین. والصلوٰۃ والسلام علی اشرف المرسلین سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہ اجمعین. امابعد فانی لما طالعت ھٰذہ الاجوبۃ السدیدۃ. رأیتہا فی بابہا فریدۃ. لایشک فی ذٰلک الامنافق مرتاب. اوعدو حاد عن الحق والصواب. مشیدۃ بالکتاب والسنۃ. لہا فی قلوب الملحدین طعن الاسنۃ. والحمد للہ الذی وفق ھٰذا الفاضل لمثل ھٰذا التالیف الشریف. الدال علی رفعۃ قدرہ ورسوخ قدمہ المنیف کثر اللہ امثالہ. واحسن مآلہ. وختم لنا ولہ بالحسنی وزیادۃ. فلقد اجاد فیما قالہ وافادہ. نصرۃ للحق وازھاقا للباطل ونبرأ اللّٰھم الیک مما تفوہ بہ طوائف المارقین من الدین. من النیشریۃ والرافضۃ والوھابیین وغیرھم من الملحدین. وامتنا اللّٰھم علی مذھب اھل السنۃ والجماعۃ لاضالین ولامضلین. ولامغیرین ولامبدلین. وانت حسبنا ونعم الوکیل. کتبہ بقلمہ الراجی عفو ربہ ذی الجلال محمد صالح ابن المرحوم العلامۃ صدیق کمال. الحنفی المفتی مکۃ المکرمۃ کان اللہ لہ ولوالدیہ. واحسن الیہما والیہ. آمین.

(مہر: محمد صالح کمال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۳) الحمد للہ الذی حمی شریعۃ سید المرسلین. من انتحال الغالین.

(۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب خوبیاں اللہ پروردگارِ عالم کو۔ اور درود و سلام اشرفِ پیغمبراں پر نازل ہو محمد ہمارے آقا و سرور۔ اور ان کے سب آل و اصحاب پر۔ پس ازاں جب یہ صحیح جواب میرے مطالعہ میں آئے۔ میں نے اس باب میں لاجواب پائے۔ ان میں شک نہ لائے گا مگر منافق بے یقین۔ یا کوئی دشمن حق و صواب سے کنارہ گزیں۔ قرآن و حدیث سے مستحکم کئے ہوئے ہیں۔ ملحدوں کے دلوں پر نیزوں کا کام کر رہے ہیں۔ شکر اس خدا کا جس نے اس فاضل کو ایسی تالیف شریف کی توفیق دی۔ جس نے اس کی بلندی قدر و رسوخ قدم فائق پر دلالت کی۔ اللہ تعالےٰ اس کے امثال بڑھائے اور اس کا انجام اچھا بنائے۔ اور ہمارا اور اس کا خاتمہ جنت و دیدار الٰہی پر فرمائے کہ خدا کی قسم اس نے نصرتِ حق و اہلاکِ باطل کے لئے بے شک خوب کہا او فائدے دیئے۔ الٰہی ہم تیری طرف التجا لا کر ان باتوں سے بیزار ہوتے ہیں جو طوائفِ بے دین۔ نیچری و رافضی و وہابی وغیرہم ملحدوں نے بکیں۔ الٰہی ہمیں مذہبِ اہلِ سنت و جماعت پر مرنا نصیب کر۔ نہ بہکے ہوئے نہ بہکانے والے۔ نہ دین بدل کر نیا رنگ لانے والے۔ تو ہمیں کافی ہے اور اچھا کارساز۔ بقلمِ خود لکھا اپنے رب جلیل کی مغفرت کے امید وار محمد صالح بن علامہ مرحوم صدیق کمال حنفی مفتی مکہ مکرمہ نے اللہ تعالےٰ اس کا اور اس کے والدین کا والی رہے اور ان سب کے ساتھ احسان۔

(مہر: محمد صالح کمال)

---

(۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب خوبیاں اللہ کو جس نے حد سے گزرنے والوں کے جھوٹے ادعائے دیں،

وابداع الملحدين بالدلائل القاطعة والحجج والبراهين۔
وايدها بعلماء السنة اهل الحق واليقين۔ والصلوٰة والسلام
علىٰ سيدنا محمد الذى جاء بالملة السمحة فكان من
اهلها من عمل بها وخالفها۔ القائل لاتزال طائفة من امتى
قوامة على امر الله لايضرها من خالفها وعلىٰ اله الذين
ما زالوا على الحق ظاهرين۔ واصحابه حملة الشريعة
الذين بذلوا ارواحهم فى نصرة هٰذا الدين۔ امتثالا
لامره وغيرة لدينه وحمية۔ الذين من تقصهم مرق من
الدين كما يمرق السهم من الرمية۔ وعلى التابعين
لهم الذين قصموا شبه الطغاة اهل الالحاد۔ ومن
يضلل الله فماله من هاد۔ وبعد فانى نظرت اجوبة الشيخ
الفاضل۔ والعلامة الكامل۔ الاخ فى الله الشيخ احمد رضا
حفظه الله وحشرنا جميعا فى زمرة النبى المرتضى۔ فوجدتها موافقة
للصواب۔ مطابقة للسنة والكتاب۔ وقد ابدى فيها من الدلائل
والبراهين ما يغنى المستفيد من العباد۔ ويقمع الضالين الباغين
من اهل الكفر والرفض والعناد۔ وقد بذل فيها وسعه وجهده
مع السداد۔ ولايلام المرء بعد الاجتهاد۔ فلقد قام بفرض الكفاية
عن علماء المسلمين۔ فجزاه الله بصنيعه خيرا واقر بفعله
عين سيد المرسلين۔ فنسأل الله سبحٰنه وتعالىٰ ان يحمينا من

اور ایجادات شنیعہ ملحدین سے ۔ شریعت سید المرسلین کی حمایت فرمائی۔ اس پر یقینی قطعی دلیلوں حجتوں کی اقامت فرمائی۔ علمائے سنت اہل حق و یقین سے اس کی تقویت فرمائی۔ اور درود و سلام ہمارے آقا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو نرم و آسان دین لے کر تشریف لائے۔ اس کے اہل سے ہو جو اس پر عمل کرے اور اس کا عہد نباہے ۔ وہ فرماتے ہیں ہمیشہ میری امت کا ایک گروہ حکم الٰہی پہ خوب قائم رہیگا اسے ضرر نہ دے گا جو اسکا خلاف چاہے۔ اور ان کی آل پر جو ہمیشہ حق کیساتھ غالب ہے۔ اور اصحاب پر کہ انکی شریعت کے حامل ہوئے جنہوں نے بقصد مددگاری دین۔ انکا حکم ماننے اور ان کے دین کی غیرت و حمیت میں اپنی جانیں دیں۔ جو ان کی شان گھٹائے دین سے باہر آئے ۔ جیسے تیر شکار سے نکل جائے ۔ اور ان کے تابعین پر جنہوں نے سرکش ملحدوں کے شبہات کے ٹکڑے اڑائے ۔ اور جسے خدا گمراہ کرے اسے کون راہ دکھائے ۔ زاں بعد میں نے سردار فاضل ۔ علامۂ کامل ۔ برادر دینی مولانا احمد رضا کے جواب دیکھے ۔ اللہ ان کی حفاظت فرمائے ۔ اور ہم سب کو نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پسندیدہ کے گروہ میں اٹھائے میں نے وہ جواب موافق صواب و مطابق سنت و کتاب پائے مصنف نے ان میں وہ دلائل و براہین ظاہر فرمائے ، کہ بندگان خدا میں جو فائدہ لینا چاہے اسے کافی ہیں۔ اور گمراہوں باغیوں اہل کفر و رفض و عناد کی جڑ بنیاد کے نافی ہیں مصنف نے ان میں اپنی قدرتیں کوششیں راست کرداری و راست گفتاری کے ساتھ خرچ کیں۔ اور انسان پر حق میں کوشش کے بعد (کسی کے نہ ماننے کا) الزام نہیں۔ واللہ کہ مصنف نے تمام علمائے اسلام کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر دکھایا۔ اللہ تعالےٰ اسے اس کام پر نیک جزا دے ۔ اور اس کے فعل سے سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھ ٹھنڈی کرے ۔ اللہ سبحانہ وتعالےٰ سے ہمیں یہ سوال ۔ کہ ہم سے دور رہے کجی د

الضلال. بجاه محمد والآل. وصلى الله على سيدنا محمد وعلى آله واصحابه وسلم. قاله بفمه وكتبه بقلمه المفتقر الى رب الناس. السيد عمر بن سالم بن عمر العطاس المدرس بالحرم الشريف المكي غفر الله له ولمشائخه والمسلمين آمين.

عمر بن سالم العطاس

---

(٣) بسم الله الرحمن الرحيم

حمد المن تفرد بالايجاد. ونور قلوب اوليائه بصحيح الاعتقاد. وصلاة وسلاما على افضل العباد. سيدنا محمد الهادى الى سبيل الرشاد. الماحى بواضح براهين شريعته سفسطة اهل الزيغ والعناد. وعلى آله واصحابه واتباعه واحبابه الطاهرين الامجاد. اما بعد فانى لما سرحت جواد النظر واطلقت عنان الفكر. فى ميادين هذا السفر المبتكر. الفيته قد جمع من ساطع ادلة الشريعة الجليلة. ويقينياتها القاطعة المنيعة. ما ازاح به شبه الملحدين. ودحض اباطيل المعاندين المتمردين. الخارجين عن الملة الحنيفة المؤيدة بالبراهين. فلله در مؤلفه ما اتقنه وما ابهاه امتع المولى بطول حياته وجزاه عن الامة افضل الجزاء انه ارحم الراحمين. قاله بفمه ورقمه بقلمه خادم طلبة العلم بالمسجد الحرام

ضلال ۔ بجاہِ محمد وحرمتِ آل ۔ اور اللہ کے درود وسلام محمد ہمارے سردر ۔ اور ان کے آل وصحابہ پر ۔ اسے اپنی زبان سے کہا اور اپنے قلم سے لکھا محتاجِ بارگاہِ ربّ الناس سیدسالم بن عمر عطاس علوی مدرس حرم شریف مکی نے اللہ تعالٰے اسے اور اس کے استاذوں اور سب مسلمانوں کو بخشے ۔ آمین



(۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سراہنا اسے کہ پیدا فرمانا خاص سب اسی کے لئے ۔ اس نے سچے عقیدوں سے اپنے دوستوں کے دل نورانی کئے ۔ اور درود وسلام بہترینِ عباد ۔ ہمارے سردار محمد ہادیٔ راہِ رشاد پر جنہوں نے اپنی شریعت کی روشن دلیلوں سے ٹیڑھے ہٹ دھرموں کے جھوٹے چٹکلے مٹائے ۔ اور ان کے آل واصحاب وپیروان واحباب پر کہ طیب و جلالت سے متصف آئے ۔ بعد ازاں میں نے رہوارِ خوش رفتار نظر کو اذن جولان دیا اور اس تازہ نو آئین کتاب کے میدانوں میں عنانِ فکر کو نرم کیا ۔ تو اسے پایا کہ اس نے جلیل شریعت کی بلند حجتیں ۔ اور اس کی معزز قطعی یقینی ہدایتیں ۔ وہ جمع کیں جن سے ملحدوں کے شک ہٹا دئے ۔ اور معاندوں سرکشوں یقینی مدتل دینِ اسلام سے نکل جانے والوں کے باطل مذہب مٹا دئے ۔ مصنف کی خوبی اللہ کے لئے ہے کس قدر حاذق اور کتنا خوبیوں والا ہے ۔ اللہ تعالٰے اس کی درازیٔ عمر سے مسلمانوں کو بہرہ مند کرے ۔ اور اسے امتِ مرحومہ کی طرف سے فضل جزا دے ۔ وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہر والا ہے ۔ یہ اپنی زبان سے کہا اور اپنے قلم سے لکھا مسجدِ حرام میں طلبہ علم کے خدمتگار

راجی عفو ذی العرش المجید عمر بن ابی بکر باجنید عفی
الله تعالیٰ عنه واحبابه والمسلمین آمین۔

عمر بن ابی بکر باجنید ۱۲۹۶

بسم الله الرحمٰن الرحیم

(۵)

حمد لمن جعل الحق قویا عالیا۔ وجعل الباطل سافلا واهیا۔ والصلوٰة
والسلام علیٰ سیدنا محمدٍ المبعوث بالدین القویم۔ والصراط المستقیم و
علیٰ آله الطاهرین۔ من زیغ کل مبتدع لئیم۔ واصحابه الذین بذلوا
مهجهم واجسامهم فی نصرة هٰذا النبی الکریم۔ فتأسست
بذلك القواعد۔ وحصلت لکل مستفید جمیل الفوائد۔ وعلیٰ
من تبعهم فی نهجهم من کل ذاب عن الدین۔ بالدلیل القوی
المتین۔ فجزاهم المولیٰ افضل الجزاء۔ واخزی من مال عن سبیلهم
اشد الخزاء۔ وبعد فقد وقفت علیٰ هٰذه الاجوبة القویة۔ علی
الاسئلة السنیة۔ وما کتبه علماؤنا وسادتنا مؤید لذٰلك۔ ومقرر
لما هنالك۔ لازالوا للدین ناصرین۔ وللسنة حامین۔ کثر المولیٰ
امثالهم۔ وایدا قوالهم وشید احوالهم۔ بجاه خاتم النبیین۔ علیه
وعلیٰ آله وصحبه افضل صلاة المصلین وسلام المسلمین۔ فی کل
وقت وحین۔ قال ذٰلك الحقیر الفقیر الیٰ مولاه الغنی حسین بن
محمد الحبشی امتثالا لامر سادتنا والا فلست فی العیر ولا فی النفیر

بسم الله الرحمٰن الرحیم

(۶)

الحمد لله وحده۔ لا ضد له ولا ند له۔ والصلوٰة والسلام علیٰ سیدنا



مالک عرش عظیم کے امیدوار۔ عمر بن ابی بکر باجنید نے اللہ تعالیٰ اسے اور سب دوستوں اور سب مسلمانوں کو بخشے۔ آمین

(۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفیں اسے جس نے حق کو بلند وچست کیا۔ اور باطل کو زیردست کیا۔ اور درود و سلام ہمارے سردار محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کہ دین درست و راہِ راست لیکر مبعوث ہوئے اور ان کی آل پر کہ ہر بدمذہب کینے کی کجی سے پاک رہے۔ اور ان کے اصحاب پر جنہوں نے اس نبی کریم کی مدد کے لئے اپنی جان و بدن تج دئے۔ کہ اس سے قواعدِ دین نے استحکام پاتے۔ اور ہر فائدہ لینے والے کو نفیس فائدے ہاتھ آتے۔ اور ان کے پیروانِ راہ پر کہ شبہات ہٹاتے ہیں دین سے۔ دلیل پر زور متین سے۔ مولیٰ تعالیٰ انہیں بدلے میں سب سے بہتر بھلائی دے۔ اور ان کی راہ سے الگ چلنے والے کو سب سے سخت تر رسوائی دے۔ پس ازاں میں نے یہ پُر زور جواب دیکھے۔ جو ناکس لوگوں کے باب میں لکھے گئے۔ اور جو کچھ ہمارے علماء ہمارے سرداروں نے لکھا ہے اسکی تائید و تصویب کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ ناصرِ ملت و حامیٔ سنت رہیں۔ مولا تعالیٰ ان کے امثال بڑھائے۔ اور انکے اقوال کی تائید فرمائے۔ ان کے احوال میں مضبوطی لائے۔ صدقہ خاتم النبیین کا ان پر اور ان کے آل واصحاب پر ہر وقت ہر آن۔ بہتر درود ورود خاناں۔ وخوشتر سلام سلام گزاراں اسے کہا حقیر۔ اپنے مولائے غنی کے فقیر حسین بن محمد حبشی نے اپنے سرداروں کے حکم سے ورنہ میں نہ شمار میں نہ قطار میں۔

(۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک اللہ کو حمد وثنا جس کا نہ کوئی ضد نہ کوئی ہمتا۔ اور درود وسلام ہمارے آقا

محمد لانبی بعدہ۔ وعلی الہ واصحابہ المنتصبین لازالۃ شبہ
اھل الزیغ والخلاعۃ۔ والقائمین بابطال سفسطۃ اولی الضلال و
الملاحدۃ۔ اما بعد فیقول العبد الفقیر الراجی الی رحمۃ ربہ القوی تفضل
الحق عفا اللہ عنہ وعن والدیہ بلطفہ الخفی۔ لما طالعت ھذہ
الاجوبۃ السدیدۃ بامعان نظر وتدقیق فکر۔ رأیتہا۔ احسن اجوبۃ
الفت فی بابہا۔ الدالۃ علی رسوخ علوم المؤلف العالم العلامۃ۔ و
الفہامۃ۔ الذی ھو فی الاعیان۔ بمنزلۃ العین فی الانسان۔ جزاہ
اللہ تعالی عنا وعن المسلمین خیر الجزاء۔ فی دار الاولی والاخرۃ۔ و
نفعنا اللہ تعالی والمسلمین بعلومہ ما دام الشموس طالعۃ۔
والنجوم ساطعۃ۔ بحرمۃ سید الاولین والاخرین۔ صلی
اللہ تعالی علیہ وسلم والہ واصحابہ اجمعین۔

الحق تفضل

---

(۷) الحمد للہ الذی حمی حوزۃ الاسلام بصیانۃ علماء الدین۔ وھاواھما
من سعی فی اطفاء نورہ بقہرہ المتین۔ واعز من اعز دینہ الشامخ۔
الاصول السامی العماد الراسخ۔ والصلوۃ والسلام الاتمان الاکملان
علی سیدنا محمد سید ولد عدنان۔ وعلی الہ واصحابہ وتابعیہم
باحسان۔ الی یوم الدین۔ خصوصا علماء العاملین۔ وبعد فقد اطلعت
علی ما کتبہ العلامۃ الاوحد۔ الہمام الامجد۔ مولانا الشیخ احمد رضا
بلغہ اللہ تعالی کل مقام احمد۔ فہذہ رسالۃ عجیبۃ مشتملۃ

محمد پر۔ جن کے بعد کوئی نبی نہ پیمبر۔ اور ان کے آل و اصحاب پر۔ کہ ٹیڑھے نافرمانوں کے شبہے دور فرمانے پر قائم رہے۔ اور گمراہوں ملحدوں کے خرافات باطل کرنے پر دائم۔ بعد ازاں کہتا ہے بندہ حقیر۔ امیدوارِ رحمتِ ربِ قدیر۔ تفضل الحق۔ اللہ اپنے لطفِ خفی سے اسے۔ اور اس کے ماں باپ کو بخشے۔ یہ جواب۔ صحیح و صواب۔ نظرِ عمیق و فکرِ دقیق سے۔ میرے مطالعہ میں آئے۔ جس قدر فتوے ایسے مسائل میں لکھے گئے سب سے بہتر پائے۔ یہ بتا رہے ہیں کہ مؤلف عالم علامہ۔ فاضل فہامہ۔ کہ عمائد میں ایسے ہیں جیسے آدمی کے بدن میں آنکھ ان کے علوم بہت پکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا و آخرت میں ہماری اور سب مسلمانوں کی طرف سے بہتر جزا عطا کرے۔ اور ہمیں اور سب اہلِ اسلام کو ان کے علوم سے نفع بخشے۔ جب تک سورج چمکیں۔ اور ستارے طلوع کریں۔ صدقہ اپنے سب اگلوں پچھلوں کے سردار کا ان پر اور ان کے آل و اصحاب پر درود و سلام خدا۔ آمین۔

(مہر: تفضل الحق)

---

(۷) سب خوبیاں اللہ کو جس نے علمائے دین کی حفاظت سے بیضۂ اسلام کی حفاظت کی۔ اور جو اس کے نور بجھانے میں ہوا اپنے قوی قہر کے تیر سے اس کی جان لی۔ اور جس نے اس کے رفیع اصول بلند ستون والے محکم دین کا اعزاز کیا اسے عزت دی۔ اور نہایت کامل و تمام۔ درود و سلام۔ ہمارے آقا سردار اولاد عدنان پر۔ اور ان کے آل و اصحاب و تابعین باحسان پر۔ تا روزِ محشر خصوصاً علمائے باعمل پر۔ پس ازاں میں مطلع ہوا۔ اس پر جو لکھا علامۂ یکتا۔ صاحب ہمت بلند و عزت مولٰنا احمد رضا نے۔ اللہ عزوجل اسے مقامِ کمال ستائش کو پہنچائے۔ یہ تو عجیب رسالہ ہے جس کے مسائل

مسائلها من الاحاديث النبوية ومن نصوص العلماء فلا مجال فيها
لانكار الجهلاء المعاندين للدين. فلله در مؤلفها حيث بذل همته فى
بيان الرد على هؤلاء الفرق الضالة المبتدعة فجزاه الله احسن جزاءه
وجعله ذخيرة لهذا الدين. وكثر الله من امثاله على ممر السنين امين
يارب العلمين. وصلى الله على خير خلقه سيدنا محمد وعلى اله وصحبه
وسلم. رقمه راجى عفو ربه المنان محمد سعيد بن محمد
بن سليمان المدرس بالحرم الشريف.



---

(٨) الحمد لله الذى جعل العلماء وسيلة للارشاد. وسيفا قاطعا
لمن اراد العناد والفساد. والصلاة والسلام على شرف الخلق والعباد. سيدنا
محمد واله وصحبه الكمل العباد. وبعد فقد اطلعت على اجوبة العلامة الفهامة
الشيخ احمد رضا. وتحريراته المؤيدة بالكتاب والسنة المرضاة
للرب خالق الفضا. فوجدتها تامة المعانى والالفاظ. التى لا يقدر على
مثلها اكثر الحفاظ. اعلى الله مناله فى اعلى عليين. مع احباب الانبياء
والمرسلين. امين يارب العلمين. اقول وبالله اعول. ان فعل
هؤلاء ليس هو الا هوى نفس واتباع للشيطن اما يخشون عقوبة
الله تعالى غيرة منه على الاسلام اما يعتقدون
الموقف غدا والفضيحة بين يديه وما احسن
ما قيل شعر

احادیثِ نبویہ وارشاداتِ علماء سے چُن کر آئے۔ تو جاہلوں دین کے دشمنوں کو اس میں انکار کی گنجائش نہیں۔ مؤلف کی خوبیاں اللہ کے لئے ہیں کہ اس نے ان گمراہ بدمذہب گروہوں پر رد کے اظہار میں اپنی ہمتیں صرف کیں۔ اللہ تعالے اسے اپنی جزاؤں میں سب سے بہتر جزا عطا فرمائے۔ اور دینِ متین کی حاجتوں کے وقت کام آنے کے لئے اسے ذخیرہ بنائے۔ اور مدتہامدت تک اسکے سے لوگ اہلسنت میں بکثرت لائے۔ آمین یارب العالمین۔ اور درود وسلام رب اکبر بہترین عالم محمد ہمارے سرور۔ اور انکے آل واصحاب سب پر۔ راقم اپنے کمال محسن پروردگار کے عفو کا امیدوار، محمد سعید بن محمد سلیمان مدرس حرم شریف۔



---

(۸) سب تعریفیں اللہ کے لئے جس نے علماء کو وسیلۂ رہنمائی ٹھہرایا۔ اور جو عناد وفساد چاہے اس کے لئے انہیں شمشیرِ بُرّاں بنایا۔ اور درود وسلام تمام مخلوقِ الٰہی وبندگانِ خدا سے بہتر ہمارے مولےٰ محمد اور ان کے آل واصحاب کاملین خداپرست پر۔ بعدازاں علامہ فہامہ مولٰنا احمد رضا کے جواب۔ اور ان کے نوشتے مؤید بہ سنت وکتاب۔ وجہ رضائے خالق فضا رب الارباب میری نظر میں آئے۔ میں نے معانی میں کامل اور الفاظ میں تام پائے۔ ایسی تصنیف پر اکثر وہ لوگ قادر نہیں جو حفاظِ علوم کہلائے۔ اللہ عزوجل سب سے بلند تر فردوس کے غرفوں میں اپنے پیارے انبیاء ومرسلین کے ساتھ اسے بلند رسائی دے ایسا ہی کرے اسے پروردگار سارے جہان کے۔ میں کہتا ہوں اور اللہ ہی پر بھروسا رکھتا ہوں۔ کہ ان ندویوں کا یہ کام نہیں مگر ہوائے نفس وپیروئ شیاطین۔ کیا ڈرتے نہیں کہ اللہ عزوجل اسلام پر غیرت فرماکر انہیں عذاب کے شکنجے میں لے۔ کیا اعتقاد نہیں رکھتے کہ روزِ قیامت اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہے اس کے حضور فضیحت ہوں گے۔ کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے ؎

تذکر یوم تاتی اللہ فردًا | وقد نصبت موازین القضاء
وھتکت الستور عن المعاصی | وجاء الذنب مکشوف الغطاء

ومنہ ابلغ واسرع رشقا فی النحور. قول من یجمع الناس لیوم لاریب فیہ یوم النشور. یعلم ما فی السموات والارض ویعلم ما تسرون وما تعلنون واللہ علیم بذات الصدور. اما یخافون من یوم تذھل کل مرضعۃ عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملھا وتری الناس سکاری وما ھم بسکاری ولکن عذاب اللہ شدید اقول ھذا لمن طلب الحق والبیان. فقد کشف لہ الغشاء وبان. واما من مرادہ بالجدال اطفاء نور اللہ فاللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون واوصی اخواننا المسلمین ان یقوموا علی ھؤلاء اعداء الدین وینصروا دینھم القویم فقد قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم قد اجارکم اللہ من ثلث خلال ان لایدعو علیکم نبیکم فتھلکوا جمیعا وان لایظھر اھل الباطل علی اھل الحق وان لاتجتمعوا علی ضلالۃ رواہ ابوداؤد واخرج الطبرانی فی الکبیر من حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ وفی الصغیر والاوسط بسند جید عن علی رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دن کر یاد جب پیشِ خدا تو اکیلا آئے اور میزان لائیں
گناہوں کے حجاب ایک ایک ہوں چاک جرائم برملا بے پردہ آئیں

اور اس سے بھی بلاغت میں بڑھ کر۔ اور سینوں میں تیر برسانے میں جلد تر۔ اس کا ارشاد ہے جو لوگوں کو جمع فرمائے گا اس دن جس میں شک ناممکن۔ وہ کونسا دن ہے حشر کا دن۔ کہ فرماتا ہے اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہو۔ اور اللہ خبردار ہے دلوں کی بات سے کیا اس دن سے نہیں ڈرتے جب ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے کو بھول جائے گی اور ہر گابھن گابھ ڈال دے گی اور تو لوگوں کو خیال کرے کہ نشے میں ہیں اور وہ نشے میں نہیں بلکہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔ یہ میں اُس کے لئے کہتا ہوں جو حق و بیان کا طلب گار ہے۔ کہ اس کے لئے پردہ اٹھ گیا اور حق آشکار ہے۔ رہا وہ جو جھگڑ کر خدا کا نور بجھانا چاہے۔ تو اللہ اپنا نور ضرور پورا کرے گا اگرچہ کافروں کو برا لگے۔ اور میں اپنے مسلمان بھائیوں کو تاکید کرتا ہوں کہ ان دشمنانِ دین کے دفع کو کھڑے ہو جائیں اور اپنے دینِ راست کی مدد فرمائیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بے شک تمہیں اللہ عزوجل نے تین باتوں سے پناہ بخشی تمہارے نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تمہارے ضرر کی دعا نہ فرمائیں گے کہ سب ہلاک ہو جاؤ۔ اور باطل والے اہلِ حق پر غلبہ نہ پائیں گے۔ اور تم گمراہی پر جمع نہ ہو گے۔ یہ حدیث ابوداؤد نے روایت کی اور طبرانی نے کبیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور صغیر و اوسط میں بسند جید حضرت مولیٰ علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ثلث هن حق لایجعل اللہ من لہ سھم فی الاسلام کمن
لاسھم لہ ولایتولی اللہ عبدا فیولیہ غیرہ ولا یحب
الرجل قوما الاحشر معھم واحمد باسناد جید ثلث
احلف علیھن لایجعل اللہ من لہ سھم فی الاسلام کمن لاسھم
لہ واسھم الاسلام ثلث الصلوۃ والصوم والزکوۃ ولایتولی
اللہ عبدا فی الدنیا فیولیہ اللہ غیرہ یوم القیمۃ ولایحب
الرجل قوما الاجعلہ اللہ معھم والحاکم وصححہ الشرک اخفی من
دبیب النمل علی الصفا فی اللیلۃ الظلماء وادناہ ان تحب علی شیٔ من
الجور وتبغض علی شیٔ من العدل وھل الدین الا الحب والبغض
قال اللہ تعالی قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ وابن حبان
فی صحیحہ لاتصاحب الامؤمنا ولایاکل طعامک الاتقی وروی
ابوداؤد وابن حبان فی صحیحہ مثل الذی یعین قومہ علی
غیر الحق کمثل بعیر تردی فی بئر فھو ینزع منھا بذنبہ ومعناہ
انہ وقع فی الاثم وھلک کالبعیر اذا تردی فی بئر مھلکۃ وینزع بذنبہ
ولایقدر علی الخلاص والطبرانی من مشی مع ظالم لیعینہ
وھو یعلم انہ ظالم فقد خرج من الاسلام واجتماع
ھؤلاء علی ھذہ الاحوال ھو اعانتکما لایخفی علی من
نور اللہ بصیرتہ والواجب ان لایجالسوھم ولایماشوھم
فقد قیل من حام حول الحمی یوشک ان یقع فیہ

فرماتے ہیں تین باتیں بے شک ہیں جو اسلام میں خوبی کا کوئی حصہ رکھتا ہے اللہ اسے اس
کی برابر نہ کردے گا جو حصہ نہیں رکھتا اور اللہ جسے دوست رکھے اسے کسی دوسرے
کی سپردگی میں نہ دے گا اور جو شخص کسی قوم سے محبت رکھے انہی کے ساتھ اس کا حشر
ہوگا اور امام احمد بسند صحیح روایت کرتے ہیں تین باتوں پر قسم یاد فرماتا ہوں۔ اللہ
تعالےٰ اسلام میں نصیبے والے کو بے نصیب کے برابر نہ کردے گا اور اسلام میں خوبی کے
بڑے حصے تین ہیں نماز روزہ زکوٰۃ اور جس بندے کو اللہ عزوجل دنیا میں دوست
رکھے ہرگز نہ ہوگا کہ اسے روزِ قیامت دوسرے پر چھوڑ دے اور جو شخص جن لوگوں
سے محبت رکھے گا اللہ تعالےٰ اسے انہی کے ساتھ کردے گا۔ اور حاکم نے بافادہٗ
تصحیح روایت کیا شرک اس سے بھی زیادہ پنہاں ہے جیسے چکنی چٹان پر اندھیری
رات میں چیونٹی کی چال اور ادنیٰ درجہ اس کا یہ ہے کہ تو کسی قدر ظلم وخلاف حق پر
محبت اور کسی قدر عدل پر عداوت رکھے اور دین ہے کیا اسی حب وبغض کا تو نام
ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے اے نبی فرما اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی
کرو اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ صحیح ابن حبان کی حدیث ہے صحبت میں
نہ رہ مگر صاحبِ ایمان کی اور تیرا کھانا نہ کھائے مگر پرہیزگار۔ اور سنن ابی داؤد
وصحیح ابنِ حبان میں ہے اس کی کہاوت جو اپنی قوم کی ناحق مدد کرے اس
اونٹ کی سی ہے جو کنوئیں میں گر گیا اور اب وہ اس میں سے دم پکڑ کر کھینچا
جارہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ گناہ میں پڑا اور ہلاک ہوا جیسے اونٹ کہ چاہِ ہلاکت میں
گرا اور دم پکڑ کر کھینچا جائے تو کیونکر خلاص پر قدرت پائے۔ طبرانی کی حدیث ہے جو کسی ظالم
کے ساتھ چلے کہ اس کی اعانت کرے اور جانتا ہو کہ یہ ظالم ہے وہ اسلام سے نکل گیا۔

واما موضعهم المسمی بالندوة فیجب علی کل شخص ان
لا یدخل فیها کما یعلم من الادلة المتقدمة والظاهر ان
هذا من دسائس الکفرة ویدل علیه تسمیتهم له بهذا
الاسم وما اظن الا ان مرادهم احیاء سنن اولیاءهم
والعجب من هذه الدیار اعنی الدیار الهندیة
کانت سابقا مجمع کثرة الفضلاء والعلماء والان
صارت ماوی کثرة الجهلاء والاغبیاء وما ذاک
الا لان فی کل وقت یستحسنون اعتقادات ظاهرة
البطلان لم تسمع بها فی زمنه صلی الله علیه
وسلم ولا زمن اصحابه والتابعین ومن تبعهم
باحسان الا فی هذا القرن والذی قبله واعتقد
اعتقاداتهم الباطلة جماعة کثیرة من الجهلة
نعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا
من یهدالله فلا مضل له. ومن یضلل فلا هادی له
اللهم اجعلنا من الهادین المهتدین. بجاه
نبیک سید المرسلین. صلی الله علیه وعلی اله و
صحبه وسلم تسلیما کثیرا الی یوم الدین. اقول
قولی هذا واستغفر الله العظیم لی و لوالدی و
للمسلمین والمسلمات الاحیاء منهم والاموات

اور ان ندویوں کا ان حالتوں پر گٹھ جوڑ صاف اعانت ہے جیسا کہ اس پر مخفی نہیں جس کے دل کی آنکھ اللہ تعالےٰ نے روشن کی اور واجب یہ ہے کہ ان کے پاس نہ بیٹھیں ان کے ساتھ نہ چلیں کہ ارشاد ہوا ہے جو رُتمنے کے آس پاس پھرے گا نزدیک ہے کہ اس میں گر پڑے گا۔ رہی ان کی یہ جماعت مخصوص جس کا نام ندوہ ہے ہر شخص پر اس میں دخول سے بچنا واجب ہے جیسا کہ دلائل گزشتہ سے معلوم ہے۔ ظاہراً یہ مجلس کافروں کے مکر بنانی سے ہے جس پر اس کا نام ندوہ رکھنا ہی دلیل ہے۔ مجھے تو یہی گمان ہے کہ اس مجلس سے ان کی مراد اپنے انہی دوستوں کی سنتیں جگانا ہے جنہوں نے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی دشمنی میں ندوہ بنایا تھا۔ ہندوستان کے شہروں سے تعجب ہے کہ ایک وقت وہ تھا کہ وہ کثرت فضلا و علماء کے مجمع تھے اور اب کثرتِ جہلا و اغبیا کے ٹھکانے ہو گئے۔ اور اس کا سبب کچھ نہیں کہ یہ لوگ آئے دن صریح باطل عقیدے پسند کرتے ہیں جو نہ زمانۂ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سُنے گئے نہ صحابہ و تابعین اور ان کے اچھے پیروؤں کے وقت میں سوا اس صدی یا اس سے پچھلی کے اور ان کے یہ جھوٹے عقیدے بہت سے جاہلوں نے مان لئے۔ ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اپنے نفسوں کی برائیوں اور اپنی بداعمالیوں جسے اللہ راہ دکھلائے اسے کوئی بہکانے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کرے اس کا کوئی رہنما نہیں۔ الٰہی ہمیں راہبر راہ یاب کر۔ صدقہ اپنے نبی کا جو تمام پیمبروں کے سردار۔ درود و سلام الٰہی بکثرت تا روزِ محشر۔ ان پر اور ان کے آل و اصحاب پر۔ میں اتنا کہتا اور عظمت والے اللہ سے اپنے اور اپنے والدین اور ہر مسلمان مرد و زن زندہ و مُردہ کے لئے مغفرت مانگتا ہوں۔

ملہ اسناد وقت نے در ضمیمہ بیضا الاسلام ۱۲۵۵ تصنیفیں ہے مترجم نے جس میں ابن عبدالوہاب نجدی نے مذہب کا بنیاد کیا ۱۲ مترجم

وصلی اللہ علی سیدنا محمد و علی الہ وصحبہ و
من تبع نہجہم اجمعین امین۔ قالہ بفمہ وکتبہ
بقلمہ۔ المرتجی رحمۃ ربہ الجلیل۔ اسمٰعیل
ابن حافظ الکتب السید خلیل۔ حافظ کتب الحرم
المکی۔ عاملہما اللہ بلطفہ الخفی۔

(مہر: عبدہ خلیل السید اسمٰعیل بن)

---

⑨ الحمد للہ رب العلمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی اشرف المرسلین۔ سیدنا محمد و اٰلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد فقد رأیت ھٰذہ العجالۃ مع اجوبتہا فوجدتہا علی الصواب۔ موافقۃ للسنۃ والکتٰب۔ بقول ملیح۔ ولسان فصیح۔ نفع اللہ تعالیٰ بہا العباد۔ بجاہ النبی الکریم واٰلہ واصحابہ الامجاد۔ کتبہ الفقیر غلام مصطفٰی المہاجر المجاور بالحرم المکی غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولجمیع المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات فانہ کریم مجیب الدعوات۔

(مہر: غلام مصطفٰی)

---

⑩ الحمد للہ الذی ابطل ترہات الملحدین۔ والزنادقۃ باسطع الحجج واوضح البراھین۔ والصلوٰۃ والسلام الاتمان علی المامور بقولہ تعالیٰ فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین۔ وعلی اٰلہ واصحابہ الباذلین۔ اموالہم وارواحہم لنصرۃ الدین المبین۔ ھداۃ البرایا

اللہ درود و سلام بھیجے محمد ہمارے سرور۔ اور ان کے آل و اصحاب و پیروانِ راہ سب پر۔
الٰہی ایسا ہی کر۔ یہ اپنی زبان سے کہا اور اپنے قلم سے لکھا امیدوار رحمت جلیل،
اسمٰعیل بن حافظِ کتب سید خلیل
حافظ کتب حرم شریف نے اللہ تعالٰے ان دونوں سے
اپنے لطفِ خفی کے ساتھ معاملہ کرے۔



---

(۹) سب خوبیوں سراہا اللہ سارے جہان کا پروردگار۔ اور درود و سلام ان پر جو تمام انبیاء کے سردار۔ محمد ہمارے سرور۔ اور ان کے آل و اصحاب سب پر۔ زاں بعد یہ عجالہ اور اس میں مسائل کے جواب میری نظر میں آتے۔ میں نے صواب، و موافق سنت و کتاب، با بیان صحیح و زبان فصیح پائے۔ اللہ تعالٰے اس سے اپنے بندوں کو نفع پہنچائے۔ صدقہ عزت و کرم والے نبی۔ اور ان کے آل و اصحاب گرامی کا۔ راقم فقیر غلام مصطفٰے مہاجر مجاور حرم مکہ معظمہ اسے اور اس کے ماں باپ اور سب اہل اسلام و ایمان مردان و زناں کو بخشے اللہ تعالٰے کہ وہ کریم ہے دعائیں سننے والا۔



---

(۱۰) سب خوبیاں خدا کو جس نے نہایت بلند حجت اور سب سے روشن تر دلیل سے ملحدوں، بدینوں کے زٹل قافیے باطل کیے۔ اور کامل تر درود و سلام ان پر اترے۔ جو اس آیت کے مامور تھے۔ کھول کر کہہ دے جس بات کا تجھے حکم دیا جاتا ہے اور مشرکوں سے منہ پھیر لے۔ اور ان کے آل و اصحاب پر جنہوں نے دین متین کی مدد میں اپنے مال جان صرف کیے۔

الى منهج الصراط المستقيم ـ وحماة الملة بالسيف واللسان عن تعرض المفسدين ـ اما بعد فطالعت هذه المجالة النافعة والاجوبة الدافعة ـ اباطيل الفرق الضالة المبتدعة الضائعة ـ فرأيتها هادمة لاساس عقائدهم الباطلة الشائعة ـ وقامعة لاصول قواعدهم العاطلة الذائعة ـ جزى الله جامعها احسن الجزاء من المسلمين لازال منصوبا للذب عن الملة الاسلامية اعداء الدين ـ ولابرحت بلاد الهند معمورة بوجود العلماء المحققين ـ والفضلاء المدققين فى كل حين ـ فهى الى الآن مصونة عن تطرق الخلل ـ وان كان الخلل فى اكثر البلدان تخلل ـ واواخرهم على اقدام اوائلهم ـ بل اتوا بما لم يظهر من اوائلهم وقبائلهم ـ فهم فى الجد والاجتهاد ـ ازيد من اهالى اكثر البلاد ـ ولهم اهتمام اهم فى احراز قصبات السبق فى الفروع والاصول ـ واعتناء اتم فى اقتناء ثمرات الجمع بين المنقول والمعقول ـ مع التمسك بالدراية والمباحثة بغاية التحقيق ـ والتشبث بالرواية والمناظرة فى نهاية التدقيق ـ مع كونهم بين المخالفين من الكفرة والفرق الضالة القديمة والحديثة الكثيرة كيوم من الشهر ـ وليس لهم حاكم سنى يزجر اعدائهم ويبعدهم عن البلد بالقهر ـ واعداؤهم معلنون بمذاهبهم الباطلة ومجتهدون فى ترويج اباطيلهم العاطلة فاهل السنة منهم لم يزالوا قائمين على ابطال مقالاتهم

صراطِ مستقیم کی طرف خلق کے رہنما ہوئے۔ دینِ متین کو مفسدوں کے تعرض سے تیغ و زبان کے ساتھ بچاتے رہے۔ ازاں بعد میں نے یہ سود مند عجالہ اور یہ فتوے گمراہوں بد مذہبوں ہالکوں کی باطل باتیں دفع کرنے والا دیکھا تو اسے پایا کہ ان کے مشہور باطل عقیدوں کی نیو ڈھاتا ہے۔ اور ان کے پراگندہ مہمل قاعدوں کی بنیادوں کا قلع قمع فرماتا ہے۔ اللہ اس کے مصنف کو سب مسلمانوں کی طرف سے بہتر جزا دے۔ اور اسلام پر سے اس کے دشمنوں کے حملے دور کرنے کو ہمیشہ اسے قائم رکھے۔ اور ہمیشہ سے ہندوستان کے شہر ہر وقت علمائے محققین و فضلائے مدققین سے معمور رہے ہیں۔ اسی لئے وہ آج تک خلل کے راستہ پانے سے بچے ہیں۔ اگرچہ اور بہت شہروں میں خلل نے دخل کر لئے ہیں۔ ان کے پچھلے اگلوں کے قدم بقدم چلے ہیں۔ بلکہ وہ لائے جو اگلوں سے بھی کم ظاہر ہوئے ہیں۔ تو وہ اکثر شہر والوں سے کوشش و اجتہاد میں بڑھ کر رہے۔ علوم فروع و اصول میں گوئے سبقت لے جانے میں ان کا اہتمام اہم ہے۔ اور جامعیت منقول و معقول کے پھل چننے میں ان کی محنت اتم ہے۔ اس کے ساتھ عقل کا پہلو لئے ہوئے نہایت تحقیق پر مباحثے۔ اور نقل کا دامن تھامے کمال تدقیق پر مناظرے۔ حالانکہ وہ اپنے مخالفوں کا فروں اور نئے پرانے گمراہ فرقوں میں ایسے ہیں جیسے مہینے میں ایک دن۔ اور ان کا کوئی حاکم سنی نہیں جسے ان کے دشمنوں کو جھڑکنا اور بالجبر شہر سے نکال دینا ممکن اور ان کے دشمن اپنے باطل مذہب علانیہ گا رہے ہیں اور اپنی بے معنی خرافات پھیلانے میں خوب جان لڑا رہے ہیں بایں ہمہ یہ اہلسنت ہمیشہ جھوٹی باتیں باطل کرنے پر قدم جمائے ہیں۔

وبحکم الاسلام یعلو ولا یعلی علیه غلبوا علیهم فی کل حالاتهم ۔ وغالب الظن انه لوکان الحال مثل ذٰلك فی مکان اٰخر لاتری القائم علی الرد الا من شاء الله ومن اواخر علماء الهند من اعزه الله تعالی بالقوة القدسیة ۔ فصیر بتحفته الاثنی عشریه ۔ طوائف الشیعة الشنیعة حیاری ۔ ومنهم من علیه رحمة الله افحم جمیع فرق النصاری ۔ ومنهم من استاصل حثیشة مذهب الوهابیة ۔ ومنهم من اقتضب شجرة مشرب الاسمٰعیلیة ۔ ومنهم من ازال الغین عن بصارة العین فی اثبات شهادة الامام حسین ۔ رضی الله عنه ۔ ومنهم من یرد کل ما جاء من علماء الشیعة فی طرفة العین ۔ وغیر ذٰلك الا یری الی هٰذه العجالة النافعة فانها وان امکن تحریرها من غیر مولفها الالمعی النحریر لکنها مما یستبعد اتمامها فیما ذکره من زمان قصیر ۔ فالحمد لله الملك العلیم الخبیر والصلوٰة والسلام علی رسوله البشیر النذیر ۔ نرجو منه تعالی عفو الجرائم والتقصیر تاریخ اتمام تحریر العجالة من الحقیر ــه

محامد للقدیر علی الکمال	ومقتدر عزیز ذی الجلال
صلوٰة مع سلام من کریم	علی المختار مع صحب و اٰل
وبعد فقد رأینا ضوء شمس	وکنا نبتغی نور الهلال

اور اس ارشاد کے مطابق کہ اسلام غالب رہے گا اور مغلوب نہ ہوگا۔ بہرحال ان پر غلبے پائے ہیں۔ اور غالب گمان یہ ہے کہ اگر ایسا حال کسی دوسری جگہ وقوع پاتا تو ردِ بدمذہباں پر جار رہنے والا نظر نہ آتا۔ مگر کوئی شخص جس کے لئے اللہ تعالےٰ ارادہ فرماتا اور متاخرین علمائے ہند میں کوئی وہ ہے جسے اللہ تعالےٰ نے ملکی قوت سے عزیز کیا۔ تو اس نے اپنے تحفۂ اثنا عشریہ سے طوائف شیعہ شنیعہ کو سرگرداں کر دیا۔ اور کوئی وہ ہے جس پر رحمت اللہ تعالےٰ جس نے نصاریٰ کے سب فرقوں کو دم بخود کر ڈالا۔ انہی میں بعضوں نے مذہبِ وہابیہ کی گھاس کو جڑ سے اکھیڑ دیا۔ بعض نے مشربِ اسمٰعیلیہ کے پیڑ کو نذرِ تیغ کیا۔ بعض نے اثباتِ شہادتِ امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں نظرِ چشم سے ابر ہٹایا۔ بعض نے چشم زدن میں مجتہدانِ شیعہ کا تمام آوردہ رد کر دکھایا۔ اسی طرح اور علماء (باطل سوز حق نما) کیا اس سودمند عجالہ کو نہیں دیکھتے کہ مصنف اس کی تحریر (تیز ذہن کمال ماہرِ علوم) اس کے سوا اگرچہ دوسرا بھی لکھ سکے۔ مگر یہ بات بہت دور ہے کہ ایسی تحریر اتنی مدت کوتاہ مذکور میں تمام ہو چکے۔ تو سب شکر و ثنا اللہ کو۔ خبیر دانا

اور درود و سلام اس کے رسول پر جو صاحب بشارت و انذار ہیں۔ ہم عفو گناہ و تقصیر کے اللہ تعالےٰ سے امیدوار ہیں۔ اس عجالے کی تاریخ تحریر۔ تصنیف حقیر ہے

ثنا قادر کو باشانِ کمالی	جلال و عزت و قدرت کا والی
سلام و رحمتِ حق مصطفےٰ پر	مع اصحاب و اہلِ بیت عالی
نظر نے جلوۂ خورشید دیکھا	طلب کرتے تھے ہم نورِ ہلالی

بدا اشراقہا من ضوءِ هند | کرفع جبيننا حجب الجمال
ازال ظلام زيغ وابتداع | واشراك ورفض فی زوال
لسان الملحدين الزائغينا | تری قطعا بصمصام المقال
فالهم رب حبرا ذكاء | طريق البحث مع من الجدال
فارخ وقت تحرير الكتاب | فقيل هو برد ارباب الضلال ۱۳ ۱۳

سطره اخوند جان البخاری
المجاور بالحرمين المحترمين

ملا اخوند جان

---

(۱۱) بسم الله الرحمن الرحيم

بديع السموات والارض له الحمد فی الاولی والاخرة علی الائه ـ والصلوٰة والسلام علی سيدنا محمد واٰله وصحبه الحافظين لولائه ـ اما بعد فيقول المفتقر الی رحمة ربه ادم بن الجبيری طالعت هٰذه العجالة التی كتبها الاخ الصالح العالم العلامة احمد رضا خان سلمه الله الحنان. فوجدتها كاملة. ولغاية النصح والصواب شاملة ـ اشتملت علی الرد للفرق الباطلة. ودلت عبارتها علی فضل القائل انه قدوة الاماثل. فما احسنها بالفيض المعطی. وهو مقيم بالبلدة البريلی. فهذا الذی كساها حلة الاعجاب. واستخلصها من عجمة العمه

ملاحظہ ۔۔۔ میرکان تاریخی تحریر الفقیر ۱۲ منہ

وہ چمکا ہند سے گویا اطلاتے — رخِ جاناں نے استارِ جمالی
گجی و شرک و بدعت رفض فانی — اندھیری سب کی سورج نے دبالی
زبانِ ملحدانِ کج کے ٹکڑے — دکھاتی ہے یہ شمشیرِ مقالی
ذکی عالم کو کی مولیٰ نے الہام — سبیل بحث و خوبیٔ جدالی
لکھو تاریخِ تصنیفِ رسالہ — کہو ہو ہو رَدُّ اَرْبَابِ الضَّلَالِ ۱۳۱۲

راقم اخوند جان بخاری مجاور حرمین شریفین۔



---

(۱۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نیا بنانے والا آسمانوں اور زمین کا۔ اسی کے لئے حمد ہے دنیا و آخرت میں اسکی نعمتوں پر۔ اور درود و سلام ہمارے مولےٰ محمد اور ان کی آل اور ہم صحبتوں پر جنہوں نے محبت اللہ و رسول کی اپنے کلیجوں سے لگا رکھی۔ زاں بعد کہتا ہے رحمتِ رب کا محتاج آدم بن جبیری میں نے یہ عبارۃ دیکھا۔ جسے برادر صالح عالم علامہ احمد رضا خان سلمہ الرحمٰن نے لکھا۔ تو میں نے اسے پایا کامل۔ اور کامل نصیحت و صواب کو شامل۔ اور رد طوائف باطلہ پر مشتمل۔ اس کی عبارت فضل مصنف پر دلیل ہے کہ وہ پیشوائے عمدگانِ جلیل ہے۔ یہ رسالہ کس قدر خوب و فیض بخش آیا۔ اسے تعجب کا جوڑا تو اس نے پہنایا۔ کہ مصنف بریلی میں مقیم اور تصنیف کو ہندوستان کی کچا ہند

ملہ اگر ھو کی جگہ ھی ہو تو اس تحریر خیری کی تاریخ ہو ۱۲

و نکتة الاعراب۔ نفع اللہ بہا القراء والطلاب۔ واجزل اللہ
لنا ولہ الثواب۔ وقد احسن واجاد۔ وعلم وافاد۔ وقمع کید
اھل العناد۔ وما قصدہ الا النصح والارشاد۔ واحب الناس
الی اللہ انفعھم للعباد وصلی اللہ علی سیدنا محمد و
آلہ واصحابہ الامجاد۔ واللہ یہدی الی سواء السبیل
وھو حسبنا ونعم الوکیل۔ کتبہ العبد
الفقیر آدم بن جبیری غفر اللہ لہ ولوالدیہ
والمسلمین اجمعین آمین۔



---

(۱۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمدا لمن تفرد بالبقاء والثناء والمجد والعز والشان۔ وخلق
الانسان وعلمہ البیان۔ وصلوٰۃ وسلاما علی سیدنا محمد
اشرف الانام المبعوث الی کافۃ من العرب والعجم والانس
والجان۔ وانزل علیہ الفرقان۔ وجعل امتہ خیر امۃ اخرجت
للناس یؤمنون باللہ والیوم الاخر ویامرون بالمعروف وینھون
عن المنکر ویتعاونون علی البر والتقوی ولا یتعاونون علی الاثم
والعدوان۔ ویقیمون الصلاۃ ویؤتون الزکوٰۃ ویتواصون
بالصبر والنصرۃ للدین القیم ولا یخافون لومۃ لائم من
اھل الزیغ والخذلان۔ فما یصد عن سبیل اللہ ویلوم

اور دہقانوں کے تو تلے پن سے صاف بچایا۔ اللہ تعالے اس سے پڑھنے والوں اور طالب علموں کو نفع بخشے۔ اور ہمیں اور مصنف کو ثواب عظیم دے۔ مصنف نے خوب لکھا اور بے عیب لکھا۔ اور علم سکھایا اور فائدہ بخشا۔ اور مفسدوں کا مکر جڑ سے اکھیڑ پھینکا اُس کا قصد صرف مسلمانوں کی خیر خواہی اور انہیں راہِ ہدایت دکھانا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو لوگوں میں سب سے پیارا وہ جو اس کے بندوں کو زیادہ نفع پہنچاتا ہے! و اللہ تعالیٰ کی درود محمد ہمارے سرور۔ اور ان کے آل و اصحاب گرامی پر۔ اللہ ہے سیدھی راہ دکھانے والا۔ وہ ہمیں کافی ہے اچھا کام بنانے والا۔ راقم بندۂ محتاج آدم بن جبریؔا اللہ اسے اور اس کے والدین اور سب مسلمانوں کو بخشے۔ آمین۔



---

(۱۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد اسی کے لئے کہ بقا اسی کے واسطے خاص۔ اور تعریف و بزرگی و عزت و شان کو اسی سے اختصاص۔ اس نے انسان بنایا۔ اور اسے بیان سکھایا۔ اور درود و سلام ہمارے سردار محمد سرورِ عالم پر۔ جو تمام عرب و عجم و انس و جن کی طرف ہیں۔ اللہ تعالے نے ان پر قرآن نازل فرمایا۔ اور ان کی امت کو ہر امت سے کہ عالم میں ظاہر ہوئی بہتر ٹھہرایا۔ وہ اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لاتے ہیں۔ اچھی بات کا حکم کرتے بُری بات سے بچاتے ہیں۔ نکوئی و پرہیزگاری پر باہم ایک دوسرے کی مدد میں مصروف۔ اور گناہ اور حد سے بڑھنے پر یاری نہ کرنے سے موصوف۔ اقامتِ صلوٰۃ و ادائے زکوٰۃ اور حق پر صبر اور دینِ راست کی نصرت پر باہم تاکید کرتے ہیں۔ کجروں بے توفیقوں کی ملامت سے کب ڈرتے ہیں اللہ کی راہ نہ روکے گا

على القيام بواجب حق الله الا الذين حقت عليهم الكلمة من الله
بالشقاوة والخسران والخزى والهوان۔ ولايتجرد لنصح عباد الله
ودعوتهم الى الله الا الذين سبقت لهم من الله الحسنى
بالسعادة و الامان والفوز والرضوان۔ اولئك ورثة النبيين و
ائمة المحققين من اهل السنة والجماعة الراسخين فى العلم
المتحققون بحقائق الايمان والايقان۔ وعلى اله واصحابه والذين
اتبعوهم باحسان۔ اما بعد فيقول العبد الفقير الداعى لعباد الله
عند بيته العتيق۔ ان يهديهم سواء الطريق۔ عبد الرزاق
القادرى غفر الله له ولوالديه واحسن اليهما واليه۔ لما وصلت
بمكة المشرفة۔ هٰذه العجالة النافعة۔ التى كتبها العالم العلامة
عمدة المحققين۔ وخلاصة اهل العلم واليقين الشيخ احمد رضا
رزقنا الله واياه شفاعة النبى المصطفٰى۔ وقفت على اقدامى متحيرا
فى تاخيرى واقدامى۔ وبعون الله رأيت التوفيق يقوم امامى۔
والعناية تقود زمامى۔ فقدمتها بين يدى العلماء الكرام۔ الذين
هم للدين القويم كالاعلام۔ المدرسين بالمسجد الحرام۔ سيماهم
فى وجوههم من اثر السجود كفاهم شرفا انهم جيران البيت الحرام۔
فنظروا بنظر التحقيق۔ بغاية التدقيق۔ وبهروا عليها بحسب المرام۔
فعلت ذلك امتثالا لامر الله العزيز العلام۔ فاسئلوا اهل الذكر
ان كنتم لاتعلمون فانما شفاء العى السوال من العلماء الكرام۔

اور اللہ تعالیٰ کا واجب حق بجا لانے پر ملامت نہ کرے گا۔ مگر وہ لوگ جن پر خدا کا قول پورا ہو چکا کہ ان کے لئے بدبختی زیاں کاری ہے۔ ان کے لئے رسوائی و خواری ہے۔ اور بندگانِ خدا کی نصیحت۔ اور انہیں اللہ کی طرف دعوت دینے کے لئے سب علائق سے جُدا نہ ہوگا مگر وہ جن کے لئے اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا وعدہ ہو لیا۔ کہ ان کے لئے سعادت دامان کامیابی و رضائے رحمٰن ہے۔ یہی لوگ وارثانِ انبیاء ہیں۔ اہلِ تحقیق کے پیشوا ہیں۔ اہلِ سنت وجماعت سے علم میں قدم جمائے ہوتے۔ ایمان و یقین کی حقیقتیں پائے ہوتے۔ اور ان کے آل واصحاب پر اور ان کے پیروانِ نکوئی مآب پر۔ پس ازاں کہتا ہے بندۂ فقیر بندگانِ خدا کے لئے اس کے خادمِ قدیم کے پاس دعا کرنے والا۔ کہ انہیں سیدھی راہ چلائے مولا تعالیٰ عبدالرزاق قادری اللہ اسے اور اس کے والدین کو بخشے۔ اور ان سب کے ساتھ احسان کرے۔

جب مکہ معظمہ میں میرے پاس یہ نافع عجالہ پہنچا جسے عالم علامہ عمدۃ المحققین۔ خلاصۂ اہلِ علم و یقین۔ مولانا احمد رضا نے لکھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور اسے نبی مصطفیٰ کی شفاعت نصیب کرے۔ اس وقت میں اپنے قدموں پر رُک رہا ہٹنے اور پڑھنے میں حیرت آشنا۔ پھر بعنایتِ الٰہی میں نے توفیق کو دیکھا میرے سامنے کھڑی ہے۔ اور عنایت بانی میری باگ آگے کھینچتی ہے۔ تو میں نے یہ فتوے ان علمائے کرام کے حضور پیش کیا۔ جو اس دینِ راست کے لئے کوہ ماتا ہیں۔ مسجد الحرام شریف میں درس فرما ہیں۔ اثر سجود سے ان کے نشان ان کے چہروں میں موجود۔ انہیں یہی شرف کافی ہے کہ وہ ہمسائیگان کعبہ معظمہ میں معدود۔ انہوں نے تحقیق کی نظریں فرمائیں۔ اور فکر و تدقیق حد کو پہنچائیں اور اس پر حسب مراد مہریں لگائیں۔ یعنی یہ کام اس امرِ الٰہی کی بجا آوری میں کیا۔ کہ اس عزیز کمال علیم نے حکم دیا۔ کہ علماء سے پوچھو اگر نہ جانتے ہو تھکنے کی دوا یہی ہے کہ ان سے سوال کرو۔

وقد اطلع الحقير علی مضامین اهل الندوۃ الضالۃ فی کتبہم
المطبوعۃ الموجودۃ لدینا وکتب الوہابیۃ والرافضۃ والنیشریۃ
المضلۃ فوجدتہم یصدق فی شانہم قولہ تعالی عزشانہ وفریق
حق علیہم الضللۃ انہم اتخذوا الشیطین اولیاء من
دون اللہ ویحسبون انہم مہتدون۔ ازال اللہ شوکتہم
سریعا فقد ثقلت علی عنق الزمان اخراہم المولی العظیم
الذی لایرضی لعبادہ الکفر وقد کفروا باللہ وضل سعیہم
فی الحیوۃ الدنیا وہم یحسبون انہم یحسنون۔ فنعمت ہذہ
العجالۃ مع الاجوبۃ الکاملۃ قد جمعت لاصلاح الدین۔
وارشدت الی معالم ہدیہ المتین۔ تشہد ببراعتہا الابصار
والبصائر۔ ویذعن لفصاحتہا کل ناظم وناثر محتویۃ
بالسنۃ والکتاب۔ محتذیۃ حذوہا المستطاب۔
فکانت فی بابہا بدیعۃ المثال۔ وایۃ فضل یقف
عندہا کل مفضال۔ وہی جدیرۃ بان یتحف بہا
کل مرید۔ اذا کان لہ قلب او القی السمع وہو شہید۔
ولم ار لی لسانا یمتد لمدح مؤلفہا۔ والاطراء بذکر مصنفہا
وانی لمثلی ان یمدح ہذا العالم الکامل۔ واین الثریا من
ید المتناول۔ ولقد احسن واجاد۔ مؤلفہا وافاد۔ وقمع
کید اہل الزیغ والفساد ۔

ندویوں کی مطبوعہ کتابوں میں کہ ہمارے پاس موجود ہیں اور گمراہ وہابیوں رافضیوں نیچریوں کی تحریروں میں جو مضامین اہلِ ندوۂ گمراہ کے ہیں حقیر نے ان پر اطلاع پائی۔ تو انہیں پایا کہ ان کے حق میں یہ آیت صادق آئی کہ ایک گروہ پر گمراہی ثابت ہو گئی انہوں نے اللہ عزوجل کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست و حمایتی بنا لیا اور گمان یہ رکھتے ہیں کہ ہم ہدایت کی راہ چلتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ عبلدان کی شوکت زائل فرمائے کہ زمانے کی گردن پر بار ہو رہی ہے۔ وہ عظمت والا مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ انہیں رسوا کرے جو اپنے بندوں کے لئے کفر پسند نہیں فرماتا۔ یہ تو ضرور اللہ تعالےٰ سے منکر و کافر ہو چکے۔ ان کی ساری کوششیں دنیا ہیں کھپ گئیں اور ہیں اس گھمنڈ میں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔ اس عجالے اور اس کے کامل جوابوں کا کیا کہنا کہ درستیٔ دین کے لئے جمع کئے گئے۔ اور اس کی روشن مبین کے نشانوں کی طرف ہادی ہوئے۔ فضل وکمال میں اس کے فائق ہونے پر آنکھیں اور دل گواہی دے رہے ہیں۔ اور سب ناظم و ناثر اس کی فصاحت کے حضور گردن جھکائے ہوئے ہیں۔ آیات و احادیث کا جامع ہے۔

قدم بہ قدم ان کی روشِ پسندیدہ کا تابع ہے۔ لاجرم یہ رسالہ اپنے باب میں ایسا ہوا جس کی مثال شاذ و نادر نظر چڑھے۔ ایک آیتِ فضل ہے جس سے آگے کوئی بڑے فضل والا نہ بڑھے۔ وہ اس لائق ہے کہ ہر طالبِ حق کو اس کا تحفہ دیا جائے۔ جب کہ صاحبِ دل ہو یا حضورِ قلب سے کان لگائے۔ میں وہ زبان نہیں پاتا جو مدحِ مؤلف میں رواں ہو۔ اور ذکرِ مصنف کی ثناخوان ہو۔ اور مجھ جیسا اس عالمِ کامل کی کہاں مدح کر سکے۔ اور ثریا تک ہاتھ کیونکر پہنچے۔ بیشک اس رسالے کو مصنف نے خوب وجید و نافع کیا۔ اور اہلِ کجی و فساد کا مکر جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیا ۵

فجزاه عنا الله خیر جزائه ووقاه من مکر الحسود الشانی
وحباه غایة ما یروم ویرتجی وکساه ثوب العز والرضوان

وانه لاینبغی بعد الذکری لمن کان یؤمن بالله ورسوله و
الیوم الآخر ویرجو من رحمة ربه ان یتوفاه علی فطرة
الاسلام و الایمان ان یشارکهم فی مجالسهم ویصاحبهم
ویوادهم ویتولاهم ومن یتولهم منکم فانه منهم
وقد قال الله تعالی فلا ترکنوا الی الذین ظلموا
فتمسکم النار ولولا الاطالة ـ والخوف من الملالة ـ لبسطت
فی المقال ـ واتسع المجال ـ ولکن اقتصرت ـ علی ما ذکرت ـ
وفی ما ذکرت کفایة ـ ومن الله الهدایة ـ اسأل الله المجیب
ان یجعل سعینا وسعیه مشکورا ـ وعملنا وعمله مقبولا ـ
ویتغمدنا برحمته الواسعة ویجعل نبینا صلی
الله تعالی علیه وسلم آخذا بایدینا وشافعنا
ویلبسنا خلع الاخلاص ویجعلنا من خالص امته ـ
ویحشرنا فی زمرته ـ ویمیتنا علی محبته ـ ولا یخالف
بنا عن ملته ـ ولا عما جاء به ـ ویبلغنا فی الدارین المقاصد
والمآرب ـ ویحسن لنا جمیع الاحوال والعواقب ـ وصلی الله علی
عین الرحمة الفاتح الخاتم ـ سیدنا احمد المرتضی معلم کل عالم
وعلی آله وصحبه وسلم ـ کتبه بقلمه وقاله بلسانه

خدائے پاک سے بہتر جزا دے — عدو حاسد کے مکروں سے بچائے
مرادیں آرزوئیں پوری فرمائے — رضا و محبد کا خلعت پہنائے

اور بیشک نصیحت سننے کے بعد کسی ایسے کو سزاوار نہیں جو اللہ و رسول و قیامت پر ایمان رکھتا۔ اور رحمت الٰہی سے اسلام و ایمان پر خاتمے کی امید کرتا ہو کہ ندویوں کی مجلس میں شرکت کرے۔ ان کے پاس بیٹھے۔ ان سے دوستی و محبت کرے۔ تم میں جو ان سے دوستی کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا بے شک اللہ عزوجل فرماتا ہے ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں دوزخ کی آگ چھوئے۔ اور اگر طول مقال ملال نہ لاتا۔ تو میں درازی تقریر و وسعت میدان تحریر کا رنگ دکھاتا۔ مگر اسی قدر پر، قناعت بہتر، اور خود اسی میں کفایت ہے۔ اور اللہ ہی طرف سے ہدایت ہے۔ میں دعا سننے والے خدا سے سوال کرتا ہوں کہ ہماری اور مصنف کی کوششیں قبول کرے۔ اور ہمارے اور اس کے عمل مقبول کرے۔ اور ہم سب کو اپنے وسیع رحمت کے دامن میں چھپائے۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہم سب کا دستگیر و شفیع بنائے۔ اور ہم سب کو اخلاص کے خلعت پہنائے۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خالص امتی ٹھہرائے۔ اور ان کے گروہ میں اٹھائے۔ اور ان کی محبت پر ہماری روحیں قبض فرمائے۔ اور ہمیں ان کی ملت اور ان کی شریعت سے جدا نہ لے جائے۔ اور دونوں جہان میں مقاصد و مرادات کو پہنچائے۔ اور ہمارے سب حال و انجام خوبی و خوش اسلوبی سے سنوارے۔ اور عین رحمت فاتح نبوت۔ خاتم رسالت۔ ہمارے مولیٰ احمد مرتضےٰ۔ ہر عالم کے تعلیم فرما۔ اور ان کے آل و اصحاب پر درود و سلام اتارے اپنے قلم سے

لکھا اور اپنی زبان سے کہا

العبد الفقير الراجی رحمۃ ربہ الخلاق عبد الرزاق

القادری الحنفی ابن عبد الصمد القادری

خادم المشعر الحرام غفر اللہ لہ ولوالدیہ

ولمشائخہ والمسلمین اجمعین آمین۔



(١٣) الحمد للہ العزیز الوہاب۔ الذی قیض بعض عبادہ العلماء للرد علی الجہلاء بالسنۃ والکتاب۔ وافاض علی اقوالہم صوب الصواب والصلوٰۃ والسلام علی الہادی الذی جاء بالحق المبین و الشرع الرزین الذی حار فیہ اولوا الالباب۔ وعلیٰ آلہ واصحابہ العاملین باحسن الآداب۔ اما بعد فقد وقفت علیٰ ہذہ العجالۃ التی کتبہا العالم العلامۃ الجلیل الشہیر الفاضل۔ قدوۃ الاماثل الشیخ احمد رضا خان۔ حماہ اللہ من شرور الزمان۔ فوجدتہا مع اجوبتہا کافیۃ۔ فی الرد علی الفرق الباطلۃ الواہیۃ۔ وعلمت ان الفاظہا ترمی فی قلوب المعاندین المارقین من الدین بشرر کالقصر و تحققت ان قعقعۃ طروسہا تخفق بالنصر متع اللہ الزمان واہلہ بہذہ العجالۃ۔ وجزاہ اللہ عن الاسلام والمسلمین وبلغ آمالہ۔ ومنحہ الحکمۃ وفصل الخطاب۔ وافاد من حسن اجوبتہا اہل العلم وذوی الالباب والحمد للہ اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً۔

بندۂ مشتاق امیدوار رحمت پروردگار خلاق عبد الرزاق قادری حنفی ابن عبد الصمد قادری خادم شعر حرام نے اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے ماں باپ اور اساتذہ اور سب مسلمانوں کو بخشے آمین۔



---

(۱۲) سب خوبیوں کا صاحب۔ عزت والا اللہ کمال واہب جس نے اپنے کچھ عالم بندوں کو قرآن و حدیث سے جاہلوں کا رد کرنے پر مقرر فرمایا۔ اور ان کے اقوال پر حق و صواب کا مینہ برسایا اور درود و سلام اس رہنما پر جو صریح حق اور وقار والی شریعت لاتے جس میں بڑے بڑے عقل والے حیران نظر آتے۔ اور ان کے آل و اصحاب پر جنہوں نے سب سے بہتر آداب پر عمل فرماتے۔ زاں بعد میں اس مجالے پر مطلع ہوا جسے عالم علامہ جلیل شہیر فاضل۔ مقتدائے افاضل مولانا احمد رضا خان حفظہ اللہ عن شر ور الزمان۔ نے تحریر فرمایا تو میں نے اسے اور اس کے جوابوں کو ان باطل واہی گروہوں کے رد میں کافی پایا۔ اور میں نے جانا کہ اس کی عبارت معاندین بے دین کے دلوں میں مخلوں کے برابر چنگاریوں سے شرارہ فشاں ہے۔ اور یقین کیا کہ اس کی ورق گردانی میں جو کاغذ کی آواز نکلتی ہے وہ نصرت الٰہی کے ساتھ بال جنباں ہے۔ اللہ عزوجل زمانہ و اہل زمانہ کو اس مجالے سے بہرہ مند فرماتے۔ اور مصنف کو اسلام و مسلمین کی طرف سے جزا دے کر دلی آرزوؤں کو پہنچائے۔ اور اسے محکم علم اور ہر بات میں قولِ فیصل کہنا کرامت کرے۔ اور ان جوابوں کی خوبی سے اہلِ علم وارباب دانش کو فائدے عنایت کرے۔ اور اللہ ہی کے لئے سب خوبیاں ہیں اول و آخر و باطن و ظاہر۔

كتبه الفقير الراجي رحمة ربه القدير عبد الوهاب
بن عبد الصمد الحنفي القادري بمكة المكرمة
زادها الله شرفا وتعظيما۔

الوهّاب
عبد

---

(۱۴) بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله اللطيف على ما رزق وانعم. وافوض امري اليه فيما قضى وابرم. والصلوٰة والسلام على سيدنا محمد من بالنبوة تقدم. وانزل عليه وعلمك ما لم تكن تعلم. وعلى آله واصحابه الموفين بالعهود والذمم. اما بعد فاني طالعت هذه العجالة مع اجوبتها السديدة. فوجدتها في بابها فريدة. صدرت عن علم سابق. وذهن رائق. موافقا للسنة والكتاب. وشهدت لصحتها اولوا العلم وذووا الالباب. فتحققت ان مؤلفها اصاب. فيما اجاب. فجزاه الله تعالى عن جميع اهل الاسلام احسن الجزاء. ورزقنا واياه شفاعة سيد الاصفياء. ولقد صرت بمطالعتها قرير الناظر. ومنشرح الصدر والخاطر. ولقد البست هذه العجالة وشاح الختام. من يد العلماء الكرام. المدرسين بالمسجد الحرام. فالله المسئول ان ينفع بها العباد في كل البلاد. والله يهدي السبيل. وهو حسبنا ونعم الوكيل. وصلى الله على سيدنا

یہ حروف فقیر۔ امیدوار رحمت پروردگار قدیر۔
عبدالوہاب بن عبدالصمد حنفی قادری نے مکہ معظمہ میں
رقم کئے۔ اللہ تعالٰی اسے بزرگی وعظمت زیادہ دے۔



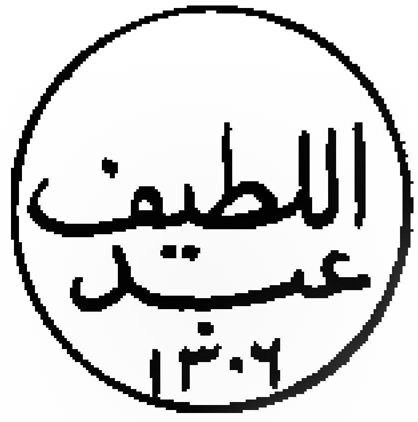
---

(۱۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ لطیف ہی کے لئے ہر شکر و ثنا ہے ان رزقوں انعاموں پر جو اس نے دئے۔ اور میں نے اپنے کام اسی کو سونپے ان سب امور میں جو اس نے مقرر فرمائے اور محکم کئے۔ اور درود و سلام ہمارے سردار محمد پر جن کی نبوت سب سے مقدم جن پر یہ آیت اتاری "وعلمک مالم تکن تعلم" کہ سکھایا تمہیں جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور ان کے آل واصحاب پر جو عہد و پیمان وفا کرنے والے تھے۔ پس ازاں میں نے یہ عجالہ۔ اور اس کے صحیح فتووں کو دیکھا بھالا۔ تو انہیں پایا کہ اپنے باب میں گوہر یکتا ہیں۔ سبقت لے جانیوالے علم میں اور تعجب میں ڈالنے والے ذہن سے پیدا ہیں۔ قرآن و حدیث ان کے مساعد ہیں۔ اصحاب علم و ارباب دانش ان کی صحت پر شاہد ہیں۔ تو مجھے یقین ہوا کہ مصنف نے جواب دیا باصواب دیا۔ اللہ تعالٰی اسے سب مسلمانوں کی طرف سے خوب تر جزا پہنچائے۔ اور ہمیں اور اسے سید الانبیا صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شفاعت روزی فرمائے۔ خدا کی قسم ان کے مطالعے نے میری آنکھ کو ٹھنڈک دی اور سینہ کشادہ اور خاطر شگفتہ کی۔ اور بے شک علمائے کرام مدرسین مسجد الحرام نے اس عجالے کی عزت فرمائی کہ اپنے ہاتھوں سے اسے مہروں کی ہیکل پہنائی۔ اللہ سے دعا ہے کہ اس تحریر سے تمام بلاد میں تمام عباد کو نفع پہنچائے۔ اور اللہ ہی سچی راہ دکھاتا ہے۔ اور وہی ہمیں کافی وہی بہتر کام بنائے۔ ہمارے سردار

محمد وعلیٰ آله وصحبه اجمعین کتبه خادم
طلبة العلم بالحرم المکی الفقیر الحقیر الحافظ
عبد اللطیف القادری عفا عنه الباری آمین



---

(۱۵) بسم الله الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب العلمین. والصلوٰة والسلام علیٰ سیدنا محمد من انزل علیه و اذکر فان الذکریٰ تنفع المؤمنین. وعلیٰ آله الطیبین واصحابه الطاهرین. وعلماء امته اجمعین. اما بعد فقد اطلعت علیٰ هذه العجالة التی الفها العالم العلامة. والحبر الفهامة الشیخ احمد رضا متعنا الله بطول حیاته. وافاض علینا من برکاته. فوجدتها مع اجوبتها کاملة. واشتملت بالرد علیٰ الفرق الباطلة. کانها جواهر تکونت من الفاظ عذاب. ومواهب لا تدرك بید اکتساب. فسبحان من یرزق من یشاء بغیر حساب. فلله در کلام کله کمال. ومجال لا یریٰ فیه الاجمال واطال فاطاب. واجاد حین اجاب. فجزاه الله عن الاسلام والمسلمین. حیث قام بفرض الکفایة عن جمیع العلماء العاملین رزقنا وایاه شفاعة سید الشافعین. فی یوم الدین. ونبرأ اللّٰهم الیك مما تفوه به حزب الملحدین. الخارجین عن ملة الاسلام والدین. من النیشریة والندویة والرافضة والوهابیین.

محمد اور ان کے آل و اصحاب سب پر درود نازل فرمائے۔



ان سطور کا راقم حرم مکہ معظمہ میں طلبہ علم کا خادم فقیر حقیر حافظ عبد اللطیف قادری عفا عنہ الباری آمین۔

---

(۱۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب خوبیوں سراہا اللہ سارے جہان کا پالنے والا۔ اور درود و سلام ہمارے سردار محمد پر جنہیں یہ حکم اترا نصیحت فرمانے کی جیسے تاکید ہے کہ نصیحت ایمان والوں کو مفید ہے۔ اور ان کی اور انکی ستھری آل اور پاکیزہ مجلسا پر اور ان کی امت کے سب علما پر۔ بعد ازیں یہ عجالہ میں نے مطالعہ کیا جسے عالم علامہ، علوم کو حسن دینے والے فہامہ مولانا احمد رضا نے رنگِ تالیف دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی درازیٔ عمر سے بہرہ یاب فرمائے۔ اور اس کی برکتوں کا فیض ہمیں پہنچائے تو میں نے اسے اور اس کے فتووں کو پایا کہ کامل ہیں۔ طوائفِ باطلہ کے رد کو شامل ہیں گویا وہ گوہر ہیں کہ شیریں لفظوں سے بنے۔ وہبی عطیے ہیں کہ زورِ بازو سے نہیں ملتے تو پاکی ہے اسے کہ جسے جو چاہے بے حساب بخشے۔ اللہ کے لئے ہے اس کلام کی خوبی کہ تمام و کمال ہے۔ وہ جولانی ہے جس میں کہیں کوتاہ سخنی کی کیا مجال ہے۔ مصنف نے کلام کو وسعت و پاکیزگی دی۔ اور جوابوں میں جودت و خوبی رکھی۔ اللہ تعالیٰ اسے اسلام و مسلمین کی طرف سے جزا دے کہ اس نے تمام علمائے باعمل کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور اسے تمام شفیعوں کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے روزِ جزا۔ اور ہم تیری طرف بیزار ہوتے ہیں الٰہی ان باتوں سے جو ملت و دینِ اسلام سے نکل جانے والے گروہ ملحدین، نیچری، ندوی، رافضی، وہابی نے کیں۔

وثبتنا اللهم على القول الثابت فى الحياة الدنيا وفى الأخرة لا فاتنين ولا مفتونين وصلى الله على خير خلقه سيدنا محمد و اله وصحبه اجمعين امين خادم طلبة العلم فى المسجد الحرام سعيد بن محمد عفا الله عنہ امين



---

(۱۶) بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله مظهر الحق و مبطل الرذائل القائل على لسان نبيه قل جاء الحق و زهق الباطل . والصلوٰة والسلام على سيدنا محمد عين الحقيقة وعصمة للارامل وعلى اله واصحابه الذين اوضحوا الحق باوضح الدلائل - اما بعد فانى قد اطلعت على هذه الرسالة العجالة النافعة لاهل الحق والكامل . والقاطعة لاهل الزيغ والباطل . فلله دره لقد اجاد فيما افاد - المؤلف كثر الله امثاله واسعد له ماله . كيف لا وهو التقى النقى العلم العامل والفاضل الكامل . الاديب الاريب الحسيب النسيب الحاوى جميع العلوم من المنطوق والمفهوم محى الشريعة السنية . ومؤيد الطريقة المرضية الملك السعيد . والفلك الفريد . سراج الزمان مولانا المولوى الحاج محمد احمد رضا خان ابن الفاضل مولانا المولوى محمد نقى على خان منحه سجائل المغفرة والرضوان جزاهما الله عنا وعن المسلمين خير الجزاء وحشرنا و اياهم تحت لواء سيد ولد عدنان -

اور ہمیں دونوں جہان میں ثابت رکھ۔ الٰہی ثابت قول پر۔ نہ خود فتنے میں آلودہ نہ اوروں کے لئے فتنہ گر۔ اور درودِ الٰہی تمام عالم کے بہتر محمد ہمارے سردر اور ان کے آل و اصحاب سب پر۔ الٰہی ایسا ہی کر مسجد حرام میں طلبِ علم کا خادم سعید بن محمد عفا اللہ عنہ آمین۔



---

(۱۶) سب خوبیاں خدا کو جس نے حق کو غلبہ دیا۔ اور کمینہ باتوں کو باطل کیا۔ اور اپنے نبی کی زبان پر فرمایا تو کہہ حق آیا اور باطل کا دم گیا۔ اور درود و سلام ہمارے آقا محمد پر جو حقیقت کی جان ہیں۔ اور بیوہ عورتوں کے نگہبان۔ اور ان کے آل و اصحاب پر۔ جن کے دلائل ایضاح حق میں سب دلیلوں سے روشن تر۔ زاں بعد میں نے یہ رسالہ اہلِ حق و کمال کو نافع عجالہ۔ اہلِ کجی و باطل کی گردنیں قطع کرنے والا دیکھا۔ مصنف کی خوبیاں ہیں اللہ کے لئے۔ کہ اس نے جید افادے دئے۔ اللہ تعالےٰ اہلِ سنت میں اس کے امثال بڑھاتے اور اس کا انجام سعید فرماتے۔ اور کیوں نہ ہو کہ وہ کون ہے ستھرا پرہیزگار عالم عامل۔ فاضل کامل۔ ادیب۔ عاقل۔ حسب و نسب دونوں میں ذی عزت۔ جسے منطوق و مفہوم جمیع علوم کی جامعیت۔ زندہ کنِ شریعتِ روشن۔ قوت دہِ طریقت احسن۔ سعید فرشتہ۔ آسمان یکتا۔ چراغِ زماں مولٰنا مولوی حاجی محمد احمد رضا خان۔ ابن فاضل مستغرق بہ دولا بہائے مغفرت و رضوان مولانا مولوی حاجی محمد نقی علی خان۔ اللہ عزو جل دونوں کو ہماری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے۔ اور ہمیں اور ان کو سردار اولادِ عدنان کے زیرِ نشان اٹھائے

الا وهو الحبر الفهام۔ اتی بالسیف الصمصام فعلی کل دلیل له دلیل۔
لا یضطرب عن قال وقیل۔ وکل سطر سطر کحرف الاکلیل۔ بل هذا هو
الفصل المبین۔ الناخل بین الناعم والثخین۔ فکیف یقبل قول القائل
الضبقة۔ ان اختلاف اهل السنة والروافض المبتدعة الشنیعة
والشیعة کاختلاف المذاهب الاربعة۔ لعمری ان هذا البون بعید
لا یقبله ذو عقل سدید۔ فاین الثمد من الخضرم۔ واین من السلاف
ماء الحصرم۔ واین دری الزنبور من نغم الزبور۔ حاشا ثم حاشا
ان یکون کذلک۔ کلا ومتمسکا بتلک المسالک۔ کما ورد فی الخبر
عن السید الابر۔ صاحب القبر المعطر۔ صلی الله علیه وعلی آله
واصحابه وسلم۔ فی حق کل مبغض سیدنا ابی بکر وسیدنا عمر
ان لله ستمائة الف عالم حول العرش یلعنون مبغضی ابی بکر وعمر
رضی الله عنهما فیا عجبا علی هذه الالفة والمحبة والاتفاق۔ تالله
ما هی الامر الله ورسوله الشقاق والنفاق۔ کما مبین لنا علیه
الصلاة والسلام فی اختلاف الائمة العظام۔ اختلافهم رحمة للامة
وبهذا اختصوا اهل السنة والجماعة وقال ابن حجر الهیثمی
اخرج الخطیب البغدادی فی الجامع وغیره انه صلی الله
علیه وسلم قال اذا ظهرت الفتن او قال البدع وسب اصحابی
فلیظهر العالم علمه فمن لم یفعل ذلک فعلیه لعنة الله
والملئکة والناس اجمعین لا یقبل الله له صرفا ولا عدلا

ہاں ہاں وہ علوم کو حسن دینے والا۔ کثیر الفہم وہ تیغ برّاں لایا جس کی دھار کبھی نہ گرے۔ اس کی ہر دلیل پر دلیل ہے جو کسی کی گفتگو سے جنبش نہ کرے۔ ہر سطر کران ورقوں میں آشکار ہے۔ گویا کنارۂ تاج جواہر نگار ہے۔ ہاں یہ جواب حق و باطل میں روشن فیصلہ کرنے والا ہے۔ نرم و درشت کو چھان کر جدا کر دینے کا آلہ ہے۔ تو کیونکر مان لی جائے کسی بے وقوف قائل کی یہ لاف کہ سنیوں اور برے گمراہ رافضیوں اور شیعہ کا اختلاف ایسا ہے جیسا باہم چاروں مذہب کا اختلاف۔ مجھے اپنی حیات کی قسم بہت فرق عظیم ہے۔ اسے نہ مانے گا جس کی عقل سلیم ہے۔ بھلا کہاں چند قطرۂ آب اور کہاں دریائے زخار کی روانی۔ کہاں شیریں انگور کا آب ناب کہاں کچے پھلوں کا کھٹا پانی۔ کہاں شور زنبور کہاں لغمہائے زبور۔ توبہ توبہ کہ ایسا ہو۔ ہیں ہیں اور حال یہ کہ وہ اللہ پر جما ہو۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ سرورِ نکوکار تر۔ صاحب قبرِ معطر۔ درود و سلام خدا ان پر۔ اور ان کی آل و اصحاب پر۔ یوں فرماتے ہیں دربارۂ دشمنان حضرت ابی بکر و عمر۔ کہ بے شک عرش کے گرد اللہ عزوجل کے لئے چھ لاکھ جہان ملائکہ کے آباد ہیں ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دشمنوں پر لعنت کرتے ہیں۔ یہ اپنے کی الفت سے نرالی محبت انوکھا اتفاق۔ خدا کی قسم یہ تو نہیں مگر اللہ و رسول کے ساتھ ضد اور نفاق۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ائمہ مجتہدین کے مسائل اجتہادیہ کی یہ تمیز فرمادی کہ ان کا اختلاف امت کے لئے رحمت ہے یہ خاص بہ مسائل فرعیۂ اہل سنت و جماعت ہے امام ابن حجر مکی فرماتے ہیں جامع خطیب بغدادی وغیرہ میں روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب فتنے (یا فرمایا) بدعتیں ظاہر ہوں اور میرے صحابہ کو برا کہا جائے تو واجب ہے کہ عالم اپنا علم ظاہر کرے جو ایسا نہ کرے گا اس پر اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ اس کا نہ نفل قبول کرے نہ فرض

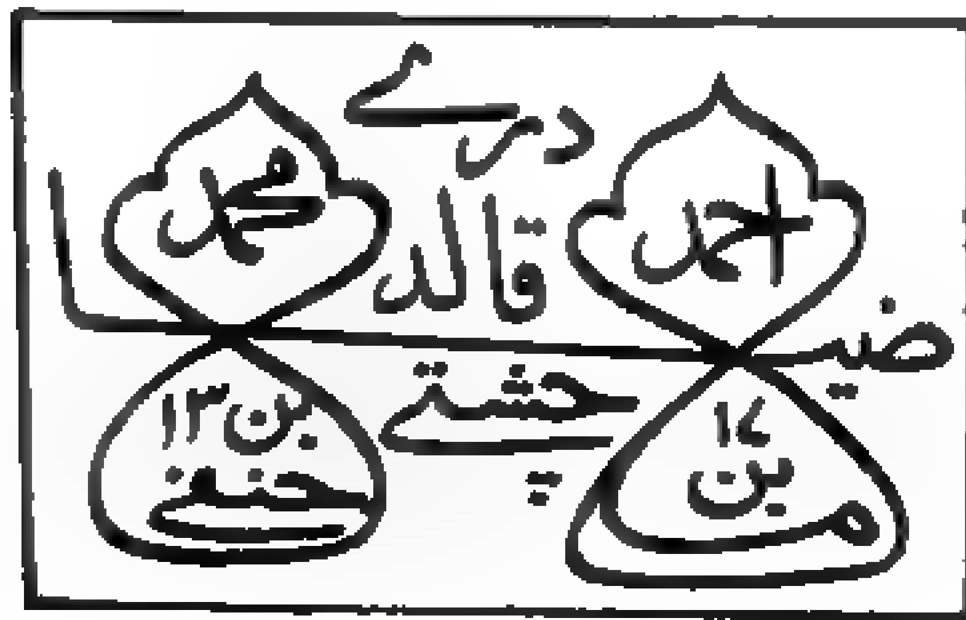
واخرج الحاكم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ماظہر اہل بدعۃ الا
اظہر اللہ فیہم حجتہ علی لسان من شاء من خلقہ اہ من
ھدیۃ المرتاب فی فضائل الاصحاب وایضا فی حدیث ذکرہ
القرطبی اذا ظہر الفتن فمن کان عندہ علم فکتمہ فہو کجاحد
ما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فانتبہوا یا شرذمۃ
اہل الہوی۔ فقد ضللتم واضللتم عباد اللہ عن طریق الرشد
والہدی۔ فستعلمون من اصحاب الصراط السوی ومن
اھتدی۔ فماھو الا کما قالوا الاخیار۔ ومن الناس من
یستحب وقد النار۔ وعقد الزنار۔ لاجل الدینار۔ ورضوا
بالغی۔ لحب الری۔ نعم الحرام کثیر العدد۔ والحلال قلیل المدد۔
ذاک مددہ فیضی۔ وھذا عدہ ارضی۔ وما حل وقل۔ خیر مما
حرم وجل۔ فماھذہ الغفلۃ والغشوۃ۔ وا اسفا علی اہل الندوۃ
یفرحون علی تلک الحسوۃ۔ اقطن ان قصۃ السامری سمر۔ کلا
انہا فاغیۃ لیس لہا ثمر۔ لیس السامری من استعار سوارا
وحجلا۔ واتخذ منہ عجلا۔ انما السامری من سمر للجاہ و
القبول۔ وخدع الاغمار بقبضۃ من اثر الرسول۔ فحمل من
زینۃ القوم اوزارا۔ وجمع زبرجا مستعارا۔ ضم لبدا
ملبودا۔ وصاغہا وثنا معبودا۔ لا یبصر عوارہ الانفس عالیۃ

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب کوئی بدمذہب لوگ ظاہر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان میں اپنی حجت اپنی مخلوق سے جس کی زبان پر چاہے ظاہر فرما دیتا ہے یہ کتاب ہدیۃ المرتاب فی فضائل الاصحاب سے ہے۔ نیز ایک حدیث میں ہے جسے قرطبی نے ذکر کیا کہ جب فتنے ظاہر ہوں تو جو علم رکھتا ہوا ور وہ اسے چھپائے (یعنی اظہارِ حق سے خاموشی اختیار کرے) وہ اس کی مثل ہے جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل کی ہوئی کتاب و شریعت کا انکار کرے تو اے ذلیل و قلیل گمراہو۔ اپنی حرکتوں سے باز آو۔ کہ تم خود بہکے اور خدا کے بندوں کو راہِ راست سے بہکا دیا اب جانا چاہتے ہو کہ کون سیدھی راہ پر ہے اور کس نے ہدایت کا حصہ لیا۔ ندوے کے دہی دیتے ہیں۔ جو اپ چھپے لوگ کہہ گئے ہیں کہ بعض اشخاص روپے کے لئے آگ میں جلنا اور جنیو باندھنا پسند کرتے ہیں۔ زر کی محبت میں غے یعنی گمراہی پر مرتے ہیں۔ واقعی حرام کا عدد وافر ہے اور حلال کی مد نادر۔ اس کی مد فیض پاک ہے۔ اور اس کا عدد نتیجہ خاک۔ جو حلال ہو اور تھوڑا ہو۔ اس سے بہتر ہے جو حرام ہو اور بہترا ہو۔ یہ کیسی غفلت کا پردہ ہے اہلِ ندوہ پر افسوس آتا ہے۔

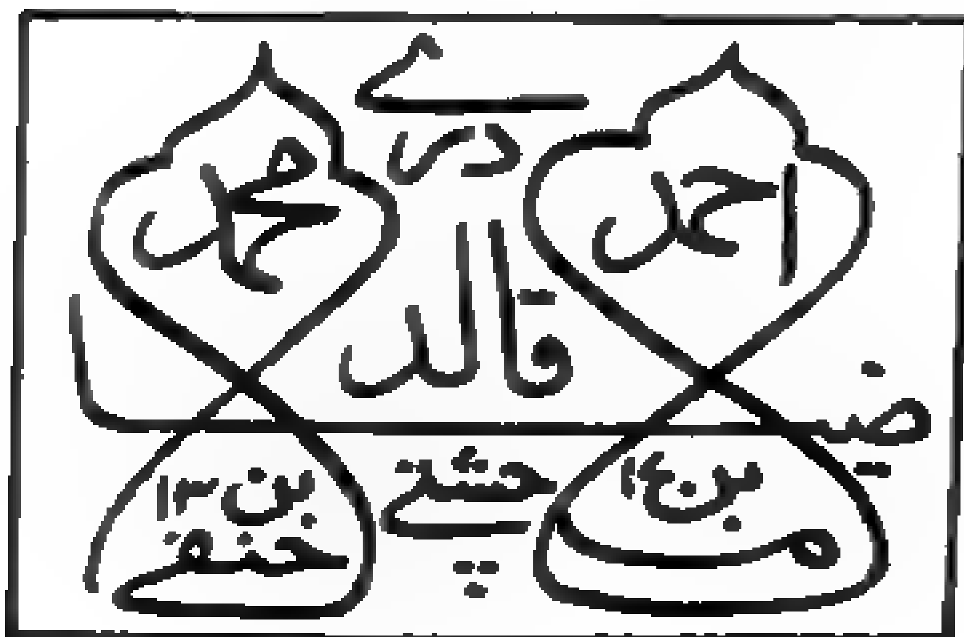
اس ایک گھونٹ جھوٹ پر گن ہیں کیا قصہ سامری کے باب میں کہانی ہونے کے ظن ہیں۔

ہشت وہ گلِ حنا ہے اور پہل پوچھو تو معدوم دفنا ہے۔ سامری وہ نہیں جو ہاتھ کے کنگن پاؤں کی چوڑی مانگے تانگے کی لیکر اس سے بچھڑا بناتے۔ پورا سامری وہ ہے جو لوگوں میں نام و وجاہت حاصل کرنے کو کہانیاں گاتے۔ اور رشتے اثر رسول یعنی کچھ حدیثیں لیکر احمقوں کو فریب سے رجھاتے۔ وہ جس نے لوگوں کو سنگار گہنا پاتا مال متاع لیکر۔ اپنی گردن پر بوجھ لئے۔ اور مانگ جانچ کر آرائش کے سامان اکٹھے کئے۔ اور نمدے کی سی تہیں جما کر ملا یا۔ اور اسے پرستش کا بت بنایا۔ اس کا عیب نہیں دیکھتی مگر رفعت والی جان

ولا يسمع خواره الاذن واعية. فلا تنحرف عن الشرعة السوية
كالفرقة الموسوية. هذا وما ابرئ نفسی انما اشکو الی الله
حزنی وبثی. ان یصلح ما فسد مما اکتسبه جوارحی و
علیه اعتمادی. فی مبدئ ومعادی. واستغفر الله لی
ولوالدی ولجمیع المسلمین. فیا فوز المستغفرین. ولا حول
ولا قوة الا بالله العلی العظیم. نمقه ببنانه الراجی عفو
ربه الباری. احمد المکی الحنفی الچشتی الصابری الامدادی
المدرس بالمدرسة الاحمدیة. الواقعة فی
مکة المحمیة غفر الله له ولوالدیه. واحسن الله لهما
والیه. وکان الله له حیث کان. ومنحه بالمغفرة
و الرضوان. حامدا ومصلیا ومسلما.



اُس کی مہمل آواز نہیں سنتے مگر علم والے کان. جو سیدھی راہ سے نہ پھرے. یہود ساں اس کی پرستش پر نہ گرے. خیر یہ تو ہوا اور مجھے اپنے نفس کی بیارت کا کب دعویٰ ہے. اللہ ہی سے اپنے غم و پریشانی کا شکوئی ہے. میرے اعضا نے گناہ کرکے جو کچھ بگاڑا وہی اس کا بنانے والا ہے. دنیا و آخرت میں اسی پر میرا بھروسہ ہے. اور میں اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں اپنے اور اپنے والدین اور سب مسلمانوں کے لئے. واہ واہ استغفار والے کیا ہی مراد کو پہنچے. اور نہ گناہوں سے پھرنے کی طاقت نہ عبادت کی قوت مگر اللہ علو و عظمت والے کی توفیق سے. اپنے ہاتھوں سے لکھا پروردگار آفریدگار کی بخشش کے امیدوار احمد مکی حنفی چشتی صابری امدادی مدرس مدرسہ احمدیہ واقع مکہ معظمہ نے. اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے والدین کو بخشے. اور ان سب کے ساتھ احسان کرے. اور وہ جہاں ہو اس کا والی رہے. اور اسے اپنی مغفرت و خوشنودی دے. حمد و ثنائے پروردگار کرتا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام نثار کرتا.





بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما قولکم دام فضلکم ونفعنا بعلومکم فی ھذہ المسألۃ وھی ان بعض علماء الھند قرروا جلسۃ ندوۃ العلماء التی تکون فیھا مشارکۃ الوھابیین والذین لامذھب لھم والروافض والنیچریۃ وھؤلاء النیچریۃ ھم اتباع السید احمد الھندی الذی ھو من اتباع المولوی نذیر حسین الذی حبس بمکۃ المشرفۃ مع اتباعہ وما انفکوا حتی تابوا من اعتقادھم الفاسد وکتبوا بذلک وھم الاٰن علی ما ھم علیہ سابقا وما فعلوا تلک التوبۃ اللسانیۃ والکتابیۃ الا للتخلص من ید الحکام وھم الاٰن ینکرون ذلک الحبس و یقولون ھذا کذب محض بل حصل لنا تعظیم کثیر و تاب الناس علی ایدینا جازاھم اللہ بعدلہ ومن جملۃ اقوال السید احمد الھندی المذکور ان القراٰن موافق للانجیل



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس مسئلے میں آپ علماء کیا فرماتے ہیں آپ کا فضل ہمیشہ رہے اور ہمیں آپ کے علوم سے نفع ملے۔ مسئلہ یہ ہے کہ بعض ہندی مولویوں نے جلسہ ندوۃ العلماء قرار دیا ہے جس میں وہابیہ اور لامذہب اور رافضیوں و نیچریوں کی شرکت ہے۔ یہ نیچری لوگ سید احمد ہندی کے پیرو ہیں جو پیروان مولوی نذیر حسین سے ہے جو اپنے تابعین کے ساتھ مکہ معظمہ میں قید ہوا تھا اور جب تک اپنے اعتقادِ فاسد سے توبہ نہ کی اور تحریر نہ کر دی رہائی نہ پائی اور اب وہ اپنے اسی پہلے عقیدے پر ہیں وہ زبانی قلمی توبہ فقط دستِ حکام سے چھوٹنے کو تھی وہ لوگ اب اس قید ہونے ہی سے منکر ہیں کہتے ہیں یہ محض جھوٹ ہے ہماری تو وہاں بہت آؤ بھگت ہوئی اور لوگوں نے ہمارے ہاتھ پر توبہ کی اللہ تعالیٰ اپنے عدل سے انہیں اس مکرنے کا بدلا دے۔ سید احمد ہندی مذکور کی باتوں سے یہ ہے کہ قرآن اس انجیل موجود کے موافق ہے۔

لاخلاف بينهما ثم فعل ما فعل بحيلته حتى ترك اكثر الناس فى
بلاد الهند العمل بالقرآن والحديث الا ما يطابق العقل وصنف تفسيرا
للقرآن المجيد وخالف فيه المفسرين المعتبرين وقال انا اخرج اغلاط
جميع العلماء المعتبرين وانا اعلم الحق بالتامل فانكر فى تفسيره فرضية
صوم شهر رمضان وحج بيت الله الحرام ووجود الملائكة ووجود
الجنة والنار وكتب فيه ان الاستقبال الى القبلة فى الصلوٰة مشابهة
عبادة الاصنام وافتى بحل الربا للامراء وانكر معجزات سائر
الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام وكذب ولادة عيسٰى من غير اب وقال
انه ولد يوسف النجار واظهر الامور المخالفة للشريعة مثل اكل لحم
الحيوان بغير ذبح الى غير ذلك مما يطول شرحه جازاه الله بعدله و
مع هٰذا يدعى الاسلام هو وجماعته وقد كفروا بانكارهم ما هو من
ضروريات الدين وضلوا واضلوا كثيرا نعوذ بالله منهم واصل الغرض من
هٰذه الجلسة المذكورة ان يختلط اهل السنة مع الوهابية والذين
لا مذهب لهم والروافض والنيچرية وان لا ترد اقوالهم وتحريراتهم
المخالفة لقول اهل السنة والجماعة حتى ان المولوى غلام حسنين
الشيعى قال فى تلك الجلسة بين يدى علماء اهل السنة والجماعة
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم عمم عليا رضى الله عنه فى
الغدير عمامة الخلافة فسكت العلماء بموجب الشرط المذكور بان
لا ترد اقوالهم ثم ان الروافض طبعوا رسالة مسماة بمرأة الحق

ان میں باہم کچھ خلاف نہیں۔ پھر اس نے اپنے مکر سے وہ کام کیا کہ ہندوستان میں بہت لوگوں نے قرآن وحدیث پر عمل چھوڑ دیا مگر جس قدر موافقِ عقل ہو۔ اس شخص نے قرآنِ مجید کی ایک تفسیر بنائی اور اس میں مفسرینِ معتبرین کا خلاف کیا اور کہا میں جمیع علمائے معتبرین کی غلطیاں نکالتا ہوں اور حق اپنے سورج سے جان لیتا ہوں۔ پس اس نے اپنی تفسیر میں فرضیتِ روزۂ رمضان و حج بیت اللہ و وجودِ ملائکہ و وجودِ جنت و نار سب کا انکار کر دیا اور اس میں لکھا کہ نماز میں قبلے کی طرف منہ کرنا بت پرستی کے مشابہ ہے اور امیروں کے لئے سود کی حلت کا فتوےٰ دیا اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام کے معجزات کا منکر ہوا اور عیسےٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے بن باپ پیدا ہونے کو جھٹلایا اور انہیں یوسف نامی ایک بڑھئی کا بیٹا بتایا۔ اور بہت باتیں خلافِ شرع ظاہر کیں، مثلاً بے ذبح کئے جانور کا گوشت کھانا وغیرہ وغیرہ جس کی شرح دراز ہے اللہ تعالےٰ اسے اپنے عدل سے بدلا دے اور باوصف اس کے وہ اور اس کا گروہ اپنے آپ کو مسلمان کہے جاتے ہیں حالانکہ وہ ضروریاتِ دین کا انکار کر کے کافر ہو چکے اور خود بہکے اور بہت سے بہکاتے اللہ کی پناہ ان سے۔ اور اصل غرض اس جلسۂ مذکورہ سے یہ ہے کہ وہابیوں اور لامذہبوں اور رافضیوں اور نیچریوں کے ساتھ اہلِ سنت میل کریں اور ان کے اقوال و تحریرات مخالفۂ مذہبِ اہلسنت و جماعت کا رد نہ کریں۔ یہاں تک کہ مولوی غلام حسنین رافضی نے اس جلسے میں علمائے اہلِ سنت و جماعت کے سامنے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خم غدیر میں مولیٰ علی کے سر پر خلافت کا عمامہ باندھا۔ علماء اسی قرارداد کی بنا پر کہ ان کی بات رد نہ کی جائے خاموش ہو رہے۔ پھر رافضیوں نے ایک رسالہ مسمّٰی بہ آئینہ حق نما چھاپا

وکتبوا فیہا اثبتوا الناموت الشیخین علی الایمان وان خلافتہما
کانت حقا فان ھذہ الامور لیست بثابتۃ عند الشیعۃ
وذکروا فی ھذہ الرسالۃ ان المولوی غلام حسنین الشیعی
قال بین یدی مئتین من العلماء من اھل السنۃ والجماعۃ فی
جلسۃ بلدۃ کانفور ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمم
علیا فی الغدیر عمامۃ الخلافۃ وما تنفس احد منہم یعنی من
اھل السنۃ و الجماعۃ وایضا کتبوا فیہ ان سیدنا ..... رضی
اللہ عنہ رکض برجلہ بطن ..... فسقط حملہا و نادی باعلی
صوتہ ان احرقوا بیتہا و بینوا ان ھذہ الامور ثابتۃ من کتب
اھل السنۃ والجماعۃ وعلی ھذا القیاس کتبوا فیہا خرافات و
ان العلماء المجوزین جلسۃ ندوۃ العلماء ما کتبوا شیئا فی رد
ھذہ الرسالۃ وایضا طلبوا المولوی غلام حسنین فی جلسۃ اخری
واکدوا بان لا یرد اصلا علی احد من الشیعۃ وغیرہا بل ان
لا یجیب احد اذا استفتی فی المسائل الاختلافیۃ فہل ھذہ الجلسۃ
والاجتماع اذا کانت بمثل ھذہ المثابۃ خصوصا اذا کانت مع ھؤلاء
اعداء الدین تجوز ام لا افتونا ولکم الاجر والثواب من الملک الوھاب

الجواب

الحمد للہ تعالی۔ اسأل اللہ المولی الکریم ذا الطول۔ التوفیق و
الاعانۃ فی الفعل والقول۔ ینبغی التجنب عن مواقع الفتن والاحتراس

اور اس میں لکھا کہ شیخین کا ایمان پر مرنا اور ان کی خلافت کا حق ہونا ہمارے سامنے ثابت کردو کہ یہ باتیں شیعہ کے نزدیک ثابت نہیں اور اسی رسالے میں ذکر کیا کہ مولوی غلام حسنین شیعی نے جلسۂ کانپور میں سیکڑوں علمائے اہلِ سنت و جماعت کے آگے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خمِ غدیر میں مولیٰ علی کے سر پر عمامہ خلافت باندھا اور سنیوں میں سے کسی نے دم نہ مارا نیز اسی رسالے میں یہ بھی لکھا کہ .... نے .... کے شکم پر لات ماری کہ حمل ساقط ہوا اور بآوازِ بلند چلا کر کہا کہ ان کا گھر جلا دو اور دعوے کیا کہ یہ باتیں (معاذ اللہ) کتبِ اہلِ سنت سے ثابت ہیں علیٰ ہذا القیاس اور خرافات باتیں اس رسالے میں لکھیں اور ان علمائے جلسۂ ندوۃ العلماء کے تجویز کرنے والوں نے اس کے رد میں کچھ نہ لکھا بلکہ مولوی غلام حسنین کو دوسرے جلسہ میں پھر طلب کیا اور تاکید کی کہ کوئی شخص رافضیوں وغیرہ کسی کا اصلا رد نہ کرے بلکہ مسائلِ اختلافیہ سے سوال بھی کیا جائے تو اس کا جواب نہ دے۔ آیا یہ جلسہ و اجتماع جب کہ اس ٹھکانے کا ہو خصوصاً جب کہ دشمنانِ دین کے ساتھ ہو تو جائز ہے یا نہیں؟ ہمیں فتوے دیجیے اور اللہ عزوجل سے آپ کے لئے اجر و ثواب ہے۔

الجواب

سب خوبیاں سزاوارِ اللہ تعالیٰ ہیں اللہ مولیٰ کریم ذی الفضل سے ہر فعل و قول میں توفیق و مدد مانگتا ہوں فتنے کی جگہوں سے بچنا چاہئے اور ایسے میل جول سے

عن المخالطة التى لاتخلو عن المحظورات مع القوم الضالين المضلين امثال من ذكر فى صورة السوال. اذا كانوا بهذا المنوال الا ان يكون للرد عليهم و تزييف اقوالهم ومعتقداتهم الفاسدة بالادلة النقلية و العقلية من كتب اهل السنة و الجماعة والحالة هذه و الله سبحنه و تعالى ولى الهداية. وبه العصمة والحماية نمقه الفقير الى عفو ربها القدير



عثمان بن عبد السلام داغستانى مفتى المدينة المنورة الحنفى عفى عنه.

---

(۲) اللهم انا نعوذ بك ان نضل او نضل لايجوز لمن يخاف الله تعالى ويرجو الدار الاخرة و يحب النجاة لنفسه ولدينه بالموت على الايمان ان يجلس الى من اتصف بهذه الاوصاف او يصغى الى حديثه خصوصا غير اهل العلم المشغولون بامور معيشتهم الذين لافرصة لهم يصرفونها فى استنباط طرق الحق فان المجالسة اقرب طريق الى سراية الحال وهؤلاء ان كانوا كما وصف فهم الذين عناهم سيد الهادين بقوله غير الدجال اخوف عليكم نسأل الله ان يحفظ علينا الايمان وعلى اخواننا المؤمنين والله اعلم كتبه الفقير الى الله تعالى محمد بن يوسف.



اجتناب جو ممنوعات سے خالی نہ ہو گمراہان گمراہ گر کے ساتھ جیسے یہ لوگ جن کا حال سوال میں مذکور ہوا جب کہ وہی طرز پر ہوں مگر اس غرض سے کہ ان کا رد کیا جائے ان کی باتیں ان کے فاسد عقیدے کتب اہل سنت و جماعت کی نقلی و عقلی دلیلوں سے کھوٹے ثابت کئے جائیں جب کہ حالت یہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہدایت ہے اور اسی کی طرف سے نگہبانی و حمایت ہے۔ راقم عفو پروردگار قدیر کا فقیر عثمان بن عبد السلام داغستانی مفتی مدینہ منورہ حنفی عفی عنہ۔



---

(۲) الٰہی تیری پناہ اس سے کہ ہم بہکیں یا بہکائے جائیں وہ شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا اور پچھلے دن کی امید کرتا اور اپنے جان و دین کی نجات چاہتا ہو کہ ایمان پر اس کا خاتمہ ہوا سے جائز نہیں کہ ایسوں کے پاس بیٹھے یا ان کی بات سنے خصوصاً غیر علماء کو کہ اپنے کار معاش میں مشغول ہیں وہ فرصت نہیں رکھتے جسے حق کے راستے بغور کامل پیدا کرنے میں صرف کریں۔ پاس بیٹھنا رنگ پکڑنے اور اس کا حال اس میں سرایت کر جانے کا سب سے نزدیک تر راستہ ہے ان لوگوں کا اگر یہ حال ہے جو مذکور ہوا تو یہی ہیں وہ جنہیں سید الہادین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حدیث میں مراد لیا دجال کے غیر کا مجھے تم پر زیادہ اندیشہ ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمارا اور ہمارے بھائی مؤمنین کا ایمان محفوظ رکھے واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ فقیر بارگاہِ الٰہی محمد بن یوسف۔



(۳) ما اجاب به حضرة مفتی المدینة المنورة علی صاحبها افضل الصلوٰة
والسلام مولانا العالم العلامة الفاضل الفهامة عثمٰن بن عبد السلام
ادام اللّٰه به نفع الانام هو الصواب الذی یعول علیه. ویجیب المرجع
والمصیر الیه. ویعضده ماروا مسلم عن ابی هریرة رضی اللّٰه تعالٰی
عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یکون فی اٰخر الزمان
دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اٰباؤکم
فایاکم وایاهم لایضلونکم ولا یفتنونکم قال العلامة علی القاری علیه
رحمة اللّٰه الباری فی شرح المشکوٰة (یکون فی اٰخر الزمان) ای اٰخر
زمان هٰذه الامة (دجالون) من الدجل وهو التلبیس جمع دجال وهو
کثیر المکر والتلبیس ای الخداعون یعنی سیکون جماعة یقولون
للناس نحن علماء ومشائخ ندعوکم الی الدین وهم کاذبون فی
ذٰلک (یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اٰباؤکم) ای
یتحدثون بالاحادیث الکاذبة ویبتدعون احکاما باطلة واعتقادات
فاسدة (فایاکم) ای ابعدوا انفسکم عنهم (وایاهم) ای ابعدوهم
عنکم اھ وما رواه البخاری ومسلم من قوله صلی اللّٰه علیه وسلم فاحذروهم
قال العلامة علی القاری فی الشرح المذکور ای لاتجالسوهم ولاتکالموهم
ایها المسلمون اھ وما رواه الترمذی وابوداؤد عن عبد اللّٰه بن مسعود
رضی اللّٰه تعالٰی عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لما وقعت
بنو اسرائیل فی المعاصی نهتهم علماؤهم فلم ینتهوا

(۳) حضرت مفتی مدینہ منورہ علےٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والسلام مولانا عالم علامہ فاضل فہامہ عثمان بن عبد السلام نے (کہ اللہ تعالےٰ ان کی ذات سے مخلوق کا نفع دائم رکھے) جو جواب دیا وہ ایسا ہی حق ہے جس پر اعتماد کیا جائے اور اس کی طرف رجوع واجب ہے اور اس کے مؤید ہے وہ حدیث جو مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانے میں کچھ دجال کذاب ہوں گے تمہارے پاس وہ باتیں لائیں گے جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نہ سنیں تم ان سے دور رہنا اور انہیں اپنے سے دور کرنا کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کے نیچے لکھتے ہیں یعنی اس امت کے آخر زمانے میں کچھ دجال ہوں گے۔ یہ دجل یعنی فریب دہی سے ماخوذ ہے دجال بڑے مکار دھوکے باز کو کہتے ہیں۔ دجالون اس کی جمع ہے یعنی بڑے فریبی مراد یہ کہ عنقریب ایک گروہ ہوگا کہ لوگوں سے کہے گا ہم مولوی اور پیر ہیں تمہیں دین کیطرف بلاتے ہیں اور وہ جھوٹے ہوں گے۔ حدیثیں وہ جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نہ سنی ہوں یعنی جھوٹی حدیثیں بیان کریں گے باطل احکام اور فاسد عقیدے دل سے گھڑیں گے ان سے دور رہو اور انہیں دور کرو۔ اور حدیث بخاری ومسلم کہ نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان سے پرہیز کرو علامہ علی قاری شرح مذکور میں فرماتے ہیں یعنی اے مسلمانو ان کے پاس نہ بیٹھو ان سے بات نہ کرو اور حدیث ترمذی وابوداؤد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب بنی اسرائیل گناہوں میں پڑے انکے علماء نے منع کیا وہ باز نہ آئے

فجالسوهم فی مجالسہم وأ کلوهم وشاربوهم فضرب الله قلوب
بعضہم ببعض (قال ابن ملك رحمه الله الباء للسببية ای
سود الله قلب من لم یعص بشؤم من عصی فصارت قلوب
جمیعهم قاسية بعيدة عن قبول الحق والخير والرحمة
بسبب المعاصی ومخالطة بعضهم بعضا اھ وقوله قلب من
لم يعص ليس على اطلاقه لان مواكلتهم ومشاربتهم من غير
اكراه واجبار بعد عدم انتهائهم عن معاصيهم معصية ظاهرة
لان مقتضى البغض فی الله ان يتبعدوا عنهم ويهاجروهم
ويقاطعوهم ولم يواصلوهم كذا افاده العلامة علی القاری
فی شرح المشكوٰة فلعنهم علی لسان داؤد وعيسى بن مريم
ذٰلك بما عصوا وكانوا يعتدون قال فجلس رسول الله صلی الله
عليه وسلم وكان متكأ فقال لا (ای لا تعذرون او لا تنجون من العذاب
انتم ابتها الامة تخلف اهل تلك الامة) والذی نفسی بيده
حتى تاطروهم اطرا (ای حتى تمنعوا امثالهم من اهل المعصية
وان لم يمتنعوا عن امثالهم فتمتنعوا انتم عن مواصلتهم و
مكالمتهم ومواكلتهم ومجالستهم) وفی رواية ابی داؤد قال
كلا والله لتأمرن بالمعروف ولتنهون عن المنكر و لتأخذن
علی يدی الظالم و لتأطرنه (ای لتمنعنه) علی الحق اطرا
ولتقصرنه (ای لتحبسنه) علی الحق قصرا (ای بالهجر عنه

وہ علماء ان کے پاس ان کے جلسوں میں بیٹھے ان کے ساتھ کھانا کھایا پانی پیا تو اللہ تعالیٰ نے ان میں بعض کے دل بعض کی وجہ سے تباہ کئے (ابن ملک رحمہ اللہ نے فرمایا بعض میں حرف با سببیت کے لئے ہے یعنی اللہ تعالےٰ نے ان معاصی نہ کرنے والوں کے دل ان معاصی والوں کی نحوست سے سیاہ کر دئے تو ان سب کے دل سخت اور قبول حق وخیر ورحمت سے برطرف ہو گئے یہ بسبب گناہوں اور باہم میل جول کے انتہیٰ اور یہ جو انہوں نے فرمایا کہ ان کے دل جنہوں نے معاصی نہ کئے تھے یہ معصیت نہ کرنا[1] مطلقاً نہیں اسلئے کہ وہ معاصی سے باز نہ آئے تو بلا اکراہ واجبار ان کے ساتھ کھانا پینا خود صریح معصیت ہے کہ اللہ کے بارے میں بغض رکھنے کا مقتضے تو یہ تھا کہ ان سے دور ہوں انہیں چھوڑ دیں انسے قطع کر دیں ان سے میل جول نہ کریں۔ ایسا ہی علامہ قاری نے شرح مشکوٰۃ میں افادہ فرمایا تو اللہ تعالےٰ نے ان میل جول کرنے والوں پر داؤد و عیسےٰ بن مریم علیہم الصلاۃ والسلام کی زبان سے لعنت نازل فرمائی بدلہ ان کے گناہوں اور حد سے بڑھنے کا۔ راوی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تکیہ لگائے ہوئے تھے جب یہاں تک پہنچے سیدھے ہو کر بیٹھے اور فرمایا نہ (یعنی اسے بنی اسرائیل کے بعد آنے والی یہ امت تم معذور نہ رکھے جاؤ گے یا عذاب سے نجات نہ پاؤ گے) قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہاں تک کہ انہیں خوب اچھی طرح جھکا لاؤ (یعنی اپنے زمانے کے اہل معاصی کو باز رکھو اور وہ باز نہ رہیں تو تم ان سے ملاپ بات چیت ساتھ کھانے پاس بیٹھنے سے باز رہو) ابوداؤد کی روایت میں ہے فرمایا کوئی نہیں واللہ یا تو ضرور تم انہیں بھلائی کا حکم دو گے ضرور انہیں برائی سے منع کرو گے اور ضرور ظالم کے ہاتھ پکڑ لو گے اور ضرور اسے حق پر مجبور کر دو گے اور ضرور اسے حق پر محبوس و محصور کرو گے (یعنی یوں کہ

[1] بلا انہیں گناہوں میں شریک ہونا مقصود ہے جن سے یہ مانع آتے تھے ۱۲ مترجم [2] آگے پھر ترجمہ حدیث مذکور ہے ۱۲ مترجم

اذا عجزتم عما سبق حتى تضيق عليه الارض بما رحبت فلة حبس معنوی اقوی من حبس صوری) اولیضربن اللہ بقلوب بعضکم علی بعض ثم لیلعننکم کما لعنہم (ای بنی اسرائیل علی کفرہم ومعاصیہم والمعنی ان احد الامرین واقع قطعا اھ مع شرح المشکوٰۃ للعلامۃ علی القاری ویعضدہ ایضا ما رواہ ابوداؤد و احمد والحاکم عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتجالسوا اھل القدر بضم اولہ ای لا توادوہم ولاتحابوہم فان المجالسۃ ونحوہا من المعاشاۃ من علامات المحبۃ وامارات المودۃ فالمعنی لاتجالسوہم مجالسۃ تانیس وتعظم لہم لانہم اما ان یدعوکم الی بدعتہم بما زینہ لہم شیطانہم من الحجج المموھۃ والادلۃ المزخرفۃ التی تجلب من لم یتمکن فی العلوم والمعارف الیہم ببادی الرأی واما ان یعود علیکم من نقصہم وسوء عملہم ما یؤثر فی قلوبکم واعمالکم اذ مجالسۃ الاغیار تجر الی غایۃ البوار ونہایۃ الخسار قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین ولاینافی اطلاق الحدیث تقیید الاٰیۃ فی المنافقین حیث قال اللہ تعالیٰ فلاتقعدوا معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلہم وکذا قولہ عزوجل واذا رأیت الذین یخوضون فی اٰیٰتنا فاعرض عنہم حتی یخوضوا

جب وہ اگلی صورتیں نہ بن پڑیں تو سب اس سے کنارہ کش ہو جائیں یہانتک کہ زمین باوصف اپنی اس وسعت کے ان پر تنگ ہو جائے کہ یہ باطنی قید ہر ظاہری قید سے سخت تر ہے، یا بے شک ضرور اللہ تعالےٰ تمہارے دل آپس میں ایک دوسرے پر مارے گا پھر تم پر اپنی لعنت اتاریگا جیسے ان پر اتاری[1] یعنی بنی اسرائیل پر ان کے کفر و معاصی کے سبب حاصل حدیث یہ کہ دونو باتوں میں سے ایک بیشک ہوگی۔ انتہی مع شرح مشکوٰۃ علامہ قاری۔ نیز اس کے مؤید ہے حدیث ابو داؤد و احمد و حاکم امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا قدریوں کے پاس نہ بیٹھو یعنی ان سے دوستی و صحبت نہ کرو کہ پاس بیٹھنا اور اس کے مثل اور امور مثلاً ساتھ چلنا محبت کی علامتوں دوستی کے نشانوں سے ہیں تو مطلب یہ ہے کہ ان کے پاس اس طرح نہ بیٹھو کہ انہیں تم سے انس حاصل ہو یا تم ان کی کچھ تعظیم کرو اس لئے کہ یا تو وہ تمہیں اپنی بدمذہبی کی طرف بلائیں گے ان ملمع کاری کی دلیلوں اور ظاہری آراستہ سندوں سے جو ان کے شیطان نے ان کے ذہن میں سنوار رکھی ہیں جن سے وہ بہ نظر سرسری علوم و معارف میں رسوخ نہ رکھنے والے کو اپنی طرف کھینچ لے جاتے ہیں یا یہ ہوگا کہ ان کی خرابی ان کی بداعمالی سے تم پر وہ نحوست پڑیگی جو تمہارے دلوں اور عملوں میں اثر کر جائیگی اس لئے کہ غیروں کے پاس بیٹھنا انتہا درجے کی ہلاکت و گمراہی کی طرف کھینچ لے جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور سچوں کا ساتھ دو اور حدیث میں مطلق ممانعت کے منافی نہیں کہ آیت نے دربارۂ منافقین ایک قید ذکر فرمائی جہاں ارشاد ہوا ان کے ساتھ نہ بیٹھو یہانتک کہ وہ اور بات میں مشغول ہوں ورنہ تم بھی انہی کی مانند ہو اور ایسا ہی ارشاد الٰہی عزوجل جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیتوں میں خوض بیجا کرتے ہیں تو ان سے روگردانی کر یہاں تک کہ اور بات میں مشغول ہوں

[1] یہاں سے قطع علائق کرنا یا لعنت الٰہی کا مستحق ہونا العیاذ باللہ تعالیٰ ۱۲ مترجم

فی حدیث غیرہ فلم یسنہ عن مخالطتہم مطلقا لان الحدیث
یحمل علیٰ من لم یأمن علیٰ نفسہ منہم فیمنع عن مجالستہم
مطلقا و الآیۃ علیٰ من امن فلا حرج علیہ فی مجالسۃ لھم
بغیر التانیس والتعظیم ما لم یکونوا فی کفر و بدعۃ وکذا
اذا خاضوا وقصد الرد علیہم و تسفیہ ادلتہم ومع ھذا البعد
عنہم اولیٰ و الاجتناب عن مباحثتہم احریٰ ، و لا تفاتحوھم
ای لا تحاکموا الیہم فانہم اھل عناد و مکابرۃ وقیل لا تبدؤھم
بالسلام او بالکلام وقال مظہر لا تناظروھم فانہم یوقعونکم
فی الشک و یشوشون علیکم اعتقادکم ای و ان لم تجالسوھم
فہو عطف مغایر وقیل عطف خاص لان المجالسۃ تشتمل
علی المواکلۃ و المؤانسۃ والمحادثۃ وغیرھا و فتح
الکلام فی القدر اخص من ذٰلک ، کذا افادہ
العلامۃ علی القاری رحمہ اللہ فی شرح
المشکوٰۃ و فی التفسیرات الاحمدیۃ فی بیان
الآیات الشرعیۃ فی تفسیر قولہ تعالیٰ فلا تقعد بعد
الذکریٰ مع القوم الظالمین الظاھر من کلام الفقہاء
ان الآیۃ باقیۃ و ان القوم الظالمین ھم المبتدع
و الفاسق و الکافر و القعود مع کلھم ممتنع اھ
واخرج ابن جریر و ابن المنذر عن ابی وائل

کو یہاں مطلق میل جول سے منع نہ فرمایا وجہ یہ کہ حدیث اس کے بارے میں ہے جو اپنے نفس پر ان کی طرف سے اطمینان نہ رکھتا ہو اسے مطلقاً ان کے پاس بیٹھنا منع ہے اور آیت اس کے حق میں ہے جسے اطمینان ہو (کہ ان کی صحبت بد میرے دل پر اثر نہیں کر سکتی) اس پر کچھ تنگی نہ ہو گی ان کے پاس بیٹھنے میں جب کہ اس طور پر نہ ہو جس سے انہیں انس حاصل ہو یا یہ کہ ان کی تعظیم کرے اور یہ بھی جب جائز ہے کہ وہ اپنے کفر و بدعت میں نہ ہوں یا ہوں تو یہ ان پر رد کرنے اور ان کی دلیلوں کو احمق بنانے کے لئے ان کے پاس جاتے اور باوجود ان سب باتوں کے پھر بھی بہتری اسی میں ہے کہ ان سے دور رہے ان کے مباحثے سے بچنا ہی زیادہ لائق ہے (تتمہ حدیث مذکور) اور ان سے مفاتحہ نہ کرو یعنی انہیں کسی بات میں حکم نہ بناؤ کہ انہیں ہٹ دھرمی اور سینہ زوری آتی ہے اور کہا گیا انہیں ابتداء بہ سلام نہ کرو ان سے کلام شروع نہ کرو اور مظہر نے فرمایا ان سے مسئلۂ تقدیر میں مناظرہ نہ کرو کہ وہ تمہیں شک میں ڈال دیں گے اور تمہارے اعتقاد میں تشویش پیدا کر دیں گے یعنی اگرچہ پاس نہ بیٹھو تو معطوف و معطوف علیہ یعنی مجالسہ و مفاتحہ دو جدا چیزیں ہیں۔ اور بعض نے کہا عام پر خاص کا عطف ہے کہ پاس بیٹھنا ساتھ کھانے انس حاصل کرنے بات چیت کرنے وغیرہ سب کو شامل ہے اور مسئلۂ تقدیر میں مناظرہ شروع کرنا اس سے خاص ہے۔ اسی طرح علامہ قاری نے شرح مشکوٰۃ میں افادہ فرمایا۔ التفسیرات الاحمدیہ فی بیان الآیات الشرعیہ میں اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں کہ یاد آئے پر ظالم لوگوں کے پاس نہ بیٹھو لکھتے ہیں کلام فقہا سے ظاہر یہ ہے کہ حکم آیت باقی ہے اور ظالم لوگ بدمذہب و فاسق و کافر ہیں اور ان سب کے پاس بیٹھنا منع ہے انتہی۔ ابن جریر و ابن المنذر نے ابو وائل سے روایت کی کہ

قال ان الرجل ليتكلم فى المجلس بالكلمة من الكذب ليضحك بها
جلساءه فيسخط الله عليهم جميعا فذكر واذلك لابراهيم النخعى
فقال صدق ابو وائل اوليس ذلك فى كتاب الله فلا تقعدوا معهم
حتى يخوضوا فى حديث غيره واخرج عبد بن حميد وابن ابى حاتم
وابو الشيخ عن محمد بن سيرين انه كان يرى ان هذه الاية
نزلت فى اهل الاهواء واخرج عبد بن حميد وابن المنذر عن
محمد بن على قال ان اصحاب الاهواء من الذين يخوضون
فى ايات الله وفى تفسير الامام البغوى رحمة الله عليه قال الضحاك
عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما دخل فى هذه الاية كل
محدث فى الدين وكل مبتدع الى يوم القيمة اه وهكذا فى
تفسير الخطيب وغيره ويعضده ايضا ما رواه الخطيب عن ابن عمر
رضى الله تعالى عنهما قال قال رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم من اعرض عن صاحب بدعة بغضا له ملأ الله
قلبه امنا وايمانا ومن انتهر صاحب بدعة امنه الله تعالى
يوم الفزع الاكبر ومن اهان صاحب بدعة رفعه الله فى الجنة
مائة درجة ومن سلم على صاحب بدعة اولقيه بالبشرى او استقبله
بما يسره فقد استخف بما انزل على محمد واخرج الديلمى عن حذيفة
رضى الله تعالى عنه ان الله لا يقبل لصاحب بدعة صوما ولا صلوة و
لا زكوة ولا حجا ولا عمرة ولا جهادا ولا صرفا ولا عدلا ويخرج من الاسلام

انھوں نے کہا آدمی مجلس میں اہل مجلس کے ہنسانے کو کوئی لفظ جھوٹ بک دیتا ہے اس کے سبب اللہ عزوجل ان سب مجلس والوں پر غضب فرماتا ہے۔ لوگوں نے اسے امام ابراہیم نخعی کے سامنے ذکر کیا فرمایا ابووائل ٹھیک کہتے ہیں کیا یہ قرآن میں نہیں ان کے پاس نہ بیٹھو یہاں تک کہ وہ اور بات میں مشغول ہوں۔ عبد بن حمید و ابن ابی حاتم و ابوالشیخ امام محمد بن سیرین سے راوی کہ وہ اعتقاد رکھتے تھے کہ یہ آیت بدمذہبوں کے بارے میں اتری عبد بن حمید و ابن المنذر حضرت امام باقر سے راوی فرمایا بے شک بدمذہب ان لوگوں میں ہیں جو آیات خدا میں خوض بے جا کرتے ہیں۔ تفسیر امام بغوی رحمہ اللہ تعالےٰ میں ہے امام ضحاک نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ اس آیت کے حکم میں ہر وہ شخص کہ دین میں نئی بات نکالے اور ہر بدمذہب تا قیام قیامت داخل ہے۔ ایسا ہی تفسیر خطیب وغیرہ میں ہے۔ نیز اس کے مؤید ہے حدیث خطیب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی بدمذہب سے اسے دشمن ٹھہرا کر منہ پھیرے اللہ تعالےٰ اس کا دل امان و ایمان سے بھر دے اور جو کسی بدمذہب کو جھڑکے اللہ تعالےٰ اسے اس بڑی گھبراہٹ کے دن امان دے اور جو کسی بدمذہب کی تذلیل کرے اللہ تعالےٰ جنت میں اس کے سو درجے بلند فرمائے اور جو کسی بدمذہب پر سلام کرے یا اس سے خوشی کے ساتھ ملے یا اس کے سامنے ایسی بات کرے جس سے اس کا دل خوش ہو اس نے ہلکی جانی وہ چیز جو اتاری گئی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔ حدیث دیلمی میں بروایت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے بیشک اللہ تعالیٰ کسی بدمذہب کا نہ روزہ قبول فرمائے نہ نماز نہ زکوٰۃ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ نفل نہ فرض بدمذہب اسلام سے ایسا نکل جاتا ہے

كما يخرج السهم من الرمية او كما يخرج الشعر من العجين و
فى تبيين المحارم للعلامة ملا سنان الواعظ فى الحرم المحترم
اوحى الله تعالى الى يوشع بن نون انى مهلك من قريتك اربعين
الفا من خيارهم وستين الفا من شرارهم فقال يارب هؤلاء الاشرار
فما بال الاخيار فقال انهم لم يغضبوا لغضبى واكلوهم وشاربوهم
هكذا رواه ابن ابى الدنيا وابو الشيخ عن ابراهيم بن عمرو الصنعانى
وايضا فيه قال النبى صلى الله عليه وسلم عذب اهل القرية
فيها ثمانية عشر الفا عملهم عمل الانبياء قالوا يا رسول الله كيف
قال لم يكونوا يغضبون لله ولا يأمرون بالمعروف ولا ينهون عن
المنكر اه ويعضده ايضا ما رواه البيهقى فى شعب الايمان عن
الحسن رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله تعالى
عليه وسلم يأتى على الناس زمان يكون حديثهم (اى كلامهم و
محادثتهم) فى مساجدهم فى امر دنياهم (وهى موضوعة لامر دينهم
قال ابن الهمام فى شرح الهداية الكلام المباح فى المسجد مكروه
ياكل الحسنات) فلا تجالسوهم (اى هؤلاء الناس الموصوفين بما
ذكر وهو يحتمل الاطلاق والتقييد بالمسجد) فليس لله فيهم (اى
فى اتيانهم الى المسجد وعبادتهم فيه) حاجة (هى كناية عن
عدم قبول طاعتهم وفيه تهديد عظيم لاجل ظلمهم ووضعهم الشئ
فى غير موضعه لان المسجد لم يبن الا للعبادات اه مع الشرح

جیسے شکار سے تیر یا آٹے سے بال تبیین المحارم علامہ ملا سنان واعظ حرم محترم مکہ میں ہے اللہ تعالٰی نے یوشع بن نون علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی بھیجی میں تیری بستی سے چالیس ہزار اچھے اور ساٹھ ہزار برے ہلاک کردوں گا عرض کی الٰہی برے تو برے ہیں اچھے کیوں ہلاک کیے جائیں گے فرمایا اس لئے کہ جن پر میرا غضب تھا انہوں نے ان پر غضب نہ کیا اور ان کے ساتھ کھایا پیا۔ انتہی۔ اسی طرح روایت کیا ابن ابی الدنیا و ابو الشیخ نے ابراہیم بن عمرو صنعانی سے۔ نیز اسی میں ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک بستی پر عذاب اترا اس میں اٹھارہ ہزار وہ تھے جن کے عمل نہایت اعلٰے درجے کے تھے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کیونکر؟ فرمایا اللہ کے لئے غضب نہ کرتے تھے نہ اچھی بات کا حکم دیتے نہ بری بات سے روکتے۔ انتہٰے۔ اور نیز اس سے مؤید ہے حدیث شعب الایمان بیہقی بروایت امام حسن رضی اللہ تعالٰے عنہ کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ مسجدوں میں دنیا کی بات چیت کریں گے حالانکہ وہ تو دین کے لئے بنائی گئی ہیں امام ابن الہمام نے شرح ہدایہ میں فرمایا مباح بات بھی مسجد میں مکروہ ہے نیکیوں کو کھاتی ہے (اور ان کے پاس نہ بیٹھو یعنے کہیں یا مسجد میں) کہ اللہ تعالٰے کو ان سے (یعنی ان کے مسجد میں آنے اور عبادت کرنے سے) کچھ کام نہیں یعنی اللہ تعالٰے ان کی عبادت قبول نہیں فرماتا۔ اور یہ سخت تہدید ہے ان کے ظلم کے باعث کہ انہوں نے چیز بے محل استعمال کی مسجدیں تو عبادتوں ہی کے لئے بنی ہیں۔ انتہٰے مع شرح

للعلامة علی القاری رحمہ اللہ ویعضدہ ایضا ما رواہ البزار و
الطبرانی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قیل یا رسول اللہ
انهلك القریة وفیها الصلحون قال نعم قیل بم یا رسول اللہ
قال بتهاونهم وسکوتهم ویعضدہ ایضا ما رواہ الدارقطنی عن ابن مسعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان اللہ عزوجل اختار لی اصحابا فجعلهم اصحابی واصهاری وانصاری
وسیجیٔ من بعدهم قوم ینقصونهم ویسبونهم فان ادرکتموهم
فلا تناکحوهم ولا تواکلوهم ولا تشاربوهم ولا تصلوا معهم ولا تصلوا
علیهم اھ وفی رد المحتار علی الدر المختار علی متن تنویر الابصار للعلامة
ابن عابدین فی کتاب النکاح ان الرافضی ان کان ممن یعتقد
الالوهیة فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة
الصدیق او یقذف السیدة الصدیقة فهو کافر لمخالفة القواطع المعلومة
من الدین بالضرورة بخلاف ما اذا کان یفضل علیا او یسب
الصحابة رضی اللہ عنهم فانه مبتدع لا کافر اھ بحروفه وایضا فی
کتاب تنبیه الولاة والحکام علی احکام شاتم خیر الانام او احد اصحابه
الکرام علیه وعلیهم الصلوٰة والسلام للعلامة الموصوف علیه
رحمة الرؤف نقلا عن رسالة خاتمة العلماء الراسخین شیخ القراء
والفقهاء والمحدثین سید ملا علی القاری علیه رحمة اللہ الباری
ما نصه واما من سب احدا من الصحابة فهو فاسق ومبتدع بالاجماع

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ نیز اس کے مؤید ہے حدیث بزار وطبرانی ابن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما سے عرض کی گئی یارسول اللہ کیا کوئی آبادی اس حالت میں بھی ہلاک ہوتی ہے کہ اس میں صالحین بستے ہوں فرمایا ہاں۔ عرض کی گئی یارسول اللہ یہ کس وجہ سے فرمایا ان کی سستی وخاموشی کے باعث۔ نیز اس کے مؤید ہے حدیث دارقطنی ابن مسعود رضی اللہ تعالٰے عنہ سے رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا بے شک میرے لئے اللہ تعالٰے نے اصحاب چنے تو انہیں میرے رفیق اور میرے خسر الی اور میرے مددگار کیا اور عنقریب ان کے بعد کچھ لوگ آئیں گے کہ ان کی شان گھٹائیں گے انہیں برا کہیں گے تم انہیں پاؤ تو ان سے شادی بیاہ بیاہت نہ کرنا نہ ان کے ساتھ کھانا کھانا نہ پانی پینا نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا نہ ان کے جنازے کی نماز پڑھنا ردالمحتار علے الدرالمختار شرح تنویرالابصار تصنیف علامہ ابن عابدین کتاب النکاح میں ہے رافضی اگر مولٰے علی کی خدائی مانتا ہو یا یہ کہ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وحی پہنچانے میں غلطی کی یا صدیق اکبر کی صحابیت کا منکر ہو یا حضرت ام المومنین صدیقہ کی نسبت وہ کلمہ ملعونہ تہمت بکتا ہو تو کافر ہے کہ ضروریات دین کا منکر ہے بخلاف اس صورت کے مولٰی علی کو تفضیل دیتا یا بعض صحابہ کی بے ادبی کرتا ہو تو وہ بدمذہب ہے کافر نہیں انتہٰے بلفظہٖ۔ نیز علامہ موصوف رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ اپنی کتاب تنبیہ الولاۃ والحکام علے احکام شاتم خیر الانام او احد اصحابہ الکرام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام میں خاتمۂ علمائے راسخین استاذ قراء وفقہاء ومحدثین سیدی ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری کے رسالے سے نقل فرماتے ہیں جو صحابہ میں سے کسی کی شان میں بے ادبی کرے وہ بالاجماع فاسق وگمراہ ہے۔

الا اذا اعتقد انه مباح او يترتب عليه ثواب كما عليه بعض
الشيعة او اعتقد كفر الصحابة فانه كافر بالاجماع اه وايضا فيه
نقلا عن البزازية التى هى من كتب المذهب ما نصه يجب
اكفار الروافض بقولهم برجعة الاموات الى الدنيا وتناسخ
الارواح وانتقال روح الاله الى الائمة وان الائمة الهة وبقولهم
بخروج امام ناطق بالحق وانقطاع الامر والنهى الى ان يخرج
وبقولهم ان جبرئيل غلط فى الوحى الى محمد صلى الله تعالى
عليه وسلم دون على كرم الله وجهه اه ويعضده ايضا ما رواه
ابن النجار عن انس قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم ان الله عز وجل اختارنى واختار لى اصحابا وجعل لى منهم
وزراء وانصارا وانه سيخرج فى اخر الزمان قوم ينتقصونهم فلا
تواكلوهم ولا تشاربوهم ولا تجالسوهم ولا تصلوا عليهم
ولا تصلوا معهم وروى سمويه عن ثوبان رضى الله عنه قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم سيكون اقوام من امتى
يتعاطى فقهاؤهم عضل المسائل اولئك شرار امتى واخرج ابن
مردويه عن انس رضى الله تعالى عنه سمعت رسول الله صلى
الله عليه وسلم يقول ان الرجل ليصلى ويصوم ويحج ويعتمر
ويغزو وانه لمنافق قيل يا رسول الله بماذا دخل عليه النفاق
قال لطعنه على امامه وامامه من قال الله فى كتابه

مگر جب یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ گستاخی حلال ہے یا اس پر ثواب ملے گا جیسا کہ بعض روافض کا خیال ہے یا صحابہ کے کفر کا معتقد ہو تو اس صورت میں وہ بالاجماع کافر ہے انتہیٰ۔ نیز اسی میں خزانۃ سے کہ کتب مذہب حنفی سے ہے نقل فرمایا رافضیوں کو کافر کہنا واجب ہے ان کے اس قول پر کہ مردے دنیا کی طرف پھر واپس آئیں گے اور روحوں میں آواگون ہے اور خدا کی روح ائمہ میں آئی اور ائمہ معبود ہیں۔ اور ان کے اس قول پر کہ ایک امام حق کو آنے والا ہے اس کے آنے تک کارخانۂ امر و نہی بند ہے۔ اور ان کے اس قول پر کہ جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دھوکا ہوا کہ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو چھوڑ کر محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو وحی دے گئے نیز اس کے مؤید ہے حدیث ابن نجار انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ عزوجل نے مجھے چن لیا۔ اور میرے لئے اصحاب چنے اور ان میں سے میرے وزیر و مددگار کئے اور بے شک عنقریب آخر زمانے میں کچھ لوگ آئیں گے کہ ان کی شان گھٹائیں گے تم ان کے ساتھ کھانا نہ کھانا پانی نہ پینا انکے پاس نہ بیٹھنا ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھنا ان کے ساتھ نماز نہ پڑھنا۔ سمویہ نے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں کچھ لوگ ہوں گے کہ ان کے مولوی سخت فتنہ انگیز مسائل کا تداول کریں گے وہ میری امت کے بدتر لوگ ہیں۔ حدیث ابن مردویہ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا بیشک آدمی نماز پڑھتا روزہ رکھتا حج و عمرہ و جہاد کرتا ہے اور بیشک وہ منافق ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ نفاق اسمیں کدھر سے آیا فرمایا اسلئے کہ وہ اپنے امام پر طعن کرتا ہے اور امام اس کا وہ ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں فرمایا

فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون فی التاویلات للامام
ابی منصور الماتریدی رحمہ اللہ تعالیٰ الباری فی بیان قولہ
تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون ھو الامر بالسوال
ای سلوا اھل الذکر وقلدوھم ای لانہم ان کان لابد من التقلید
فقلدوا اھل الذکر واسئلوا عنہم لانہم یعلمون ذٰلک ام بحروفہا
واخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم عن ابن
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فی قولہ تعالیٰ واولی الامر منکم یعنی
اھل الفقہ والدین واھل طاعۃ اللہ الذین یعلمون الناس معانی
دینہم ویأمرونہم بالمعروف وینہون عن المنکر فاوجب اللہ تعالیٰ
طاعتہم علی العباد واخرج سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن جریر
وابن ابی حاتم عن مجاھد واولی الامر قال ھم الفقہاء والعلماء وروی
البیہقی فی شعب الایمان عن ابراھیم بن میسرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم
الاسلام ای عظم ونصر صاحب بدعۃ سواء کان داعیا لہا اولا قال
ابن حجر کأن قام او صدرہ فی مجلس او خدمہ من غیر عذر یلجئہ
الی ذٰلک، فقد اعان علی ھدم الاسلام ای اسلامہ او کمال اسلا
او علی ھدم اھل الاسلام او المراد بالاسلام السنۃ فاذا کان حال
الموقر کذا فما حال المبتدع وفیہ ان من وقر صاحب سنۃ
کان الحکم بخلافہ وکذا من اھان صاحب بدعۃ یخالف حکمہ

علماء سے پوچھو اگر تم نہ جانتے ہو۔ امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب التاویلات میں آیت مذکورہ کے بیان میں فرماتے ہیں یہ آیت علماء سے سوال کا حکم فرماتی ہے یعنی اہلِ ذکر سے پوچھو اور ان کی تقلید کرو یعنی جب تقلید کی حاجت ہو تو اہلِ علم کی تقلید کرو اور ان سے پوچھو کہ وہ جانتے ہیں انتہیٰ بلفظہ۔ ابنِ جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و حاکم حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو تم میں صاحبِ حکم ہیں ان کی فرمانبرداری کرو روایت کرتے ہیں کہ صاحبِ حکم سے مراد اہلِ فقہ و دین و اہلِ طاعتِ الٰہی ہیں جو لوگوں کو ان کے دین کے معنی سکھاتے اور انہیں اچھی بات کا حکم فرماتے اور بری بات سے روکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ان کی اطاعت فرض کی ہے۔ سعید بن منصور و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن ابی حاتم امام مجاہد سے اسی آیت کی تفسیر میں راوی کہ صاحبِ حکم فقہاء و علماء ہیں بیہقی شعب الایمان میں ابراہیم بن میسرہ سے حدیث راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے کسی بدمذہب کی توقیر کی اس نے اسلام کے ڈھا دینے پر مدد دی یعنی جو کسی گمراہ کی تعظیم و مدد کرے خواہ وہ گمراہ اپنی گمراہی کی طرف لوگوں کو دعوت کرتا ہو یا نہیں۔ امام ابن حجر مکی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں جس نے بدمذہب کی توقیر کی مثلاً اس کے لئے قیام کیا اسے صدرِ مجلس میں بٹھایا یا اس کی خدمت کی بغیر کسی عذرِ صحیح ضروری کے جو اس پر مجبور کر دے اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد دی یعنی اپنے ایمان یا اپنے ایمان کے کمال یا اہلِ اسلام کے ہلاک کرنے پر معاون ہوا یا اسلام سے سنت مراد ہے۔ تو جب توقیر کرنے والوں کا یہ حال تو خود بدمذہب کا کیا حال ہوگا اور اسی بناء پر ہے کہ جو سنی کی توقیر کرے اسکا حکم اس کے برخلاف ہے یونہی جو بدمذہب کی توہین کرے حکم اسکے خلاف ہے،

کذا افاده العلامة علی القاری فی الشرح المذکور وفی تبیین المحارم نقلا عن کتاب الامام الغزالی رحمه الله کتاب الجام العوام قال علیه الصلوٰة والسلام من مشی الی صاحب بدعة لیوقره فقد اعانه علی هدم الاسلام اه والامام البخاری ذکر فی کتابه المسمی بالادب المفرد باب لا یسلم علی فاسق ثم ذکر باسناده ثلثة احادیث من شاء فلینظر ثمه وفی فصول العلامی ولا یسلم علی الشیخ المازح الکذاب واللاغی ولا علی من یسب الناس او ینظر وجوه الاجنبیات ولا علی الفاسق المعلن ولا علی من یغنی او یطیر الحمام ما لم تعرف توبتهم اه والامام البخاری رحمه الله ذکر ایضا فی الکتاب المذکور باب من ترک السلام علی المتخلق واصحاب المعاصی ثم ذکر باسناده عن علی بن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه قال مر النبی صلی الله علیه وسلم علی قوم منهم رجل متخلق بخلوق فنظر الیهم وسلم واعرض عن الرجل فقال الرجل اعرضت عنی فقال بین عینیک جمرة ثم ذکر باسناده عن عمرو بن شعیب بن محمد بن عبد الله عن ابیه عن جده ان رجلا اتی النبی صلی الله علیه وسلم وفی یده خاتم من ذهب فاعرض النبی صلی الله علیه وسلم عنه فلما رأی الرجل کراهته ذهب والقی الخاتم واخذ خاتما من حدید

ایسا ہی افادہ کیا علامہ علی قاری نے شرح مذکور میں تبیین المحارم میں کتاب الجام العوام امام حجۃ الاسلام قدس سرہ سے حدیث منقول ہے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی بدمذہب کی طرف اس کی توقیر کو چلے اس نے ہدم بنیان اسلام پر اعانت کی۔ امام بخاری نے اپنی کتاب ادب المفرد میں ایک باب وضع فرمایا کہ فاسق کو سلام نہ کرے۔ پھر اس میں اپنی سند سے تین حدیثیں روایت فرمائیں جو چاہے مطالعہ کرے فصول علامی میں ہے بوڑھے مسخرے کذاب بیہودہ گو کو سلام نہ کرے نہ اسے جو لوگوں کو گالیاں دیتا ہے یا اجنبی عورتوں کے منہ دیکھتا ہے نہ کھلے فاسق نہ گانے والے نہ کبوتر باز کو جب تک ان کی توبہ نہ ظاہر ہو۔ نیز امام بخاری نے کتاب مذکور میں فرمایا باب اس شخص کا جس نے خلوق یعنی زعفران سے بنائی ہوئی رنگت دار خوشبو لگانے والے اور اہل معاصی پر سلام ترک کیا۔ پھر بسند خود مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے حدیث روایت کی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک قوم پر گزرے ان میں ایک شخص خلوق لگائے تھا سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اپنی نظر کرم وسلام سے مشرف فرمایا اور اس شخص سے منہ پھیر لیا اس نے عرض کی حضور نے مجھ سے روگردانی فرمائی فرمایا تیری پیشانی پر انگار ہے۔ پھر بسند خود عمرو بن شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو سے حدیث روایت کی کہ وہ اپنے باپ شعیب وہ اپنے دادا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں ایک شخص خدمت اقدس حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے سونے کی انگوٹھی پہنے تھے سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ حضور کو ناگوار ہوا چلے گئے اور وہ انگوٹھی پھینک کر لوٹے کی بنوائی

فلبسه واتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ھذا اشر ھذا
حلیۃ اھل النار فرجع فطرحہ فلبس خاتما من ورق فسکت
عنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم ذکر باسنادہ عن
ابی سعید قال اقبل رجل من البحرین الی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فسلم علیہ فلم یرد وفی یدہ خاتم من ذھب
وعلیہ جبۃ حریر فانطلق الرجل محزونا فشکی الی امرأتہ
فقالت لعل برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جبتک
وخاتمک فالقھما ثم عد ففعل فرد السلام الحدیث
وایضا ذکر الامام البخاری فیہ باب من لم یسلم علی
اصحاب النرد ثم ذکر باسنادہ عن الفضل بن مسلم عن
ابیہ قال کان علی اذا خرج من باب القصر فرأی اصحاب النرد
انطلق بھم فعقلھم من غدوۃ الی اللیل ومنھم من یعقل
الی نصف النھار قال وکان الذی یعقل الی اللیل الذین
یعاملون بالورق وکان الذی یعقل الی نصف النھار الذین
یلھون بھا وکان یأمر ان لا یسلموا علیھم ثم ذکر
باب الادب واخراج الذین یلعبون بالنرد واھل الباطل
ثم ذکر باسنادہ عن نافع ان عبد اللہ بن عمر کان اذا وجد
احدا من اھلہ یلعب بالنرد ضربہ وکسرھا ثم ذکر باسنادہ
عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا انہ بلغھا ان اھل بیت

اسے پہن کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اس سے بھی بدتر ہے یہ دوزخیوں کا زیور ہے وہ واپس گئے اسے پھینکا اور چاندی کی انگشتری پہنی اس پر نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا پھر بسند خود حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے حدیث روایت کی ایک شخص بحرین سے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر سلام عرض کیا حضور نے جواب نہ دیا ان کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی اور ریشمی جبہ پہنے تھے وہ غمگین واپس گئے اپنی بی بی سے حال بیان کیا زوجہ نے کہا شاید رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمہارا جبہ اور انگوٹھی ناپسند ہوئی انہیں اتار کر پھر حاضر ہوا انہوں نے ایسا ہی کیا اب حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے جواب سلام دیا۔ نیز امام بخاری نے کتاب مذکور میں فرمایا باب اس شخص کا جس نے چوسر کھیلنے والوں پر سلام نہ کیا پھر بسند خود فضل بن مسلم سے حدیث روایت کی وہ اپنے باپ سے راوی کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ جب دروازۂ قصر سے باہر تشریف لاتے جنہیں چوسر کھیلتے دیکھتے انہیں حراست میں کر کے لے جاتے کسی کو صبح سے شام تک باندھ رکھتے کسی کو دوپہر تک، شام تک بندھے رہنے والے وہ ہوتے جو بدکر کھیلتے اور دوپہر تک بندھنے والے وہ کہ ویسے ہی کھیلتے اور مولیٰ علی حکم فرماتے کہ ان لوگوں کو سلام نہ کیا جائے پھر ذکر فرمایا اب ادب دینے اور نرد بازوں اور اہل باطل کو نکال دینے کا۔ پھر بسند خود نافع سے حدیث روایت کی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما جب اپنے لوگوں میں کسی کو چوسر کھیلتا پاتے اسے مارتے اور چوسر توڑ دیتے۔ پھر بسند خود ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث روایت کی کہ ان کی حویلی سے کچھ حصے میں ایک گھر والے رہتے

فی دارھا کانوا سکانا فیھا عندھم نرد فارسلت الیھم لئن لم
تخرجوا لاخرجنکم من داری وانکرت ذلک علیھم ثم ذکر
ثلثۃ احادیث من شاء فلینظر ثمہ وروی مسلم عن ابن
سیرین ان ھذا العلم دین (اللام للعہد وھو ما جاء بہ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم لتعلیم الخلق من الکتاب والسنۃ وھما
اصول الدین) فانظروا عمن تاخذون دینکم (المراد الاخذ
من العدول والثقات) کذا فی الشرح المذکور وروی مسلم ایضا
عن ابن سیرین قال لم یکونوا یسألون عن الاسناد فلما وقعت
الفتنۃ قالوا سموا لنا رجالکم فینظر الی اھل السنۃ فیوخذ
حدیثھم وینظر الی اھل البدعۃ فلا یوخذ حدیثھم اھ مجروفہ
وروی مسلم ایضا عن سعد بن ابراھیم یقولون لایحدث عن
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الا الثقات اھ مجروفہ وقال
العلامۃ النووی فی شرحہ قولہ لایحدث عن رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم الا الثقات معناہ لایقبل الا من الثقات اھ وقال
البخاری رحمہ اللہ فی شان علی بن ھاشم الکوفی کان ھو و
ابوہ غالیین فی مذھبھما قال ابن حبان غال فی التشیع قال
صاحب میزان الاعتدال فی نقد الرجال قلت لغلوہ ترک
البخاری اخراج حدیثہ فانہ یتجنب الرافضۃ کثیرا کان یخاف
من تدینھم بالتقیۃ اھ وقال احمد بن المقدام کنا فی مجلس یزید

انہیں خبر پہنچی کہ ان کے پاس چوسر ہے فرما بھیجا کہ اگر تم خود نہ نکل گئے تو میں تمہیں اپنے مکان سے نکال دوں گی اور ان پر اس بارے میں اعتراض فرمایا پھر امام بخاری نے تین حدیثیں اور ذکر کیں جو چاہے دیکھ لے۔ مسلم نے ابن سیرین سے روایت کی بے شک یہ علم دین ہے (العلم میں لام عہد کا ہے یعنی وہ علم کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تعلیم خلق کے لیے لائے جس سے کتاب وسنت مراد ہے کہ دین کی دونوں اصل ہیں) تو دیکھو کہ اپنا دین کس سے لیتے ہو (یعنی ثقہ معتمد لوگوں سے لو) ایسا ہی شرح مذکور میں ہے نیز مسلم نے ابن سیرین سے روایت کی پہلے سند کی تحقیقات نہ ہوتی تھی جب فتنہ واقع ہوا علماء نے فرمایا اپنے راوی ہمارے سامنے بیان کرو کہ ان میں سے جو اہل سنت دیکھے جائیں ان کی حدیث لی جائے اور جو بدمذہب نظر آئیں ان کی حدیث نہ لی جائے۔ انتہٰے بلفظہ۔ نیز مسلم نے سعد بن ابراہیم سے روایت کی کہ وہ فرماتے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت نہ کریں مگر ثقہ لوگ اھ بلفظہ۔ علامہ نووی نے اس کی شرح میں فرمایا اس کے معنے یہ ہیں کہ صرف ثقات کی حدیث قبول کی جائے گی۔ امام بخاری نے علی بن ہاشم کوفی کے بارے میں فرمایا وہ اور اس کا باپ دونوں اپنے مذہب میں حد سے گزر گئے تھے۔ ابن حبان نے کہا وہ تشیع میں غلو رکھتا ہے۔ صاحب میزان الاعتدال فی نقد الرجال نے کہا میں کہتا ہوں اس کے غلو کے باعث امام بخاری نے اس کی حدیث روایت فرمانی ترک کردی کہ وہ رافضیوں سے بہت بچتے تھے۔ ظاہراً یہ اندیشہ تھا کہ ان کے دین میں تقیہ ہے۔ احمد بن المقدام نے کہا ہم یزید

بن زریع فقال من اتی جعفر بن سلیمٰن وعبد الوارث فلا یقربنی
وکان عبد الوارث نسب الی الاعتزال وجعفر الی الرفض اھ وایضاً
قال یزید بن زریع فی شان عبد الوارث بن سعید البصری
من اتی مجلس عبد الوارث فلا یقربنی اھ وذکر شهاب انه
سمع ابن عبید یقول ترکت جابرا الجعفی وما سمعت منه
قال العقلی جابر الجعفی رافضی یشتم اصحاب النبی صلی اللہ
علیه وسلم اھ وعن سماك بن سلمة قال دخلت علی کدیر الضبی
اعوده فقالت امرأته ادن منه فان یصلی فسمعته یقول فی الصلوٰة
سلام علی النبی والوصی فقلت لا واللہ لا یراف اللہ عائد الیك اھ
وکان کدیر الضبی من غلاة الشیعة وترك الدارقطنی عقیصا لانه
شیعی وقال مغیرة سلم ذر بن عبد اللہ الهمدانی علی ابراهیم
النخعی فلم یرد علیه یعنی للارجاء وروی حمزة الزیات عن ابی مختار
الطائی قال شکی ذر سعید بن جبیر الی ابی البختری الطائی قال سلمت
علیه فلم یرد علی فکلمه فیه فقال سعید بن جبیر ھٰذا یحدث
کل یوم دینا واللہ لا اکلمه ابدا اھ وقال مؤمل بن اسمٰعیل مات
عبد العزیز بن ابی رواد وکان مرجئا وسفین بمکة فما صلی علیه
وعارض الجنازة فذهب الناس یرونه فلم یصل وقال اردت
ان اری الناس انه مات علی بدعة اھ ویقال ان
وکیعا رحمه اللہ تعالیٰ لم یحضر جنازة ابی معاویة الضریر للارجاء اھ

بن زریع کی مجلس میں تھے انہوں نے فرمایا جو شخص جعفر بن سلیمان و عبدالوارث کے پاس جائے وہ میرے نزدیک نہ آئے۔ عبدالوارث منسوب بہ اعتزال تھا اور جعفر منسوب بہ رفض تھے۔ نیز یزید بن زریع نے عبدالوارث بن سعید بصری کے باب میں فرمایا جو اس کی مجلس میں جائے میرے پاس نہ آئے انتہیٰ۔ شہاب کہتے ہیں میں نے ابن عیینہ سے سُنا کہ وہ کہتے تھے میں نے جابر جعفی کو ترک کر دیا اور اس سے کچھ نہ سنا عقیلی نے کہا جابر جعفی رافضی ہے صحابہ کو برا کہتا ہے انتہیٰ۔ سماک بن سلمہ سے روایت ہے میں کدیر ضبی کے پاس اسکی عیادت کو گیا اس کی عورت بولی ان کے پاس آجاؤ کہ یہ نماز میں ہیں میں نے سنا کہ وہ اپنی نماز میں کہہ رہا تھا سلام نبی اور وصی پر میں نے کہا خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اب کبھی مجھے تیرے پاس آتا نہ دیکھے گا انتہیٰ۔ کدیر ضبی تشیع میں غلو رکھتا تھا۔ امام دارقطنی نے عقیصا کو اس لئے چھوڑ دیا کہ وہ شیعی ہے۔ مغیرہ نے کہا ذر بن عبداللہ ہمدانی نے حضرت ابراہیم نخعی کو سلام کیا امام نے جواب نہ دیا یعنی اس لئے کہ وہ فرقہ مرجیہ سے تھا۔ امام حمزہ زیات ابو مختار طائی سے روایت فرماتے ہیں ذر مذکور نے ابوالبختری طائی سے حضرت سعید بن جبیر کی شکایت کی کہ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب نہ دیا۔ ابوالبختری نے حضرت سعید سے اس کا تذکرہ کیا سعید نے فرمایا یہ روز ایک نیا دین نکالتا ہے خدا کی قسم میں کبھی اس سے کلام نہ کروں گا انتہیٰ۔ مؤمل بن اسماعیل کہتے ہیں عبدالعزیز بن ابی رواد مرجی المذہب کا انتقال ہوا امام سفین مکہ معظمہ میں تھے جنازے کی نماز نہ پڑھی اور ساتھ نہ چلے سامنے سے راہ کاٹ کر تشریف لے گئے۔ لوگ دیکھنے لگے کہ امام کیا کرتے ہیں امام نے نماز نہ پڑھی اور فرمایا میں نے چاہا لوگوں کو دکھا دوں کہ یہ شخص بد مذہبی پر مرا ہے اھ کہتے ہیں وکیع ابو معاویہ ضریر کے جنازے پر نہ گئے مذہب ۔ رجاء کے باعث انتہے۔

وقال ابن عيينة ان عبد الرحمٰن بن اسحٰق المدنی كان

قدريا فنفاه اهل المدينة فنزل ههنا مقتل الوليد فلم

نجالسه اھ وكان عبد الوهاب بن عطاء الخفاف يرمی بالقدر فلذلك قام

من مسجده ابو سليمٰن الزاهد ولم يصل خلفه حكاها محمد بن احمد

بن ابی المثنی الموصلی وقال الحميدی بمكة لما قدم معاذ بن هشام لاتسمعوا

من هذا القدری وقال محمد بن عبد الله بن نمير رمی محمد بن

اسحٰق بن يسار المخزومی بالقدر وكان ابعد الناس منه وقال

مالك فی شانه انظروا الی دجال من الدجاجلة وقال ابن عيينة

رأيت ابن اسحٰق فی مسجد الخيف فاستحييت ان يرانی معه

احداتهموه بالقدر اھ وقال حماد بن زيد كنت مع ايوب ويونس

وابن عون فمر بهم عمرو بن عبيد فسلم عليهم ووقف فلم يردوا

عليه السلام لانه كان معتزليا قدريا وكان يشتم الصحابة وكان

داعيا الی دينه وقال ابن حبان كان عمرو بن عبيد من اهل

الورع والعبادة الی ان احدث ما احدث فاعتزل مجلس

الحسن هو وجماعة معه فسموا المعتزلة قال وكان يشتم الصحابة

ويكذب فی الحديث اھ وقال كامل بن طلحة قلت لحماد يا ابا سلمة رويت

عن الناس وتركت عمرو بن عبيد قال انی رأيت كان الناس يصلون يوم الجمعة

الی القبلة وهو مدبر عنها فعلمت انه علی بدعة فتركت الرواية عنه و

اعرض البيهقی عن الرواية عن مسعود بن محمد الجرجانی لانه كان معتزليا

امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں عبد الرحمٰن بن اسحاق مدنی قدری تھا اہل مدینہ نے اسے شہر پاک سے نکال دیا وہ زمانہ قتل ولید بادشاہ میں یہاں ایک پانی پر اُترا۔ ہم لوگ اس کے پاس نہ بیٹھے انتہی۔ عبدالوہاب بن عطاخفاف کو مذہب قدریہ کی طرف نسبت کیا جاتا اسی وجہ سے ابوسلیمان زاہد اس کی مسجد سے اٹھ گئے اور اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی یہ محمد بن احمد بن ابی مثنی موصلی نے حکایت کی جب معاذ بن ہشام آیا حمیدی نے مکہ معظمہ میں کہا اس قدری سے حدیث مت سنو۔ محمد بن عبداللہ بن نمیر نے کہا محمد بن لیسار مخزومی مذہب قدریہ کی طرف نسبت کیا گیا اور وہ سب سے زیادہ اس مسلک سے دور تھا۔ اور امام مالک نے اس کے بارے میں فرمایا دجالوں میں سے ایک دجال کو دیکھو۔ امام ابن عیینہ فرماتے ہیں میں نے ابن اسحٰق کو مسجد منیٰ شریف میں دیکھا مجھے شرم آئی کہ کوئی شخص مجھے اس کے ساتھ دیکھے لوگ اسے متہم بالقدر کرتے ہیں۔ حماد بن زید نے کہا میں ایوب و یونس و ابن عون کے پاس تھا عمرو بن عبید کا گزر ہوا وہ ٹھہرا اور ان ائمہ کو سلام کیا انہوں نے جواب سلام نہ دیا اس لئے کہ وہ معتزلی قدری تھا صحابہ کو برا کہتا اور اپنے مذہب کی طرف بلاتا۔ ابن حبان نے کہا عمرو بن عبید پہلے اہل تقوے و عبادت سے تھا یہاں تک کہ اس نے نیا مذہب نکالا۔ اب امام حسن بصری کی مجلس سے وہ اور اس کی جماعت معتزل و کنارہ کش ہوئے اس لئے معتزلہ کہلاتے۔ ابن حبان نے کہا وہ صحابہ کو بُرا کہتا اور حدیث میں جھوٹ بولتا تھا۔ کامل بن طلحہ نے کہا میں نے حماد سے گزارش کی اے ابوسلمہ آپ نے لوگوں سے روایت کی اور عمرو بن عبید کو ترک کردیا فرمایا میں نے خواب دیکھا گویا لوگ جمعہ کے دن رو بقبلہ نماز پڑھ رہے ہیں اور وہ قبلہ کو پشت کئے ہے تو میں نے جانا کہ وہ بدمذہب ہے لہذا اس سے روایت ترک کردی۔ اور امام بیہقی نے مسعود بن محمد جرجانی کی روایت سے اعراض کیا اس لئے کہ وہ معتزلی تھا

وقال ابوبکر بن عیاش ماترکت الروایة عن فطر بن خلیفة الکوفی
الا لسوء مذھبه وقال ابن الفرضی ترکت محمد بن مفرج القرطبی لانه
کان یدعو الی بدعة وقال محمد بن عبد الله الانصاری کنا ننھی
عن مجالسة سلیمٰن بن ارقم فذکر منه امرا عظیما اھ وقال ابو الولید
سمعت شریکا یقول ما لقینا من ابن عمنا یعنی سلیمٰن بن عمرو یکذب
علی رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال الحاکم سمعت محمد
بن یعقوب الحافظ غیر مرة یقول کان ابوبکر الجارودی اذا مر بقبر
جده یقول یا ابت لو لم تحدث بحدیث بھز بن حکیم لزرتك اھ وعن
یحیی بن حرب الذماری وجماعة ترکوا مسلمة بن علی الخشنی و
قال ابن عدی ترك عامة مشائخنا الروایة عن محمد بن یونس
بن موسٰی القرشی الشامی وقال الامام البخاری فی شان عبد الله
بن واقد ابی قتادة الحرانی ترکوه وایضا قال فی شان عبد العزیز
بن ابان ترکوه وایضا قال فی شان عبد الغفور الواسطی
ترکوه وایضا قال فی شان عنبسة بن عبد الرحمٰن
ترکوه وایضا قال فی شان سالم بن عبد ترکوه وعلی ھذا
القیاس وقال ابو حاتم ان ابراھیم بن المنذر التی خلط فی
القران جاء الی احمد بن حنبل فسلم علیه فما رد علیه وروی
یعقوب بن شیبة انه بلغه ان عمران بن حطان کانت له بنت عم
کانت تری رأی الخوارج فتزوجها لیردھا عن ذلك فصرفته الی مذھبھا اھ

ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں میں نے فطر بن خلیفہ کوفی سے روایت صرف اس لئے ترک کی کہ وہ بدمذہب ہے ابن الفرضی نے کہا میں نے محمد بن عفرح قرطبی کو ترک کر دیا کہ وہ بدعت کیطرف دعوت کرتا تھا. محمد بن عبداللہ انصاری نے کہا ہم سلیمان بن ارقم کے پاس بیٹھنے سے منع کئے جاتے تھے پھر اس سے ایک سخت بات نقل کی. ابوالولید نے کہا میں نے شریک کو کہتے سنا ہمیں اپنے چچا کے بیٹے سلیمان بن عمر سے کیسا صدمہ پہنچا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ بولتا ہے حاکم نے کہا میں نے محمد بن یعقوب حافظِ حدیث کو بارہا کہتے سنا کہ ابوبکر جارودی جب اپنے دادا کی قبر پر گزرتے کہتے اے باپ میرے اگر تم نے بہز بن حکیم کی حدیث روایت نہ کی ہوتی تو میں آپ کی زیارت کرتا. یحییٰ بن حرب زماری اور ایک جماعت علماء سے منقول ہے کہ انہوں نے مسلمہ بن علی خشنی کو ترک کیا. ابن عدی کہتے ہیں ہمارے عام مشائخ نے محمد بن یونس بن موسیٰ قرشی شامی سے روایت ترک کر دی. امام بخاری نے عبداللہ بن واقد ابوقتادہ حرانی کے بارے میں فرمایا ائمہ نے اسے ترک کر دیا. نیز عبدالعزیز بن ابان کو فرمایا محدثین نے اسے ترک کر دیا نیز عبدالغفور واسطی کو فرمایا علماء نے اسے ترک کر دیا. نیز عنبسہ بن عبدالرحمٰن کو فرمایا حفاظ نے اسے ترک کر دیا. نیز سالم بن عبد کو فرمایا ناقدین نے اسے ترک کر دیا. اسی طرح اور لوگوں کے باب میں فرمایا ابوحاتم کہتے ہیں ابراہیم بن منذر جن سے تلاوت قرآن مجید میں غلطیاں واقع ہوئیں امام احمد بن حنبل کے پاس آئے سلام کیا امام نے جواب نہ دیا. یعقوب بن شیبہ روایت کرتے ہیں انہیں خبر پہنچی کہ عمران بن حطان کی ایک چچا زاد بہن خارجی مذہب تھی عمران نے اس سے نکاح کیا کہ اسے اس باطل مذہب سے پھیر دے اس نے خود اسی کو اپنے مذہب پر کر لیا

وفی احیاء علوم الدین فی کتاب اداب الاخوة والصحبة
والمعاشرة مع اصناف الخلق فی بیان مراتب الذین
یبغضون فی الله وکیفیة معاملتهم اما الذمی الذی
تحت عقد المسلمین وجوارهم فانه لایجوز ایذاؤه
الا بالاعراض عنه والتحقیر له فی المجالس وبالاضطرار
ای الالجاء الی اضیق الطرق ان کان ماشیا فی طریق فیه
زحمه بحیث لایقع فی وهدة ولایصدمه نحو جدار فان
ایذاءهم بلاسبب لایجوز وانما المراد ولاتترکوا لهم
صدر الطریق اکراما لهم وهذه السنة قد امیتت من
زمان فمن احیاها فله الاجر وبترک المفاتحة بالسلام فلا
یقول السلام علیک تحقیرا لشانه ولا مایقوم مقامه من
التحایا کان یقول صبحک الله بالخیر او اسعد الله صباحک
ومثل ذلک مما جرت به العادات الان واذا قال مبادئا السلام
علیک قلت وعلیک وانما وجب الرد علیه بعلیک فقط والاولی
الکف عن مخالطته ومعاملته ومواکلته فان فی کل من ذلک نوع
اعزاز له فاما الانبساط معه والاسترسال الیه کما یسترسل الی
الاصدقاء فهو مکروه کراهة شدیدة یکاد ینتهی ما یقوی منه الی
حد التحریم قال الله تعالی فی کتابه العزیز لاتجد قوما یؤمنون
بالله والیوم الاخر یوادون من حاد الله ورسوله ولو کانوا اباءهم او ابناءهم

احیاء العلوم شریف کے ابواب میں ایک باب انواع مخلوق کے ساتھ بھائی چارے اور صحبت اور برتاؤ کے بیان میں ہے اس میں ان لوگوں کے حق سے اللہ کے لیے بغض رکھنا چاہیے، ترتیب وار درجوں اور ان سے معاملہ کرنے کی کیفیت میں ارشاد فرمایا کافر ذمی جو سلطنتِ اسلام کے عہد و پناہ میں ہے اس کو ستانا جائز نہیں مگر یوں کہ اس سے روگردانی کریں۔ مجلسوں میں اسے حقیر رکھیں راستہ چلتا ہو اور گنجائش کم ہو تو اسے نہایت تنگ راستے میں چلنے پر مجبور کریں مگر نہ ایسا کہ کسی گڑھے میں گر جائے یا دیوار وغیرہ سے ٹکر کھائے کہ بے سبب انہیں صدمہ پہنچانا جائز نہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ صدر راستہ ان کے لئے ان کے اعزاز کو نہ چھوڑا جائے اور یہ سنت مدت سے متروک ہو گئی ہے جو اسے زندہ کرے اس کے لئے ثواب ہے۔ اسے ابتداء بسلام نہ کی جائے اس کی تحقیر کے لئے نہ اس سے السلام علیک کہے نہ اس کے قائم مقام اور کوئی لفظ جو ملتے وقت کہے جاتے ہیں۔ مثلاً اللہ تیری صبح خیر کے ساتھ کرے یا تیری صبح نیک ہو یا اور الفاظ جن کی آج کل عادت ہو رہی ہے۔ اور جب وہ ابتداءً السلام علیک کہے جواب میں صرف وعلیک کہا جائے اور اس کے جواب میں فقط لفظ وعلیک کہنا واجب ہے اور بہتر یہ ہے کہ ان سے میل برتاؤ ساتھ کھانے سے باز رہیں کہ ان سب امور میں اس کا ایک نوع اعزاز ہے رہا اس سے دل کھول کر بات کرنا اور دوستوں کی طرح بے تکلفی تو یہ سخت مکروہ ہے۔ قریب ہے کہ اس کی قوی صورت حرام کی حد کو پہنچے اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کریم میں فرماتا ہے تو نہ پائیگا ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں اللہ و رسول کے مخالفوں سے اگرچہ وہ ان کے باپ دادا یا بیٹے پوتے ہوں۔

والموادة مفاعلة من الود كما ان المحاددة من الحد وهو العداوة و
قال النبی صلی الله علیه وسلم المؤمن والمشرك لا تترأى ناراهما
قال الله تعالى يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا عدوى وعدوكم اولياء
الاية اى لا تتخذوهم اولياءكم ولا تتوالوهم ولا تخالطوهم الثانى
المبتدع الذى يدعو الى بدعته فان كانت البدعة بحيث يكفر بها
فامره اشد من امر الذمى لانه لا يقر بجزية ولا يسامح بعقد ذمة
بخلاف الذمى وان كان ابتداعه مما لا يكفر به فامره بينه و
بين الله اخف من امر الكافر لا محالة ولكن الامر فى الانكار عليه
اشد منه على الكافر لان شر الكافر غير متعد الى الغير فان
المسلمين اعتقدوا كفره فلا يلتفتون الى قوله اذ لا يدعى لنفسه
الاسلام واعتقاد الحق واما المبتدع الذى يدعو الغير الى البدعة
ويزعم ان ما يدعو اليه حق فهو سبب لغواية الخلق واضلالهم
فشره متعد فالاستحباب فى اظهار بغضه ومعاداته ومجافاته
والانقطاع عنه وتحقيره والتشنيع عليه ببدعته وتنفير
الناس عنه اشد وان سلم عليه فى خلوة عن الناس فلا بأس
برد جوابه فان علم ان فى الاعراض عنه والسكوت عن جوابه
يقبح فى نفسه بدعته التى هو فيها ويؤثر ذلك
فى زجره وردعه فترك الجواب اولى من الرد عليه لان جواب
السلام وان كان واجبا فيسقط بادنى غرض فيه مصلحة

نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مسلمان اور کافر کے کھانا پکنے کی آگیں آمنے سامنے نہ ہوں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اے ایمان والو اپنے اور میرے دشمنوں کو اپنا دوست نہ ٹھہراؤ یعنے ان سے دوستی اور میل نہ کرو۔ دوسری قسم وہ بد مذہب کہ اپنی بد مذہبی کی طرف بلاتا ہو اگر وہ بدعت ایسی ہے جس کے باعث اس کی تکفیر کی جائے تو اس کا حکم ذمی کے حکم سے سخت تر ہے اس لئے کہ اسے نہ جزیہ لے کر رہنے دیں گے نہ عہد امان دینے کی نرمی کریں گے بخلاف کافر ذمی اور اگر اس کی بد مذہبی حدِ کفر تک نہ پہنچے تو اس کا معاملہ اللہ کے یہاں کافر کے معاملے سے ضرور ہلکا ہے مگر اس کے رَد کا حکم کافر کے رد سے زیادہ سخت ہے اس لئے کہ کافر اوروں کی طرف بڑھتا نہیں کہ مسلمان اسے کافر سمجھے ہوتے ہیں تو اس کی بات کی طرف التفات نہ کریں گے کہ وہ اسلام واعتقادِ حق کا اپنے لئے دعویٰ نہیں کرتا مگر یہ بد مذہب جو دوسروں کو اپنی بدعت کی طرف دعوت کرتا اور کہتا ہے کہ وہی حق ہے جس طرف وہ بلاتا ہے تو یہ مخلوق کے بہکنے گمراہ ہونے کا سبب ہے تو اس کا شر پھیلتا ہے تو اس سے اظہارِ بغض و دشمنی و دوری و بے علاقگی اور اس کی تحقیر اور اس پر اس کی بد مذہبی کے ساتھ طعن و تشنیع اور لوگوں کو اس سے نفرت دلانے کا استحباب بہت زائد ہے اور اگر وہ اس پر تنہائی میں جہاں اور لوگ نہ ہوں سلام کرے تو جواب دینے میں مضائقہ نہیں پس اگر جانے کہ اس سے منہ پھیرنے اور جواب سلام نہ دینے کے باعث اپنی بد مذہبی کی برائی اس کے دل میں آئے گی اور اس سے اس کے جھڑکنے للکارنے کا اثر پیدا ہوگا تو جواب نہ دینا ہی بہتر ہے کہ جواب سلام اگرچہ واجب ہے ادنیٰ غرض سے جس میں کوئی بکار آمد مصلحت ہو

مهمة حتى يسقط هذا الواجب بكون الانسان فى الحمام
وفى قضاء الحاجة وغرض الزجر اهم من هذه
التى ذكروها فى اسقاط الوجوب فان كان فى ملأ اى
جماعة فترك الجواب اولى لتنفير الناس عنه و
تقبيحا لبدعته فى اعينهم وتحقير الشانه وكذلك
الاولى كف الاحسان اليه ومنع الاعانة له فى مهماته و
سيما فيما يظهر للخلق قال صلى الله عليه وسلم من انتهر
صاحب بدعة ملأ الله قلبه امنا وايمانا ومن اهان
صاحب بدعة امنه الله يوم الفزع الاكبر ومن الأن
له او اكرمه او لقيه ببشر فقد استخف بما انزل على محمد
صلى الله عليه وسلم رواه ابو نعيم فى الحلية والهروى فى
ذم الكلام من حديث ابن عمر رضى الله عنهما ورواه ابو نصر
السجزى فى الابانة من حديث ابن عمر وابن عباس
من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام و
ورواه ابو نصر ايضا وابن عدى وابن عساكر من حديث
عائشة مرفوعا ورواه ابن عدى ايضا من حديث ابن
عباس مرفوعا الثالث المبتدع العامى الذى
لا يقدر على الدعوة اى دعاء الناس الى بدعته
ولا يخاف الاقتداء به فامره اهون واخف فالاولى

ساقط ہو جاتا ہے یہاں تک کہ آدمی حمام یا قضائے حاجت میں ہو تو یہ واجب باقی نہیں رہتا اور اسے جھڑکنے کی غرض ان اغراض سے کہ علماء نے وجوب ساقط ہونے کے لئے بیان فرمائیں زیادہ مہم ہے اور اگر وہ جماعت یعنی مجمع میں سلام کرے تو مطلقاً جواب نہ دینا ہی اولیٰ ہے کہ لوگوں کو اس سے نفرت ہو ان کی نگاہوں میں اس کی بدمذہبی کی شناخت اور اس بدمذہب کی حقارت ہو اسی طرح اولیٰ یہ ہے کہ اس کے ساتھ احسان سے باز رہیں اور اسکی ضرورتوں میں اس کی مدد سے منع کریں خصوصاً ایسے کام میں جسپر خلق کو اطلاع ہو رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی بدمذہب کو جھڑکے اللہ تعالٰے اس کا دل امن وایمان سے بھر دے اور جو کسی بدمذہب کی تذلیل کرے اللہ تعالٰے اسے اس بڑی گھبراہٹ کے دن امان بخشے اور جو اس سے نرمی یا اس کی عزت کرے یا بکشادہ پیشانی اس سے ملے اس نے وہ چیز ہلکی جانی جو محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ یہ حدیث ابو نعیم نے حلیہ اور ہروی نے کتاب ذم الکلام میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کی اور ابونصر سجزی نے ابانہ میں حدیث عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہم سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی بدمذہب کی توقیر کی اس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد دی نیز اسے ابونصر و ابن عدی و ابن عساکر نے بروایت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے اور نیز ابن عدی نے بروایت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما نبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے روایت کیا۔ تیسری قسم بدمذہب ناخواندہ کہ دعوت یعنی لوگوں کو اپنی بدمذہبی کی طرف بلانے پر قادر نہ ہو اور اسکا اندیشہ نہ ہو کہ لوگ اس کی پیروی کریں گے تو اس کا معاملہ آسان اور ہلکا ہے بہتر یہ ہے

ان لا يعالج بالتغليظ عليه والاهانة له بل يتلطف به بالنصح
والارشاد الى الحق فان قلوب العوام سريعة التقلب لانها
ساذج لم يرسخ فيها شيئ وان لم ينفع النصح فيه وكان في
الاعراض عنه تقبيح لبدعته في عينه وتحقير لشانها
تاكد الاستحباب في الاعراض عنه فان علم ان ذلك لا يؤثر
فيه لجمود طبعه وبلادة ذهنه ورسوخ عتوه في قلبه
فالاعراض اولى لان البدعة اذا لم يبالغ في تقبيحها او
الحط في شانها شاعت بين الخلق وطار شرها وعم
فسادها وتحققت الغواية بها واما العاصي بفعله وعمله
لا باعتقاده فلا يخلو اما ان يكون بحيث يتاذى به غيره
كالظلم والغصب وشهادة الزور والغيبة والتضريب بين
الناس والمشي بالنميمة وامثالها من المعاصي اوكان
مما يقتصر عليه ولا يؤذي غيره وذلك ينقسم الى ما يدعو
غيره الى الفساد كصاحب الماخور وهو مجلس الفساق
الذي يجمع بين الرجال والنساء في الحرام ويهيئ اسباب
الشرب والفساد لاهل الفساد او لا يدعو غيره الى فعله بل
يقتصر كالذي يشرب او يزني وهذا الذي لا يدعو
غيره لا يخلو اما يكون عصيانه بكبيرة او صغيرة
وكل واحد اما ان يكون مصرا عليها او غير مصر

کہ اس کا علاج اس پر سختی کرنے اور اسے ذلت دینے سے نہ کیا جائے بلکہ نرمی کے ساتھ نصیحت کریں اور راہِ حق دکھائیں اس لئے کہ ناخواندوں کے دل جلد بدل جاتے ہیں کہ وہ لوحِ سادہ ہیں جن میں کوئی نقش جما نہیں اور اگر نصیحت کارگر نہ ہو اور روگردانی میں اس کی بدعت کی برائی اور حقارت اس کی نگاہ میں پیدا ہو تو اس سے روگردانی کا استحباب مؤکد ہو جائیگا پس اگر معلوم ہو کہ یہ اس میں کچھ اثر نہ ڈالے گا کہ وہ ٹھوس طبیعت اور بھدے ذہن کا ہے اور اس کی سرکشی اس کے دل میں جم گئی ہے تو روگردانی اولیٰ ہے کہ جب بدمذہبی کی برائی ظاہر کرنے اور اس کی توہین و تنقیص میں کمال درجے کی کوشش نہ کی جائے گی وہ مخلوق میں پھیل پڑے اور اس کی چنگاریاں اُڑ کر دور دور جائیں گی اور اس کی خرابی عام ہو جائیگی اور لوگوں میں گمراہی راہ پائے گی رہا وہ جو صرف اعمال کا گنہگار ہے نہ اعتقاد کا وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو اس سے دوسروں کو ایذاء ہو جیسے ظلم کرنا یا مال چھیننا جھوٹی گواہی دینا غیبت کرنا لوگوں میں فساد کرنا ایک کی دوسرے سے چغلی کھانا اور اسی طرح کے اور گناہ یا اس کا گناہ تنہا اس شخص کی ذات تک محدود رہے اس کا صدمہ دوسروں کو نہ پہنچتا ہو اس کی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ اوروں کو خرابی کی طرف بلاتا ہے جیسے بھٹی والا کہ فاسقوں کی مجلس ہے جو مردوں سے عورتیں حرام کے لئے ملاتا اور شراب وغیرہ خراب کاموں کے اسباب خراب لوگوں کے لئے بہم پہنچاتا ہے دوسرا وہ جو اوروں کو اپنے کام کی طرف نہیں بلاتا بلکہ آپ ہی گناہ کرتا ہے جیسے شراب خور یا زناکار اور یہ جو دوسروں کو دعوت نہیں کرتا، دو حال سے خالی نہیں۔ اس کا گناہ کبیرہ ہوگا یا صغیرہ اور ان میں ہر ایک اس گناہ پر مُصر اور اس کا عادی ہوگا یا نہیں؟

فهذه التقسيمات تتحصل منها ثلثة اقسام ولكل قسم منها رتبة معلومة معينة وبعضها اشد من بعض فلا نسلك بالكل مسلكا واحدا ولكن نفصل ونقول القسم الاول وهو اشدها اى اشد الاقسام الثلاثة ما يتضرر به الناس كعمال الظلم والغصب و شهادة الزور والغيبة والنميمة فهؤلاء الاولى الاعراض عنهم بالكلية وترك مخالطتهم والانقباض عن معاملتهم لان المعصية شديدة فيما يرجع الى ايذاء الخلق اذ ليس بعد الشرك اشد من الاضرار ثم هؤلاء ينقسمون الى من يظلم فى الدماء اى يقتل النفوس والى من يظلم فى الاموال اى يأخذها من غير حق والى من يظلم فى الاعراض اى يهتكها وبعضها اشد من بعض فان قتل النفوس اشد من اخذ الاموال واخذ الاموال اشد من الوقوع فى الاعراض والاستحباب فى اهانتهم واذلالهم والاعراض عنهم مؤكد جدا ومهما كان يتوقع فى تلك الاهانة زجر لهم او لغيرهم كان الامر فيه اكد واشد الثانى صاحب الماخور اى مجلس الفساق الذى يهيئ اسباب الفساد بالجمع بين الرجال والنساء ويسهل سبيل ابى الفساد على الخلق وفى نسخة ويسهل طرقها على الخلق اى الاسباب فهذا لا يؤذى الخلق فى دنياهم ولكن يجتاح اى يستاصل بفعله دينهم ويهلكهم وفى بعض النسخ يختلس بدل يجتاح وان كان على وفق رضاهم فهو قريب من الاول ولكنه اخف منه فان المعصية بين الله

ان تقسیموں سے تین قسمیں حاصل ہوتی ہیں ہر قسم کا ایک خاص مرتبہ معین ہے۔
اور ان میں ایک دوسرے سے سخت تر ہے تو ہم سب کے ساتھ ایک روش
نہ چلیں گے بلکہ تفصیل کریں گے اور یوں کہیں گے کہ پہلی قسم جو تینوں قسم میں
سخت تر ہے وہ ہے جس سے اوروں کا ضرر ہے جیسے ظلم غصب جھوٹی
گواہی غیبت چغلی ان لوگوں سے یک لخت روگردانی اور ان سے میل جول
کا ترک اور ان کے ساتھ معاملہ کرنے سے کشیدگی اولیٰ ہے کہ وہ گناہ
جس سے خلق کو ایذاء ہو سخت ہے۔ کفر کے بعد ضرر رسانی سے بدتر
کوئی چیز نہیں۔ پھر ان کی بھی قسمیں ہیں ظلم یا تو خون میں ہے کہ ناحق قتل
کرتا ہے یا مال میں کہ ناحق دبا لیتا ہے یا آبروؤں میں کہ ان کی بے حرمتی
کرتا ہے اور ان میں بعض بعض سے سخت تر ہیں۔ قتل مال لینے سے اور
مال لینا کسی کی آبرو پر زبان درازی سے ان لوگوں کی تذلیل و توہین اور
ان سے روگردانی کا استحباب سخت مؤکد ہے اور جب ان کی اس اہانت
سے ان کا یا اوروں کا ایسے افعال سے باز رہنا متوقع ہو تو اور زیادہ
بشدت مؤکد ہو جائے گا۔ قسم دوم مجلس یعنے مجلسِ فساق والا کہ فساد کے
سامان مہیا کرتا اور مردوں سے عورتیں ملاتا اور فساد کی راہ خلق پر آسان
کرتا ہے اور ایک نسخہ میں ہے کہ ان سامانوں کا راستہ سہل کرتا ہے۔
لوگوں کو دنیوی ایذا نہیں دیتا ہاں اپنے کام سے ان کے دین کی جھکنی کرتا اور انہیں
ہلاکت میں ڈالتا ہے اور ایک نسخہ میں جھکنی کی جگہ اچک لیجانا ہے اگرچہ یہ انکی رضامندی
سے ہو اسکا حکم پہلی قسم کے قریب ہے مگر اس کی بہ نسبت ہلکا کہ جو گناہ خاص اللہ

تعالی وبین العبد الی العفو اقرب بناء علی ان حقوق الله
مبنية علی المسامحة علی قول ولكنه من حيث انه متعد علی
الجملة الی غيره فهو شديد لاجل تعديه وهذا ايضا يقتضی
الاهانة والاعراض والمقاطعة وترك جواب السلام له اذا
ظن ان فيه نوعا من الزجر له او لغيره الثالث الذی يفسق
فی نفسه كشرب خمر او ترك واجب او مقارفة محظور شرعی
يخصه فی نفسه فالامر فيه اخف ولكنه فی وقت مباشرته
ان صودف يجب منعه بما يمتنع به منه بای حال كان و
لو بالضرب ان امكن و بالاستخفاف والازدراء فان النهی عن
المنكر واجب فاذا نزع عنه وعلم ان ذلك من عادته اللازمة
وهو مصر عليه فان تحقق ان نصحه يمنعه من العود اليه
وجب النصح حينئذ وان لم يتحقق ولكنه كان يرجوه منه
فالافضل النصح والزجر بالتلطف او بالتغليظ ان كان هو
الانفع فاما الاعراض عن جواب سلامه والكف عن مخالطته
حيث يعلم انه مصر عليه وان النصح ليس ينفعه فهذا فيه
نظر وسير العلماء فيه ای طرائقهم مختلفة والصحيح ان ذلك
يختلف باختلاف نية الرجل فعند ذلك يقال الاعمال بالنيات
اذ فی الرفق والنظر بعين الرحمة الی الخلق نوع من التواضع لجلال
الله وكبريائه و فی العنف والاعراض نوع من الكبر والعجب

تعالےٰ اور بندے کے معاملے میں ہو عفو سے زیادہ نزدیک ہے اس بنا پر کہ ایک قول میں
حقوق اللہ کی بنا نرمی و آسانی پر ہے مگر اس جہت سے کہ اس میں فی الجملہ اوروں پر دست
درازی ہے دوسروں کو ضرر پہنچنے کے باعث سختی رکھتا ہے اس کا مقتضی بھی وہی ذلت دنیا
منہ پھیرنا قطع کرنا اس کے سلام کا جواب نہ دینا ہے جب گمان ہو کہ اس میں اس کے یا
اوروں کے لئے ایک طرح کی جھڑکی ہے قسم سوم وہ کہ تنہا فسق کرتا ہے جیسے شراب پینا یا
کسی واجب کا بجا نہ لانا یا کسی ممنوع شرعی کا مرتکب ہونا جو خاص اسی کی ذات سے خاص ہو
اس کا معاملہ ہلکا ہے مگر جس وقت گناہ میں مشغول ہے اس وقت ملے تو جس طرح باز رہے
منع کرنا واجب ہے کسی حال پر ہو اگرچہ تذلیل و تحقیر سے بلکہ بن پڑے تو زدوکوب سے
کہ امر ناجائز سے روکنا فرض ہے پھر جب وہ گناہ سے فارغ ہو لیا اور معلوم ہو کہ یہ اس کی
عادت دائمی ہے وہ اس پر اصرار رکھتا ہے پس اگر تحقیق معلوم ہو کہ نصیحت کرنا اسے
گناہ کی طرف بار دگر جانے سے روکے گا تو اس وقت نصیحت واجب ہے اور
اگر یہ تحقیق نہ ہو مگر اس کی امید ہو تو افضل نصیحت کرنا اور باز رکھنا ہے نرمی کے ساتھ
اور درشتی میں زیادہ نفع ہو تو درشتی سے۔ رہا اس کے جواب سلام سے روگردانی اور
اس سے میل کرنے سے باز رہنا جب کہ معلوم ہو کہ اسے گناہ کی لت ہے اور نصیحت سودمند
نہ ہوگی تو اس میں تامل ہے اور علماء کے برتاؤ طریقے اس میں مختلف رہے ہیں اور
ٹھیک یہ ہے کہ یہ آدمی کی نیت کے اختلاف سے مختلف ہو جاتا ہے ایسی ہی جگہ کہتے ہیں
کہ اعمال نیتوں پر ہیں اس لئے کہ نرمی برتنے اور خلق کی طرف بہ نگاہِ مہر دیکھنے
میں جلال و عظمتِ الٰہی کے حضور ایک نوع تواضع ہے اور سختی و روگردانی میں
ایک طرح کا تکبر اور اپنے آپ کو اچھا جاننا

والمستفتى فيه القلب الذى رد اليه الامر فيه فمايراه اميل
الى هواه ومقتضى طبعه فالاولى ضده وخلافه اذقد يكون
استخفافه وعنفه عن باعث كبر وعجب والتذاد باظهار
العلو عليه والادلال بالصلاح اى بصلاح نفسه وقد يكون
رفقه لينه عن باعث مداهنة واستمالة قلب للوصول به
الى غرض من الاعراض الدنيوية او الخوف من تاثير وحشة
ونفرة فى مال اوجاه سواء علم ذلك بظن قريب او بعيد و
كل ذلك تردد على اشارات الشيطان ورموزه وتخييلاته ويبعد
عن اعمال الآخرة فكل راغب فى اعمال الدين
مجتهد مع نفسه والتفتيش والبحث والتنقير عن هذه
الدقائق الخفية ومراقبة هذه الاحوال المختلفة والقلب
هو المستفتى فيه فيما يرد عليه وقد يصيب الحق فى
اجتهاده ان وافاه التوفيق وقد يخطئ عن الاصابة
وقد يتقدم على اتباع هواه بما يهواه وهو عالم به و
قد يتقدم وهو بحكم الغرور ظان انه عامل لله وسالك
طريق الآخرة وهو مغرور بباطن اه مع شرحه اتحاف
السادة المتقين للعلامة الفاضل السيد محمد الزبيدى
رحمة الله عليه وفى هذا القدر كفاية. لمن عصمه الله
من الغواية. وهو ولى الهداية. وبه العصمة والحماية. والله

اور اس میں فتوے دل سے پوچھنا چاہیے کہ یہ معاملہ اسی کے سپرد ہے تو جس بات کو اپنی خواہشِ نفس و مقتضائے طبع کی طرف زیادہ جھکتا دیکھے تو بہتر اس کی ضد و مخالفت ہے اس لئے کہ کبھی اس کی تذلیل اور اس پر سختی تکبر و خود پسندی اور اس پر اظہارِ بلندی میں لذت پانے اور اپنے نفس کی صلاح پر اترانے کے باعث سے ہوتی ہے اور کبھی رفق و نرمی مداہنت اور کسی دنیوی غرض پانے کے لئے دلداری یا اس خوف کے باعث سے ہوتی ہے کہ اس کی وحشت و نفرت سے ہمارے مال یا وجاہت پر کچھ اثر نہ پڑے خواہ اس بات کا گمان قریب یا دور ہو اور یہ سب شیطان کے اشاروں رمزوں خیال بندیوں پر چلنا اور عقبےٰ کے کاموں سے دور ہے تو جسے دینی کاموں میں رغبت ہے وہ اپنے نفس کے ساتھ جہاد اور ایسی پوشیدہ باریکیوں کی تفتیش و کدو کاوش اور ان مختلف حالوں کی نگاہ داشت میں رہتا ہے اور اس معاملے میں قلب ہی کا فتوے لیا جائے گا کہ اس پر کیا وارد ہوتا ہے اور وہ کبھی اپنے اس غور میں حق بات تک پہنچ جاتا ہے جب کہ توفیقِ الٰہی مساعد ہو اور کبھی حق سے خطا کر جاتا ہے اور کبھی دانستہ اپنی خواہش و رغبت نفسانی کی پیروی کر بیٹھتا ہے اور کبھی خطا میں پڑتا اور دھوکے کے باعث گمان کرتا ہے کہ وہ اللہ کے لئے عمل کرتا اور آخرت کا راستہ چلتا ہے حالانکہ وہ اس گمان میں فریب کھاتے ہوتے ہے۔ احیاء العلوم کی عبارت اس کی شرح اتحاف السادۃ المتقین تصنیف علامہ فاضل سید محمد زبیدی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے ساتھ ختم ہوئی۔ جسے اللہ تعالےٰ گمراہی سے بچائے اس کے لئے اسی قدر کفایت ہے۔ اور اللہ ہی مالک ہدایت ہے۔ اور اسی کی طرف سے حفظ و حمایت ہے اور اللہ

سبحانه وتعالیٰ اعلم وعلمه اتم وصلی اللّٰه
علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ اله وصحبه وسلم
کتبه حافظ کتب الحرم المکی۔



---

(۴) الحمد للّٰه رب العٰلمین والصلوٰة والسلام علیٰ سیدنا محمد
وعلیٰ اله وصحبه وسلم اما بعد فقد اطلعت علیٰ ما اجاب به
مفتی المدینة المنورة من انه لاینبغی الاجتماع بمن ذکر
فی السوال المذکور فهو الصواب الذی لاینبغی العدول عنه
حیث اتصف المذکورون بما ذکر نعوذ باللّٰه من کید الضالین
المضلین وحشرنا فی زمرة الهادین المهتدین قاله بفمه
ورقمه بقلمه راجی عفو ربه المنان الطوبجی محمد سعید
بن محمد بن سلیمان خادم طلبة العلم الشریف بالمسجد الحرام



---

(۵) بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

ولاحول ولاقوة الا باللّٰه العلی العظیم۔ الحمد للّٰه رب العٰلمین
والصلوٰة والسلام علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ اله وصحبه اجمعین
ومحبیهم وتابعیهم الیٰ یوم الدین۔ ماقبل نصح النصیح۔ و
القول الصحیح۔ اما بعد فقد رأیت ما اجاب به مفتی المدینة المنورة علیٰ ساکنها افضل
الصلوٰة والسلام فوجدته هو الحق الصریح المؤید بالنقل الصحیح فعلیٰ کل مسلم



سبحانہ وتعالیٰ نے سب سے اعلم اور اس کا علم ہر علم سے اتم۔ اور اللہ کے درود و سلام محمد ہمارے سرور۔ اور ان کے آل واصحاب پر
راقم محافظ کتب خانہ مکہ معظمہ

---

(۴) سب خوبیوں سراہا اللہ سارے جہان کا پروردگار اور درود و سلام ہمارے سردار محمد اور ان کے آل واصحاب پر۔ زاں بعد میں نے مفتی مدینہ منورہ کا جواب دیکھا کہ سوال میں جن لوگوں کا ذکر ہے ان کے ساتھ یہ ملنا چاہیے یہی حق ہے جس سے سرتابی سزاوار نہیں جب کہ وہ لوگ اس حال پر ہوں۔ خدا کی پناہ گمراہان گمراہ گر کے مکر سے اللہ تعالیٰ ہمیں رہنمایان راہ یاب کے گروہ میں حشر دے۔ یہ اپنی زبان سے کہا اور اپنے قلم سے لکھا اپنے پروردگار عظیم الاحسان کے امیدوار عفو طولجی محمد سعید بن محمد سلیمان نے کہ مسجد الحرام میں طالبان علم شریف کا خادم ہے۔



---

(۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ سب خوبیاں پروردگار عالم کو۔ اور درود و سلام ہمارے سردار محمد پر نازل ہو۔ اور ان کے آل واصحاب پر۔ اور ان کے دوستوں پیرووں پر تا روز محشر، جب تک ناصح کی نصیحت مانی جائے۔ اور صحیح قول کی پیروی کی جائے۔ زاں بعد مفتی مدینہ منورہ علیٰ ساکنہا افضل الصلوٰۃ والسلام کا جواب میری نظر میں آیا۔ میں نے اسے حق وصریح ومؤید بہ نقل صحیح پایا۔ تو ہر مسلمان پر واجب ہے

ان يدعن لقبوله ـ وينقاد لصحيح نقوله ـ نسأل الله تعالى ان يوفقنا
وجميع اخواننا المسلمين ـ للتمسك بحبل الله المتين ـ واتباع سيد
المرسلين ـ ومنابذة المبطلين ـ ومجانبة المبتدعة والمضلين ـ وان
يعافينا فى الدنيا والدين ـ ويصلح شئون المسلمين ـ ويصلى و
يسلم على شفيع المذنبين ـ وعلى آله وصحبه اجمعين ـ كتبه
احد خدمة العلوم بالمسجد الحرام الامين ـ
محمد ابو حسين غفر الله له ولوالديه ولاساتذته
ومن له حق عليه وللمسلمين اجمعين آمين ـ



---

(۶) من اجاب فقد اصاب والله اعلم بالصواب
العبد محمد يوسف

محمد يوسف ۱۳۹۲

---

(۷) الحمد لله رب العلمين والصلوٰة والسلام على اشرف المرسلين
اللّٰهم اجعلنا هادين مهتدين غير ضالين ولا مضلين ـ ولا مغيرين
ولا مبدلين ـ آمين ـ اما بعد فقد سمعت هذا
السوال وما اجاب به مفتى المدينة المنورة فهو
الحق والصواب المفتقر الى ربه
القريب محمد سعيد اديب

المفتقر الى ربه القريب محمد سعيد ۱۳۰۳

کہ اس کے قبول کے لئے گردن رکھے۔ اور اس کی صحیح نقول کے حضور سرِ اطاعت خم کرے۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہم اور ہمارے سب مسلمان بھائی توفیق پائیں۔ کہ اللہ کی مضبوط رسی تھامے رہیں۔ اور سید المرسلین کی پیروی کریں۔ اہلِ باطل کو دھکے دیں۔ بدمذہبوں گمراہ گردوں سے پرہیز رکھیں۔ اور یہ کہ ہمیں دین و دنیا میں عافیت دے۔ مسلمانوں کا حال درست کرے۔ شفیع المذنبین اور ان کے آل واصحاب سب پر درود و سلام بھیجے۔ راقم اس والی مسجد حرام میں خادمانِ علوم سے ایک خادم محمد ابو حسین اللہ اسے اور اس کے والدین واساتذہ وحقداران وجملہ اہلِ ایمان کو بخشے آمین



---

(۶)



جس نے جواب دیا۔ باصواب دیا۔ اور اللہ تعالےٰ حق کا خوب جاننے والا۔ العبد محمد یوسف

---

(۷) سب تعریفیں اللہ پروردگارِ جہان کو۔ اور درود وسلام اشرف رسل پر نازل ہو۔ الٰہی ہمیں رہنما بنا راہ پانے والے۔ نہ بہکے ہوئے نہ بہکانے والے۔ نہ دینِ متین کے بدلنے والے۔ نہ تغییرِ سنت کی راہ چلنے والے۔ آمین۔ زاں بعد میں نے یہ سوال اور مفتی مدینہ منورہ کا جواب سنا۔ یہی حق وصواب ہے۔ محتاج پروردگارِ قریب محمد سعید ادیب



الدلائل القاهرة

على

الكفرة النياشرة

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین پرور و فقہائے نامور (اکثرہم اللہ تعالیٰ ونصرہم) اس سوال میں کہ اس ملک کاٹھیاوار میں ایک مجلس بنام کاٹھیاوار مسلم ایجوکیشنل کانفرنس یعنی کاٹھیاوار کے مسلمانوں کی تعلیمی مجلس قائم ہوئی ہے جن کے محرک و مختار متبعین و متعلقین علی گڑھ کالج ہیں۔ ۲؍ اکتوبر ۱۹۱۹ء کو ان کا پہلا جلسہ جوناگڈھ (کاٹھیاوار) مقام پر ہوا جن کا صدر ڈاکٹر ضیاء الدین احمد پروفیسر علیگڈھ کالج و سیکریٹری منشی غلام محمد بیرسٹر ایٹ لاء کاٹھیاواری ایجنٹ علیگڈھ کالج و مؤید آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس اور واعظ مولوی سلیمان پھلواری جان جانان ندوہ مخذولہ قرار پاتے۔ اس کانفرنس کا مقصد بھی آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کا ہے جن میں بلا رعایت سنی ہر کلمہ گو رافضی وہابی نیچری۔ قادیانی۔ چکڑالوی وغیرہم رکن (ممبر) ہو سکتا ہے۔ ایسی مجلس (کانفرنس) کو بعض مسلمان اپنی دینی و دنیوی ترقی کا سبب جان کر جان و مال سے امداد کرتے ہیں اور دینی مفسدہ و مضرت سے آگاہ نہیں اور بلا تفریق و رعایت اہل سنت تمام بے دینوں مرتدوں مدعیان اسلام کو مسلمان سمجھ کر رکن (ممبر) بناتیں بلکہ ان کے صدر اور سیکریٹری اور واعظ

بنانے میں بھی خوفِ خدا نہ لائیں اور کوئی نصیحت کرے کہ ایسی یکجہتی مسلم کانفرنس خلافِ شرع شریف ہے تو یہ بہانا بتائیں کہ یہ دینی کانفرنس کہاں ہے یہ تو دنیوی ترقی کے لئے قائم کی گئی ہے جو ہمارا ملک تعلیم میں سب سے پیچھے ہے۔ آیا سنیوں کو ایسی کانفرنس کا قائم کرنا اور جان و مال سے اس کی مدد کرنا۔ اس کے جلسہ میں شریک ہونا۔ بد دین مرتدوں کو مسلمان سمجھنا اور ان سے میل جول پیدا کرنا اور ان سے ترقی کی امید رکھنا شرع شریف میں کیا حکم رکھتا ہے؟ وہ ہمارے ائمۂ دین (رحمہم اللہ تعالٰی) وضاحت سے بیان کرکے ان سیدھے سادے مسلمانوں کو گمراہی کے گڑھے اور بے دینوں کے ہتھکنڈوں سے بچا کر نعمائے دارین حاصل کریں۔ جواب آنے پر ان شاء اللہ تعالٰی اس استفتاء کو چھپوا کر اس ملک کاٹھیاوار و گجرات و برما وغیرہ جگہ پر بغرضِ اشاعت مسلمانوں میں عام طور سے تقسیم کیا جائے گا۔ فقط

تاریخ ۱۲ محرم الحرام ۱۳۳۵ ہجریہ مقدسہ پنجشنبہ۔ راقم اثم قاسم میاں عفی عنہ

از مقام گونڈل علاقہ کاٹھیاوار

الجواب

ایسی مجلس مقرر کرنا گمراہی ہے اور اس میں شرکت حرام اور بدمذہبوں سے میل جول آگ ہے اور اس بڑی آگ کی طرف کھینچ کرلے جانے والا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے "واما ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظٰلمین" اور اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر پاس نہ بیٹھ ظالموں کے۔ تفسیراتِ احمدیہ میں ہے "دخل فیه الکافر والمبتدع والفاسق والقعود معهم کلهم ممتنع" اس آیت کے حکم میں ہر کافر و مبتدع اور فاسق داخل

ہے ان میں سے کسی کے پاس بیٹھنے کی اجازت نہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار "ظالموں کی طرف میل نہ کرو کہ تمہیں آگ چھوئے گی" صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم "ان سے دور رہو اور انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں" مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ و رسول سے زیادہ کوئی ہماری بھلائی چاہنے والا نہیں جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس بات کی طرف بلائیں یقیناً ہمارے دونوں جہان کا اس میں بھلا ہے اور جس بات سے منع فرمائیں بلاشبہ سراسر ضرر و بلا ہے۔ مسلمان صورت میں ظاہر ہو کر جو ان کے حکم کے خلاف کی طرف بلائے یقین جان لو کہ یہ ڈاکو ہے اس کی تاویلوں پر ہرگز کان نہ رکھو۔ رہزن جو جماعت سے باہر نکال کر کسی کو لے جانا چاہتا ہے۔ ضرور چکنی چکنی باتیں کرے گا اور جب یہ دھوکے میں آیا اور ساتھ ہو لیا تو گردن مارے گا مال لوٹے گا، شامت اس بکری کی کہ اپنے راعی کا ارشاد نہ سنے اور بھیڑیا جو کسی بھیڑ کی اُون پہنکر آیا اس کے ساتھ ہو لے۔ ارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہیں منع فرماتے ہیں وہ تمہاری جان سے بڑھ کر تمہارے خیر خواہ ہیں حریص علیکم تمہارا مشقت میں پڑنا ان کے قلبِ اقدس پر گراں ہے عزیز علیہ ما عنتم واللہ وہ تم پر اس سے زیادہ مہربان ہیں جیسے نہایت چہیتی ماں اکلوتے بیٹے پر بالمؤمنین رؤف رحیم ارے ان کی سنو ان کا دامن تھام لو ان کے قدموں سے لپٹ جاؤ۔ وہ فرماتے ہیں ایاکم وایاھم لایضلونکم ولا یفتنونکم "ان سے دور رہو اور ان کو اپنے سے دور کرو کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں وہ

تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں" ابن حبان وطبرانی وعقیلی کی حدیث میں ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم لا تواکلوھم ولا تشاربوھم ولا تجالسوھم ولا تناکحوھم واذا مرضوا فلا تعودوھم واذا ماتوا فلا تشھدوھم ولا تصلوا علیھم ولا تصلوا معھم" ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ ان کے ساتھ پانی نہ پیو ان کے پاس نہ بیٹھو ان سے رشتہ نہ کرو وہ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاؤ مر جائیں تو جنازہ پر نہ جاؤ نہ ان کی نماز پڑھو نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔"

امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مسجد اقدس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نماز مغرب کے بعد کسی مسافر کو بھوکا پایا اپنے ساتھ کاشانۂ خلافت میں لے آئے۔ اس کے لئے کھانا منگایا جب وہ کھانے بیٹھا کوئی بات بدمذہبی کی اس سے ظاہر ہوئی فوراً حکم ہوا کہ کھانا اٹھا لیا جائے اور اسے نکال دیا جائے۔ سامنے سے کھانا اٹھوا لیا اور اسے نکلوا دیا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے آکر عرض کی فلاں شخص نے آپ کو سلام کہا ہے فرمایا لا تقرأہ منی السلام فانی سمعت انہ احدث" میری طرف سے اسے سلام نہ کہنا کہ میں نے سنا ہے کہ اس نے کچھ بدمذہبی نکالی۔ سیدنا سعید بن جبیر شاگرد عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو راستہ میں ایک بدمذہب ملا۔ کہا کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا میں سننا نہیں چاہتا۔ عرض کی ایک کلمہ، اپنا انگوٹھا چھنگیا کے سرے پر رکھ کر فرمایا ولا نصف کلمۃ" آدھا لفظ بھی نہیں۔ لوگوں نے عرض کی اس کا کیا سبب ہے؟ فرمایا از ایشاں منہم ہے۔ امام محمد بن سیرین شاگرد انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ

کے پاس دو بدمذہب آئے عرض کی کچھ آیات کلام اللہ آپ کو سنائیں فرمایا میں سننا نہیں چاہتا۔ عرض کی کچھ احادیث نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سنائیں فرمایا میں سننا نہیں چاہتا انہوں نے اصرار کیا فرمایا یا تم دونوں اٹھ جاؤ یا میں اٹھا جاتا ہوں۔ آخر وہ خائب و خاسر چلے گئے۔ لوگوں نے عرض کی اے امام آپ کا کیا حرج تھا اگر وہ کچھ آیتیں یا حدیثیں سناتے فرمایا میں نے خوف کیا کہ وہ آیات و احادیث کے ساتھ اپنی کچھ تاویلیں لگائیں اور وہ میرے دل میں رہ جائیں تو ہلاک ہو جاؤں۔

ائمہ کو یہ خوف تھا اور اب عوام کو یہ جرأت ہے ولاحول ولا قوة الا باللہ۔ اور ایسی جگہ مال دینا وہی پسند کرے گا جو دین نہیں رکھتا یا عقل سے بہرہ نہیں " یکے نقصانِ مایہ دگر شماتتِ ہمسایہ۔ ہمسایہ کون وہ بئس القرین شیطان لعین کیسا خوش ہوگا کہ ایک ہی کرشمے میں دونوں جہان کا نقصان پہنچا یا مال بھی گیا اور آخرت میں عذاب کا بھی مستحق ہوا خسر الدنیا والاٰخرة ذٰلك هو الخسران المبين۔ دیکھو امان کی راہ وہی ہے جو تمہیں تمہارے پیارے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے بتائی ایاکم و ایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم " ان سے دور رہو انہیں اپنے سے دور کرو کہیں یہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں کہیں یہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔" دیکھو نجات کی راہ وہی ہے جو تمہیں تمہارے رب عزوجل نے بتائی فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظٰلمین " بھولے سے ان میں سے کسی کے پاس بیٹھ گئے ہو تو یاد آنے پر فوراً کھڑے ہو جاؤ۔"

ان مضامین کی تفصیل میں تمام اکابر علمائے حرمین شریفین کا فتوےٰ مسمّٰے بہ

فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین۔ اور عامہ علمائے ہند کا فتوے مسمّٰی بہ فتاوی السنۃ لالجام اہل الفتنہ اور فتاوی القدوہ والنذیر الاحمد و النذیر المبین وغیرہا پچاس سے زائد کتابیں چھپ کر شائع ہو چکیں اور ہدایت اللہ عزوجل کے ہاتھ واللہ یقول الحق ویھدی السبیل وحسبنا اللہ ونعم الوکیل وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ بالتبجیل واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر احمد رضا قادری



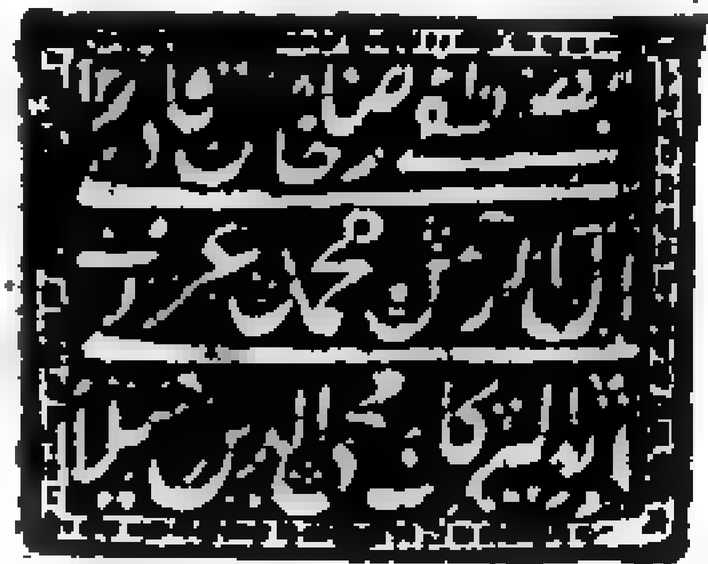
(۲) صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ محمد حامد رضا القادری البریلوی



(۳) الجواب صحیح والمجیب نجیح

حررہ مصطفےٰ رضا القادری البریلوی



(۴) الجواب ھو الجواب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

ابو العلا امجد علی الاعظمی الرضوی عفی عنہ



(۵) الجواب صحیح

محمد ظہور الحسن الفاروقی الرامپوری

المدرس الاول لمدرسۃ اہل السنۃ والجماعۃ



(۶)



(۷) الجواب صحیح

فقیر محمد اللہ کمال الدین القادری الپشاوری عفی عنہ

(۸) الجواب صحیح

محمد نعیم الدین عفاعنہ المعاصی

(۹) الجواب صحیح

ابو نصر محمد یعقوب عفی عنہ قادری بلاسپوری

(۱۰) الجواب صحیح

محمد عبد الرشید مظفر پوری

(۱۱) الجواب صحیح

فقیر عزیز الحسن القادری الرضوی عفا اللہ

عن ذنبہ الخفی والجلی

(۱۲) الجواب صحیح

رحم الٰہی مدرس مدرسہ اہل سنت

(۱۳) الجواب صحیح

احمد حسین رامپوری عفی عنہ

(۱۴) الجواب صحیح

محمد اکرام الدین بخاری واعظ الاسلام خطیب و

امام فی مسجد وزیر خان مرحوم لاہور

(۱۵) الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم

عبد السلام غفرلہ قادری اعظم گڈھی

(۱۶) الجواب صحیح

محمد رحیم بخش مظفر پوری

(۱۷) الجواب صحیح

فقیر محمد حامد علی عفی عنہ فاروقی الہ آبادی

(۱۸) الجواب صحیح

سردار علی خان بریلی

(۱۹) اصاب من اجاب

محمد حسنین رضا البریلوی مدرس منظر مدرسہ

اہل سنت وجماعت بریلی

(۲۰) اصاب من اجاب

فقیر ابو المظفر محمد ایوب غفر اللہ الذنوب در بھنگوی

(۲۱) اصاب من اجاب ھو مرشدی

الفاضل البریلوی

محمد خلیل الرحمٰن بہاری صدیقی رضوی

مدرس مدرسہ منظر الاسلام

(۲۲) الجواب قد کتب الحق وھکذا مذھب

اھل السنة والجماعة وانا اسلمه ایضا و

من خالف ھذا فھو من الوھابیة۔

سید عبد اللہ الرضوی البھاری ثم البریلوی



(۲۳) الجواب صحیح

عمر النعیمی المراد آبادی

(۲۴) تصدیقات علمائے کلکتہ

الحمد للہ موفق اھل السنة للاھتداء بھدی الائمة المجتھدین مصابیح الظلم وھداة الامة ۔ والصلوٰة والسلام علی خاتم النبیین ۔ سیدنا محمد بن عبد اللہ قامع الکفرة والمبتدعین وعلی الہ الطیبین الطاھرین ۔ واصحابه البررة الکرام المتقین **امابعد** فقد اطلعت علی ما تضمنه ھذه الجواب المستطاب من الادلة الواضحة والبراھین الساطعة التی لاعذر لاحد بجھلھا کیف لا والکتاب والسنة یحرمان صریحا وتلویحا الاشتراک مع اھل البدع فی امر ما دینیا کان او دنیویا ونقل ما ورد فی

هذا المعنی یطول شرحه والموفق یکفیه نقل الف کتاب منن لة
رب الارباب قال الجلال فی تفسیر الآیة التی نقلها مولانا حفظه
الله وهی (ولا ترکنوا) تمیلوا (الی الذین ظلموا) بموادة او مداهنة
او رضا باعمالهم (فتمسکم) تصیبکم (النار وما لکم من دون الله)
ای غیره (من) زائدة (اولیاء) یحفظونکم منه (ثم لا تنصرون)
تمنعون من عذابه انتهی قال العلامة الصاوی فی حاشیته
علی الجلالین (قوله الی الذین ظلموا) ای بالکفر او المعاصی
(قوله بموادة) مصدر وادد کقاتل ای محبة (قوله او مداهنة)
ای مصانعة فالمداهنة بذل الدین واصلاح الدنیا
(قوله او رضا باعمالهم) ای وتزیینا لهم ولا عذر فی الاحتجاج
بضرورة الدنیا فان الله هو الرزاق ذو القوة المتین (قوله
فتمسکم النار) ای لان المرء مع من احب (قوله یحفظونکم
منه) ای من عذاب النار انتهت عبارته رضی الله عنه
اقول قد تبین جلیا ان الآیة الشریفة صریحة فی النهی
عن محبة المبتدعین ومعاونتهم وتکثیر سوادهم و
مشارکتهم فی امور الدین والدنیا معا سواء کانت بدعهم
بدع کفر او عصیان علی ان فیهم من بدعته مکفرة کالنیشریة
ونحوهم ومن بدعته مفسقة کالوهابیة فیما یتعلق بغیر
الدین فالمسئول عنهم جامعون لبدع الکفر والفسق وعلی

كل هم من الذين ظلموا انفسهم وقد قال صلى الله عليه وسلم من مشى مع ظالم فقد اجرم رواه الديلمى و قال عليه الصلاة والسلام من مشى مع ظالم ليعينه وهو يعلم انه ظالم فقد خرج من الاسلام رواه الطبرانى وبالجملة فالآيات والاحاديث واقوال ائمة الدين وفقهاء المذاهب الاربعة فى هٰذا المعنى يعسر حصرها وفيما اجاب به مولانا المجيب كفاية لمن القى السمع وهو شهيد والله وحده المستعان به على المبتدعة اولياء الشيطان ۔

قاله بفمه ونقله بقلمه عبده المذنب احمد موسیٰ

المصرى المنوفى امام وخطيب المسجد الجامع بكلكته

ترجمہ : سب خوبیاں اللہ کو جس نے اہل سنت کو توفیق بخشی کہ ائمۂ مجتہدین کی پیروی کریں کہ وہ تاریکیوں کے چراغ اور امت کے راہنما ہیں اور درود و سلام سب نبیوں کے ختم کرنیوالے ہمارے سردار محمد بن عبد اللہ پر کہ کافروں اور بد مذہبوں کی بیخ کنی کرنے والے ہیں اور ان کی آل طیب و طاہر اور ان کے اصحاب نیک و بزرگ و پرہیز گاروں پر ، بعد حمد و نعت میں مطلع ہوا ان دلائل ظاہرہ اور براہین روشن پر جن پر یہ جواب مشتمل ہے کہ وہ ایسے نہیں کہ کوئی ان کے نہ جاننے میں معذور رہ سکے کیوں نہ ہو قرآن و حدیث صراحۃً و اشارۃً بد مذہب کی شرکت کو حرام بتاتے ہیں ، کسی معاملہ میں ہو دینی ہو خواہ دنیوی اور جو اس بارہ میں وارد ہوا اس کا نقل کرنا طویل شرح چاہتا ہے اور جسے توفیق ملی اسے وہ کافی ہے جسے ہمارے مولیٰ امام عالی ہمت نے نقل کیا اور جسے خدا نے بے مدد چھوڑا اس کے لئے خدا کی آمادی

ہوئی ہزار کتاب کا نقل کر دینا بھی کافی نہیں جس آیت کو مولانا نے نقل فرمایا اس کی تفسیر
میں امام جلال الدین فرماتے ہیں ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ ان سے دوستی یا چکنی چپڑی
بات کر دیا ان کے اعمال پر راضی ہو کہ تمہیں آگ پہنچے گی اور خدا کے سوا کوئی تمہارا مددگار
نہیں کہ اس سے تمہیں بچالے پھر تمہاری مدد نہ ہوگی کہ اس کے عذاب سے روک دیئے
جاؤ انتہیٰ، علامہ صاوی جلالین کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ ظالم سے مراد عام ہے کافر ہوں
یا فاسق، مداہنت کے معنے کارسازی اور دین دیکر دنیا سنوارنی ان کے اعمال پر راضی ہونا
یعنی ان کی زینت بڑھانا اور ضرورت دنیا کے ساتھ حجت لانا یہ عذر مسموع نہیں کہ اللہ
ہی روزی دینے والا مضبوط قوت والا ہے، تمہیں آگ چھوئے گی اس لئے کہ آدمی اسی
کے ساتھ ہے جس سے محبت رکھے۔ میں کہتا ہوں کہ بدمذہبوں کی محبت اور ان اعانت
اور ان کی بدمذہبی کفر کی حد کو پہنچی ہو یا معصیت کو، علاوہ اس کے ان میں وہ ہیں جن کی بدمذہبی
کفر تک پہنچی ہوئی ہے جیسے نیچری وغیرہم اور وہ ہیں جن کی بدمذہبی میں فسق ہے جیسے [redacted] وہابیہ[1]
جن کی وہابیت کا تعلق اصولِ دین کے ساتھ نہ ہو۔ تو جن کے بارے میں سوال ہے وہ جامع بدعت
کفر و فسق ہیں اور ہر تقدیر پر وہ ان لوگوں میں ہیں جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور بیشک نبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ظالم کے ساتھ چلا اس نے جرم کیا۔ اس حدیث کو دیلمی نے روایت
کیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو ظالم کے ساتھ چلا کہ اس کی اعانت کرے اور جانتا
ہو کہ وہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے نکل گیا۔ اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا۔ حاصل کلام آیات
واحادیث اور ائمہ دین اور چاروں مذہبوں کے فقہا کے اقوال اس بارے میں استنے ہیں کہ

---

[1] رہے وہابیہ زمانہ کہ ضروریاتِ دین کے منکر اور اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں توہین کرنے والے وہ قطعاً کافر
ہیں جن کے بارے میں علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق فرمایا من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر ۱۲ مصحح

ان کا شمار مشکل ہے اور مولانا مجیب کے جواب میں کفایت ہے۔ اس کے لئے جو کان لگاتے اور دل سے حاضر ہو۔ اور ایک اللہ سے مدد چاہی جاتی ہے بدمذہبوں پر کہ شیطان کے دوست ہیں اسے اپنے منہ سے کہا اور اپنے قلم سے لکھا اس کے بندہ گنہگار احمد موسے مصری منوفی نے کہ مسجد جامع کلکتہ کا امام و خطیب ہے۔

(۲۵) الجواب صحیح

محمد لعل خان عفی عنہ — لعل محمد خان مفتی

نائب صدر انجمن اصلاح عقائد و مدرسہ عثمانیہ اہلسنت وجماعت، نمبر ۲۲ زکریا اسٹریٹ کلکتہ

(۲۶) الجواب موافق بالصواب

ابوابراہیم محمد ابراہیم بہاری مدرس اول مدرسہ فیض عام اہلسنت وجماعت سیالدہ کلکتہ

مدرسہ فیض عام اہل سنت و جماعت

(۲۷) اقول وباللہ التوفیق ما تقرر ھکذا المجالس بین یدی سید الانبیاء والمرسلین واصحابہ واولیائہ الکاملین والعلماء المحققین والمدققین فی حین من الأن والاٰن الحسرۃ فی ان الرجال فھموا ان فیہ اتساع الاسلام والامر لیس ھکذا وکلہ من فتور عقلھم ونقص ایمانھم واللہ الموفق للصواب والیہ المرجع والمآب۔

حررہ سید علی حسن بہاری غفرلہ الباری

(ترجمہ) میں کہتا ہوں اور خدا ہی سے توفیق ہے کہ ایسی مجلس کا تقرر نہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوا نہ صحابہ و اولیاء و علماء محققین و مدققین کے زمانوں میں افسوس کی بات یہ ہے کہ لوگوں نے سمجھ رکھا ہے کہ اسلام کی اس میں اشاعت ہے حالانکہ

یہ بات نہیں۔ یہ سب ان کی عقلوں کا فتور اور ایمان کا نقصان ہے اور اللہ صواب کی توفیق دینے والا ہے اور اسی کی طرف مرجع و بازگشت ہے۔

(۲۸) الفتاوی التی صدرت من العلماء الکرام لاریب فیہ الشرکۃ فی ھٰذا المجلس بون من طرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان فیہ رائحۃ الاسلام و لو کان فی بادی النظر فارجو من اللہ تعالیٰ ان یبعدنا من الشین والفطن ویحفظنا من البلاء والمحن ویثبتنا ویمیتنا علیٰ ملۃ رسولہ الکریم و آلہ واصحابہ العظیم۔ فقط۔

کتبہ الراجی لطریان فیضان المباری



حکیم سید محمد راحت حسین بہاری عفی عنہ مہتم مدرسہ فیض عام اہل سنت و جماعت سیالدہ کلکتہ

(ترجمہ) جو فتوے علمائے کرام کی جانب سے صادر ہوتے ان میں کچھ شبہ نہیں۔ اس مجلس میں شرکت رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے دوری ہے کہ اس میں اسلام کی بُو تک نہیں اگرچہ بظاہر ہو۔ میں اللہ تعالےٰ سے امید کرتا ہوں کہ ہم کو برائیوں اور فتنوں سے دور رکھے اور بلا اور محنتوں سے محفوظ رکھے اور اپنے رسول کریم اور ان کی آل و اصحاب بزرگ کی ملت پر ہمیں ثابت رکھے اور اسی پر ہمیں موت دے۔

(۲۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حامدا و مصلیا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ خلاصہ کلام اگر محبوب بننا ہو تو اتباع شریعت سے کام لو اور ایسے خلاف مجالس سے پرہیز کرو کہ جس میں شرکت بھی

منع ہے تو کیا امداد مالی واللہ الہادی۔ ان لوگوں کی باتوں اور لسانی سے دامِ فریب میں مت آؤ جیسا کہ فتوے میں تحریر ہے وہی درست ہے۔ مولیٰ تعالیٰ عمل کی توفیق دے اس فتوے پر کچھ اور حوالہ دینا اپنی کم لیاقتی کا ثبوت ہے ذٰلک کذٰلک انی مصدق لذٰلک۔

حررہ مورضعیف فخر الحسن قادری غفرلہ مدرس عربی مدرسہ عثمانیہ کلکتہ

(۳۰) التائید والشرکۃ فی مثل ھٰذہ المجالس بل المیلان الیہا مالیا کان اوبدنیا بدلیل الکتاب والسنۃ وفقہ امام الائمۃ ممتنع۔

الراقم فقیر ابو نعیم محمد ابراہیم عفی عنہ سلہٹی مدرس اول مدرسہ عثمانیہ کلکتہ

(ترجمہ) ایسی مجلسوں کی شرکت بلکہ میلان خواہ مالی ہو یا بدنی بدلیلِ قرآن وحدیث وفقہِ امامِ اعظم حرام ہے۔

(۳۱) قد اصاب ما اجاب

مولانا العلام مجدد المائۃ الحاضرۃ

مصباح الدین احمد عفی عنہ

مٹیا برج کلکتہ

(۳۲) الجواب صحیح والمجیب مصیب

محمد فضل الرحمٰن غفرلہ المنان، مٹیا برج کلکتہ

(۳۳) البتہ بدعقیدے کے لوگوں سے پرہیز واجب ہے۔

محمد اسمٰعیل عفی عنہ، مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ

تصدیقاتِ علمائے جبل پور

(۳۴) بسمہ سبحٰنہ وتعالیٰ عزوجل

اعلیٰحضرت امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ بحر العلوم علامہ محقق بریلوی سلمہ اللہ القوی کا یہ

مبارک فتوے جو گونڈل کاٹھیاوار سے ہمارے پاس بغرضِ تصدیق بھیجا گیا ہے اور اسوقت ہمارے پیشِ نظر ہے مسئلہ مستفسرہ میں یہ مقدس فتوےٰ اعلیٰ نصوصِ شریعت و فصوصِ حقیقت کا جامع سراپا حجتِ قاہرہ۔ اس کا ہر جملہ ہر فقرہ روشن دلیل و برہان حق و ہدایت کا مہر درخشاں ہم البیوں کی طرف مراجعات اور ہمارے مزید افادات سے مستغنی ہے۔ اس کے قبول و تسلیم میں وہی شخص تامل کرسکے گا جو دین و ایمان سے بے سروکار، حق و ہدایت و سبیل مؤمنین سے بیزار، ندوہ مخذولہ کا فضلہ خوار، وہابیت و نیچریت سے ہمکنار، اشرار اہل بدع و نار سے ہو میرے نزدیک اس نورانی فتوے پر ہم البیوں سے اضافہ چاہنا یا بہ ضمن تصدیق تحریر کلمات توثیق و تائید کا خواستگار ہونا۔ نصف النہار کے چمکتے ہوئے آفتاب کے آگے چراغ رکھنا ہے۔ ہم اسوقت محض اپنے بعض محبان حضرات اہل سنت کی مخلصانہ استدعا پر مجبور ہو کر تعمیلاً للحکم اس محترم فتوے کی تصدیق میں صرف اس قدر عرض کر دینا کافی سمجھتے ہیں ان

هذا الجواب هو الصراط المستقيم وسبيل الشرع القويم والحمد لله الرب الرحيم وعلى حبيبه ونبيه الكريم واله وصحبه افضل الصلوٰة والتسليم والله سبحنه وتعالى اعلم وعلمه عز مجده اتم واحكم۔

كتبـــــــــــــ

الفقير محمد عبد الباقی
برهان الحق الرضوی الجبلفوری غفرله

(مہر: محمد عبد الباقی برہان الحق)

(۳۵) ان هذا الهو الحق المبين، ومن اعتصم به فقد هدى الى الصراط المستقيم المستبين، فلما يوصل اليه، فضلا عن المزيد

علیہ فنسئل اللہ تعالیٰ ان یثبتنا علی الکتاب والسنۃ و ان یمیتنا علی الایمان و یدخلنا بہ الجنۃ۔ امین۔ والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید المرسلین محمد و الہ واصحبہ اجمعین۔



کتبہ الراجی عفو ربہ عبد السلام

السنی الحنفی القادری الرضوی الجبلفوری غفرلہ

(ترجمہ) بیشک یہی حق مبین ہے اور جس نے اس کے ساتھ تمسک کیا اسے سیدھے راستہ ظاہر کیطرف ہدایت ہوئی اس تک پہنچنا ہی کم ہے اسپر زیادتی تو کجا۔ اللہ تعالےٰ سے ہم سوال کرتے ہیں کہ کتاب وسنت پر ہمیں ثابت رکھے اور ایمان پر موت دے اور جنت میں داخل کرے آمین، سب خوبیاں خدا کے لئے جو پروردگار عالم ہے اور اللہ تعالےٰ درود بھیجے اپنے حبیب رسولوں کے سردار محمد اور ان کی آل واصحاب سب پر۔

تصدیقات علمائے بہار

---

(۳۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ رب محمد صلی اللہ علیہ وسلما

فقیر بارگاہ رضوی عبید المصطفیٰ محمد ظفر الدین بہاری میجروی غفرلہ محقق اول مدرس اول مدرسہ عالیہ سہسرام ناصر الحکام اس مبارک سراپا ہدایت فتوے کی تائید و تصدیق کرتے ہوئے (نہ معاذ اللہ اس خیال سے کہ اپنی تصدیق سے اس فتوے کو زینت دوں بلکہ حسب ارشاد احبار اس نیت سے کہ اپنی تصدیق کی اس فتوے سے عزت افزائی کروں) عرض گزار ہے کہ بےشبہ اس قسم کی انجمنیں جس طرح دینی مضرتوں کی جالب، گناہ کی موجب ہیں یونہی دنیوی

حیثیت سے بھی اصلا مفید نہیں سوا اس کے کہ غریب مسلمانوں کا بہت سا روپیہ صرف ہونے پر تین دن کی دل لگی رہے۔ نئی نئی صورتیں دیکھنے میں آئیں۔ کچھ لکچر اور تقریر کا لطف رہے اللہ اللہ خیر صلا۔ بہت بڑا کارنمایاں اس قسم کی انجمنوں کا رزولیشن پاس کرنا ہے جب دیکھئے یہی لکھا ہے یہ پاس ہوا وہ پاس ہوا مگر ان عقلمندوں کو اس کی خبر نہیں کہ اس زمانہ میں آدمی پاس ہوکر تو کچھ کر نہیں سکتا، رزولیشن پاس ہوکر کیا کرے گا، کہنے سے کام نہیں چلتا کرنے کی ضرورت ہے سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں الطیور تصیح ولا تفعل والبازی یفعل ولا یصیح "چڑیاں چیں چیں کرتی ہیں اور کچھ کرتی نہیں اور باز کرتا ہے چیں چیں نہیں کرتا ہے" اگر واقعی قومی ترقی مقصود ہے تو یہ تقریرات اور رزولیشن ہرگز کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے کام کرنے کی ضرورت ہے اور اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اس وقت زیادہ نہیں تو مسلمان صرف انھیں چار باتوں پر کاربند ہو جائیں جو رسالہ مبارکہ "تدبیر صلاح ونجات وفلاح" میں مذکور ہیں پھر دیکھیے قوم کی کیسی ترقی ہوتی ہے اور ان کا آفتاب کس طرح بالائے افق ترقی بکمال ادرخ نمایاں ہوتا ہے۔ اور اگر غور کیا جائے تو ان تمام رزولیشنوں میں بیکار امور اور رونا دھونا فلاں کے مرنے پر رنج فلاں کی موت پر سوگ اور فلاں کے انتقال پر ملال اور فلاں کے عطیہ پر واہ واہ اور فلاں کو فلاں خطاب ملنے پر اظہار مسرت سے قطع نظر کرکے سب کا لب لباب شاہراہ پر چلنے والوں کے لئے دن میں چراغ جلانا اور روزِ روشن میں روشنی کرنیکی ہدایت کرنا ہوتا ہے۔ یعنی قوم ترقی میں سب سے پیچھے ہے اس لئے آگے بڑھو یعنی انگریزی پڑھو حالانکہ زمانہ کی گردش سے انگریزی کی طرف لوگوں کا میلان طبعی اور عملی اس حد تک پہنچا ہوا ہے کہ اگر ان کو دھکّے دیکر بھی باہر کیا جائے تو ہرگز ٹلنے والے نہیں، پڑھنے والوں

کے لئے باوجودیکہ عربی مذہبی تعلیم میں ہر طرح کی آسانیاں اور کارآمد نتائج ہیں مگر پھر بھی سیکڑے میں ۱۵ کو اس کی طرف توجہ نہیں اور باوجودیکہ سیکڑوں موانعات ہزار با دقت و زحمت کے انگریزی پر لوگ گرے پڑتے ہیں۔ پھر ایسی حالت میں خاص اس غرض کے لئے انجمن قائم کرنا دنیوی حیثیت سے بھی تحصیل حاصل اور تضییع اموال ومحاصل کے سوا اصلاً مفید نہیں۔ اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضی وصلی اللہ علی المصطفی المرتضی وعلی آلہ وصحبہ رضی اللہ تعالی عنہم بالحمد رضا۔

سنی حنفی قادری رضوی
عبید المصطفی ظفر الدین احمد

کتبہ عبدہ العاصی ظفر الدین البہاری
عفی عنہ بمحمد المصطفی النبی الامی

(۳۷) لاریب فیہ فلیتنافس المتنافسون
وانا عبدہ محمد ابو الحسن السہسرامی
مدرس دوم مدرسہ عالیہ



المرقوم ۷ رفروری ۱۹۱۷ء

(۳۸) الجواب صحیح
ابو صالح ظہیر الدین احمد فریدی مؤرخہ ۷ فروری ۱۹۱۷ء
روز چہار شنبہ (انچارج مدرس دوم مدرسہ عالیہ)

(۳۹) المجیب مصیب
فرخندہ علی عفی عنہ مدرس چہارم
مدرسہ سہسرام

(۴۰) قد اصاب من اجاب
کمترین فہیم الدین عفی عنہ مدرس پنجم عربی

(۴۱) لقد اجاب المجیب واللہ اعلم بالصواب
محمد یحیی مدرس مدرسہ عالیہ سہسرام المرقوم ۷ فروری ۱۹۱۷ء

(۴۲) الجواب صحیح
سید عبد الرشید مدرس مدرسہ شمس الہدی
بانکی پور

سنی حنفی قادری
عبد الرشید عظیم آبادی

(۴۲) قد اصاب ما اجاب مولی العلماء امام الفقہاء مجدد المائۃ الحاضرۃ الفاضل البریلوی متع اللہ المسلمین بطول بقائہ فی ھٰذہ المسألۃ بان التائید والشرکۃ والحضور فی مثل ھٰذا المجلس القبیحۃ حرام و المعاونۃ فیہا اثم والمقاربۃ فیہا سہم قاتل للایمان فلیتنافس المتنافسون وفقنا اللہ تعالیٰ ایانا وجمیع المؤمنین للمفارقۃ والاجتناب عن مثل ھٰذا المجلس والتائید والشرکۃ فیہ۔

حررہ فقیر الی سید المرسلین ذی المنن المدعو بہ سید محمد غیاث الدین حسن الحنفی السنی الرجھتی البہاری عفی عنہ الباری۔

ابو الذکا سید غیاث الدین حنفی سنی قادری رجھتی بہاری عفی عنہ بالنبی الامی

(ترجمہ) عالموں کے پیشوا فقہاء کے امام اس صدی کے مجدد فاضل بریلوی نے اللہ تعالیٰ ان کی بقائے دراز سے مسلمانوں کو بہرہ یاب کرے۔ اس مسئلہ میں جو جواب دیا ٹھیک دیا کہ اس جیسی بری مجلس کی تائید اور شرکت اور اس میں حاضری حرام ہے اور اس کی اعانت گناہ اور اس میں قریب ہونا ایمان کے لئے زہر قاتل۔ رغبت کرنے والوں کو چاہئے کہ اسکی رغبت کریں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو توفیق دے کہ اس سے جدا رہیں اور ایسی مجلس سے اور اس کی تائید و شرکت سے بچیں۔

(۴۳) اصاب من اجاب ۔ فقیر محمد رحیم بخش حنفی قادری رضوی مدرس اول مدرسہ فیض الغرباء آگرہ

تصدیقات علمائے کانپور

(۴۵) الجواب صحیح وصواب والمجیب نجیح ومثاب ۔ نمقہ

الفقیر الی اللہ تعالی عبید اللہ عفا عنہ ماجناہ المدرس بالمدرسۃ فیض لحمدی فی الکانفور۔

(۴۶) اصاب من اجاب واللہ سبحنہ اعلم بالصواب حقیق بان یکتب بالذھب علی القرطاس۔

نمقہ محمد عبد الرزاق عفی عنہ

المدرس مدرسہ امداد العلوم فی الکانفور



(۴۷) الجواب صحیح والمجیب نجیح،

حررہ الفقیر الی اللہ المنان المدعو محمد سلیمان الحنفی السنی النقشبندی المجددی الافاقی فضل رحمانی المدرس بالمدرسۃ دار العلوم فی الکانفور غفرلہ ولمشائخہ الغفور بحرمۃ صاحب التاج والمعراج واللواء العقود فی المقام المحمود علیہ والہ واصحابہ

الصلاۃ والسلام من ملک المعبود



(۴۸) اصاب من اجاب واللہ اعلم بالصواب۔

العبد فقیر محمد غفرلہ الصمد المدرس

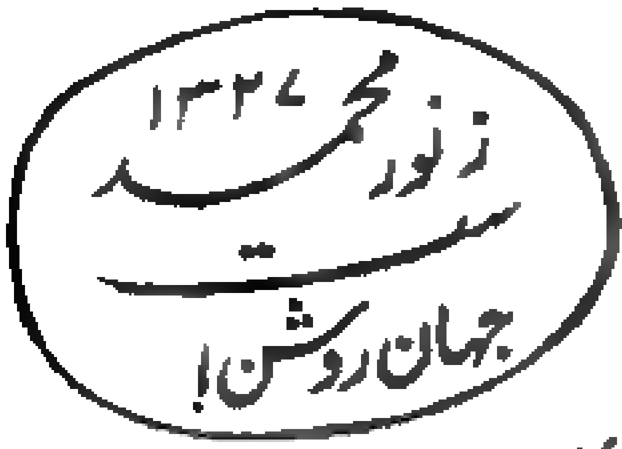
مدرسہ احسن المدارس کانپور

تصدیقات علمائے سندھ حیدر آباد

---

(۴۹) فاضل مجیب نے جو تحریر فرمایا ہے وہ صحیح اور حق ہے۔ واقعی اس قسم کی مجالس او رجو لوگ

اہل بدعت وہوا سے ہیں ان سے دور رہنا ضرور چاہیے اس واسطے کہ ان کی ملاقات اور ان کی مجالس میں جانا علامت ضعف ایمان اور آئندہ کو منجر طرف الحاد کے ہے نعوذ باللہ من ذلک اللّٰھم احفظنا منھم



بجاہ نبیک المصطفٰی ورسولک المرتضٰی

آمین یارب العلمین

احقر العباد نور محمد السندی الحیدرآبادی

تصدیقات علمائے محمود آباد ضلع سیتاپور

(۵۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

اما بعد بے شک ایسی مجلس مقرر کرنا جشن خوبدنا اور سخت حرام و ناروا ہے مسلمان کی ترقی ہرگز اس میں نہیں، ایک صحیح واقعہ پیش کرتا ہوں وہ یہ کہ امیرالمؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حضور سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور چٹائی پر آرام فرماتے ہیں کہ اس کے نشان بدن اقدس پر ظاہر ہو رہے ہیں۔ امیرالمؤمنین کو بے اختیار رونا آگیا عرض کی یارسول اللہ! قیصر و کسریٰ کافران مجوس و نصاریٰ اس ناز و نعمت میں اور حضور اللہ کے رسول اس تکلیف و محنت میں، فرمایا اے عمر کیا تو راضی نہیں کہ ان کے لئے دنیا ہوا اور ہمارے لئے آخرت۔

خود امیرالمؤمنین فاروق اعظم باوصف فتوحات عظیم کے جب بیت المقدس تشریف لے گئے ہیں کہ وہاں کے پادریوں نے آپ کو دیکھنے کے لئے بلایا تھا حالت یہ ہے کہ پیش دشمناں اونٹ پر غلام سوار اور جناب کے دست اقدس میں اونٹ کی مہار بدن مبارک

پر چمڑے کا کرتہ جس میں متعدد سترہ پیوند۔ اگر ایسی مجلس کے لوگ جو درج سوال ہیں اور جان و مال سے انجمن ظلم میں شرکت کو تیار ہیں حضرات صحابۂ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھتے کس کس طرح ہنستے اور احمق سمجھتے بلکہ دل میں تو اب بھی کہتے ہوں گے کہ وہ ریگستانی جفاکش ناز و نعمت کے مزے کیا جانیں یہ لطف عجیب اور نظم و ترتیب و آراستگی و تہذیب کچھ دانایانِ یورپ ہی کو نصیب۔ ان خیالاتِ فاسدہ کے دل میں نہ آنے کے لئے تو ہمارے سلطان ہفت کشور شافعِ روزِ محشر صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا تجالسوھم الخ ان کے پاس نہ بیٹھو ان سے دور بھاگو انہیں اپنے سے دور رکھو کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں کہیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں۔ معاذ اللہ کہیں حضور کے خیال مقدس میں یہ بات نہ آئی تھی کہ ہمارے میل جول سے بدمذہب ہدایت پائیں گے، راہ راست پر آئیں گے نہیں یہ منع فرمانا حضور کا ازراہِ شفقت تھا جس طرح شفیق باپ ازراہِ مہربانی اپنی پیاری اولاد کو آوارہ مزاجوں اور بدمعاشوں کی صحبت و میل جول سے روکے۔

یہ چند حروف فقیر نے محض زبدۂ اربابِ سنت و عمدۂ اصحابِ جماعت اخی فی الدین قاسم میاں صاحب کے فرمانے سے لکھے ورنہ امام اہلِ سنت مجددِ مائۂ حاضرہ مؤیدِ ملت طاہرہ حماہ اللہ تعالٰی عن الشر و الاعداء کے نورانی کلمات عوام تو عوام خواص کے لئے کافی ہیں۔ مسلمانوں کو اس پر عمل کرنا چاہئے اور فقیر ضعیف کو بھی دعائے خیر سے یاد کرنا چاہیے ختم اللہ لنا و لکم بالخیر والحسنی و وفقنا لما یحب و یرضی وحشرنا فی ظلال حمایات الاولیاء المقربین وتحت لواء سید المرسلین وصلی اللہ تعالٰی وسلامہ علی خاتم

النبیین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

محمد اسمٰعیل سنی حنفی قادری محمود آبادی الحال پیش امام رسالہ نمبر ۴ دہلی

(۵۱) ذٰلک کذٰلک

رجب علی مدرس مدرسہ اسلامیہ
محمود آباد

(۵۲) ذٰلک کذٰلک

خادم طلبہ محمد عبداللطیف مدرس مدرسہ
اسلامیہ محمود آباد و پیش امام جامع مسجد محمود آباد

تصدیق حامی سنت ماحی بدعت جناب مولانا مولوی عبدالرحیم صاحب احمد آبادی زیدت مکارمہم

---

(۵۳) الجواب صحیح

کتبہ عبدالرحیم بن پیر بخش السنی الحنفی القادری النقشبندی الاحمد آبادی
المدرس الاول بالمدرسۃ القادریۃ

عبدالرحیم ۱۳۴۵

تصدیق ناصر سنت قامع بدعت مولانا مولوی ابوالمساکین محمد ضیاء الدین صاحب زید مجدہم

---

(۵۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ العزیز الکریم والصلٰوۃ والسلام علی حبیبہ الرؤف الرحیم

فتوائے مبارک فرستادۂ ناصر ملت حقہ، ناشر سنت سنیہ، قاطع اعناق بدعات شنیعہ،

قامع بیخ محدثات قبیحہ، سرشکن فرق باطلا من الندویۃ والوہابیۃ والغیاچرہ، ماحی کفر وطغیان حامی دین وایمان، جناب قاضی قاسم میاں امام جامع شہر گونڈل متعلق کاٹھیاوار صانہ المولی الستار عن شرور الاشرار فقیر کی نظر سے گزرا۔ خلعت صدق وصواب سے آراستہ، زیور رشد وہدایت سے پیراستہ پایا ؎

جو کچھ لکھا ہے اس میں سراسر صواب ہے

اثبات مدعا پہ حدیث وکتاب ہے،

ہر لفظ اس کا گوہر کان رشاد ہے،

ہر سطر اس کی راہ حصول مراد ہے

کیونکر نہ ہو یہ تحریر فرمایا ہوا اس بے نظیر کا ہے جس کا مثیل آج دنیا میں ملنا مشکل، جو فاضلوں کا فاضل، جس کا فتوے تمام روئے زمین پر جاری، جس کے فیوض وبرکات ہر گوشہ عالم میں ساری، جو استاذوں کا استاذ مسلم، ہر عالم سے اعلم، مفتیوں کا سرتاج اکرم، سنیوں کا امام معظم، گلزار سنت کو شاداب فرمانے والا، داغ بد مذہبی وبدعت کو مٹانے والا، درخت کفر وشرک کا قاطع، شریعت وطریقت کا جامع، جس کا تمام ہندوستان مدح خوان، جسکی توصیف میں علمائے حرمین طیبین رطب اللسان، گمراہوں کا راہنما ہمارا آقا، ہمارا مولی، ہمارا سردار، متقی پرہیزگار، حکیم امت، اعلحضرت مولوی مفتی احمد رضا خان صاحب ادام فیضہ اللہ الواہب۔

یہ مسئلہ کیا ہے بہت بڑی کسوٹی ہے حق وباطل کے پرکھنے، سنی وبدعتی کے جانچنے کی ہے جو صاحب اس کو پڑھ کر یا سنکر بکشادہ پیشانی تصدیق فرمائیں، حق جانیں، حق مانیں، ان کا ضرور اہل سنت میں شمار، ورنہ اہل بدعت وکلاب اہل النار میں معدود ہوں گے

ہمارے سنی بھائیوں پر لازم کہ ایسی مجلس ایسی صحبت سے بچیں، ایسے لوگوں سے خلط ملط ہرگز پیدا نہ کریں، یہ بہت بڑے شاطر و عیار ہوتے ہیں، وہ وہ سبز باغ دکھاتے ہیں کہ خواہ نخواہ آدمی ان کا کلمہ پڑھنے لگتا ہے۔ جب اس کا دل اپنی طرف لبھا لیا اور اپنا مطیع و مسخر بنا لیا پھر اس کا ایمان دھن دولت سب کچھ چھین لیا، دونوں جہان کے ٹوٹے میں ڈال دیا۔ و باللہ التوفیق وھو یھدی من یشاء الی صراط مستقیم والصلاۃ والسلام علی حبیبہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین آمین

حررہ محمد ضیاء الدین المکنی بابی المساکین عفی عنہ

تصدیق عالم جلیل فاضل نبیل جناب مولانا مولوی سید دیدار علی صاحب الوری مفتی آگرہ

(۵۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم

بلاشبہ اس نازک وقت میں بہت سے علماء در کشش طلب دنیائے دنی میں اتباع سنت ترک کرکے اتنے دنیا دار بن گئے ہیں کہ کوٹ پتلون والوں میں ان کی سی کہہ کر ان سے دنیا حاصل کرتے ہیں، اہل سنت میں لباس سنت پہنکر بزرگان دین مثل حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ و مولانا فضل الرحمن صاحب قدس سرہ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں ان میں مل کر ان کو گمراہ کرتے ہیں جنکا سبق ہمہ تن دنیا ہی دنیا ہے گو اہل دین اور بانی شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ مسلمانوں کی صورت بھی نہ رہے، سارے طریق سنت چھوٹ جائیں فقط برائے نام مسلمان رہ جائیں مگر تحصیل دنیا میں غیر قوموں سے پیچھے نہ رہیں۔ ایسی اغراض سے جو انجمنیں قائم کی گئی ہیں ایسی انجمنوں کے جو ممبر و سرگروہ ہیں ضرور

ان سے مسلمانوں کو بچنا فرض ہے۔ ان کی میٹھی باتوں پر کبھی مسلمانوں کو فریفتہ نہ ہونا چاہیے خواہ وہ قرآن پڑھیں خواہ خوش لہجگی سے مثنوی شریف۔ ان کی مجالس سے بچنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ مسلمانو! ان کے شہد میں زہر ملا ہوا ہے، مسلمانو کبھی تم کو بذریعہ شہد ہلاک نہ کردیں۔ ان احادیثِ صحیحہ سے ان کی حالتوں کو مطابق کر کے دیکھ لو اگر ان علامتوں مذکورہ احادیث سے ان میں کچھ بھی شائبہ پاؤ ان سے کوسوں جدا رہو۔ منتخب کنز العمال میں ہے

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یأتی علی الناس زمان وجوههم وجوه الآدميين وقلوبهم قلوب الشياطين سفاكين للدماء لا يرعون عن قبيح ان تابعتهم واربوك وان ائتمنتهم خانوك صبيهم عارم وشابهم شاطر وشيخهم لا يأمر بالمعروف ولا ينهى عن المنكر السنة فيهم بدعة والبدعة فيهم سنة وذو الامر منهم غاو فعند ذلك يسلط الله عليهم شرارهم فيدعو اخيارهم فلا يستجاب لهم رواه الخطيب۔

" ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے فرماتے ہیں کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ایسا زمانہ آوے گا کہ منہ تو اس وقت کے آدمیوں کے سے منہ ہوں گے اور ہوں گے دل ان کے دل شیطانوں کے سے۔ خونریز لوگ نہ بچیں گے اور نہ بچاویں گے بری بات سے، اگر پیروی کرے تو ان کی تباہ کر دیں وہ تجھ کو اور اگر امانت رکھے تو ان کے پاس خیانت کریں، بچے ان کے شوخ ہوں اور جوان لٹکے چالاک اور بیباک بڈھے ان کے نہ بھلی بات کا

حکم کریں نہ بُری بات سے منع کریں، سنت ان میں بدعت ہو اور بدعت ان میں سنت اور جو ان میں سے صاحب حکم ہوں خواہ وہ عالم ہوں یا حاکم گمراہ ہوں پس ایسے وقت میں غلبہ دے گا ان پر اللہ شریروں کو اور مقرر کرے گا ان پر شریر حاکموں کو پس نیک لوگ جو ان میں ہوں گے پکاریں گے مگر کوئی ان کی نہ سنے گا۔"

عن عابس الغفاری عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بادروا بالاعمال ستا امارۃ السفہاء وکثرۃ الشرط وبیع الحکم واستخفافا بالدم وقطیعۃ الرحم ونشؤ یتخذون القرآن مزامیر یقدمون احدھم یغنیھم وان کان اقلھم فقھا رواہ الطبرانی فی الکبیر۔

"عابس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ چھ باتوں کے ظہور سے پہلے عمل کر لو یعنی پھر نیک عمل کرنا دشوار ہو جاوے گا، حکومت اور امارت بے عقلوں کی ہو، زیادتی چپراسیوں کی ہو اور حکم حاکم بکے یعنی جس نے رشوت دے دی اپنے موافق حکم حاکم سے حاصل کر لیا۔ اور بیع الحکم بالکسر اگر پڑھا جاوے یہ معنی ہوں گے کہ حکمت کی بات کو اہل علم بیچیں اور دین دنیا کے عوض بکے، خون کرنے کو ہلکی بات سمجھیں خویش اور اقربا سے قطع اور جدائی ہو، ایسی پیدائش ہو کہ قرآن کو بانسری کی آواز سمجھ کر ایسے شخص کو اپنا پیشوا بنائیں کہ وہ گانے کے طور سے ان کو سنا دے خواہ سمجھ قرآن کی یعنی اسے نماز روزہ حج زکوٰۃ بیع وشرا، حلال وحرام، میراث وغیرہ مسائل کے بیان کرنے پر ان سب میں سے بہت ہی کم سمجھ رکھتا ہو، اس سے سنیں گے اور جاننے والے عالم سے پرہیز کریں گے۔"

عن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتانی جبرئیل انفا فقال انا للہ وانا الیہ راجعون قلت اجل انا للہ وانا الیہ راجعون فمم ذاک یا جبرئیل فقال ان امتک مفتتنۃ بعدک لقلیل من الدھر غیر کثیر قلت فتنۃ کفر او فتنۃ ضلالۃ قال کل ذلک سیکون قلت ومن این ذاک وانا تارک فیھم کتاب اللہ قال بکتاب اللہ یضلون واول ذلک من قتل قراءھم وامرائھم بمنع الامراء الناس حقوقھم فلا یعطونہا فیقتتلوا ویتبع القراء اھواء الامراء فیمدون فی الغی ثم لا یقصرون قلت یا جبرئیل فبم سلم منھم قال بالکف والصبر ان اعطوا الذی لھم اخذوہ وان منعوا ترکوہ رواہ الحکیم۔

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی میرے پاس جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون یعنی تحقیق ہم واسطے اللہ کے ہیں اور اس کی طرف رجوع کرنے والے ہیں" یہ ایک کلمہ ہے جس کو تکلیف اور مصیبت کے وقت کہنا موجب دفع بلا اور ترقی حسنات ہے لہذا میں نے بھی کہا انا للہ وانا الیہ راجعون مگر اس وقت اس کے کہنے کی کیا وجہ ہے اے جبرئیل! کہا آپ کی امت آپ کے تھوڑے ہی زمانہ بعد فتنہ میں مبتلا ہوگی۔ میں نے کہا فتنہ کفر کا یا فتنہ گمراہی کا؟ کہا سبھی کچھ ہوگا یعنی بعض مرتد بھی ہو جاویں گے اور بعض گمراہ بھی

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یہ دونوں فتنے کیونکر ہوں گے میں تو ان میں اللہ کے پاک کلام کو چھوڑ جاؤں گا۔ کہا کلام اللہ ہی سے گمراہ ہوں گے یعنی اسی کے معنی من گھڑے جوڑ کر جماعت اہل اسلام میں توڑ پھوڑ کریں گے اور اول یہ فتنہ قاریوں سے یعنی قرآن کے جاننے والوں دنیا دار مولویوں سے اور امیروں سے شروع ہوگا، امیر لوگوں کے حق نہ دیں گے اور بند کریں گے، مولوی بھی انھیں کی سی کہیں گے حلال حرام کے احکام بیان کرنے میں ان سے ڈریں گے اور ان کے پیچھے لگیں گے پس گمراہی میں بڑھتے چلے جاویں گے پھر کمی نہیں کریں گے۔ میں نے کہا اے جبرئیل اس وقت ان سے بچنے کی کیا صورت ہے؟ کہا صبر جو کچھ وہ دے لیں اور نہ دیں تو چپ چاپ صبر کر بیٹھیں۔"

اور اس سے زیادہ تصریح اس مضمون کی مشکوٰۃ شریف کی اس حدیث میں ہے:۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اناسا من امتی یتفقھون فی الدین ویقرؤن القرآن یقولون نأتی الامراء فنصیب من دنیاھم ونعتزلھم بدیننا ولا یکون ذلک کما لا یجتنی من القتاد الا الشوک کذلک لا یجتنی من قربھم الا یعنی الخطایا، رواہ ابن ماجۃ۔

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے شک بہت لوگ امت میری سے سمجھ حاصل کریں گے دین کی اور پڑھیں گے قرآن کو اور مولوی بن کر کہیں گے کہ امیروں کے پاس آکر ان کی دنیا سے کچھ لیں اور اپنے دین کو ان سے بچا لیں اور یہ ہو نہیں سکتا جس طرح کانٹے دار درخت سے نہیں چننے جاتے مگر

کانٹے، ان کے قرب سے بھی نہیں حاصل ہو سکتا مگر یہی خطائیں۔"

عن علی کرم اللہ وجہہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یاتی علی الناس زمان ہمتہم بطونہم و شرفہم متاعہم قبلتہم نساءہم و دینہم دراہمہم و دینارہم اولئک شرار الخلق لاخلاق لہم عند اللہ رواہ الدیلمی۔

"حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا آپ نے ایسا زمانہ آوے گا کہ لوگوں کی تمام ہمت اپنے پیٹ بھرنے کی ہوگی جس کے پاس مال و متاعِ دنیا زیادہ وہی سب میں بزرگ ہے جورو ین ان کا قبلہ ہوں اور درہم و دینار انکا دین یہ لوگ بری مخلوقات کے ہیں ان کے واسطے اللہ تعالیٰ کے پاس آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔"

اور اگر اس سے زیادہ تصریح منظور ہو میرا رسالہ مختصر المیزان جس میں تقریباً چالیس حدیثیں اس مضمون کی ہیں کہ حضور نے فرمایا بڑی جماعت کی پیروی کرنا اور جو بڑی جماعت سے جدا ہو جہنم میں پڑے گا، اور چالیس کے قریب اس مضمون کی حدیثیں ہیں کہ میری سنت اور میرے اصحاب کی سنت پر عمل کرنے والا ناجی فرقہ وہی ہوگا جو سوادِ اعظم مومنین کا پیرو ہوگا، اور جو بڑی جماعت سے جدا ہوا جہنمی ہوگا۔ اور چند حدیثیں اس مضمون کی ہیں کہ ہر اخیر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے کہ نماز تمہاری نماز سے اچھی پڑھیں گے اور قرآن بہت پڑھیں گے مگر دین سے بالکل خارج ہوں گے۔ پھر حدیثیں بدمذہب مولویوں کی علامات میں نقل کی گئی ہیں جن کو اگر ملاحظہ فرمادیں اور لوگوں کو دکھلادیں انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہوگا۔

حررہ العبد الراجی رحمۃ ربہ ابو محمد دیدار علی الرضوی الحنفی المفتی فی جامع الاکبر آباد

تصدیقات علمائے کاٹھیاوار

(۵۶) الجواب صحیح و المجیب مصیب للہ درہ حیث اجاب ما اجاب ما اجابہ الا من کتاب اللہ تعالیٰ عز وجل وحدیث الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم ولہ بذلک عند اللہ الجلیل الاجر الکثیر والثواب الجزیل۔

حررہ محمد اسمٰعیل عفی عنہ
القریشی سنی حنفی ثم النقشبندی حالا نزیل الحسام
جودھ فور ملک کاٹھیاوار

---

(۵۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی آلہ الکرام واصحابہ العظام۔ اما بعد بے شبہ ایسی مجلس مقرر کرنا اور اس میں دامے درمے قدمے معاونت کرنا، اپنے ہاتھوں دروازۂ دوزخ کھولنا اور عذابِ خدا کو اپنی طرف بلانا ہے۔ پیارے سنی بھائیو اگر آنکھوں میں نورِ ایمان ہے تو یہ محترم فتوے دیکھو مقدس ومقبول فتویٰ علامۂ دوراں امام اہلِ ایماں جناب مولانا مولوی مفتی حاجی قاری حضرت شاہ احمد رضا خان صاحب قبلہ بریلوی ادام اللہ تعالیٰ فیوضانہ ومتع المسلمین بطول حیاتہ کا تحریر شدہ ہے۔ یہ وہ رکن اعظم اسلام ہے کہ ہمیشہ نصرت واحیائے دین متین میں فرید اور اماتت وازالۂ بدعت وضلالت کفر وشرک میں وحید ہے۔ آپ کے علم وفضل کی نہریں علاوہ ہندوستان کے اور ممالک میں بھی جاری ہیں۔ آپ کے فیوضِ جلیلہ کا آفتاب تمام عالم میں چمکتا ہے۔ کشتیِ دین واسلام کے آپ ناخدا ہیں۔ اہل سنت وجماعت

کے پشت و پناہ ہیں۔ آپ نے اپنی عمر شریف کا اتنا حصہ حمایتِ مذہبی ہی میں صرف کیا، خدمتِ دینی کے سوا ایک ساعت بھی کسی اور کام کی طرف توجہ نہیں فرماتے اسلام و مسلمین کو فائدۂ کثیرہ پہنچاتے ہیں، ہر مہینے دور دور سے سینکڑوں استفتا آتے اور جواب باصواب سے مزین کر کے روانہ فرماتے ہیں، نامور علمائے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ آپ کے فتاوے سے موافقت کرتے اور آپ کی جلالت و تبحرِ علمی کو مانتے ہیں۔ علامۂ وحید فاضلِ فرید آپ کی جناب میں تحریر فرماتے اور موجودہ صدی کا مجدد جانتے ہیں، القابِ جلیلہ سے ملقب کرتے، طرح طرح دعائیں دیتے اور آپ کے مدائح سے جلیل القدر فضلائے عرب رطب اللسان رہتے ہیں۔ مولانا شیخ عبدالرحمٰن دہان مدرس حرم مکہ مکرمہ بعد بیانِ مدائحِ کثیرہ فرماتے ہیں الذی شهد له علماء البلد الحرام بانه السيد الفرد الامام سیدی وملاذی الشیخ احمد رضا خان البریلوی،

مولانا سید اسمٰعیل بن خلیل آفندی حافظِ کتب حرم مکہ معظمہ بعد بہت سے مدائح و ذکرِ اسمِ گرامی اعلیحضرت عظیم البرکت فرماتے ہیں وقد شهد له عالموا مكة بذلك ولو لم يكن بالمحل الارفع لما وقع منهم ذلك بل اقول لو قيل في حقه انه مجدد هذا القرن لكان حقا وصدقا۔ اسیطرح علمائے مدینہ منورہ بھی آپ کے مداح ہیں اور کئی جلیل القدر فاضلوں نے اہلِ حرمین سے کتنے ہی علوم میں آپ سے سندیں لیں اور کئی حضرات نے بیعت بھی فرمائی

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

یہ مسئلہ کیا ہے بڑا امتحانِ خدا ہے جو سنی ہوگا وہ اس فتوے پر عامل ہو کر قہرِ مولیٰ سے بچے گا اور اگر نفسِ امارہ کی شامت یا انجان پُنے سے کانفرنس میں شامل ہوا ہو اور فتوے دیکھنے کے بعد کانفرنس کی شرکت سے تائب ہوا تو ماشاء اللہ جیسا کہ اپنے ہاتھوں سے دروازۂ دوزخ کھولا تھا لاجرم امید قوی ہے کہ اس کی توبہ کو مولیٰ تعالیٰ جل جلالہ مفتاحِ درِ جنت بنادے کہ حدیث شریف میں وارد ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ بلکہ بمصداق اس آیتِ شریف کے من تاب و اٰمن عمل عملاً صالحاً فاولئک یبدل اللہ سیاٰتھم حسنات و کان اللہ غفوراً رحیما۔ خداوندا تو توفیق رفیق گردان غربائے امت خصوصاً اہلِ سنت وجماعت کے تئیں اس طوفانِ بے پایاں سے بچا بجاہِ سید الشافعین آمین یارب العٰلمین۔

آج میری زہے قسمت کہ یہ مقدس فتوے شہر گونڈل کاٹھیاوار سے برادرِ دینی ومحب یقینی اخی فی اللہ حامی سنت ماحی فتن نیچری فگن ندوی شکن دافع الفتن مولانا مولوی حاجی شاہ محمد قاسم صاحب دام بالعزو الرفعۃ والجاہ دمن کل سوء وشر حماہ ووقاہ نے بغرضِ تصدیق وتحسین وتصویب اس ناسزا سگِ بارگاہِ احمد رضا کے پاس بھیجا اور اپنے نامۂ نامی وصحیفۂ سامی میں تحریر فرمایا کہ ما قل ودل اور اپنے مہر ودستخط کر کے سیدھا کلکتہ نزد محب سنت،

عدو بدعت سرتاج اہلِ سنت حامی دین متین قاطع جیوش المبتدعین جناب معلی القاب حضرت منشی حاجی حکیم محمد لعل خان صاحب کے رجسٹری کر کے بھیجدیا کہ وہاں طبع ہو جاوے واللہ فقیر اس پُر انوار خورشید سے مقبول وچمکدار فتوے کی تحسین وتصویب کے کب لائق و حقدار مگر سکریری قاضی صاحب والا مناقب اعلی مناصب دام بالمواہب کی تعمیل حکم کے لئے اسے پر کفایت کرتا ہوں ما اجاب المجیب المصیب العالم العلامۃ الدراکۃ الفہامۃ ذو التحقیق الباھرۃ مجدد الماتۃ الحاضرۃ مولانا احمد رضا خان فھو حق وصواب وذلک حکم السنۃ والکتاب جزاہ اللہ تعالی عنا وعن جمیع المسلمین خیر الجزاء ونفعنا وجمیع اھل السنۃ بعلومہ الی یوم الجزاء واللہ تعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔



عبدہ المذنب محمود جان سنی حنفی قادری البرکاتی
الرضوی البیشاوری ثم الجام جودھپوری کاٹھیاواری عفی عنہ
کتبہ
بمحمدن المصطفی النبی الامی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم

(۸۱) ما کتب العلماء المحققون والفضلاء المدققون فی ھذا الاستفتاء قد اجابوا بالحجج القویۃ وبالدلائل الصحیحۃ من عبارات الکتاب والسنۃ فاثابھم اللہ تعالی ثوابا کثیرا واجرا وفیرا فی یوم القیمۃ وقلع اللہ تعالی اساس المبتدعین ومحافل المنکرین

المطرودین و سود اللہ وجوھھم فی الدنیا و الدین بحرمۃ سیدنا و مولانا سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فالحق احق عند الحق۔

حررہ الاثیم عبد الکریم ابن المولوی حامد صاحب المغفور متوطن فی بلد دھوراجی۔

(ترجمہ) علمائے محققین اور فضلائے مدققین نے اس فتوے میں جو کچھ تحریر فرمایا وہ قوی حجتیں اور صحیح دلائل عبارات قرآن و حدیث سے جواب دیا اللہ تعالیٰ بروز قیامت ثواب کثیر اور اجر وافر انہیں عطا فرمائے اور بدمذہبوں اور منکرین مردودوں کی محفل کی بنیاد قطع کرے اور ان کے منہ دنیا و دین میں سیاہ کرے بحرمت ہمارے سردار و مولیٰ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے۔ تو حق خدا کے نزدیک زیادہ سزاوار ہے۔

(۵۹) الحمد للہ علی کل حال و الشکر للہ علی کل نوالہ والصلوٰۃ و السلام علی رسولہ سیدنا و مولنا وسندنا محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین آمین و بہ نستعین اما بعد اقول، کیا خوب جواب ان سوال کا عالم محقق و فاضل مدقق اعلحضرت مولانا مولوی حاجی الحرمین الشریفین احمد رضا خان صاحب البریلوی نے دیے ہیں جن کی تحریریں دیکھنے سے معلوم ہوا جو کچھ حق جواب کا تقاضہ تھا وہ لکھے اللہ پاک ایسے علمائے دین کو قائم و ترقیٔ درجات میں رکھے آمین ثم آمین۔ چونکہ بمصداق لولا العلماء لھلک الجھلاء سچ تو یہ ہے کہ آجکل بدمذہب ڈالوں کا اظہار ہو رہا ہے یہ

چوہے ہیں دینِ اسلام کی کترنی کر رہے ہیں، ایسے چوہوں کے مرکوب بلکہ نابود کرنے والے علمائے دین اہل السنت والجماعت جیسے یہ ہمارے اعلحضرت وغیرہم کہ ان کانفرنس کے توڑنے والے ہیں بدلائل قرآن شریف و باحادیث صحیح و باقوال فقہائے فصیح کے چندیا اڑادی۔ ہاں ذرا غور کر کے دیکھو صاف کلام پاک صاحب لولاک شافع محشر کا ہمیں راہِ راست بتلا رہا ہے حدیث افضل الاعمال الحب فی اللہ والبغض فی اللہ۔ اللہ پاک جمیع مسلمانوں کو نیک ہدایت بخشے اور راہِ سنت جماعت پر مستقیم رکھے آمین ثم آمین۔

کتبہٗ خادم العلماء والفقراء احقر العباد عبدالحکیم خلف مولوی عبدالکریم ساکن دھوراجی باباً و جداً

---

(۶۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ علی ما ھدی والصلوٰۃ علی رسولہ المصطفی و آلہ المجتبی و علمائہ الذین احکموا بنیان الحق والتقی و قلعوا اساس البدع والھوٰی

اما بعد اس عاجز و احقر خادم العلماء نے تحقیق انیق مشفقان محبیان کی از ابتداء تا انتہاء دیکھی۔ خداوندِ کریم ان سب کو اجرِ عظیم نصیب کرے اور جناب قاضی و حاجی قاسم میاں کو جو خیر خواہ اور سچے عاشق اسلام اور اہلِ اسلام ہیں جنہوں نے بڑی جانفشانی کی ہے اور ان کے ہوا خواہوں کو بھی ثوابِ جمیل عطا کرے۔

المجیب مصیب ولہ فی الاٰخرۃ نصیب

حررہ: احقر العباد محمد طاہر ولد مولوی ایوب عفی عنہما کاٹھیاوار دھوراجی

تصدیق جناب مولانا مولوی غلام محی الدین عرف فقیر صاحب ساکن راندیر ضلع سورت

(۶۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفٰی والصلوٰۃ علیٰ سیدنا محمدنا المصطفیٰ وعلیٰ اٰلہ واھل بیتہٖ واصحابہٖ الاجتباء وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امابعد حمد وصلاۃ کے واضح ولائح کہ فقیر نے یہ تحقیق انیق مجیبانِ مصححان شفیق کی ابتداء سے انتہاء تک دیکھی سو حق حقیق ہے اللہ جل شانہ وعم نوالہٗ ان سب کو اور خاص کر کے جناب برادر بلکہ از جان بہتر دین کے عاشق اہل اسلام کے خیر خواہ محب صادق جناب قاضی وحاجی قاسم میاں اور ان کے معاونوں سب کو جزائے خیر عطا فرماوے حالاً و مالاً۔ بیشک اس زمانہ پرفتن میں اظہار کرنا اور حق کو حق کر دکھانا اور اپنے دینی برادروں کو بچانا یہ ہر مسلمان باایمان کا فرض ہے اور یہ قرآنی حکم محکم ہے جو اس کو نہ مانے اور اصرار کرے وہ قابل جہنم ہے۔ دیکھو سورۂ بقرہ پارۂ دوم ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا۔ پس یہ ندوہ اور کانفرنس اور ایسی ویسی خلاف شرع مجلسیں ہم قابل ہیں ان میں شریک ہونا مدد دینا گناہ کبیرہ ہے خدا سب مسلمانوں کو بچائے اور توفیق نیک رفیق عطا فرمائے آمین۔ الراقم الحروف خادم خلق اللہ فقیر صاحب سید غلام محی الدین بن مولانا مولوی سید رحمت اللہ عفا عنہما بدست خود۔



(۶۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ العلیم العلام وعلیٰ نبیہ و آلہ وصحبہ الصلوٰۃ والسلام امابعد میں ناچیز اس لائق نہیں ہوں کہ ایسے علماء کے فتووں پر تصحیح لکھوں اور میری تحریر سے فتوے کچھ زیادہ معتبر ہو مگر دو باتوں نے مجھے لکھنے پر ابھارا اور جرأت دلوائی، ایک تو برادر ایمانی کے اصرار نے اور دوسرے اس امید نے کہ علمائے راسخین کی متابعت اور مشایعت سے مجھ گنہگار کا حشر بھی ان کے ساتھ ہو جائے اور ع ان کے پیچھے پیچھے قصد جنت الماویٰ کروں لہٰذا لکھواتا ہوں کہ:

ما افتوا العلماء العظام والفقہاء الکرام فھو حق وصحیح وانا اضعف عباد اللہ الجلیل المحمود ابن الحافظ الاسمٰعیل المغفور المرحوم تابع لاقوالھم وفتواھم فی ھٰذا المرام والصلاۃ علیٰ نبیہ وآلہ وصحبہ والسلام وکان ذلک فی ۲۵ من شھر ذی القعدۃ الحرام من السنۃ الھجریۃ

تقریظ جناب مولانا مولوی غلام رسول صاحب ملتانی

(۶۳) قد اصاب ما اجاب مولانا العلام وحید العصر فرید الدھر امام الفقہاء رأس الاتقیاء مجدد المائۃ الحاضرۃ الفاضل البریلوی متع اللہ المسلمین والمؤمنین بطول بقائہ فی ھٰذہ المسألۃ بان التائید والشرکۃ فی مثل ھٰذہ المجالس الشنیعۃ ممنوع کما قال اللہ تعالیٰ

لا یتخذ المؤمنون الکافرون اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شیئ۔ وفقنا اللہ تعالیٰ وایانا ولسائر المسلمین والمؤمنین للمفارقۃ والشرکۃ من ھذہ المجالس والیہ التوفیق وھو احسن رفیق۔

حررہ: العبد الجانی ابوالمقبول غلام رسول الملتانی عفی عنہ

(ترجمہ) درست ہے جو اس مسئلہ میں جواب دیا مولانا علام یکتائے زمانہ تہلائے روزگار فقہاء کے امام پرہیزگاروں کے سردار اس صدی کے مجدد فاضل بریلوی نے اللہ تعالیٰ مسلمین و مؤمنین کو ان کی درازئ عمر سے متمتع کرے کہ اس جیسی بری مجلس کی تائید و شرکت ممنوع ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسلمان مسلمانوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے وہ رحمت خدا سے کسی شئے میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمام مسلمین و مؤمنین کو توفیق دے کہ ان مجلسوں کی شرکت سے جدا رہیں اور اسی کی طرف توفیق ہے اور وہ اچھا ساتھی۔

تقریظ علماے مراد آباد

(۶۲) الحمد للہ علی الخبیر سقطت و الی العلیم ظفرت

بیشک بلا ارتیاب جواب صحیح وصواب ایسے مجالس کا انعقاد بلا نزاع حرام جو دنیا کو دین پر ترجیح دیتے ہیں یا ایسوں کا کام اس میں بذل جاہ و مال تو کجا نفس شرکت ہی ناروا تو ہب تنجر تشنیع کی معجون مرکب کہیں اپنے زہریلے اثر سے تجھے ہلاک نہ کردے اپنے ایمان کی خیر لے فرق مبتدعہ وہابیہ، نیاچرہ، مرزائیہ وغیرہ ضلال کے ساتھ مجالست و موانست ہرگز ہرگز جائز نہیں، جسے وہ ترقی سمجھے وہ عین تنزل ہے دار فانی کے عیش و تفاخر کو

پیشِ نظر رکھ کر نعیم آخرت بھلادیں بے شک مسلمانوں کے لئے دنیا و آخرت میں وہی اصلح و انفع ہے جو ان کے لئے رب تبارک وتعالےٰ اور حضور پُر نور شافعِ یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جیسا کہ مجیبِ معظم و مفخم و مصیب مدظلہم الاقدس نے مبرہن فرمایا مفتی صاحب موصوف الصدر کا علم و فضل ظاہر و آشکار جس سے ہدایت کے چشمے اکنافِ عالم میں نمودار اصل تو یہ ہے کہ حضرت والا کی ذاتِ بابرکت ہرگز کسی واصف کے وصف اور مادح کی مدح کی محتاج نہیں جبکہ اللہ و رسول جل وعلا وصلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے مبارک شہر مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کے علمائے عظام و فضلائے کرام نے ایسا گہرا احترام فرمایا کہ جس کا بیان حیطۂ تحریر سے باہر، میں یہ بھی کیوں کہوں یہ اکرام علمائے بلد امین نے فرمایا نہیں نہیں بلکہ یقیناً یہ مجد و شرف اسی آقائے نامدار سرکارِ ابد قرار فداہ روحی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقار سے ہے جن کے صدقہ میں ہر ذی عزت بنا، جس کو جو ملا ان سے ملا، وہ وہی آفتابِ رسالت ہیں جنہوں نے بعض مقربانِ درگاہِ علیا متع اللہ المسلمین بطول بقائہم کو عالمِ رؤیا میں اپنے نور بار جلوہ کی جھلک دکھا کر زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ " احمد رضا کی خدمتیں قبول ہیں" والحمد للہ علی ذلک' اربابِ سنت پر لازم کہ حضرت ممدوح کے فتوے کے موافق عمل فرمائیں اور بدعقیدہ بدمذہب کی صحبت سے اجتناب رکھیں، اللہ تبارک وتعالےٰ ہم سب کو ہدایت پر قائم رکھے آمین ثم آمین

و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العٰلمین و الصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علی سید المرسلین شفیع المذنبین راحۃ العاشقین و آلہ وصحبہ الطیبین الطاھرین کلھم اجمعین الیٰ یوم الدین۔

حررہ العبد المذنب ابوالمکارم محمد عماد الدین عفی عنہ (مہر: محمد عماد الدین ۱۳۳۷ھ)

(۶۵) الجواب صحیح وصواب والمجیب المعظم المکرم مصیب مثاب

فقیر ابوالبرکات عبید المصطفیٰ سید احمد غفرلہ الصمد

(۶۶) الجواب صحیح

حقیر سید اولاد علی عفی عنہ

تصدیقات علمائے پیلی بھیت

(۶۷) جو کچھ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین عون الاحناف والدین امام علمائے اہلسنت عالم کتاب وملت عارف باللہ، نائب رسول اللہ، مجدد مائۃ حاضرہ صاحب حجۃ قاہرہ مؤید ملت طاہرہ سیدنا ومولانا الحاج اعلیحضرت مولوی احمد رضا خان صاحب دامت برکاتہم ومتع اللہ المسلمین بطول بقائہ نے دربارۂ مسئلہ ہذا تحریر فرمایا ہے وہ سب حق وصواب ہے اور احق بالاتباع ہے مسلمانوں کو اس پر عمل لازمی ضروری اور خلاف اس کا ضلالت وموجب ہلاکت۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم وھو الھادی بحرمۃ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

فقیر قادری حکیم عبدالاحد الشہیر بسلطان الواعظین خادم ومدرس مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت ابن علامۂ اوحد محدث ارشد فقیہ امجد حضرت مولانا مولوی وصی احمد صاحب قبلہ محدث سورتی قدس سرہ العلی۔

(۶۸) حضرت عظیم البرکت عالم اہل سنت قامع بدعت ومحی سنت مولانا وبالفضل اولانا

المولوی احمد رضا خان صاحب متع اللہ المسلمین بحیاتہ کا جواب صحیح ہے۔

حررہ العبد الحقیر ابو سراج عبد الحق رضوی عفی عنہ

(۶۹) الجواب صحیح و المجیب الفاضل نجیح۔

فقیر قادری حبیب الرحمٰن مدرس مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت

تصدیقات علمائے شاہجہانپور

(۷۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الاعلیٰ و الصلوٰۃ و السلام علیٰ رسولہ المجتبیٰ وعلیٰ الہ و اصحابہ الذین ہم اسانید الھدیٰ

امابعد یہ فتوے عالم اکمل فاضل اجل حامی دین غرا حضرت مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا دیکھنے میں آیا نہایت صحیح اور درست پایا۔ بلاشبہ یہ مجلس منحوس مکر اور فریب سے دین اور دنیا دونوں برباد کرنے والی، اگر مسلمان ان کی صحبت اور معاونت اور شرکت سے باز نہ آئیں گے تو بالیقین اپنے دین و دنیا دونوں خراب کریں گے چنانچہ فرمایا حق سبحانہ وتعالیٰ نے لاتجد قوما یؤمنون باللہ و الیوم الاخر یوادون من حاد اللہ و رسولہ، قال فی تفسیر روح البیان تحت ھٰذہ الآیۃ الکریمۃ و المراد من حاد اللہ و رسولہ المنافقون و الیھود و الفساق و الظلمۃ و المبتدعۃ و المراد بنفی الوجدان نفی الموادۃ علیٰ معنی انہ لاینبغی ان یتحقق ذٰلک وحقہ ان یمتنع و لا یوجد

بحال انتہیٰ وایضا فی عن سھل بن عبد اللہ التستری قدس سرہ من صحح ایمانہ واخلص توحیدہ فانہ لا یانس الی مبتدع ولا یجالسہ ولا یواکلہ ولا یشاربہ ولا یصاحبہ ویظھر من نفسہ العداوۃ و البغضاء انتہیٰ۔

اور یہ ان کا کہنا کہ یہ دینی کانفرنس کہاں ہے تو یہ دنیوی ترقی کے لئے قائم کی ہے بالکل فریب اور دھوکا دہی اور رہزنی ہے کیونکہ اگر عزت اور ترقی دنیا کی پیدا کرنے کے واسطے ہے تب بھی ان سے اختلاط اور مداہنت ممنوع ہے چنانچہ تفسیر روح البیان میں ہے۔ ومن داھن مبتدعا سلبہ اللہ حلاوۃ السنن ومن تحبب الی مبتدع لطلب عز فی الدنیا او عرض منھا اذلہ اللہ بتلک العزۃ و افقرا للہ بذلک الغنی انتہی وایضاً قال سبحنہ تعالیٰ تقدس و لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار، قال فی جواھر التنزیل تحت ھذہ الآیۃ الکریمۃ وھی نار جھنم والرکون ھو المیل الیسیر فما ظنک یمیل الیھم کل المیل و یتھالک علیٰ مصاحبتھم ویتعب قلبہ وقالبہ فی ادخال السرور علیھم ویستنھض الرجل والخیل فی جلب المنافع الیھم ویبتھج بالتزیٔ بزیھم والمشارکۃ فی غیبھم ویمد عینیہ الی ما تمتعوا بہ من زھرۃ الدنیا الفانیۃ ویغبطھم

بما اوتوا من القطوف الدانية غافلا عن حقيقة ذلك ذاهلا عن منتهى ماهنالك و ينبغى ان يعد مثل ذلك من الذين ظلموا انتھیٰ۔

اس شاہجہانپور میں عرصہ چودہ پندرہ سال کا ہوا ہوگا کہ اس ندویہ نے مجلس قائم کی تھی مکر و فریب دے کر ساٹھ ہزار روپیہ نقد اور زیورات اور جائیداد و دیہات وغیرہ حاصل کیا کہ اتنا کسی شہر سے حاصل کرنے کا سنا نہیں گیا اور سب خُرد بُرد کر ڈالا یہاں تک کہ طلاب جو مدرسہ ندویہ میں پڑھنے جاتے تھے تو اُنسے خوراک کی تنخواہ لے لیتے تب داخل کرتے۔ اسی وجہ سے مولوی مسیح الزمان خان صاحب اور اعزاز حسین صاحب وغیرہ ان سے علٰحدہ ہو گئے اور فقیر سے اور اہلِ ندویہ سے کئی گھنٹے مباحثہ رہا۔ انہوں نے تسلیم کیا اور وعدہ کیا کہ ہم غیر مقلدوں اور وہابیوں اور رافضیوں اور نیچریوں کو اپنا شریک نہ کریں گے اور پھر بھی انہوں نے شرکت ان فرقۂ باطلہ کی قائم رکھی، اس سے بڑھ کر کیا فریب ہوگا اب ان شہروں میں ان کا داؤں چلتا نہیں، انجان شہروں میں جاکر فریب دہی دنیا اور دین کی اختیار کی۔ انشاء اللہ تعالیٰ سچے مسلمان تو بعد علم کے ان کے فریب میں ہرگز نہ آویں گے۔

مُہر

حررہ الخاطی محمد ریاست علی شاہجہانپوری عفی عنہ

(۷۱) اصاب من اجاب — العبد نور احمد عفی عنہ

(۷۲) الجواب صحیح — محمد فراست اللہ عفی عنہ

(۷۳) الجواب صحیح — ظہور احمد شاہجہانپوری عفی عنہ

تصدیقات علمائے رامپور

(۷۴) الجواب صواب

محمد نور الحسین الرامفوری المدرس الاول للمدرسۃ العثمانیۃ الواقعۃ ببلدۃ کلکتہ

۲۷ جمادی الاولی ۱۳۳۶ھ الہجریۃ المقدسۃ

(۷۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علی الھدایۃ والرشاد، ونعوذ باللہ من البغی والعناد، والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ المصطفیٰ وآلہ وصحبہ الذین اجتباھم واصطفیٰ اما بعد فقیر حقیر اعلیحضرت مجدد دین وملت، قامع شرک وبدعت، مجدد مائۂ حاضرہ، مؤید ملت طاہرہ امام اہل سنت حضرت فاضل بریلوی ادام اللہ دوالبقاہ، کے حرف حرف سے متفق ہے نیچری ایجوکیشنل کانفرنسیں یا ان کے فضلے ندوۂ مخذولہ کی شرکت بدنی ہو یا مالی قطعی حرام اور اس کا حلال اور دینی خدمت سمجھنے والا کافر بیدین ہے۔ ملعون نیچریوں نے خوشنودی نصاریٰ کے لئے حب جاہ میں گرفتار ہو کر انگریزی تعلیم کا جال پھیلایا ہے جس سے اس گروہ نابکار بندۂ کفار کی غرض فاسد صرف یہ ہے کہ جوہر ایمان مسلمان نادان بچوں کے سینے سے مٹ جائے مگر ان اشرار ناہنجار کو اس رہزنی کے صلے میں کوئی منصب یا جہنمی خطاب مل جائے۔ ہنوز ایک ماہ نہیں گزرا کہ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس مدراس میں منعقد ہوئی جس کے صدر آنریبل خان بہادر عزیز الدین احمد سی۔ آئی۔ اے کلکٹر اف ویلور نے خطبۂ صدارت تلاوت فرماتے ہوئے کہا کہ مسلمان بچوں کو ابتدا میں قرآن خوانی سے جو نقصانات پیدا ہو جاتے ہیں

آگے چل کر وہ انگریزی تعلیم میں حارج ہوتے ہیں۔ آگے چل کر فرماتے ہیں کہ جو مادرِ وطن کے فرزند ایم۔اے، یا بی۔اے کی ڈگریاں حاصل کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہوں تو ان کو ایامِ رمضان شریف میں روزہ بالکل نہ رکھنا چاہیے کیونکہ بوجہ صوم طالبعلموں کے قوائے عقلی و حسی کمزور پڑجاتے ہیں" انا للہ وانا الیہ راجعون، (ملاحظہ ہو مزید کیفیت کے لیے اخبار وکیل)۔

جن خبیث کانفرنسوں و نیچری جلسوں میں ان کے معین و مددگار بیٹھ کر خلافِ نصوصِ قرآنی و احادیثِ محبوبِ ربانی ریزولیشن پاس کرتے ہوں ان کانفرنسوں کی شرکت مسلمانوں کو قطعی حرام ہے ایسی کفریہ کانفرنسوں میں ہرگز بہ شقاوت پژدہ کی شرکت کرنا یا مالی مدد کرنا اسلامی بنیاد کو ڈھانا اور آتشِ کفر کا بھڑکانا ہے جس کا انجام جہنم ہے۔ رب العزت ارشاد فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا اٰبائکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم منکم فاولٓئک ھم الظّٰلمون (۲) ما کان اللہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب، حدیث صحیح میں ارشاد ہوتا ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یکون فی اٰخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اٰباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم (۲) من اعرض عن صاحب بدعۃ مقتا لہ ملأ اللہ قلبہ امنا وایمانا (۳) من مشی الی صاحب بدعۃ لیوقرہ فقد اعان علی ھدم الاسلام۔

غرض آیات و احادیث اس بارے میں مالا مال ہیں۔ خداوند کریم برادرانِ اہلسنت کو ان خبیث جلسوں کی شرکت سے محفوظ رکھے اور گروہِ نیاچرہ سے ہم مسلمانانِ اہلسنت کو بچائے آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم۔

فقیر محمد شفاعت الرسول سنی حنفی قادری رضوی برکاتی کان اللہ لہ رامپوری ابن شیر بیشۂ سنت عمدۃ المتکلین سیف المسلول حضرت ابوالوقت مولانا شاہ محمد ہدایت الرسول مرحوم مغفور رامپوری۔

تصدیق جناب مولانا مولوی محمد علیم صاحب میرٹھی زید مجدہٗ

مبسملاً و حامداً و مجدًا (جل وعلا) و مصلیا و مسلماً محمداً (صلی اللہ علیہ وسلم)

امابعد کاٹھیاوار مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مسلمانانِ کاٹھیاوار کی ایک تعلیمی انجمن ہے مسلمانوں میں علوم کی روشنی پھیلانا اور ان کو جہالت کے قعرِ مذلت سے نکالنا ایک ایسا ضروری واہم امر ہے جس کے متعلق قرآنِ عظیم میں یوں وارد ہوتا ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف و ینہون عن المنکر نیز ارشاد ہوتا ہے کہ یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجٰت۔ طلبِ علم کے متعلق فرمانِ حضور عالمِ ماکان ومایکون صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہوتا ہے کہ طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ نیز اطلبوا العلم و لو بالصین لیکن سب سے اہم سوال یہ ہے کہ یہاں علم سے مراد کونسا علم ہے کیونکہ مدینۃ العلوم حضرت سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کا ارشاد ہے کہ العلوم خمسۃ

الفقہ للادیان والطب للابدان والھندسۃ للبنان والنحو للسان والنجوم للزمان کذا فی مدینۃ العلوم وقال الامام الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ العلم علمان علم الطب للابدان وعلم الفقہ للادیان۔

سوال مذکورۃ الصدر کا جواب آیات کلام عظیم واحادیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مضامین کو ترتیب دینے سے بادنیٰ توجہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہاں اس علم سے مراد علمِ دین ہی ہے چنانچہ اسی پر مفسرین ومحدثین کا اجماع۔ اور اگر بعض ماؤلین معانی آیات و احادیث کہتے ہیں کہ علمِ ابدان بھی اس میں داخل ہیں تو بھی یہ امر یقینی ہے کہ علومِ دینی کو بنوع علومِ ابدان پر اولیت ان ماؤلین کے نزدیک بھی مسلّم ہوگی اس لئے معاملات تعلیم وتعلم علوم پر غور کرنے والے کے لئے منکم ہونا ہی نہیں بلکہ بفحوائے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون اہلِ ذکر ہونا اور شانِ رفیع کا مورد بننے کے لئے الذین اٰمنوا کا ہونا نیز طلبِ علم کی فرضیت کا حکم پانے والوں کے لئے مسلم ومسلمہ کا ہونا لابد ہے پس جہاں مسائل تعلیم و تعلیم پر غور کرنیکے لئے امت مرحومہ کے وہ افراد جمع ہوں جو یدعون الی الخیر ویأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر اور اھل الذکر کے مصداق کہلائے جا سکیں اور تعلیمی مشورے میں یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم کی آیت کو ملحوظ رکھ کر تحفظ ایمان و اسلام واشاعتِ علوم دین کے فرض اہم واولین کو محسوس کرتے ہوئے ضمناً ضرورتِ زمانہ کے لئے تجارت وزراعت وصنعت وحرفت نیز ایسی السنہ وکتب کے تعلم وتعلیم کے متعلق بھی مشورہ کریں جن کے حصول سے دین میں نقصان آنے کا احتمالِ اضعف بھی نہ ہو تو ان کی انجمن محمود اور اس انجمن کی شرکت مسعود کہی جائے گی البتہ اگر ارکانِ انجمن معترض الدین و

الایمان ہوں اور مبحث مشورہ تعلیم و تعلم علوم مخرب دین و ایمان تو وہ انجمن یقیناً مردود اور اس کی شرکت سے اہل ایمان کے لئے بہر نوع گریز واجب، جیسا کہ اکابر علماء کے فتاوے سے بوضاحت ثابت ہو چکا۔

واللہ تعالےٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اکمل و اتم۔

فقیر محمد علیم رضا القادری غفرلہٗ

(۷۷) تصدیقات علمائے پنجاب

عنایت فرمائے من جناب قاسم میاں صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ:

یہاں پر استفسارات کے اجوبہ علمائے کرام مقیمان زیارت شریف لکھتے ہیں۔ آپ کا دعاگو عرصۂ ممتدہ سے بوجہ کم فرصتی علیحدہ ہے۔ آپ کے استفسار کے متعلق جواباً گذارش ہے کہ اہل السنت کو اہل ہوا و بدعت کے لئے اشاعت امور ہوائیہ و بدعیہ میں امداد دینی نہ چاہیے میں چونکہ مفتی نہیں ہوں لہذا مہر بھی نہیں رکھتا۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو
مہر علیشاہ بقلم خود از گولڑہ

(۷۸) الجواب صحیح والمجیب مصیب

حررہ الراجی الی لطف ربہ القوی عبدالنبی الامی

السید حیدر شاہ القادری الحنفی المتوطن کچھ بھوج

المعروف بہ پیر بھیڑوالہ النزیل فی الکلکتہ المرقوم

۲۷ جمادی الاول سنہ ۱۳۳۶ھ

(۷۹) فرمان ہادی السبل سید الانبیاء والملائکہ والرسل رسول الکل عزیز از جان و دل حبیب لبیب پیارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم بعد ما ہو المکتوب فی اللوح والقلم فی کل یوم و لیلۃ ولمحۃ وساعۃ ونفس الف الف مائۃ الف مرۃ الی یوم العلم مجمع اہل السنت والجماعت کلہم فی النار ہو، پس ایسے مجمع میں شریک ہونا حرام ہے۔ ہاں ہاں جسے جہنمی رقعہ خرید کرنا ہوا سے جائز ہے کہ اپنا مال رائگاں کرکے دنیا میں ناموری پائے اور اگر وہ " ما انا علیہ واصحابی" وسوادِ اعظم سے خارج ہو کر گروہ اہل البدعت والنار میں اپنا نام لکھوائے۔ ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہکم عنہ فانتہوا الآیۃ ومن کان فی ہذہ اعمیٰ فہو فی الآخرۃ اعمیٰ۔

کتبہ، خاکپائے سیدنا رسول الرب الغفور عبدالشکور گیسو دراز ابن المرحوم المغفور مولوی دادمیاں محمدی سنی حنفی چشتی صابری اویسی دھوراجوی عفا اللہ عنہ۔

تمت الرسالة المسمّاة
بالدلائل القاهرة
على الكفرة النياشرة

اطائب الصیب

علیٰ

ارض الطیب

مؤلفہ و مترجمہ

مولانا مولوی سید محمد عبدالکریم قادری مجیدی رحمۃ اللہ علیہ



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی نصر المقلدین للائمۃ المجتہدین بالاحسان فی الدین علی الطغام الماردین واظہر عجز المفسدین وجہل الابلدین الغیر الفارقین بین الدائن والمدین والصلاۃ والسلام علیٰ سید الانام سند الکرام واٰلہ العظام وصحبہ الفخام وائمۃ الاسلام والاولیاء الاعلام المتصرفین باذنہ فی الارواح والاجسام وعلینا بہم یا ذا الجلال والاکرام۔ اٰمین۔ بعد حمد وصلاۃ حضرت عظیم البرکۃ، صاحب حجت قاہرہ وصولت باہرہ وتصانیف زاہرہ مجدد المائۃ الحاضرۃ تاج الفقہاء، غیظ السفہاء، محمود الکملاء، محسود الفضلاء، ماحی الفتن، حامی السنن، زین الزمن، حبر شریعت، بحر طریقت، ناصر ملت، حضرت عالم اہلسنت

دام ظلہٗ و مد فضلہ و کثرت احبا، ہ و کسرت اعدا، ہ بالنبی الکریم علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والتسلیم نے آخر رسالۂ فیض مقالہ " ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار " میں تمیز سنّی و وہابی کے لئے چند کلمات مجملہ ارشاد فرمائے کہ جو ان کو مانے وہابیت سے پاک ہو سنّی بن جائے از انجملہ فرمایا (۴) تقلید ائمہ فرض قطعی ہے بے حصولِ منصب اجتہاد اس سے روگردانی گمراہ بد دین کا کام ہے غیر مقلدین مذکورین اور ان کے اتباع و اذناب کہ ہندوستان میں نامقلدی کا بیڑا اٹھائے ہیں محض سفیہان ناشخص ہیں ان کا تارکِ تقلید ہونا اور دوسرے جاہلوں اپنے سے بھی اجہلوں کو ترکِ تقلید کا اغوا، کرنا صریح گمراہی و گمراہ گری ہے۔

(۵) مذاہبِ اربعۂ اہل سنت سب رشد و ہدایت ہیں جو ان میں سے جس کی پیروی کرے اور عمر بھر اسی کا پیرو رہے کبھی کسی مسئلے میں اس کے خلاف نہ چلے وہ ضرور صراطِ مستقیم پر ہے اس پر شرعاً کوئی الزام نہیں، ان میں سے ہر مذہب انسان کے لئے نجات کو کافی ہے۔ تقلید شخصی کو شرک یا حرام ماننے والے گمراہ ضالّین متبع غیر سبیل المؤمنین ہیں۔ (۶) متعلقات انبیاء و اولیاء علیہم الصلاۃ والثناء مثل استعانت و ندا، و علم و تصرف بعطائے خدا وغیرہ مسائل متعلقہ اموات و احیاء ہیں نجدی و دہلوی اور ان کے اذناب نے جو احکام شرک گھڑے اور عامۂ مسلمین پر بلا وجہ ایسے ناپاک حکم جڑے یہ ان گمراہوں کی خباثت مذہب اور اس کے سبب انہیں استحقاق عذاب و غضب ہے۔ ایک بزرگوار تقریباً تیس سال سے خاکی رامپور ہیں۔ زبان عوام میں " مولوی طیب عرب " کے نام سے مشہور ہیں، یہیں کچھ پڑھا پڑھایا، انقلاب زمانہ نے پرنسپل بنایا، بیس برس ہوئے ۱۳۰۰ھ سے

پہلے حضرت عالم اہلسنت دام ظلہ رامپور تشریف لے جاتے۔ اس زمانہ میں عرب صاحب کچھ ایسی ہی شُد بُد جانتے اور کچ مچ عربی بول لیتے۔ خدمتِ اقدس میں اکثر حاضر آتے۔ یہی ہندوستانی انگرکھا وغیرہ پہنتے ہوتے مگر عرب کہلانے کے باعث حضرت والا اعزاز فرماتے ہاں اس وضع کے سبب قلب میں اندیشہ تھا کہ دیکھئے ہندوستان کا پانی عرب صاحب پر کیا اثر ڈالے۔ ابھی تو افضل البلاد کی وضع بدلی ہے آگے کیا کچھ پر پُرزے نکالے رجب ۱۳۰۲ھ میں جناب منشی محمد فضل حسن صاحب مرحوم مغفور نے انتقال فرمایا حضرت کا رامپور تشریف لے جانا نہ ہوا کہ ان سے قرابتِ قریبہ دائمی زیارت تھی اور جب بندۂ خدا کو فضل الٰہی تمام امصار و اقطارِ ہند کے علاوہ بنگالہ وکشمیر و برما وغیرہا ملکوں کا مرجعِ فتوے بناتے اسے بے ضرورت سفر کی کب فرصت تھی جب سے عرب صاحب کا کچھ حال نہ ملا مگر ادھر حضرتِ والا کی فراستِ صادقہ کا رنگ کھلا، پرنسپلی نے زور لگایا، عرب صاحب کو مجتہد بنایا، وہ رسالہ مبارکہ کہیں ان بزرگوار نے بھی مطالعہ کیا، تقلیدِ ائمہ کو فرضِ قطعی دیکھ کر نئی مجتہدی کا ننھا سا کلیجہ دھک سے ہو گیا۔ حضرتِ والا کی خدمتِ اقدس میں عریضہ لکھا۔ یہاں سے جواب مع دلائل صواب کا افاضہ اور مجتہدی کی قلعی کھونے کو بعض سوالات کا اضافہ ہوا عرب صاحب نے جواب تو عاجزانہ قبول کیا مگر سوالوں کا جواب اصلاً نہ دیا بلکہ دوسرے مسئلۂ تصرفِ اولیائے کرام میں سوال کا راستہ لیا۔ ادھر سے اس کے جواب کا بھی افادہ اور دربارۂ تقلید سلسلۂ سوالات زیادہ ہوا۔ اب عرب صاحب سو گئے۔ اُن سوالوں کو پانچ، اِن کو تین مہینے ہو گئے۔ آخر ادھر سے تقاضائے جواب ہوا عرب صاحب کو پیچ و تاب ہوا، تہذیب کے رنگ بدل گئے، بھرے بیٹھے تھے اُبل گئے،

کذب وجہل سے کام لیا مگر روزِ موعود گزرا جواب نہ دیا، یہاں فضلِ الٰہ ہے، ایسوں دلیسوں کی کیا پرواہ ہے، اکناف واقطار سے ہزاروں مستفیدانہ پوچھتے فیض پاتے ہیں جو معاندانہ اوچھے منہ کی کھاتے ہیں، روز افزوں فضلِ باری ہے یہی کارخانہ جاری ہے، ایسوں کا مخاطبہ کیا شے تھا کہ قابلِ اشاعت سمجھا جاتا، خصوصًا وہ خوش فہم جنہیں بدیہیات کا بھی ادراک نہیں، تنبیہ کے بعد بھی آنتساج تأمل سے انفکاک نہیں، حضرات ناظرین ازالۃ العار کی عبارت آپ کے پیشِ نظر ہے ملاحظہ ہو کہ نمبر (۴) میں مطلق تقلید بے تخصیص وتقیید جلوہ گر ہے، تقلید خاص کے بیان میں مستقل جداگانہ پانچواں نمبر ہے۔ یہ مجتہد صاحب ایسے سلیس دو کلام، جُدا جُدا نمبر تک کے انتظام کو نہ سمجھے اور خط اول میں پوچھنے بیٹھے کہ آپ تقلید کی کونسی قسم کو فرض قطعی فرماتے ہیں (دیکھو اس رسالہ کا صٓ)

آخر حلیمانہ جواب عطا ہوا کہ ہم مطلق تقلید کو فرض قطعی بتاتے ہیں (دیکھو ص۱۵) اس پر بھی دوسرے خط میں بولے کہ مجھے آپ کے جواب میں غور و تامل کرنے سے یہ کھلا کہ آپ نے وہاں مطلق کا حکم لکھا (دیکھو ص۲۳) انا للہ وانا الیہ راجعون ع

چہ خوش چرا نباشد آخر نہ اجتہادست ؂ مگر معتمدین سے خبر مسموع ہوئی کہ مجتہد صاحب کو خود اپنی تشہیر مطبوع ہوئی۔ اس بارے میں اور ان کی کوئی تحریر چھپنی شروع ہوئی، دو چار ہی دن جاتے ہیں کہ وہ نامطبوع مطبوع ہوئی اس پر یہاں بھی احباب نے مناسب جانا کہ خطوط بعینہا شائع ہوں کہ ناظرین اصل واقعے پر مطلع ہوں، اگر مجتہد صاحب نے کچھ غیرت اجتہاد سے کام لیا، تحریر میں تمام سوالات سے جواب دیا فبہا، یہ رسالہ بعونہ تعالےٰ رسالۂ جواب کا مقدمہ ممہد ہوگا اور اگر جوابوں سے

راہ کترائی، میزبحری بچائی، خارجی باتوں میں اڑان گھائی بتائی تو یہی رسالہ ان کی تحریر کا پیشگی رد ہو گا کہ حضرت پہلے سوالات کا جواب دیجئے اس کے بعد کچھ کہنے کا نام لیجئے لہٰذا توکلاً علی اللہ یہ رسالہ جمع کیا اور عموم فائدہ کو خطوط کا سلیس ترجمہ کر دیا الصلوٰۃ والسلام علی نبی الھدیٰ وآلہ وصحبہ دائما ابدًا۔

خط اول عرب صاحب بنام نامی حضرت عالم اہلسنت مدظلہ السامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الی حضرۃ الفاضل العلامۃ الشیخ احمد رضا مد ظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ بعد السؤال عن عزیز خاطرکم نعرفکم بانا قد اطلعنا فی بعض تصانیفک انک تقول ان التقلید فرض قطعی فتعجبت وحق لی ان اتعجب لانی قد قضیت نحوا من ثلثین سنۃ فی خدمۃ طلبۃ العلم فلم اھتد الی استحباب التقلید فضلاعن وجوبہ فکیف بفرضیتہ لامطلقا بل فرضیتہ قطعیۃ فلھذا ارغب الیک ان تعلمنی ادلۃ ذلک وعین لی ان ای قسم من اقسام التقلید فرضا قطعیا ثم اخبرنی ان علم المکلف بفرضیۃ التقلید کیف یحصل لہ ا بتقلید او باجتہاد ثم اخبرنی کیف یختار احد المجتہدین ابتقلید ام باجتہاد

ھٰذا، واللہ یھدینا وایاکم الیٰ سبیل الرشاد۔

محمد طیب ۱۴ رجادی الثانی ۱۳۱۹ھ از رامپور

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ببارگاہ فاضل علامہ حضرت احمد رضا مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پرسشِ مزاج گرامی کے بعد ہم جناب کو معرفت کراتے ہیں کہ ہم نے آپ کی بعض تصنیفوں میں آپ کا یہ قول دیکھا کہ تقلید فرض قطعی ہے اس سے مجھے تعجب ہوا اور مجھے سزاوار تھا کہ تعجب کروں اس لئے کہ میں نے تیس برس کے قریب طالب علموں کی خدمت میں گزاری، مجھے تقلید کو مستحب جاننے کی ہدایت نہ ہوئی چہ جائے وجوب پھر کہاں فرضیت وہ بھی مطلق نہیں بلکہ فرضیت قطعیہ اس وجہ سے میں آپ کی طرف آرزو لاتا ہوں کہ مجھے اس کے دلائل تعلیم فرمائیے اور معین کیجیے کہ تقلید کی کونسی قسم فرض قطعی ہے پھر مجھے بتائیے کہ مجتہدوں میں سے کسی کو کیونکر اختیار کرے؟ آیا تقلید سے یا اجتہاد سے؟ بات یہ ہے اور اللہ ہیں اور آپ کو راہِ ہدایت دکھاتے۔

محمد طیب ۱۴ رجادی الثانی ۱۳۱۹ھ از رامپور

معاوضہ اول از حضرت عالم اہلسنت مدظلہ الاکمل بجواب خط اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الى الفاضل الكامل الشيخ محمد طيب المكى سدده الله بقلب ملكى

اما بعد فانى احمد الله اليك . سلام عليك وصل الكتاب وحصل الخطاب . غب ما طال امد . وزال ابد . وظن الوداد ان قد نفد . او كان قد . ومما يسر ان التخاطب فى امر دينى . والسوال عن فرض يقينى فاحببت الجواب رجاء للثواب . واظهارا للصواب . وقضاء لحق اخوة الاحباب ولو انك يا اخى رجعت فى هذا الى الكلام المبين لاغناك عن مراجعة مثلى من المقلدين كما به تغنيت فيما تمنيت عن الائمة المجتهدين . رضوان الله تعالى عليهم اجمعين الم تر الى ربك كيف يقول وقوله الحق وما كان المؤمنون لينفروا كافة فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا فى الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون فقد فرض التفقه فى الدين واعفى منه عامة المؤمنين ولم يترك احدا منهم سدى فانما ارشد للتقليد من اهتدى الم تعلموا ان لله على خلقه فرائض لا تترك ومحارم لا تنتهب وحدودا من تعداها فقد ظلم وهلك ولكلها او جلها شرائط وتفاصيل لا يهتدى اليها الا قليل وما يعقلها الا العالمون فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

بل لو رجعت الى نفسك لالفيت غدك هذا اكمل امسك وانا اجيرها بالله ان تبهت او تكابر او تتعامى عن البدر وهو زاهر سئلها هل لله سبحنه وتعالى على العباد ما لا يدرك علمه اول ما يدرك الا بنص او اجتهاد فان ابت فمنكرا اتت وان سلمت سلمت واسلمت فسلها اترين الناس كلهم عالمين بما لهم وعليهم من امور الدين لاحاطتهم جميعا بمعانى النصوص واقتدارهم طرا على استنباط المسكوت عن المنصوص فان عممت فقد عميت وان احجمت فقد هديت فسلها عن الذين لا يعلمون ولا يبصرون ولا على الاجتهاد يقتدرون اولئك متروكون سدى فان انعمت فقد ضللت الهدى وان ابصرت فانكرت فسلها ما لهم من السبيل الى ان يعلموا احكام الجليل اان يسيروا بانفسهم وهم لا يبصرون ويستنبطوا وهم لا يقدرون او يرجعوا الى العلماء المرشدين فيعتمدون عليهم فى امور الدين ويعلموا بقولهم منقادين فان بالاول اجابت فقد بهتت وجنايت لا يكلف الله نفسا الا وسعها وان ابت وابت الى الاخر اصابت وقد وجدت ضالة ضلت ربها. ثم من العجب سؤلك عما لا يسأل عنه

مثلك، ان علم المكلف بفرضية التقليد كيف يحصل له اباجتهاد اوبتقليد فلقد قصرت و لاقصر وزعمت الحصر حيث لاحصر اما علمت ان الضروری فی علمه عنهما جميعا الغنى آليس ان كل مسلم يعلم ضرورة من الدين علما لايخالطه ظن ولاتخمين ان لله عليه فرائض وحرمات وحدودا و تكليفات و يعلم منهم من لا يعلم علما وجدانيا ان لا يعلم و انه لايقدر ان يعلم الا ان يعلم و يعلم ان لا براءة ذمة الا بالعمل ولاعمل الا بالعلم ولاعلم الا لمن تعلم فينقدح فی ذهنه بداهة ان عليه سؤال من اذا سئل هدى وعلم وهذا سيدنا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قائلا وقوله اصدق مقال الا سألوا اذا لم يعلموا فانما شفاء العى السوال وقد تواتر ذلك من لدن الصحابة رضى الله تعالى عنهم وهلم جرا اتراتركتابة الصلوات وسائر المكتوبات علانية وجهرا بل هو امر مجبول عليه اجبال البشر من امن منهم ومن كفر فترى عوام كل فرقة تأتی علماءها و اتباءها وتسأل دواء داء جهلها من تحسبهم اطباءها علما من لديهم بان القاضی ما عليهم فاسألهم ابتقليد كان ام باجتهاد

مسائلتک بالاخبار من لم تزوده بالازواد او انت
بنفسک انبئنی عن قولک لی ارغب الیک ان تعلمنی
وانا عائذ باللہ ان یکون سؤالک سؤال متعنت عنید
بل سؤال طالب للحق مستفید فباجتہاد اتیتنی
ام بتقلید فان الامر دین والعبث فیہ من صنیع المفسدین
فلیس عن اعتقاد حکم حمید ولا اعتقاد الاعن منشأ
سدید وقد انحصر فی الاجتہاد والتقلید ثم اذ لم
تجتہد وانت تخدم الطلبۃ منذ ثلثین عاما لدلیل
یدلک علی استحباب التقلید فضلا عن وجوبہ فضلا
عن افتراضہ قطعا وابراما فسواء علیک ان یکون
عندک حکم فی القضیۃ من تحریم او کراھۃ او اباحۃ
شرعیۃ او انت شاک فیما ھنالک او شاک و شاک
فی انک شاک ایّا ما کان فلا محید لک من تجویز
جواز ترک التقلید وتلقی الاحکام من الکتاب المجید
لکل عامی جہول بلید لا یعرف الغث من السمین و
لا الشمال من الیمین ولا الظلمات ولا النور ولا الظل
ولا الحرور اذ لولاہ لما اعتراک شک شائک فی وجوب
التقلید علی اولئک فضلا عن الاستحباب فضلا عن
الزام الاجتناب فضلا عن التیقن الکذاب بخصوص

نوع من اضداد الایجاب ولا وربك لن یستقیم لك ذلك
الا باحد مسلكین من اشنع المسالك موقعین السالك
فی اسوء المهالك تزعم ان الناس عن اخرهم من اهل
الاجتهاد فی جل ما یحتاجون الیه فلهم یدان باستنباط
الاحكام او ابتداع سبیل اخر الی تعرفها غیر التقلید
والاجتهاد فیعملون من دون علم ولا استعلام وانا
اعیذك برب المشرقین ان تقول بشیئ من هذین
الشططین وان وجدت احدا من رعاع الجاهلین یتفوه
بمثل الباطل المبین فانه الله اخذ بیده والی استعلاج
الدماغ ارشده واهده فقد اخذه جنون والجنون فنون
والدین نصح والنصح یثیب والطیب اللبیب الحاذق
الاریب الاجمل منك قریب دع عنك العوام تنبئ عن
نفسك فی تلك الاعوام كیف عبدت الله وعاملت
العبید اباجتهاد ام بتقلید وعلی كل فالانسان علی
نفسه بصیرة ولو القی معاذیره هل انت من شروط
الاجتهاد ملی قادر علیه ام عاجز خلی علی الاخر ما انت
وایش انت حتی لا یجب علیك التقلید ایسوغ الاجتهاد
لعار بلید عاثر بائر ذی عی شدید هل هو الا غی بعید
ام لتعرف الاحكام سبیل جدید وها انت حاصره فی

اجتهاد وتقليد وعلى الاول هل يسوغ لك الاجتهاد
فى جميع غصون الشرع ام فى بعض دون بعض من
فنون الاصل والفرع على الاخير ما انت فيه مجتهد
فعين وما لا فسبيلك فيه فبين وعلى الاول بل هو
المتعين وعليه المعول اذ لو لم يحل لك الاجتهاد
فى جميع المواد لوجب التقليد فى بعض الفنون وبالخلو
من اعتداده لم تخل سنون فيا قريب مالك ورقيب
ابن ادريس هات هنيهاتك وافتح الكيس فأت بعشر
صور مفتريات من مسائل فقه اجتهاديات تكون انت
ابا عذرها لا تستند باحد فى بناء جدرها لا فى
بطن ولا فى ظهر ولا فى ورد ولا فى صدر ولا فى جرح
ولا تعديل ولا تفريع ولا تأصيل فيظهر الحق ويزول
الغرور ولا يغرنك بالله تعالى الغرور وكأنى بك
مسترشد مما وعيت ان القيت السمع وانت شهيد
ان كلامى كان فى نفس التقليد من حيث هو لا اثر فيه
للتقييد فلا معنى للسوال عن خصوص نوع وتعيينه
وما بان مهملا وما كان مجملا فما الاقتراح لتبيينه
اما ان المكلف هل يتخير ام يخير فبحث اخر والكلام
فيه فاش مشتهر ولهما ثالث فى الالتزام والكل خارج

عن هذا المرام فاياك ثم اياك ان تخلط الكلام
وتخرج المقال عن النظام وعليك بالانصاف خير
الاوصاف ، فان رأيت ما التمسته انت ولم يأتك بدءً
انه هو الطريق القويم فذاك المأمول من طبعك السليم
وودك القديم ولا فاني اعوذ بربي وربك ان تكابر تحقيقا
اوتدابر تصديقا وان ابيت فما انا بآت ما اتيت
ولعلك تجد من يجازي بمثل ولا يمل مكابرة و
لايخشى مدابرة والله الهادي وله الحمد في
الاولى والاخرة وصلى الله تعالى على سيدنا ومولانا
الامان الامين فاتح الخلق وخاتم النبيين محمد
شارع الاجتهاد للماهرين وآمر التقليد للقاصرين
وعلى آله الطاهرين وصحبه الظاهرين ومجتهدي
ملته والمقلدين لهم باحسان الى يوم الدين
وبارك وسلم ابد الابدين آمين آمين والحمد لله
رب العلمين.

كتبه عبده المذنب احمد رضا البريلوي
عفي عنه بمحمد المصطفى النبي الامي صلى الله
تعالى عليه وسلم لعشر بقين من جمادى الاخرة
سنہ ۱۳۱۹ھ

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بنام فاضل کامل شیخ محمد طیب مکی سددہ اللہ تعالیٰ بلقب ملکی

بعد حمد و صلوٰۃ میں آپ[1] سے حمدِ الٰہی بیان کرتا ہوں۔ سلام علیک۔ خط آیا، مخاطبہ لایا۔ بعد اس کے کہ ایک زمانہ گزرا اور مدت دراز نے انقضا پایا اور دوستی نے گمان کر لیا تھا کہ جا چکی یا اب گئی اور ایک خوشی کی بات یہ ہے کہ گفتگو ایک امرِ دینی میں ہے اور سوال ایک فرض یقینی سے تو میں نے جواب دینا چاہا، بامید ثواب و اظہار صواب و ادائے حق محبت احباب، برادرم اگر آپ اس معاملے میں قرآنِ عظیم کی طرف رجوع کرتے تو مجھ جیسے مقلد کی جانب رجوع کی حاجت نہ ہوتی جیسا کہ آپ اپنے خیال میں قرآن فہمی کے باعث حضرات ائمہ مجتہدین رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین سے بے نیاز ہو گئے ہیں، آپ نے دیکھا کہ آپ کا رب کیا فرما رہا ہے اور اسی کا قول سچا ہے وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ الاٰیۃ یعنی مسلمان سب کے سب تو باہر جانے سے رہے تو کیوں نہ ہوا کہ ہر گروہ سے ایک ٹکڑا نکلتا کہ دین میں فقہ سیکھے اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائے اس امید پر کہ وہ خلاف حکم کرنے سے بچیں تو اللہ تعالیٰ نے فقہ سیکھنا فرض فرمایا اور عام مؤمنین کو اس سے معاف فرمایا اور مہمل اور آزاد

---

[1] یہ مزاج پرسی کے جواب میں شکر الٰہی کا اظہار ہے ۱۲ مترجم

کسی کو نہیں رکھا ہے تو ضرور اہلِ ہدایت کو تقلید ہی کا ارشاد ہوا ہے[1]۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ اللہ عزوجل کے لئے اپنی مخلوق پر کچھ فرض ہیں کہ چھوڑنے کے نہیں کچھ حرام ہیں کہ حرمت توڑنے کے نہیں، کچھ حدیں ہیں کہ جو ان سے آگے بڑھے ظالم ہو اور ہلاکت میں پڑے، اور ان سب یا اکثر کے لئے شرطیں اور تفصیلیں ہیں جنہیں گنتی ہی کے لوگ جانتے ہیں اور ان کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو تو اہلِ ذکر سے مسئلہ پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔ بلکہ آپ اپنی عقل ہی کی طرف رجوع لاتے تو اپنی اس آئندہ کل[2] کو گذشتہ کل کی طرح پاتے اور میں آپکی عقل کو خدا کی پناہ میں دیتا ہوں اس سے کہ انہونی جوڑے یا ڈھٹائی کرے یا چمکتے چاند ماہِ تمام سے اندھی بنے اپنی عقل ہی سے پوچھئے کیا اللہ تعالیٰ کے لئے بندوں پر کچھ ایسے احکام ہیں یا نہیں کہ ابتداءً ان کا علم بغیر تصریح شارع یا اجتہاد مجتہد کے حاصل نہیں ہوتا۔ اگر وہ انکار کرے تو واجب الانکار شناعت لائی اور اگر مانے تو سلامت رہی اور طاعت لائی۔ اب اس سے پوچھئے کیا تیرے خیال میں تمام آدمی حلال و حرام و جائز و واجب دین کے جتنے احکام ان پر ہیں سب کے عالم ہیں نصوصِ شریعت کے معانی کا سب کو احاطہ ہے، منصوص سے مسکوت کا حکم پیدا کرنے پر سب کو قدرت ہے پس اگر وہ تعمیم کرے تو یقیناً اندھی ہے اور اس سے باز رہے تو ضرور مہتدی ہے۔ اب اس سے ان کا

---

[1] یعنی جب احکام الٰہیہ ہر عام و عامی پر ہیں، آزاد کوئی نہ چھوڑا گیا اور فقہ سیکھنے کو صاف فرما دیا کہ سب سے نہیں ہو سکتا ہر گروہ سے بعض اشخاص سیکھیں اور اپنی قوم کو احکام بتائیں کہ وہ مخالفت حکم سے بچیں تو صاف صاف عام لوگوں کو ان فقیہوں کی بات پر چلنے کا حکم ہوا اور اسی کا نام تقلید ہے جس کی فرضیت قرآن عظیم کی نص قطعی سے ثابت ہوئی ۱۲ مترجم

[2] آئندہ کل کا حال مخفی ہے اور گزشتہ کا ظاہر یعنی دل ہی میں سوچتے تو تقلید کی فرضیت کہ آپ پر مخفی ہے ظاہر ہو جاتی ۱۲ مترجم

حکم پوچھے جنہیں نہ علم ہے نہ بصیرت نہ اجتہاد کی قدرت کیا وہ شتر بے مہار بنا کر چھوڑ دئے گئے ہیں! اگر ہاں کہے تو قطعاً گمراہ ہوئے اور اگر آنکھ کھولے اور بے مہاری سے انکار کرے تو اب اس سے پوچھئے کہ ان کے لئے احکام الٰہی جاننے کی کیا سبیل ہے آیا یہ کہ خود دیکھیں حالانکہ وہ نگاہ نہیں رکھتے، اجتہاد کریں حالانکہ قدرت نہیں رکھتے یا یہ کہ ہدایت وارشاد والے علماء کیطرف رجوع لائیں، امور دین میں ان پر اعتماد کریں جو وہ فرمائیں مطیع ہو کر اس پر کاربند رہیں۔ اگر جواب میں پہلی بات کہی تو یقیناً بہتان اٹھاتی ہے اور نامرادرہی، اور اگر اس سے انکار کر کے دوسری طرف پلٹی تو راہ صواب پر آئی اور جس گم شدہ کا مکان نہ جانتی تھی اسکی ملاقات پائی پھر عجب بات ہے آپ کا ایسے امر سے سوال جسے آپ جیسا دریافت نہ کرتا کہ مکلف کو تقلید فرض ہونے کا علم اجتہاد سے ہے یا تقلید سے، آپ نے قصر کیا اور قصر نہ تھا اور حصر کیجے جہاں حصر نہ تھا۔ کیا آپ کو خبر نہیں کہ بدیہی بات اپنے جاننے میں ان دونوں سے یکسر بے نیاز ہے۔ کیا ہر مسلمان بالبداہۃ ایسے یقین سے جس میں کسی گمان وتخمین کی آمیزش نہیں اپنے دین کا یہ حکم نہیں جانتا کہ اللہ عزوجل کے لئے اس پر کچھ فرض ہیں کچھ حرام کچھ حدیں ہیں کچھ احکام، اور ان میں جو جاہل ہے وہ اپنے وجدان سے جانتا ہے کہ جاہل ہے اور یہ کہ جب تک اسے بتایا نہ جائے خود جان لینے سے عاجز ہے اور خوب جانتا ہے کہ بے عمل کئے چھٹکارا نہیں اور بے علم عمل کا یارا نہیں اور بے سیکھے علم نہ آئے گا تو بداہۃً اس کے ذہن میں خود آجائے گا۔

سلہ یعنی عوام پر شریعت کے کچھ احکام نہیں ۱۲ مترجم

کہ اس پر ایسے سے پوچھنا لازم ہے جو مسئلہ بتا کر ہدایت فرماتے اور یہ ہیں ہمارے مولیٰ
رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہوئے اور ان کا ارشاد ہر قول سے زیادہ
سچ ہے الا سألوا الحدیث یعنی کیوں نہ پوچھا جب خود نہ جانتے تھے کہ عجز کا
علاج تو سوال ہی ہے۔ اور بے شک وہ زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے
آج تک برابر فرضیت نماز و دیگر فرائض کی طرح علانیہ وظاہر متواتر ہے بلکہ وہ ہر
انسان کی جبلّی بات ہے خواہ وہ مؤمن ہے خواہ کافر ہے لہٰذا ہر گروہ کے عوام کو
دیکھو گے کہ اپنے یہاں کے اہل علم و دانش کے پاس آتے اور جنہیں اپنا طبیب سمجھتے ان
سے مرض جہل کی دوا پوچھتے ہیں اس لئے کہ وہ یقیناً اپنے دل سے جان رہے ہیں
کہ ہم اسی طور پر اپنے فرض سے ادا ہوں گے اب ان سے پوچھئے یہ تقلید سے تھا
یا اجتہاد سے، عنقریب تمہیں وہ خبریں لا کر دے گا جسے تم نے توشہ نہ بندھوا دیا
تھا یا آپ خود ہی اپنے اس کا حال بیان کیجئے جو آپ نے مجھے لکھا کہ میں آپ کیطرف
آرزو لاتا ہوں کہ مجھے تعلیم فرمائیے اور میں اللہ عزوجل کی پناہ لیتا ہوں اس سے
کہ آپ کا سوال کسی باطل کوش سرکش کا سوال ہو بلکہ حق طلب فائدہ خواہ کا سوال
ہے تو اب آپ میرے پاس اجتہاد سے آئے یا تقلید سے کہ یہ معاملہ دین کا ہے اور
دین میں لہو مفسدوں کا کام ہے تو کسی نہ کسی حکم کے اعتقاد سے چارہ نہیں اور
اعتقاد حاصل نہ ہو گا مگر منشا درست سے اور وہ اجتہاد و تقلید میں منحصر ہو چکا
پھر جب کہ آپ نے اس تیس برس کی خدمت علمیہ میں دلیل استحباب تقلید کیطرف
ہدایت نہ پائی چہ جائے وجوب چہ جائے فرضیت قطعیہ یقینیہ تو اب آپ پر یکساں ہے
خواہ آپ کو تقلید کا کوئی حکم معلوم ہو کہ وہ شرعاً حرام یا مکروہ یا مباح ہے یا آپ کو

شک ہو یا حکم میں شک ہو اور اسمیں بھی شک ہو کہ آپ کو شک ہے۔ بہر حال اس سے مفر نہیں کہ آپ تقلید چھوڑنا اور قرآن مجید سے احکام نکالنا ہر ایسے عامی جاہل احمق کے لئے جائز جانیں جسے نہ لاغر و فربہ میں تمیز ہو نہ دہنے بائیں میں نہ اندھیری پہچانے نہ روشنی نہ سایہ نہ دھوپ کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو ان لوگوں پر تقلید خود واجب ہونے میں کوئی خلش ڈالتا ہوا شک آپ کو پیش آتا کہ استحباب نہ کہ تقلید سے بچنے کا ایجاب نہ کہ وجوب تقلید کی کسی خاص ضد پر چھوٹا یقین۔ اور تمہارے رب کی قسم یہ تمہیں راست رہ نہ آئیگا مگر دو راہوں میں ایک سے جو سخت بری راہوں سے ہیں اور راہ چلنے والے کو نہایت بد مہلکے میں ڈالنے والی ہیں یا تو گمان اس کا کہ تمام لوگ ہر مسئلے میں جس کی انہیں حاجت ہو اہل اجتہاد سے ہیں انہیں احکام نکالنے پر دسترس ہے یا یہ کہ تقلید و اجتہاد کے سوا ان تمام احکام پہچاننے کا اور کوئی طریقہ گھڑ لیجئے کہ یہ جہال بے علم بے سیکھے احکام جان لیں اور میں آپ کو پروردگار مشرقین کی پناہ دیتا ہوں کہ آپ ان دونوں ظلموں میں سے کسی کے قائل ہوں اور اگر آپ کسی کمینے جاہل کو پائیں کہ ایسا صریح باطل بکتا ہے تو للہ خدا کو مان کر اس کا ہاتھ پکڑ لیجئے اور علاج دماغ کی طرف اسے ہدایت کیجئے کہ اسے جنون نے آلیا اور جنون طرح طرح کا ہوتا ہے اور دین خیر خواہی ہے اور خیر خواہی پر ثواب ملتا ہے اور طبیب حاذق عاقل زیرک اجمل اکمل آپ کے پاس موجود ہیں عوام سے درگزریے خود اپنے حال سے خبر دیجئے آپ نے ان برسوں میں اللہ کو کیونکر پوجا اور بندوں سے کس طرح معاملہ کیا آیا اجتہاد سے یا تقلید سے اور بہر تقدیر آدمی کو اپنے حال پر خوب نگاہ ہے اگرچہ حیلے کتنے ہی بناتے۔ آپ شروط اجتہاد سے پُر ہیں، اجتہاد پر قادر رہیں یا

عاجز و خالی ہیں ، بر تقدیر اخیر آپ کیا اور آپ کی حقیقت کتنی کہ آپ پر تقلید واجب نہ ہو کیا ایسے کے لئے اجتہاد جائز ہوگا جو عاری بے عقل متزلزل ہالک سخت عاجز ہو تو یہ دُور کی گمراہی ہے ۔ یا احکام پہچاننے کے لئے کوئی نئی راہ اور ہے اور یہ ہیں آپ کہ خود اجتہاد و تقلید میں اس کا حصر کر چکے ہیں ۔ بر تقدیر اول کیا آپ کو علومِ شرعیہ کے تمام اصول و فروع کی شاخوں میں اجتہاد پہنچتا ہے یا کسی میں پہنچتا ہے کسی میں نہیں ۔ بر تقدیر اخیر جس میں آپ مجتہد ہیں اسکی تعیین کیجئے اور جس میں مجتہد نہیں اس میں اپنی راہ بتائیے ۔ اور بر تقدیر اول (بلکہ وہی خواہ مخواہ ماننی ہے اس لئے کہ اگر تمام مواد میں آپ کے لئے اجتہاد حلال نہ ہوتا تو بعض فنون میں ضرور تقلید واجب ہوتی اور یہ برس کے برس اس کی طرف ہدایت پانے سے خالی نہ جاتے) تو اب امام مالک کے قریب امام شافعی کے رقیب اپنی پونجیاں دکھایئے اور ہتھیلی کھولئے ۔ فقہی مسائل اجتہادی کی دس گھڑی ہوئی صورتیں لایئے جن کا حکم خاص آپ نے استنباط کیا ہو جس کی بنا کے ظاہر و باطن و اول و آخر و جرح و تعدیل و تفریع و تاصیل کسی بات میں آپ دوسرے کی سند نہ پکڑیں ابھی ابھی حق ظاہر ہوا جاتا اور دھوکا زوال پاتا ہے اور دیکھو تمہیں اللہ کے معاملے میں فریب نہ دے وہ فریبی ، اور مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ میرا بیان آپ نے حضورِ قلب سے کان لگا کر سنا تو راہ پالیے ہوں گے کہ میرا کلام نفس تقلید کی محض ذات میں تھا اس میں کوئی اثر کسی قید کا نہ تھا تو خاص کسی نوع کی تعیین سے سوال کے کوئی معنی نہیں اور جس کلام کا مطلب صاف تھا کوئی اجمال نہ تھا اس کی شرح چاہنا کیا ۔ رہا یہ کہ مکلف بستر کو چھانٹے یا مختار ہے ، یہ دوسری بحث ہے اور اس میں کلام مشہور و معروف ہے اور ان دو کے لئے مسئلۂ التزام میں تیسرا اور ہے اور سب

اس مطلب سے باہر ہیں تو دیکھو خبردار کلام کو غلط نہ کرنا اور بات کو اس کے سلسلے سے باہر نہ لے جانا اور آپ پر انصاف لازم ہے کہ وہ بہترین اوصاف ہے بس اگر آپ دیکھیں کہ یہ جواب جو آپ کی خواہش پر آیا اور اس نے خود میل نہ کی یہی سیدھا راستہ ہے جب تو آپ کی طبع سلیم و دوستی قدیم سے اس کی امید ہے ورنہ میں اپنے اور آپ کے رب کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ آپ تحقیق کے ساتھ مکابرہ کریں یا دوست سے قطع دوستی۔ اور اگر نہ ملیئے تو میں ایسا نہ کروں گا اور کیا عجب کہ آپ کو کوئی ایسا ملجائے جو آپ ہی جیسا برتاؤ کرے۔ نہ مکابرے سے تھکے نہ قطعِ محبت سے ڈرے۔ اور اللہ ہادی ہے اور دونوں جہان میں اسی کے لئے حمد ہے۔ اور اللہ کی درودیں ہمارے سردار و مولے و پناہ و امین، آغازِ خلقت و انجامِ رسالت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جنہوں نے ماہروں کے واسطے اجتہاد مشروع کیا اور کوتاہ دستوں کو ان کی تقلید کا حکم دیا، اور ان کی پاکیزہ آل اور غلبہ والے اصحاب اور مجتہدین ملت اور خوبی کے ساتھ قیامت تک ان کے مقلدین پر اور اللہ کی برکتیں اور اس کا سلام ہمیشگی والوں کی ہمیشگی تک۔ آمین آمین، اور ساری خوبیاں اللہ کو جو سارے جہان کا مالک ہے۔

کتبہ
عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلے اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم بستم جمادی الآخرہ ۱۳۱۹ھ ہجری

خط دوم عرب صاحب بقبول ہدایت اولیٰ و استفادہ مسئلہ اخریٰ

بخدمت حضرت العالم الفاضل جناب مولوی احمد رضا خاں صاحب قادری سلمہ

۱؎ ھکذا بخطہ ۱۲ ۲؎ ھکذا بخطہ ۱۲ ۳؎ ھکذا بخطہ ۱۲

اما بعد حمد الله العظیم و الصلوٰة والسلام علی نبیه الکریم فاقول بعد السلام علیک ورحمة الله و برکاته ان کتابک المنبیٔ عما عندک فی التقلید وفرضیته القطعیة قد وصل و به السرور قد حصل لازلت موفقا و مهدیا ولکن قد بقیت مسئلة اخریٰ هی قرینة لمسئلة التقلید و هی مسئلة القول بان لاولیاء الله رضی الله عنهم تصرفٌ فی العالم بمعنی ان الکاملین من البشر قد فوض الیهم انتظام جزء من العالم ومنهم من فوض الیه العالم کله فمنهم من هو مثل الوزیر ومنهم من هو مثل العمال ومنهم من هو مثل الاعوان ولا اقول ان التصرف لیس له الا هذا المعنی بل انا لا استشبع الا هذا المعنی فان کان علی التصرف بهذا المعنی دلیل من الشرع فافدنی به وان کان للتصرف معنی غیر بشع فعلمنیه . والسلام محمد طیب .

ویا سیدی انی لما تأملت جوابک عن مسئلة وجوب التقلید وجدتک تقول ان کلامک فی التقلید المطلق لا فی المقید افترید ان التقلید الخاص لشخص معین غیر واجب فان کان هذا مرادک فعرفنا به والا فبین لنا مطلبک ولیس مرادنا من مخاطبتک الا[1] الاطلاع

[1] هکذا بخطه ۱۲

علیٰ ما عندک ونسئلک المسامحۃ فی التکلیف۔

ترجمہ

بخدمت حضرت عالم فاضل جناب مولوی احمد رضا خان صاحب قادری سلمہٗ

اللہ عظیم کی حمد اور اس کے نبی کریم پر درود وسلام کے بعد میں السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد کہتا ہوں کہ آپ کا نامہ تقلید اور اس کی فرضیت قطعیہ میں آپ کے اعتقاد سے خبر دینے والا آیا اور خاص اسی کے سبب بیشک سرور حاصل ہوا آپ ہمیشہ توفیق پائیں اور ہدایت کے ساتھ رہیں۔ لیکن ایک مسئلہ اور باقی رہ گیا ہے وہ اسی مسئلہ تقلید کے متصل مذکور ہے اور وہ مسئلہ اس کہنے کا ہے کہ اولیاء اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے لئے عالم میں تصرف حاصل ہے اس معنیٰ پر کہ کامل آدمیوں کو ایک حصہ عالم کا انتظام سپرد ہوا ہے اور بعض کو تمام جہان سپرد ہے تو ان میں کوئی وزیر کی مانند ہے اور ان میں کوئی کارکنوں کی طرح اور ان میں کوئی سپاہی کی مثل ہے اور میں نہیں کہتا کہ تصرف کے لئے بس یہی معنیٰ ہیں بلکہ میں ناخوش نہیں سمجھتا مگر اسی معنی کو تو اگر اس معنی تصرف پر شرع سے کوئی دلیل ہو تو مجھے افادہ فرمائیے اور اگر تصرف کے کوئی اور معنی ہوں کہ ناخوش نہ ہوں تو مجھے تعلیم کیجئے۔ والسلام۔ محمد طیب۔

اور اے میرے آقا جب میں نے مسئلہ وجوب تقلید میں آپ کے جواب کو غور کیا تو آپ کا یہ بیان پایا کہ آپ کا کلام مطلق تقلید میں ہے نہ مقید میں تو کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص معین کی خاص تقلید واجب نہیں ؟ پس اگر آپ کی یہ مراد ہے تو ہمیں اس کی معرفت دیجئے ورنہ ہم سے اپنا مطلب بیان کیجئے اور آپ کے مخاطبے سے ہماری اسی قدر غرض ہے کہ جو کچھ آپ کے نزدیک حکم ہے وہ ہمیں معلوم ہو جائے اور ہم اس

تکلیف دہی میں آپ سے معافی مانگتے ہیں۔ فقط

مترجم غفرالله‌ٗ گزارش کرتا ہے کہ عرب صاحب کا یہ دوسرا خط ایک مدت کے بعد ماہ رجب میں آیا۔ حضرت عالم اہلسنت دام ظلہم اندر تشریف فرما تھے۔ دروازے پر ایک سید صاحب تشریف رکھتے تھے۔ عرب صاحب کا فرستادہ کوئی لڑکا انہیں خط دے کر روانہ ہوا۔ جب خط ملاحظۂ عالیہ حضرت مکتوب الیہ میں حاضر ہوا، اگرچہ مدت سے دورۂ درد کمر شروع ہو گیا اور بخار بھی تھا مگر فوراً جواب دینا چاہا۔ خط لانیوالے کے لئے ارشاد ہوا ذرا ٹھہریں۔ معلوم ہوا کہ وہ تو اسی وقت چلتا ہوا اور وہ سید صاحب اسے پہچانتے بھی نہیں کہ کون تھا کہاں گیا۔ حکیم مولوی خلیل اللہ خاں صاحب بریلوی رامپور سے وطن تشریف لانے والے تھے ان کا انتظار کر کے دوسرا مفاوضہ عالیہ ان کے ہاتھ مرسل ہوا۔

مفاوضۂ دوم حضرت عالم اہلسنت مدظلہ بجواب خطِ دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سمع سامع حسن بلاء اللہ فینا۔ فلوجہہ الکریم الحمد حمدا یکفینا۔ ومن کل داء باذنہ یشفینا۔ ومن کل عاھۃ بمنہ یقینا۔ ویزیدنا بفضلہ ھدی ویقینا والصلوٰۃ والسلام علی والینا۔ وسیدنا وھادینا۔ وشافعنا وشافینا الارأف بنا من امھاتنا وابینا خلیفۃ اللہ الاعظم فی

العالمينا، المولیٰ علینا وعلیٰ ماخلفنا وما بین ایدینا
وعلیٰ آله وصحبه الفائزین فوزا مبینا، و اولیائه
المتصرفین فی العالم باذنه تمکینا، وعلینا بهم و لهم
اجمعینا، و یرحم الله من قال آمینا۔

اما بعد فجاء الکتاب وسر به قلوب الاحباب
لما فیه افصاح بقبول الصواب و اقتراح فی مسئلة
اخریٰ لکشف الحجاب وهکذا دیدن اولی الالباب
یردون ناهلین مناهل العباب لیرتووا و یرووا
من یروه فی تباب فاردت وحق لی من فوری الجواب
و ان کان للحمی بحمای اقتراب و وجع فی الخاصرة قد
طال وطاب کفارة للذنوب ان شاء الوهاب و الی
الآن منه بقیة للذهاب فانبئت ان الآتی بالکتاب
آب وغاب و لم ادر من هو والی این ثاب حتی جاء
اخی و انسی وسرور نفسی الحکیم المولوی خلیل الله خان
حفظه الله الی یوم الحساب فاحببت ان ارسل علی
یدیه الجواب لان مثل الکتاب لا احب ان یکون
الا باصطحاب و بربنا نستعین فی کل باب، نعم
قد قلت و اقول ان مقولی الذی کان عنه السؤال انما
کان فی التقلید من دون تقیید لکن یا اخی هل یشمل الحکم

على مرسل بنقيه عن شيئ فی حوزه دخل فمم قطع
النظر عن ان سوالك هذا المجدد عسى ان لا يُرى
له منشؤ مسدد ان اشعر اشعر بتنفى الفرضية اية زمنية
للقطع مرضية فماذا الوثوب الى الوجوب وها انت
ذا ذو قريحة سليمة قد ابان ابن اخت خالتك
الكريمة انّ البون بين الواجب والفرض كمثاله
بين السماء والارض بل قد اظهر ان الفرض علمى
وعملى وان الكلام ههنا فى العلمى فما لى اراه يعرف
وينكر ويخبر ويذهل عما يخبر وانّ اولته
بالافتراض القطعى فلم يقل به احد فى الخصوص
النوعى نعم اذا اتضح لك الحق فى مبحث قد سبق
فاعلن بافتراض التقليد المطلق فسئلك بالاعتراف
للحق احق ثم ان اردت ان تصدر بالحق عما وردت
فاجبنى اولا عما سألتك وطويت الجواب ان كيف
عملك وعلمك بمحلك ومجالك فى هذا الباب الى
غير ذلك مما فصلته فى اول كتاب ثم اذا انت من
اخوان العلم وقد قلت اخدمه مذ ثلثين سنة
فلا يظن بك انت لا تعمل او تعمل وانت عن حكم
سبيله فى غفلة وسنة وقد علمت ان ابناء الزمان

فی ذا المنہج لیسوا علی شان بل ہم بین مکفر
ومحرم ومجوز وملزم ومخیر ومتخیر ومطلق
وحاصر فی الاربعۃ الاکابر وقائل بالتلفیق ومائل
فیہ الی التفسیق ومبیح فی اعمال لا فی عمل ومرخص
ومناء بعد العمل فہذہ عدۃ مواضع ولہم فی
کلہا مشارع ومنازع ومن طلب الحق وجانب المراء
فلیس الکلام معہم علی حد سواء فعین لی ثانیا فی
جمیعہا ما انت سالکہ لتخاطب علی منسلک انت
ناسکہ ثم رأیت اخاک سائلا مستفیدا الاصائلا
عنیدا ولین فی یدہ وانقد بقودہ فمہما سألک
عن شیٔ فاجب وایما سار بک فاقصد واقترب
فبعون الہہ لیسلکن بک صراطا سویا ویستدرجنک
حتی یوقفک علی منزل الہدی ولربما لا یعرف بدء
بعض مقاصدہ ثم یحمد اخرا احسن مواردہ فمن
طلب الحق فہذا السبیل وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔
اما سؤالک عن تصرف الاولیاء فی العالم واعترافک
انک لا تستشبع من معانیہ الاما تعلم فان کان
مرونک بتفویض امر ما یوجب معاذ اللہ تعطیل ذی
زمر کملک فی الدنیا ولی انہ ما امر الی بعض الامراء

فتنفذ احکامه فیه غنیة عن احکام الملک فی خصوص ماجری بل من دون عمل بما حدث واعتری وکذلک بالعون والوزیر من هو للملک معین ونصیر یتحمل عنه بعض ما علیه من الاوزار والاثقال ویفیده عونا فیما یهمه من الاعمال والاشغال فهذا الاشک بشع شنیع لامحض بشع بل کفر فظیع وحاش لله ان یتوهمه احد من المسلمین بل کافرا ایضا اذا کان من الموحدین فاستبشاعک اذن انما یرجع الی معنی باطل اخترعه توهم عاطل ما له فی المسلمین عین ولا اثر ومن ساء بهم ظنا فقد کذب وفجر وان کان معناک واجیرک بالله ان یکون مرماک ان البشع ان یکون المولی سبحنه وتعالی شرف جمعا من عباده المکرمین بان اذن لهم فی التصرف فی العلمین من دون ان یجری فی ملکه الا ما یشاء او یکون لغیره ذرة من ملک فی ارض او سماء او یتوهم هناک شیٔ من تعطیل او تحمل وزرا وتخفیف ثقیل کما اذن سبحنه لجبریل ومیکال وعزرائیل وغیرهم من مقربی حضرة الجلیل علیهم الصلوة والسلام بالتبجیل

فی تدبیر القطر والمطر والزرع والنبات والریاح
والجنود والحیٰوۃ والممات وتصویر الاجنۃ فی
بطون الامھات وتیسیر الرزق وقضاء الحاجات
الی غیر ذلک من حوادث الکائنات وھم فیما بینھم
علی منازل شتی کما انزلھم ربھم حتما وبتا
سلاطین و وزراء و اعوان و امراء فھذا ما یقولہ
المسلم وَ لا مراء و ھٰذا کلام اللہ قولا فصلا وحکما
عدلا قائلا فالمدبرات امرا ہ توفتہ رسلنا قل
یتوفٰکم ملک الموت الذی وکل بکم وھو القاھر
فوق عبادہ ویرسل علیکم حفظۃ لہ معقبٰت من
بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ اذ
یوحی ربک الی الملٰئکۃ انی معکم فثبتوا الذین اٰمنوا
انہ لقول رسول کریم ہ ذی قوۃ عند ذی العرش مکین ہ
مطاع ثم امین ہ انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما
زکیا ہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ یاداؤد انا جعلنٰک
خلیفۃ فی الارض انا سخرنا الجبال معہ یسبحن
بالعشی والاشراق ہ والطیر محشورہ کل لہ اواب ہ
فسخرنا لہ الریح تجری بامرہ رخاء حیث اصاب ہ
والشیاطین کل بناء وغواص ہ واٰخرین مقرنین

فی الاصفاد ہ ھذا عطاؤنا فامنن او امسک بغیر حساب
ابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ ولکن
اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء اغنٰہم اللہ ورسولہ
من فضلہ حسبنا اللہ سیؤتینا اللہ من فضلہ
ورسولہ یاایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا
الرسول واولی الامر منکم ولو ردوہ الی الرسول والی
اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم
فنبئنی بعلم ماذا تستبشر فیہ انما عہدی بک
عقولا غیر سفیہ واللہ الہادی وولی الایادی و
للعبد الضعیف فی ھذا الباب کتاب جامع نافع
مستطاب یہدی المستہدی الی الصواب ویردی
المستہوی الی التباب جار طبعہ باذن الوہاب سمیتہ
الامن والعلی لناعتی المصطفٰی بدافع البلاء ولقبتہ
باکمال الطامہ علی شرک سوی بالامور العامہ
تجد فیہ ستین آیۃ وثلث مائۃ احادیث تمیز
الطیب من الخبیث وفیما تلوت کفایۃ لاولی الدرایۃ
وباللہ الہدایۃ والحفظ والوقایۃ والحمد للہ
فی البدایۃ والنہایۃ وصلی اللہ تعالی علی الوالی
الاعظم والمولی الاکرم والمولی الاقدم وآلہ وصحبہ

فادۃ الامر واولیائہ المتصرفین باذنہ فی العالم

وعلینا بھم وبارک وسلم آمین۔

کتبہ
عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن النبی الامی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
للیلتین خلتا من شعبان ۱۳۱۹ھ

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

جو کان رکھتا ہو ہم پر اللہ تعالیٰ کی خوبی نعمت سے اسی کی وجہ کریم کے لئے وہ حمد ہے جو ہمیں بس ہو اور باذنِ الٰہی ہمیں ہر مرض سے شفا بخشے اور باحسانِ ربّانی ہمیں ہر آفت سے بچائے اور بفضلِ خداوندی ہمیں ہدایت و یقین زیادہ فرمائے، اور صلوٰۃ وسلام ہمارے والی ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی ہمارے شافع ہمارے شافی پر جو ہم پر ہمارے ماں باپ سے زیادہ مہربان ہیں تمام جہان میں سب سے بڑے نائب خدا ہیں ہم پر اور تمام آئندہ مخلوق اور گذشتہ خلقت سب پر والی و حاکم ہیں اور ان کے آل واصحاب پر کہ روشن کامیابی سے کامیاب ہیں اور ان کے اولیاء پر کہ ان کے حکم سے قابو پاکر عالم میں تصرف کرتے ہیں اور ان سب کے صدقے میں ان کی برکت سے ہم پر۔ اور اللہ کی مہر آمین کہنے والے پر۔ بعد حمد و صلوٰۃ واضح ہو خط آیا اور دل دوستاں نے سرور پایا کہ اس سے قبولِ حق صاف پیدا تھا اور ایک اور مسئلے

سے پردہ کشائی کی درخواست تھی اور خردمندوں کا یہی دستور ہے کہ پیاسے ہوں تو دریائے عظیم کے گھاٹ پر آتے ہیں کہ آپ سیراب ہوں اور جسے ہلاک ہوتا دیکھیں اسے سیراب کریں میں نے چاہا اور خود یہی مجھے سزاوار تھا کہ فوراً جواب دوں اگرچہ تپ کو میرے بدن سے قرب تھا اور کمر میں درد کہ مدتوں رہا اور اچھا ہوا اللہ چاہے تو گناہوں کا کفارہ تھا اور ابھی اس کا بقیہ جانے کو باقی ہے اتنے میں مجھے خبر ملی کہ خط آرندہ پلٹ گیا اور غائب ہوا اور مجھے نہ معلوم ہوا کہ وہ کون تھا اور کہاں واپس گیا یہاں تک کہ میرے برادر مونس و سرور قلب حکیم مولوی خلیل اللہ خان کہ اللہ تعالےٰ قیامت تک ان کا نگہبان ہو، آئے تو میں نے ان کی معرفت جواب بھیجنا چاہا کہ ایسے خطوط میں مجھے یہی پسند ہے کہ کسی کے ساتھ ہی مرسل ہوں اور ہم معاملے میں اپنے رب کی مدد چاہتے ہیں۔ ہاں بیشک میں نے کہا اور اب کہتا ہوں کہ میرا وہ کلام جس سے سوال ہوا، کسی تخصیص کے محض تقلید میں تھا مگر برادرم کیا کسی مطلق پر حکم ایسی کسی شے سے نفی بناتا ہے جو اس کے احاطہ میں داخل ہے تو قطع نظر اس سے کہ آپ کے اس سوالِ تازہ کا شاید کوئی صحیح منشا نظر میں نہ آئے وہ کلام اگر بالفرض مشعر ہوگا تو خاص سے نفی فرضیت کا کیسی فرضیت جو یقین کے لئے پسندیدہ ہے تو یہ وجوب کی طرف کود جانا کیسا! اوہاں یہ ہیں آپ سلیم طبیعت والے خود آپ کی خالہ کریمہ کا بھانجا ظاہر کر چکا کہ واجب و فرض میں زمین آسمان کا فرق ہے بلکہ یہ روشن کر چکا کہ فرض دو قسم ہے علمی و عملی اور یہاں گفتگو علمی میں ہے تو اب کیا وجہ ہے کہ میں اسے پاتا ہوں کہ پہچان کر شناسا ہوتا ہے اور خود خبر دے کر بھولا جاتا ہے۔ اور اگر آپ اسے فرضیتِ قطعیہ سے تاویل کریں تو خاص نوع میں اس کا کوئی قائل نہیں۔ ہاں جب کہ گذشتہ بحث میں آپ پر حق واضح

ہو گیا ہے تو تقلید مطلق کی فرضیت کا اعلان دیجئے کہ آپ جیسے کو حق کا اقرار زیادہ سزاوار ہے پھر اگر آپ چاہیں کہ جہاں آتے وہاں سے حق کے ساتھ پلٹیے تو اولاً ان امور کا جواب دیجئے جو میں نے سوال کئے اور آپ نے جواب نہ دیے کہ اس باب میں آپ کا عمل کیونکر رہا اور آپ اس میں اپنا مرتبہ و اقتدار کہاں تک جانتے ہیں اور اس کے سوا اور سوالات جو نامۂ اول میں میں نے بہ تفصیل لکھے۔ پھر جبکہ آپ برادران علم سے ہیں اور خود اپنے منہ سے تیس سال سے اسکے خادم رہے ہیں تو یہ تو آپ پر گمان نہ ہوگا کہ آپ عمل ہی نہیں کرتے یا عمل کرتے ہیں تو اس طرح کہ اس کی راہ کے حکم سے غفلت و خواب میں ہیں۔ اور آپ کو خوب معلوم ہے کہ ابنائے زمان اس مسلک میں ایک حال پر نہیں بلکہ کوئی کفر کہتا ہے، کوئی حرام، کوئی جائز کوئی واجب، کوئی تخییر کی راہ چلتا ہے کوئی تحجّر کی، کوئی مطلق کہتا ہے کوئی چار اکابر میں محصور کرتا ہے، کوئی تلفیق مانتا ہے کوئی اسے فسق بتانے کی طرف جھکتا ہے، کوئی کہتا ہے مختلف اعمال میں جائز ہے نہ ایک میں، کوئی عمل کے بعد رخصت دیتا، کوئی منع کرتا ہے۔ تو یہ متعدد مواضع میں اور لوگوں کے لئے ان سب میں مختلف راہیں ماخذ ہیں اور جو حق کا طالب اور جدال سے مجتنب ہو تو ظاہر ہے کہ ان سب کے ساتھ گفتگو ایک روش پر نہیں تو ثانیاً ان تمام مواضع میں اپنا مسلک معین کیجئے کہ آپ سے اسی روش پر کلام ہو۔ اس کے بعد اپنے بھائی کے پاس طلب فائدہ کے لئے آئیے نہ حملہ آور ہٹ دھرم بن کر اور اس کے ہاتھ میں نرم ہو جائیے اور جدھر وہ کھینچے کھنچ جائیے، جو کچھ پوچھے بتائیے، جہاں لے چلے قصد کیجئے اور قریب ہو جائیے تو قسم ہے کہ وہ اپنے رب کی مدد سے آپ کو سیدھی راہ لے جائے گا اور آپ کو آہستہ آہستہ چلائے گا یہاں تک کہ منزل ہدایت پر کھڑا کر دیگا

اور بیشک بارہا ابتداء میں اس کے بعض مقصد پہچان میں نہ آئینگے پھر انجام کار اس کی خوبی مورد کی حمد ہو گی تو جو طالب حق ہو تو راہ یہ ہے اور اللہ ہمیں کافی ہے اور اچھا کام بنانے والا ، رہا عالم میں تصرف اولیا سے آپ کا سوال اور آپ کا اقرار کہ اس کے معانی سے آپ وہی ناخوش سمجھتے ہیں جو آپ کے علم میں ہے اگر سپرد کر دینے سے آپ کی وہ مراد ہو جو معاذ اللہ مالک امر کو معطل کر دینے کی موجب ہو جیسے دنیا کا کوئی بادشاہ کسی کام کی باگیں ایک امیر کو سپرد کر دے تو اس میں اس امیر کے احکام نافذ رہیں گے اور خاص خاص وقائع میں احکام شاہی کے محتاج نہ ہوں گے بلکہ جو واقعہ نیا پیدا ہوا اور جو پیش آیا بادشاہ کو اس کی خبر بھی نہ ہو گی اور ایسے ہی سپاہی وزیر سے وہ مراد ہو جو بادشاہ کی اعانت و یاوری کرے اس پر سے بعض بوجھ اور بار اٹھائے بعض کار و شغل میں جن کی بادشاہ کو فکر تھی اسے مدد دیکر فائدہ پہنچائے تو بے شک ناخوش و قبیح ہے، نہ صرف ناخوش بلکہ سخت ہولناک کفر ہے اور خدا کی پناہ کہ اس کا وہم گزرے مسلمان بلکہ کسی کافر کو بھی جب کہ خدا کو ایک جانتا ہو۔ اس تقدیر پر آپ کا ناخوش جاننا ایک ایسے معنی باطل کی طرف راجع ہے جسے بے اصل وہم نے گھڑ لیا مسلمانوں میں نہ اس کا وجود نہ نشان اور جو مسلمانوں پر بدگمانی کرے وہ جھوٹا اور بدکار ہے اور اگر آپ کی مراد یہ ہو (اور میں آپ کو خدا کی پناہ میں دیتا ہوں کہ یہ آپ کی مراد ہو) کہ ناخوش یہ ہے کہ اللہ عزوجل اپنے گرامی بندوں سے ایک گروہ کو شرف بخشے اور انہیں عالم میں تصرف کا اذن دے بغیر اس کے کہ اس کے ملک میں سے اس کے چاہے بغیر کچھ ہو سکے یا اس کے غیر کے لئے زمین یا آسمان میں کوئی ذرہ بھر ملک ہو یا یہاں کسی قدر معطل ہونے یا

بوجھ اٹھانے یا بار ہلکا کرنے کا وہم گزرے جیسے اس پاک بے نیاز نے جبریل و میکائیل وعزرائیل وغیرہم مقربانِ بارگاہِ عزت علیہم الصلاۃ والسلام والتحیۃ کو بوندوں اور بارش اور روئیدگی اور ہواؤں اور لشکروں اور زندگی اور موت کی تدبیر اور ماؤں کے پیٹ میں بچوں کی تصویر اور خلق کے لئے روزی آسان اور حاجتیں روا کرنے اور ان کے سوا اور حوادث وکائنات کا اذن دیا ہے اور وہ قطعاً یقیناً اپنے آپس میں مختلف مرتبوں پر ہیں جسے اس کے رب نے جو مرتبہ بخشا ہے بادشاہ و وزیر و سپاہی و امیر، تو یہ بات بے شک مسلمانوں کے کہنے کی ہے اور یہ ہے اللہ کا کلام فیصلہ کرنے والا، ارشاد اور عدالت والا حاکم کہ فرما رہا ہے. قسم ان کی جو کاموں کی تدبیریں کرتے ہیں اسے ہمارے رسولوں نے وفات دی تو فرما تمہیں ملک الموت وفات دیتا ہے جو تم پر مقرر فرمایا گیا ہے۔ اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر اور بھیجتا ہے تم پر نگہبان، آدمی کے لئے بدلی والے ہیں اس کے آگے اور پیچھے کہ اس کی حفاظت کرتے ہیں خدا کے حکم سے۔ جب وحی بھیجتا ہے تیرا رب فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تو تم ثابت قدمی بخشو ایمان والوں کو۔ بے شک وہ ایک عزت والے زبردست رسول کی بات ہے کہ مالک عرش کے حضور جس کی عزت ہے وہاں اس کا حکم چلتا ہے، امانت والا ہے میں تو یہی تیرے رب کا رسول ہوں کہ میں تجھے ستھرا بیٹا عطا کردوں، بے شک میں زمین میں نائب بنانے والا ہوں. اے داؤد بے شک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا بے شک ہم نے اس کے ساتھ پہاڑوں کو قابو میں کر دیا، پاکی بولتے ہیں پچھلے دن اور سورج چمکتے اور پرندوں کو مسخر کر دیا گروہ کے گروہ جمع کئے ہوئے سب اس کی طرف رجوع لاتے ہیں تو ہم نے سلیمان

کے قابو میں ہوا کو کر دیا کہ سلیمان کے حکم سے نرم نرم چلتی ہے جہاں وہ چاہے اور دیو مسخر
کر دیئے ہر راج اور غوطہ خور اور بندھنوں میں جکڑے ہوئے۔ یہ ہماری دین ہے تو
چاہے دے چاہے روک رکھ بے حساب، میں مادر زاد اندھے اور سپید داغ
والے کو اچھا کرتا ہوں اور میں مردے جلا دیتا ہوں خدا کے حکم سے۔ بیشک اللہ اپنے
رسولوں کو قابو دیتا ہے جس پر چاہے۔ انہیں غنی کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے
اپنے فضل سے۔ ہمیں خدا بس ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا
رسول، اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں کاموں
کے اختیار والے ہیں۔ اور اگر اسے لاتے رسول کے حضور اور اپنے ذی اختیاروں
کے سامنے تو ضرور اس کی حقیقت جان لیتے وہ جو ان میں بات کی تہ کو پہنچ جانیوالے
ہیں تو اب علمی راہ سے کہیئے اس میں آپ کو کیا برا لگتا ہے اور میں نے آپ کو جب
دیکھا تھا عاقل غیر سفیہ ہی پایا تھا اور اللہ ہادی اور نعمتوں کا مالک ہے اور بندۂ ضعیف
کی اس باب میں ایک کتاب جامع نافع مستطاب ہے کہ ہدایت چاہنے والے
کو راہِ حق دکھاتی اور تباہی میں گرنے والے کو ہلاک کرتی ہے بحکمِ الٰہی زیر طبع ہے
میں نے " الامن والعلیٰ لنا عتی المصطفیٰ بدافع البلاء " اور اس کا نام اور
" اکمال الطامہ علےٰ شریک سوّے بالامور العامہ " لقب رکھا ہے۔ اس میں ساٹھ آیتیں
اور تین سو حدیثیں پایئے گا کہ طیب کو خبیث سے جدا کرتی ہیں اور جو آیتیں اس وقت
میں نے تلاوت کیں عاقلوں کو وہی کافی ہیں اور اللہ ہی کی طرف سے ہدایت اور حفظ
و نگہبانی ہے۔ اور سب تعریفیں اللہ کو آغاز و انجام میں، اور اللہ کی درود ہو والی اعظم
و مولائے اکرم و حاکم اقدم اور ان کے آل و اصحاب پیشوایان امت اور ان کے

اولیاء پرکہ ان کے حکم سے عالم میں تصرف فرماتے ہیں اور ان کے صدقے میں ہم پر اور اللہ کی برکت اور سلام آمین۔

کتبہ
عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفٰے النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم
دوم شعبان ۱۳۱۹ھ

مترجم کہتا ہے غفرلہٗ، اس صحیفہ شریفہ کے بعد تین مہینے کامل انتظار رہا۔ عرب صاحب کی طرف سے جواب نہ آیا۔ آخر تین مہینے تین دن کے بعد عالیجناب نواب مولوی محمد سلطان احمد خان صاحب قادری دام مجدہم کے ہاتھ کہ پنجم ذی القعدہ کو رامپور تشریف لئے جاتے تھے تیسرا صحیفہ شریفہ بہ تقاضائے جواب سوالات مرسل ہوا۔

مفاوضہ سوم از حضرت عالم اہلسنت مدظلہ بتقاضائے جواب سوالات دو مفاوضہ سابقہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

وبعد فھذا رابع شھر مذ ارسلت الکتاب ولم تحر الجواب وقد کان کصاحب السابق الماضی علیہ خمسۃ شھور مشتملا علی اسئلۃ دینیۃ لامعۃ النور فلم تجب عن ھذا ولا عن ذاک مع انک انت البادی فیما ھناک وانا امھلک عدۃ ایام اُخر لتجیب مفصلا عن کل مستطر فان مضی

يوم الخميس تاسع هٰذا الشهر النفيس ولم يأت منك الجواب تبين انك غلقت الباب وطويت الصحف وجف القلم بما سيجف و لله الحمد في الاولى والأخرة و الصلوات الزاهرة و التحيات الفاخرة على سيدنا و صحبه وعترته الطاهرة

اٰمين.

كتبہ عبدہٗ المذنب احمد رضا البريلوى

عفي عنہ بمحمدنِ المصطفٰى النبي الامى صلى الله تعالٰى عليه وسلم لخمس خلون من ذى القعدة

يوم السبت سنہ ۱۳۱۹ھ

ترجمہ

بسم الله الرحمٰن الرحيم

نحمدہٗ ونصلى على رسوله الكريم

بعد حمد وصلوٰۃ یہ چوتھا مہینہ ہے کہ میں نے خط بھیجا اور آپ نے جواب نہ دیا اور یہ خط بھی پہلے کیطرح جسے پانچ مہینے گزرے ہیں روشن و تاباں سوالات دینیہ پر مشتمل تھا آپنے نہ اسکا جواب دیا نہ سکا حالانکہ یہ سلسلہ خود آپ ہی نے شروع کیا تھا میں آپکو چند دن کی اور مہلت دیتا ہوں کہ جتنے سوالات لکھے ہیں سب کا مفصل جواب دیجئے اگر روز پنجشنبہ کہ اس نفیس مہینے کی (دسویں[1]) ہو گی گزر گیا

---

[1] پنجشنبہ کی دسویں خود اسی صحیفہ شریفہ کی تاریخ سے ظاہر تھی کہ پنجم روز شنبہ ارشاد فرمائی۔ لفظ تاسع سبق قلم تھا اور خود پنجشنبہ صراحۃً مذکور ہونا رفع التباس کو بس تھا۔ مہلت پنجشنبہ تک عطا ہوئی وہ تاسع ہو یا عاشر ۱۲ مترجم

اور آپ کی طرف سے سوالات کا جواب نہ آیا تو ظاہر ہوگا کہ آپ نے دروازہ بند کر لیا اور دفتر لپیٹ دیے اور قلم خشک ہو جائے گا جس بات پر عنقریب خشک ہونے والا ہے اور اللہ ہی کے لئے اول و آخر میں حمد ہے اور چمکتی درودیں اور گرامی تحیتیں ہمارے مولٰے اور ان کے اصحاب و آل طاہرین پر، آمین۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمد ن المصطفٰے النبی الامی صلی اللہ
تعالٰی علیہ وسلم پنجم ذی القعدہ روز شنبہ ۱۳۱۹ھ

مترجم غفرلہ کہتا ہے مسلمان ملاحظہ فرمائیں کہ اس صحیفہ منیفہ میں سوا تقاضا کے جواب کے کیا تھا، عرب صاحب کی نسبت کونسا سخت کلمہ تھا مگر ہوا یہ کہ عرب صاحب جوابوں کے عجز سے بھرے بیٹھے تھے وہ سوال ان پر پہاڑ سے زیادہ گراں تھے ڈر تھا کہ مبادا جواب طلب ہوا تو کیا کہوں گا، جب پہلے کو پانچ اور دوسرے کو تین مہینے گزر گئے دل میں کچھ مطمئن ہوئے ہوں گے کہ شاید قسمت کا لکھا ٹل گیا مگر افسوس کہ ناگاہ ادھر سے تقاضوں کا پہاڑ ٹوٹ ہی پڑا، اب رنگ بدل گیا اور وہ عجز جس سے بھرے بیٹھے تھے جہل بن کر اُبل گیا۔ اس صحیفہ شریفہ کا پہنچنا اور طیب صاحب کا نام کی طیب پاکیزگی سے اپنی ذاتی اصالت کی طرف پلٹ جانا، اگلے مراسلات میں طرفین کے محاورات دیکھیے اور اب اس تحریر ثالث کو ملاحظہ کیجیے۔

خط سوم عرب صاحب بہ تبدیل رنگ و اظہار خشم بے درنگ

وصلنی خطك المورخ ۵ ذوٗ القعدہ "ذو القعدۃ فحیف

له ھکذا بخطہ دام فی خبطہ ۱۲ سله ھکذا بخط لازال فی خبطہ ۱۲

اجیبک یوم التاسع و لکن امتثالا لامرک سیأتیک الجواب الذی تعلم به اننی ماسکت عن الجواب الا صیانة لاغلاطک ان تظهر و لجھلک ان یشھر ۔

ستعلم لیلی ای دین تداینت
وای غریم فی التقاضی غریمھا

محمد طیب

ترجمہ

مجھے تمہارا خط پانچویں ذوالقعدہ کا لکھا گیارھویں ذوالقعدہ کو پہنچا تو میں نویں تاریخ کو کیسے تمہیں جواب دوں مگر آپ کا حکم ماننے کو عنقریب آپ کے پاس وہ جواب آتا ہے جس سے تمہیں معلوم ہوگا کہ میں جواب سے صرف اس لئے خاموش رہا تھا کہ تمہاری غلطیوں کو ظاہر ہونے اور تمہاری جہالت کو تشہیر سے بچاؤں"۔اب جانا چاہتی ہے لیلیٰ کہ کیسے قرض کا اس نے لین دین کیا اور اس کا قرض خواہ تقاضا کرنے میں کیسا قرض خواہ ہے"۔ محمد طیب!۔

مترجم غفرلہ کہتا ہے کہ تقاضائے جواب پر عجز کی جھنجلاہٹ نے عرب صاحب کو ایسے غیظ میں ڈالا کہ ذرا سے کارڈ میں متعدد بدحواسیاں صادر ہوگئیں، مثلاً پہلی بدحواسی کہ ابتدا میں القاب و آداب درکنار اللہ عزوجل کا نام بھی چھوٹا پہلے دونوں خط مسلمانی طریقے پر بسم اللہ شریف یا حمد و صلوٰۃ سے آغاز تھے اس کی ابتدا یہیں سے ہے کہ وصلنی خطک (تمہارا خط پہنچا) دوسری بدحواسی براہ طنز و سخریہ

ایک[1] پرانا شعر لکھ دینے کا شوق چرّایا تو ایسے بہکے کہ اپنے ہی کو لیلیٰ بنایا، حق برزبان

---

[1] یہ شعر ایک عجیب قصیدے کا ہے جس کی تفصیل مضامین جناب مولوی عبدالحق صاحب خیرآبادی بیان کرتے تھے اگرچہ قصیدہ یہاں سے متعلق نہیں مگر "الشیئ بالشیئ یذکر" بالتبع یہ بات یاد آجاتی ہے دوستان علم و ادب کے لئے اس کے بعض اشعار کہ اس وقت یاد آگئے تحریر ہوتے ہیں۔ زبان عرب کا مستند شاعر اپنی ایک کنیز کی شکایت میں کہتا ہے :-

عجبت للیلیٰ زنجبار اشتریها وکاتبتها کیما یتم نعیمها
فما صنعت الا الاباق مدینۃ وما ابقیت الاودینی ندیمها
ستعلم لیلیٰ ای دین تداینت وای غریم فی التقاضی غریمها
تمکّت بحکم الرّق ثم تنهّدت اباقا وسیما الزنج فی القلب سیمها
تودّ ولو درس الخیانۃ لیتنا مُدَرِّسۃ للغدر فینا نفیمها
ترفّضتِ الخناء ثم تشرّت تعدّی الدواء الداء عی حکیمها
فلیلیٰ وان کان اسمها طیبا غدت خبیثۃ نفس یرتضیها لئیمها
ورُبّ مسمی کاذب یعبق اسمہ برائحۃ ما فی المسمّیٰ نسیمها
کمهلکۃٍ تدعی بعکس مفازۃً وکافورۃ زنجیۃ بان شیمها
آلیلیٰ الیلیٰ ای دفارِ هجوتِ من اتتہ المعالی صفوها وصمیمها
دعی عنکِ تمهجاۃ الرجال واقبلی للبِ الحظ لا للاخیلیّۃ

ترجمہ مجھے زنجبار کی لیلیٰ سے تعجب آتا ہے میں نے اسے خریدا اور مکاتب کیا تھا کہ اس کی آسائش پوری ہو (یعنے اتنا مال اپنے کسب سے کما دے تو تو آزاد ہے) اس نے کچھ نہ کیا سوا اس کے

جاری شود ، یہ نہ دیکھا کہ کون مدیون ہے کون قرضدار ہے سوالات کا قرضہ کس پر سوار ہے کس سے تقاضا ہے کس پر چڑھائی ہے غریم نے کس کی جان پر بنائی ہے ع چھائی جاتی ہے یہ دیکھو تو سراپا کس پر ، خیر ع مہرباں آپ کی خفت مرے سر آنکھوں پر ۔ تیسری بدحواسی خط تقاضا پہنچتے ہی یاران سرپل میں کھچڑیاں پکیں ، وہابیت کی فوج مقہوریت موج میں (جو حضرت نواب خلد آشیاں مرحوم مغفور کے عہد سنیت مہد میں کتے جوتے کے نیچے دبی تھی سر اٹھانے بلکہ مذہب بتانے کی جان نہ تھی اب کچھ کچھ کھل کھیلی اور گریز کر کے پر پرزے نکال چلی ہے اہل چل مچی پرانے

اس کے کہ میرا دین لے کر بھاگ گئی اور وہ نہ بھاگی مگر اس حال پر کہ میرا دین اس کے ساتھ ہے اب جانا چاہتی ہے لیلےٰ کہ کیسے قرض کا اس نے لین دین کیا اور اس کا قرضخواہ تقاضا کرنے میں کیسا قرضخواہ ہے ۔ کنیزی کے باعث مکیہ بنی پھر بھاگ کر ہندیہ ہو گئی اور زنگی صورت کی علامتیں دل میں موجود ہیں خیانت کے درس والے تمنا کرتے ہیں کاش ہم اسے اپنے یہاں بیوفائی کی تعلیم دینے پر مدرس مقرر کریں وہ سر ا ہندی پہلے تو رافضن بنی پھر نیچریہ ہو گئی ، دوا کی عدسے مرض بڑھ گیا ۔ اس کا حکیم اس کے علاج سے عاجز آیا تو لیلیٰ اگرچہ نام کی پاکیزہ ہے نفس کی خبیثہ ہے کہ اسے نفس کا کینہ پسند کرے گا اور بہت جھوٹے نام کے مسمے ہوتے ہیں کہ نام ایسی خوشبو سے مہکتا ہے کہ مسمے میں جس کی بو بھی نہیں جیسے جائے ہلاک کو برعکس مفازہ یعنی جائے نجات کہتے ہیں اور زن زنگیہ کو جس کی سیاہیاں ظاہر ہیں کافورہ نام رکھتے ہیں اسے لیلےٰ اسے لیلاری گندی تو نے اس کی ہجو کہی جیسے صاف و خاص بلندیاں ہوئیں ، مردوں کی بدگوئی سے درگزر اور آ کر ..... میں لیلےٰ اخیلیہ کا نہیں تیرا حصہ ہے ۱۲ مترجم

پرانوں کے سہارا لگانے سنت کے خلاف پر ندوہ منانے سے کمیٹی میں یہ رائے پاس ہوئی کہ عرب صاحب نے بہت مدتوں سے دشمنی تقلید میں سر کھپایا، برسوں دود چراغ کھایا کچھ خرافات مزخرفات کا طومار جمع کر پایا ہے۔ سوالات کے جواب کو تو اڑان گھائی بتاتے اور وہ پچھلی محنتوں کا سارا نتیجہ بنام جواب آگے لاتے۔ جب بعون اللہ تعالےٰ دندان شکن رد ہوگا، اس وقت تو عوام کے آگے ناک رہ جائے گی کہ دیکھو ع ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں۔ خط تقاضا چھٹی ذی القعدہ روز یک شنبہ کو پہنچا تھا، آٹھویں تک کمیٹی میں یہ رائے جم پائی اور وہ جواب بصد پیچ و تاب تحریر ہوا کہ جواب پیچھے سے دیں گے، صحیفۂ تقاضا میں پنجشنبہ تک کی مہلت مقرر فرمادی تھی۔ اس کا یہ جواب سوچا کہ خط ہمیں ۱۱، ذی القعدہ روز جمعہ کو پہنچا ہم پنجشنبہ تک جواب کیونکر دیتے یہاں تک تو عیاری و چالاکی سے کام لیا گیا۔ اب عجز کی بدحواسی اپنی جھلک دکھاتی ہے کمیٹی وہابیت نے ایسے کذب صریح کی رائے دی تھی تو لفافے میں بھیجا تھا کہ کذب پر لفافہ رہتا عام شخصوں پر ثبوت نہ ہو سکتا مگر بد قسمتی سے کارڈ لکھا جس پر روانگی و وصول کی مہر ہائے ڈاک نے واضح کر دیا کہ بعنایت الٰہی حضرت کا یہ فریب نامہ سہ شنبہ ۸، ذی القعدہ کو ڈاک خانہ رامپور سے روانہ ہو کر چہار شنبہ نویں ذی القعدہ کو خدمت اقدس بندگان حضرت مکتوب الیہ میں باریاب ہو لیا یعنی لکھے جانے سے دو دن پہلے ہی پہنچ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عرب صاحب کی ان خوبیوں پر بھی حضرت عالم اہلسنت مدظلہ العالی نے اسی حلم سے کام لیا جو ارباب علم کو اہل جہل کے ساتھ شایان ہے بغور ملاحظہ فریب نامہ مذکورہ ڈاک خانہ سے رسید لے کر یہ صحیفہ چہارم اصدار ہوا۔

مفاوضۂ چہارم حضرت عالم اہلسنت دام ظلہ بجواب خط سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وبعد فجاء الکتاب ولم یأت الجواب ولست متفرغا للجھل والسباب ووصولہ قبل وجودہ بیومین عجب عجاب وبعد قد بقی علیک من الیوم الی الغد الوقت الموعود فان مضی ولم یأت الجواب علم ان بابک مسدود وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وبارک علی صاحب المقام المحمود واٰلہ وصحبہ الغر السعود والحمد للہ الغفور الودود۔

کتبہ
عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفٰی النبی الامی
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لتسع خلون من
ذی القعدۃ ۱۳۱۹ھ یوم الاربعاء

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بعد حمد وصلوٰۃ واضح ہو خط آیا اور جواب نہ آیا اور جہالت کی باتوں اور گالی گلوچ کی

مجھے فرصت نہیں اور اس خط کا عالم ایجاد میں آنے سے دو دن پہلے یہاں پہنچ جانا سخت تعجب کا اچنبھا ہے اور ہنوز آج سے کل تک آپ کے لئے روزِ موعود کا وقت باقی ہے اگر وہ گذر گیا اور جواب نہ آیا تو معلوم ہوگا کہ آپ کا دروازہ بند ہے اور اللہ تعالیٰ کے درود و سلام و برکات صاحب مقامِ محمود اور ان کے آل و اصحاب نور و سعادت والوں پر اور سب خوبیاں اللہ کو جو گناہ بخشے اور اپنے بندوں سے محبت فرمائے۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفےٰ النبی الامی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، نہم ذی القعدہ ۱۳۱۹
روز چہار شنبہ

مترجم غفرلہٗ کہتا ہے کہ روزِ موعود گزرا اور جمعہ گزرا اور جواب نہ آیا تو اس صحیفہ پنجم نے امضا پایا۔

مفاوضہ پنجم حضرت عالمِ اہلسنّت دام ظلہٗ باعلام تمامی حجت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وبعد فقد مضی امس یومک الموعود بل زاد علیہ الیوم الموجود یوم الجمعۃ المبارک المسعود ولم یأت منک شیئ من المردود فانجلی الحجاب وتم لخطاب والحمد للہ الکریم الوھاب ولایقبل

منک بعد ھذا الا الانقیاد لما ارشدناک الیہ من الحق و الرشاد والحمد للہ العلی الجواد والصلوٰۃ والسلام علی سید الاسیاد محمد و آلہ وصحبہ الامجاد آمین۔

کتبہ
عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احد عشرۃ مضین من ذی القعدۃ ۱۳۱۹ھ

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بعد حمد و صلاۃ بلاشبہ کل آپ کا روز موعود گزر گیا بلکہ آج کا دن روز مبارک و ہمایوں جمعہ اور زائد ہوا اور آپ کی طرف سے کچھ جواب نہ آیا تو پردہ کھل گیا اور رضا طلبہ تمام ہوا اور سب خوبیاں اللہ کریم بہت عطا فرمانے والے کو، اور آپ سے کچھ پذیرا نہ ہوگا مگر اس حق و صواب کے لیے مطیع ہونا جس کی طرف ہم نے آپ کو ہدایت کی اور سب تعریفیں اللہ بالا و بے غرض بخشندہ کو اور درود و سلام سب سرداروں کے سردار محمد اور ان کے آل و اصحاب معززین پر، آمین

کتبہ
عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
یازدہم ذی القعدہ ۱۹ھ

مترجم غفرلہٗ کہتا ہے الحمدللہ حضرت عالم اہلسنت کے ساتھ عرب صاحب کا مکالمہ ختم ہوا اور عرب صاحب کا جوابوں سے عجز روشن و آشکارا ہو گیا ذٰلک بان اللّٰہ ھو الحق وان اللّٰہ لا یھدی کید الخائنین و الحمد للّٰہ رب العٰلمین وقیل بُعدا للقوم الظّٰلمین۔

زیادتِ افادت

عرب صاحب کی خوبی تہذیب اور اس کے جواب میں حضرت عالم اہلسنت کا حلم عجیب ناظرین نے ملاحظہ فرمایا اب مستفیدانِ بارگاہِ سنت کا ادب اجمل اور کریمہ و اعرض عن الجٰھلین پر کریمانہ عمل بنظرِ اعتبار مشاہدہ کیجئے۔ مکرمنا مولوی محمد واعظ الدین صاحب اسلام آبادی قادری برکاتی سلمہ الہادی نے اگرچہ عرب صاحب کے خط سوم میں کلماتِ جہل و شتم ملاحظہ فرما کر آیہ کریمہ واغلظ علیھم پر عمل چاہا مگر اثر نادیب کمال تہذیب کہ عرب صاحب کو معذور ہی رکھا اور ان کی نسبت کلام خوبی و اکرام ہی لکھا سارا قصور نفسِ امّارہ پر طویلے کی بلا بندر کے سر۔

نامی نامہ مولانا واعظ الدّین صاحب بجواب ہماں خط سوم عرب صاحب

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

الٰی جناب الفاضل الوسیم المناقب السنیم المناصب

المولوی طیب صاحب دامت عنایتھم

اما بعد فاتت الیوم کریمتکم المسطورۃ ونمیقتکم الغیر

المستورة ضحی تاسع ذی القعدة یوم الاربعاء فوجدناها
علی خلاف ماهو المامول من العلماء و ایضًا علی
خلاف ما عهد منکم فی اختیها السالفتین فعلمنا
انها لیست من قبیل قلبکم بل رشحة من النفس
الامارة بالشین اذ لیس فیها جوب سؤل الاکذب
وفحش وجهل بضلال فسیدنا العلامة عالم
اهل السنة مدظله و دام فضله لما کشف عن
خدرها و وقف علی هذرها و هجرها لم یجد
علیکم لاجلها بل تبسم ضاحکا من قولها وقال
رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی و
علی والدی وان اعمل صٰلحا ترضٰه وادخلنی
برحمتک فی عبادک الصٰلحین ه علما منه بان
لا معصوم الا من عصم الله فکیف یؤخذ بجهل النفس
صدیق قدیم ما کان یرضاه ولٰکنا نحن خدام العتبة
العلیة فی عجب عاجب من هٰذه القضیة کتاب
یکتب ۱۱۔ ذی القعدة الحرام و یصل لحضرة المکتوب
الیه تاسع الشهر من ذٰلک العام و انا لموقنون انکم
من مثل هٰذا الکذب الجلی معزولون و انما هو من
تعاجیب نفس امارة و لم تدر السفیهة ان منها علی

كذبها الدليل و امارة فان تاريخ ارسال القرطاس فى
طابع بوسطه رامفور ١٨ فرورى يوم الثلثاء وتاريخ وصوله
فى طابع بوسطة بريلى ١٩ فرورى يوم الاربعاء وهى
تزعم انها كتبت ٢١ فرورى يوم الجمعة الغراء
فيا لها من ولادة قبل الحمل ما لها نظير فى خارج
ولا عقل ولا يخفى على جنابكم الرفيع ان مثل هذا
الاحتيال الشنيع لا تقضى الا بوقاحة المحتالة ولا تفضى
الا الى فضيحة الفعالة وما هى الا النفس الامارة اما
قلبكم فلم يرض عاره ولا عواره فتبين انها لو ارسلت
الجواب لجاء قبل يوم الخميس كهذا الكتاب ولكنها
عجزت فمكرت وكذبت و هجرت و زعمت انها بهذا
سترت فواحش جهلها ولا والله ظهرت فيا مولانا
الفاضل الكامل انا اسألك بما رزقت من العلم
والفضائل ان تكبح عنانها عن الجهل والفحش والرذائل
وقل لها يا هذه تمضى الشهور وتنقضى الدهور ولا
تردين الجواب ولو ان السؤال كان طلاقا عليك لخرجت
من العدة وحللت للخطاب ثم اذا طولبت فحشت و
هذرت وخدعت و مكرت و الى الان عليك باقية من
الزمان الى انقضاء الخميس اليوم الموعود فان مضى

ولم یصل جوابکِ فنحشکِ وجهلکِ علیک مردود ولا والله یا امارۃ جہلت علی عالم واحتملتِ انما احتملتِ لن یقبل منک الا الجواب عن کل ما سئلت ولا تظنی ان یلتفت العلماء الفحول الی ما تشحنین به جرابکِ من الجہل والفضول نعم ان طغیتِ وبغیتِ و الجہل بغیتِ فلعلک تجدین من یجہل علیک فوق ما تجہلین فتعضی علی یدیک وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۔

دعی عنک تہجاء الرجال واقبلی الخ

والسلام علی من اتبع الہدی وصلی الله تعالٰی وسلم وبارک علی المولی المصطفی وآلہ وصحبہ دائما ابدا ۔

کتبہ الفقیر واعظ الدین القادری الاسلام آبادی
غفرلہ المولی الہادی لتسع خلون من ذی القعدۃ سنۃ ۱۹ھ

ترجمہ

بسم الله الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بجناب فاضل فراخ مناقب نیکی مناصب مولوی طیب صاحب دام عنایتہم

بعد حمد و صلوٰۃ واضح ہو آج نہم ذی القعدہ روز چارشنبہ وقت چاشت آپ کی گرامی کتابت اور بے پردہ[1] تحریر آئی ۔ ہم نے اس رنگ کے خلاف پائی جس کی علماء سے توقع تھی نیز اس طرز

---

[1] بے پردہ [illegible] سے ایک تو کارڈ پر تھی دوسرے برہنہ گوئی ۱۲ مترجم

کے مخالف آئی جو اس کی دو واگلی بہنوں میں آپ کی طرف سے معروف رہے تو ہم نے جانا کہ وہ آپ کے قلب کی طرف سے نہیں بلکہ نفسِ امارہ کے چھینٹوں سے جو بکثرت عیب کی طرف داعی ہے اس لئے کہ اس تحریر میں جھوٹ اور زبان درازی اور بہکی ہوئی جہالت کے سوا کسی سوال کا جواب نہ تھا تو ہمارے سردار علامہ عالم اہلسنت مدظلہ و دام فضلہ نے جب کہ اس کا پردہ کھلا اور اس کی بیہودہ سرائی و پریشان گوئی پر وقوف پایا اس کے سبب آپ پر کچھ غضب نہ فرمایا بلکہ اس کی بات سے ہنستے ہوئے مسکرائے اور دعا کی کہ اے میرے رب میرے دل میں ڈال کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کروں جو کہ تو نے مجھ پر اور میرے باپ دادا پر فرمائیں اور میں وہ بھلا کام کروں جو تجھے پسند آئے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل فرمائے وجہ یہ کہ حضرت والا کو معلوم ہے کہ معصوم تو وہی ہے جسے اللہ عزوجل نے عصمت عطا فرمائی تو نفس امارہ کی جہالت کے باعث ایک پرانے دوست پر جو ایسی باتوں کو ناپسند رکھتا تھا کیا مواخذہ ہو مگر خادمانِ آستانہ والا اس معاملے میں سخت عجب میں ہیں خط لکھا تو جائے ذی القعدہ الحرام کی گیارہویں کو اور حضرت مکتوب الیہ کے پاس پہنچے اسی سال اسی ذی القعدہ کی نویں کو، ہم کو یقین ہے کہ آپ ایسے سفید جھوٹ سے برکنار ہیں یہ تو اسی نفسِ امارہ کی انوکھیاں ہیں اور وہ احمق یعنی نفسِ[1] امارہ کی شرارت یہ نہ سمجھی کہ اس کے جھوٹ پر خود اس کی طرف سے دلیل و علامت موجود ہے کہ مہر ڈاک ڈاکخانہ رامپور میں روانگی کارڈ کی تاریخ ۱۸ فروری روز شنبہ

---

[1] نفس زبان عربی میں مونث ہے یہاں مطابقت ترجمہ کے لئے شرارت نفس یا شریرہ مکتوب ہوا ۱۲ مترجم

ہے اور مہر ڈاکخانہ بریلی میں پہنچنے کی تاریخ ۱۹ فروری روز چارشنبہ اور وہ شریرہ یہ بکتی ہے کہ اس نے یہ کارڈ ۲۱ فروری روز روشن جمعہ کو لکھا تو یہ پیش از حمل ولادت تو نہایت ہی عجیب ہے جس کی نظیر نہ خارج میں ہے نہ ذہن میں، اور آپ کی جناب میں پوشیدہ نہیں کہ ایسے بُرے حیلے کا حکم نہیں ہوتا مگر اس حیلہ کرنیوالی کی بے حیائی اور نتیجہ نہیں ہوتا مگر اس سخت بدافعال کی رسوائی اور وہ حیلہ گر بدکار کون ہے یہی نفسِ امارہ کی شرارت آپ کا قلب تو اس کذب و مکر کے عار و عیب پر راضی نہیں تو ظاہر ہوا کہ وہ شریرہ اگر جواب بھیجتی تو اس کارڈ کی طرح جمعرات سے پہلے آجاتا مگر وہ تو عاجز آئی لہذا فریب کیا اور جھوٹ بولی اور بیہودہ بکا اور سمجھی کہ اس تدبیر سے اس کے جہل کی بے حیائیاں چھپ گئیں حالانکہ خدا کی قسم ظاہر ہو گئیں۔ تو اے مولانا فاضل کامل آپ کو جو علم و فضائل ملے انہیں ذریعہ بنا کر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ جہل اور فحش اور کمینہ باتوں سے اس شریرہ کی باگ روک لیجئے اور فرمائیے کہ اے فلانی! مہینے گذریں، زمانے پلٹیں اور تو جواب نہ دے۔ اگر بالفرض وہ سوال تجھ پر طلاق بھی ہوتے تو تُو ضرور اتنی مدت میں عدت سے نکل کر پیام دینے والوں کے لئے حلال ہو گئی ہوتی پھر جب تجھ سے جوابوں کا مطالبہ ہو تو تُو فحش و بیہودہ بکے اور مکر و فریب کرے اور ابھی روزِ موعود پنجشنبہ گزرنے تک تجھ پر کچھ زمانہ باقی ہے پس اگر وہ گزر گیا اور تیرا جواب نہ پہنچا تو تیرا فحش و جہل تیرے ہی منہ پر مارا جائے گا اور قسم بخدا اے وہ امارہ جو ایک عالم سے جہل کے ساتھ پیش آئی اور حاملہ ہوئی جس گناہ کی حاملہ ہوئی زنہار تجھ سے پذیرا نہ ہوگا مگر ان تمام سوالات کا جواب دینا جو تجھ سے کئے گئے ہیں اور یہ گمان نہ کرنا کہ علمائے فحول اس جہل و فضول کی طرف التفات کریں جس سے تو اپنی پوری

بھر رہی ہے ہاں اگر تو سرکشی اور زیاں کرے اور جہل ہی چاہے تو کیا عجب کہ تجھے کوئی ایسا مل جائے جو تیرے جہل سے بڑھ کر تجھ پر جہل کرے پھر تو اپنے ہاتھ چباتی رہ جائے اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس پلٹے پر پلٹا کھاتے ہیں، مردوں کی ہجو گوئی سے درگزر اور آ، الخ اور سلام ان پر جو ہدایت کے پیرو ہوئے اور اللہ تعالے کے درود و سلام و برکات مولے مصطفےٰ اور ان کے آل و اصحاب پر ہمیشہ ہمیشہ۔

راقم فقیر واعظ الدین قادری اسلام آبادی غفرلہ المولے الہادی سے نہم ذی القعدہ ۱۳۱۶ھ

خاتمہ

وہ سوالات کہ عرب صاحب سے کئے گئے اور انہوں نے جواب دیئے وہ انہیں بار بار مطلع کر دیا ہے کہ بے ان کے جواب کے آپ کی خارجی باتیں مسموع نہ ہونگی

س ۱ کچھ احکام شرع ایسے ہیں یا نہیں کہ ابتداءً ان کا علم بے نص صریح یا اجتہاد مجتہد کے نہ ملیگا؛ س ۲ کیا تمام آدمی جمیع احکام کے عالم، معانی نصوص کو محیط، اجتہاد پر قادر ہیں۔ س ۳ کیا جاہلان عاری شتران بے مہار ہیں ان پر شریعت کے احکام نہیں س ۴ ان کے لئے احکام الٰہی جاننے کی کیا سبیل ہے اس سبیل کا اختیار ان پر فرض واجب جائز کیا ہے۔ س ۵ آپ نے اپنی عمر تک اللہ تعالیٰ کو کیونکر پوجا اور بندوں سے کس طرح معاملہ کیا اجتہاد سے یا تقلید سے آپ شروط اجتہاد سے پُر ہیں یا خالی؛ س ۶ آپ کو علوم شرعیہ کے تمام اصول و فروع میں اجتہاد پہنچتا ہے یا بعض میں، بر تقدیر اخیر جس میں آپ مجتہد ہیں اس کی تعیین کیجئے اور جس میں نہیں اس میں اپنی راہ بتائیے، بر تقدیر اول فقہی مسائل اجتہادی کی دس گھڑی ہوئی صورتیں لائیے جن کا حکم خاص آپ نے استنباط کیا ہو جس کی بنا کے ظاہر و باطن و جرح و تعدیل و تفریع و تاصیل میں آپ دوسرے کی سند نہ پکڑیں س ۷ تقلید شخصی آپ کے نزدیک کفر ہے یا حرام یا مباح یا واجب؛ س ۸ ائمہ و اقوال میں ہر مکلف نا مجتہد کو تخییر ہے یا حکم تخییر اور اس کی کیا سبیل؛ س ۹ یہ تخییر یا تحجیر مطلق ہے یا چار اکابر میں محصور؛ س ۱۰ تلفیق فسق ہے یا جائز؛ س ۱۱ مختلف اعمال میں یا ایک میں بھی؛ س ۱۲ قبل عمل یا بعد بھی؟

عرب صاحب کو اب ہم طالبان حق اپنی طرف سے از سر نو دو ہفتے کی مہلت دیتے ہیں ختم سال تک ان مسائل کا مفصل جواب دے دیں۔ جس بات میں اجمال رہے گا یا آپکے

بیان پر ایضاح حق کے لئے اور سوال پیدا ہوگا پھر عرض کر کے صاف کر لیا جائے گا یہاں تک کہ بعونہ تعالےٰ حق واضح ہو۔ واٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین اٰمین۔

سید عبدالکریم قادری غفرلہ ۱۲؍ذی الحجہ ۱۳۱۹ھ

تنبیہ: جواب مفصل ہوں مواقع ضرورت وعدم ضرورت وغیرہا قیود وتخصیصات جو مکنون خاطر ہوں مصرح ہوں ورنہ مطلق اطلاق پر محمول رہے گا اور بعد ورود اعتراض دعائے تخصیص وتقیید وتاویل مسموع نہ ہوگا۔

تنبیہ: ہر سوال کا جواب مدلل ہو اور اپنے لئے جو منصب قرار دیجئے دلائل اس منصب کے نصاب پر مکمل ورنہ بے محل سرود مطبوع نہ ہوگا۔ والحمد للہ اولا واٰخرا والصلوٰۃ علیٰ رسولہ وآلہ باطنا وظاہرا اٰمین۔

عرب صاحب کی تہذیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اس کے بعض نمونے تو عرب صاحب کے خط سوم میں جو آپ کو اسی رسالہ کے ص ۳۲۲ پر ملے گا ملاحظہ ہوں مگر عرب صاحب کی جو روداد تہذیب وانسانیت اب رامپور میں چھپ رہی ہے اس کی نسبت بعض علمائے کرام ساکنان رامپور کی مرسلہ تحریر نے عجب خبریں دی ہیں ذرا استماع فرمائیے

بملاحظہ مخدومی مکرمی جناب مولوی سید عبدالکریم صاحب زید مجدہم۔ تسلیم۔ مولوی طیب

صاحب عرب ایک رسالہ بنام "ملاطفۃ الاحباب" چھپوا رہے ہیں۔ اس کے بیانات کی بے حد غلطیاں تو اہل علم جانیں گے مگر طرزِ کلام میں نہایت تہذیب و انسانیت کو کام فرمایا ہے۔ میں نے حضرت عالمِ اہلسنّت کے خطوط انہیں کے رسالے میں دیکھے جس میں صرف عالمانہ کلام ہے مگر ان صاحب کی غصہ ناک تحریر نے کوئی دقیقہ بدزبانی کا اٹھا نہ رکھا۔ اس کے بعض اوراق چھپ گئے ہیں۔ اُنہی سے کچھ انتخاب ملاحظہ ہو:۔

ص۷ یہ شخص خود اپنا کہا نہیں سمجھتا۔ ص۱۰ یہ شخص مسلمانوں کا بھی مخالف ہے اور عاقلوں کے بھی خلاف۔ ص۱۲ یہ شخص ان لوگوں میں ہے جو اپنا گھر اپنے ہاتھوں بھی خراب کرتے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے بھی۔ یہ یہودی کا بیان ہے۔ ص۲۱ بیڑیاں پاؤں میں ہیں اور مکر کرتا ہے۔ ص۳۱ ناصر بدعت دشمنِ موحدین مکفرِ محدثین۔ ص۳۱ علمی مذاکرے کے لائق نہیں ص۳۲ آپ کاٹے اور چلائے۔ ص۳۳ مردہ بے حیات یہاں تک کہ ص۱۵ سطر ۱۱ میں صریح فحش تک تجاوز کیا ہے۔

ایسی ناپاک تحریر کا اگر آپ یا اور کوئی صاحب رد لکھیں تو بہتر یہ ہے کہ حلم سے کام لیں جو شانِ علم ہے۔ والسلام۔ ۱۵ ذی الحجہ ۱۹ھ انتہیٰ

ہمیں اپنے معزز دوست کی یہ رائے بجان و دل منظور ہے۔ تحریر دیکھی جائے گی۔ اگر سوا ایسی ہی خرافات کے کچھ نہ ہوا تو اہلِ علم بلکہ ہر عاقل کے نزدیک وہ آپ ہی اپنا جواب ہے ورنہ اس کی زبان درازیوں سے اعراض ہوگا اور اس کی جہالتوں پر بعون اللہ تعالیٰ اعتراض عرب صاحب اپنی تہذیبوں کا جواب اگر عرب کی مثل سے چاہیں تو اصل العی لا حتلاط یعنی جو عاجز آتا ہے غصے میں بھر جاتا ہے و من اطلع غضبہ اضاع ادبہ جو غصے پر چلے گا ادب ہاتھ سے کھوئے گا البغل التغل وھو لذلک اھل یعنی لوم اصلہ

فخبیث فعلہ۔ اگر اشعار سے چاہیں تو کثیر عزہ کے یہ دو شعر لیں ہیں سہ

یکلفہا الخنزیر شتمی وما بہا ۔۔۔ ہوانی ولکن للملیک استذلت

ھنیأ مریئاً غیر داء مخامر ۔۔۔ لعزۃ من اعراضنا ما استحلت

یعنی سہ

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی ! ۔۔۔ جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

یہ تو عرب صاحب کی طرز پر امثال واشعار سے جواب تھا اور ہمارا تیسرا پورا سچا جواب یہ ہے جو ہمارے رب عزوجل نے ہمیں تعلیم فرمایا کہ سلٰمٌ علیکم لا نبتغی الجٰھلین ہ واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلٰماً ہ واذا مرّوا باللغو مرّوا کراماً ہ ۔۔۔ والسلام

عرب صاحب کی عربی دانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

عرب صاحب کی تحریرات ثلاثہ کا مجموعہ صرف اُنتیس سطریں ہیں اُنھیں میں ملاحظہ ہو کہ عربیت و فصاحت کی کیا بستی بسی ہیں مثلاً بطور نمونہ معروض (۱) اَنَّ ای قسم من اقسام التقلید فرضا قطعیاً۔ اَنّ کی خبر منصوب۔ (۲) جمادی الثانی مؤنث کی صفت مذکر (۳) حضرت نے جمادے کا کوئی تیسرا بھی دیکھا ہوگا کہ عرب ثانی بے ثالث نہیں بولتے۔ (۴) مہینے کا عَلَم جمادے الآخرہ ہے اَعلام میں تصرف کیا! (اگر ذرا زیر اور آنکھ پر بھی نہ ہو، فافہم) (۵) بخدمت حضرۃ العالم بہ تائے کشیدہ (یہ متعلق املا ہے خط کی خطا ہے، بحث فصاحت

سے جدا ہے مگر علم کا پتا ہے۔ (۶) جنّاب مولوی، الف ہضم ہوا تو ہوا لام تو ٹیڑھی کھیر تھا۔ (۷) قادری موصوف معرفہ صفت نکرہ۔ (۸) القول بان لاولیاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تصرف۔ ان کا اسم مرفوع، مگر ہاں ادعائے محدثی ہے۔ (۹) ۵ ذوالقعدہ۔ (۱۰) لا ذوالقعدۃ۔ مضاف الیہ مرفوع، مگر یہ کہیئے کہ قلم ہی مرفوع۔

ان کے سوا اور بھی بعض مواقع محل کلام اور خود عشرۃ کاملۃ ہی کیا کم ہیں جو آدمی ۲۹ سطریں لکھے اور ۱۰ غلطیاں کرے وہ ضرور فصیح ادیب ہوا خصوصاً جہاں عربی الاصل ہونے کا ادعا۔ بات یہ ہے کہ عرب صاحب کو عرب شریف میں رہنے کا اتفاق بہت کم ہوا، عمر کا زیادہ حصہ ہندوستان میں گزرا، بہتر ہو کہ آیندہ عربی کو کم تکلیف دیں، اپنی ٹوٹی پھوٹی اردو ہی خرچ کریں۔ تاویلات کا دروازہ کشادہ ہے لا تعدم خرقاء حیلۃ، مگر سعتِ کلام میں مجروح و مطروح و شاذ نا ممدوح کا دامن پکڑنا تسلیم اعتراض ہے گو پردے کے اندر۔

لطیفہ

عرب صاحب کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افتراء

آپ نے اپنی ادب دانی کھونے کو چند اوراق کی ابجی لکھی ہے جس میں اطفال مکتب سے کچھ لے دے کر، کچھ ادھر ادھر سے سیکھ سکھا کر داد ادب دی ہے اس میں ان مکروہ سے شاذ نادر نصب خبر میں حدیث ان قعر جہنم سبعین خریفا تحریر کی اور بیدھڑک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کردی کہ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیراً ان قعر جہنم سبعین خریفا

مجتہد صاحب نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر یہ کھلا افترا، متداول کتاب تک رسائی محال اور اجتہاد کا ادعا! جنابِ من یہ قول ابوہریرۃ فارسی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور اس کی نسبت باقی کلام کی ان سطور میں وسعت نہیں۔ آپ کو ہوس ہوئی تو پھر معروض ہوگا ان شاء اللہ تعالےٰ وباللہ التوفیق۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ

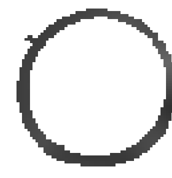
یہ مجتہد صاحب تو نیچری کانفرنس کے رکن رکین نکلے

جب سے پہلے خط کا جواب گیا رامپور سے عرب صاحب کی بدمذہبی کی نسبت متعدد خبریں آیا کیں جن کے سبب اگرچہ حکم بالجزم میں احتیاط رہی مگر کَیْفَ وَقَدْ قِیْلَ طرزِ کتابت میں تبدیل ہوئی، نامۂ دوم سے القاب وسلام تحریر نہ فرمائے گئے کہ مبتدع کو سلام اور اس کا اعزاز و اعظام شرعاً حرام، فقیر کا یہ رسالہ ۱۵ ذی الحجہ کو تمام و کمال چھپ چکا کہ خبر وثوق تام کے ساتھ آئی کہ عرب صاحب نے نیچریوں کی ممبری پائی۔ اب ان کی روداد تلاش کی گئی، یہاں نہ ملی، نیچریوں سے ولیو منگائی انہوں نے نہ دی بمشکل بعض صاحبوں کے یہاں سے ضمیمہ کانفرنس رامپور ۱۹۰۰ء[1] ملا دیکھا تو صفحہ ۲۷ پر ط کی ردلیف میں سب سے اونچے جلوہ گر ہیں، حرص کے نمبر ۱۹۸ دے کر لکھا ہے مولوی محمد طیب صاحب عرف[1] مدرس اعلے مدرسۂ عالیہ رامپور پانچ روپیہ۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ! اب غیر مقلدی کی شکایت کیا ہے وہاں چوکھا رنگ نیچریت کا چڑھا ہے، افسوس عرب کا نام بدنام

---

[1] مطبع مفید عام میں تصحیح کا بھی اہتمام ہے۔ یہ لفظ یونہی (عرف) چھپا ہے شاید (عرب) صاحب برج ستارہ ممبری کی (ب) کثرتِ استعمال سے (ف) ہو گئی ۱۲

کیا۔ ممبری کی اونچ اونچ تھی تو اسلامی نام کے بہت جلسے تھے مگر یہ فخر کہاں سے کہ جہاں مولوی طیب صاحب پانچ روپے پر ہیں وہیں طابق النعل بالنعل لالہ بھگوتی پرشاد (نمبر ۱۲۹) بابو بھوپال (نمبر ۱۳۱) لالہ بنارسی داس (نمبر ۱۲۴) بھی برابر و ہمسر ہیں بلکہ لالہ برج کشور (نمبر ۱۲۴) منشی بلاقیداس (نمبر ۲۷) منشی پیارے لال (نمبر ۲۹) وغیرہ وغیرہ آپ سے کمتر ہیں کہ جب صاحب پانچ روپے کے ممبر، وہ دو دو روپے کے دو نیٹر ہیں اگرچہ بابو برجانند (نمبر ۱۳۰) بابو بھولا ناتھ (نمبر ۹۶) لالہ برج بھوکن سرنداس (نمبر ۱۲۵) طیب صاحب کے اوپر ہیں کہ یہ پانچ ہی کے ہوئے دس اور پچیس پچیس روپے کے اعلیٰ ممبر ہیں طیب صاحب معاف فرمائیں، انہیں ختم سال تک مہلت تھی کہ تلاشِ روئیداد ہی میں ختم ہوئی۔ ۱۵ محرم ۱۳۱۸ تک مہلت سہی اگرچہ جب نیچریت ٹھہری تو اس بحث کی کیا حاجت رہی۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ آمین۔



تمام شُد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

دفع زیغ زاغ

ملقب بلقب تاریخی

رامی زاغیان

حافظ القلم

۱۳۲۰ھ

یہ وہ سوالات ہیں کہ مجددِ دین و ملت حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ **احمد رضا خاں** رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی رشید احمد گنگوہی کو حلتِ غراب پر بھیجے اور وہ جواب سے عاجز رہے۔ صاف انکار لکھ دیا

مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی احل لنا الطیبات وحرم علینا الخبیثات وجعل الفواسق لایمیل لاکلہا الا کل فاسق فان الجنس للجنس شواق والشیء الی الشیء باشواق والصلاۃ والسلام علی من بین الحلال والحرام واحل قتل الفواسق فی الحل والحرام للحلال و الحرام فلا یستطیبہا من بعد ما جاءہ من العلم الا من زاغ والی الخبث والفسق مثلہا ۱۷ ۶ وعلی الہ وصحبہ وعلماء حزبہ وعلینا معہم وبہم ولہم اجمعین الی یوم الدین امین یا ارحم الراحمین۔

فقیر غلام محی الدین عرف محمد سلطان الدین حنفی قادری برکاتی سلہٹی عاملہ للہ بلطفہ الخفی الوفی خدمت برادران دین میں عرض رسا اس زمانہ فتن و محن میں کہ علم ضائع اور جہل ضائع ہے۔ بعض شوخ طبیعتیں پیرانہ سالی میں بھی نچلی نہیں بیٹھتیں آئے دن ایک نہ ایک ایسی بات نکالتی رہتی ہیں۔ جن سے مسلمانوں میں اختلاف پڑے فتنہ پھیلے اپنا کام بنے نام چلے۔ جناب گرامی القاب وسیع المناقب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے پہلے مسئلہ امکان کذب نکالا کہ معاذ اللہ اللہ عزوجل کا سچا ہونا ضروری نہیں جھوٹا بھی ہو سکتا ہے۔ پھر ابلیس لعین کے علم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتایا ان کے یہ دونوں مسئلے براہین قاطعہ کے صفحہ ۲، صفحہ ۵۱ پر ہیں پھر بحکم آنکہ ع

قدم عشق بیشتر بہتر

ایک مہری فتوے میں تصریح کردی کہ اللہ تعالٰے کو بالفعل جھوٹا ماننا فسق
بھی نہیں اگلے امام بھی خدا کو ایسا مانتے ہیں۔ جو خدا کو بالفعل جھوٹا کہے اسے گمراہ فاسق
کچھ بھی نہ کہنا چاہیئے۔ ہاں ایک غلطی ہے۔ جس میں وہ تنہا نہیں بلکہ وہ بہت
اماموں کا پیرو ہے۔ حضرت کا یہ ایمان ان کے مہری فتوے میں ہے۔ جو برسوں
سے بمبئی وغیرہ مع رد بارہا چھپ گیا۔ اور علمانے صریح حکم کفر دیا اور جناب گرامی
القاب سے جواب نہ ہوا یونہیں دو مسئلہ اولین کے رد میں علما کے متعدد رسائل سالہا
سال سے چھپ چکے اور لاجواب رہے۔ ادہر سے کان ٹھنڈے ہوئے تھے۔ کہ حضرت
کی اختراعی طبیعت نے کوّا پسند کیا اس کی حلت کا غوغا بلند کیا پھر بھی غنیمت
ہے۔ کہ کفر و ایمان سے اتر کر حرام و حلال میں آئے۔ مسلمانوں کے قلوب میں اس پر
بھی خام شورش و نفرت پیدا ہوئی اگر حق سبحانہ و تعالٰے توفیق عطا فرماتا تو بصیر
اسی سے اندازہ کر لیتا کہ کوئے کو اسلامی طبیعتیں کیا سمجھتی ہیں۔ تمام قلوب میں اس
کی حلت سن کر ایسی شورش پیدا ہوتی۔ آخر بھیڑیے میست قمری یا کبوتر کو حلال بتانے
پر کبھی اختلاف پیدا ہوا۔ علما و عامہ نے اسے نیا مسئلہ سمجھ کر تعجب کی نگاہ سے دیکھا۔
ہندوستان پر انہیں چند سال میں قحط کے کتنے حملے ہوئے یہ سیاہ پوش صاحب
ہر گلی کوچے میں کثرت سے ملتے ہیں۔ عام مسلمین جن کی طبائع میں منجانب اللہ
اس فاسق پرند کی خباثت و حرمت مرکوز ہے۔ ان کا خیال تو ادہر کیوں جاتا مگر
افسوس کہ اس وقت تک جناب کو بھی اس مسئلہ کا الہام نہ ہوا ورنہ ادہر نہیں تو آپ
کے معتقدین قحط زدوں کو تو مفت کا حلال طیب گوشت ہاتھ آتا اور چاروں
طرف کاؤں کاؤں کا شور بھی کچھ کمی پاتا۔ اب حال وسعت و فراخی میں آپ کو سوجھی

کر کوا حلال نہ صرف حلال بلکہ حلال طیّبت ہے۔ متعدد بلاد میں اہل علم نے اس کے رد لکھے یہاں تک کہ بعض معتقدین جناب گنگوہی صاحب نے بھی ان کے خلاف تحریریں کیں۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکتہ مجدد دین و ملت حضرت عالم اہل سنت مدظلہ العالی کے حضور میرٹھ، سہارن پور، گلادٹی کان پور وغیرہا آٹھ دس بلاد نزدیک و دور سے اس کے بارے میں سوالات آئے اکثر جگہ مختصر جواب عطا ہوئے کہ یہ کوا فاسق ہے خبیث ہے۔ حرام بحکم قرآن و احادیث ہے۔ اور بایں لحاظ کہ متعدد بلاد میں اہل علم کا اس طرف متوجہ ہونا حلت کے رد لکھنا صحیح خبروں سے معلوم تھا اور یہاں کثرت کا بیرون از شمار تصنیف کتب دینی در دطوائف مبتدعین کے علاوہ بنگال سے مدراس اور برہما سے کشمیر تک کے فتاوے کا روزانہ کام ایک ایک وقت میں دو دو سو استفتا کا اجتماع و ازدحام لہٰذا بایں لحاظ کہ لوگ اس جہلِ تازہ کا رد کر رہے ہیں۔ خود زیادہ توجہ فرمانے کی حاجت نہ جانی۔ اسی اثنا میں متعدد تحریرات مطبوعہ طرفین کی نظر سے گزریں ان کے ملاحظہ سے یہ واضح ہوا کہ یہ مسئلہ بھی اعلیٰ حضرت دام ظلہم کے التفات خاص کی حد تک پہنچ گیا ہے۔ بعض تحریرات معتقدین جناب گنگوہی صاحب میں بھی تھا کہ یہ مسئلہ ان کے علماء سے طے کر لیا جاتا یہ امر پسند خاطر عاطر تھا۔ اور ایک معاوضہ عالیہ چالیس سوالات شرعیہ پر مشتمل جناب گنگوہی صاحب کے نام امضا فرمایا۔ یہ سوالات حقیقۃً حرمت غراب کے دلائل باز غ اور ادحام طائفہ جدیدہ سغرابیہ کے ردّ بالغ تھے۔ جوذی علم بدستیاری انصاف و فہم انہیں مطالعہ کرے۔ اس پر حقیقت حال اور حلت زاغ کے جملہ ادہام کا زیغ و ضلال روشن ہو جائے۔ جناب مولوی گنگوہی صاحب بھی سمجھ لئے کہ واقعی سوالات لاجواب اور خیالات زاغیہ سب نعیق بلکہ نقش برآب ہیں۔ معاوضۂ عالیہ

بصیغہ رجسٹری رسید طلب مرسل ہوا تھا حسب ضابطہ رسید تو دیتے ہی براہ عنایت اس کے ساتھ ایک کاغذ بھی بھیجا۔ کہ آپ کا طویل مسئلہ پہنچا میں نے نہ سنا نہ سننے کا قصد ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ہزار افسوس نام علم و حالت علماء پر بے سمجھے بوجھے ایک نیا مسئلہ نکالنا مسلمانوں میں اختلاف ڈالنا اور جب علماء مطالبہ دلیل و افادہ حق فرمائیں۔ یوں چپ سادھ لینا ارشاد قرآن وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ کو بھلا دینا ایسے ہی شیوخ الطائفہ کو زیبا ہے۔ جنہیں خود ان کا معتقد فرقہ اپنا پیر مغاں لکھتا ہے۔ افسوس معتقدین کی بھی نہ چلی۔ کہ ہمارے علماء سے طے کر لو۔ ڈکس سے کیجئے وہاں تو آواز زندارد۔ سوالات میں ایک سوال یہ بھی تھا۔ کہ فلاں فلاں پرچے جو حلت زاغ میں چھپے آپ کی رائے اور رضا سے ہیں۔ یا نہیں۔ ان کے مضامین آپ کے نزدیک مقبول ہیں یا مردود جناب گنگوہی صاحب نے فرمایا کہ مقبول کہتا ہوں تو سب بار مجھی پر آتا ہے۔ مردود بتاؤں تو اپنا ہی ساختہ پرداختہ باطل ہوا جاتا ہے لہٰذا صاف کانوں پر ہاتھ دھر گئے۔ کہ میں نے اس وقت تک اس مسئلہ میں کوئی تحریر موافق نہ مخالف اصلاً سنی نہ سننے کا قصد ہے۔ مجھے تو آج تک یہ بھی نہ معلوم تھا۔ کہ اس بارے میں کسی طرف سے کوئی تحریر چھپی ہے چلئے فراغت شد ؎

نہ ہم سمجھے نہ تم آئے کہیں سے
پسینہ پونچھیے اپنی جبیں سے

حضرت جناب گنگوہی صاحب اور ان سے قربت رکھنے والے خوب جانتے ہوں گے۔ کہ یہ کیسا صریح سچا ارشاد ہوا ہے۔ مگر وہاں اس کی کیا پرواہ ہے جو اپنے معبود کو جھوٹا بالفعل کہتا سہل جانیں بندوں پر جھوٹ بولنا آپ ہی واجب بالدوام

مائیں عالم اہل سنت دام ظلہ العالی نے فوراً اس کارڈ کا رد رجسٹری رسید طلب کے ساتھ روانہ فرمایا فراستہ المومن سے گمان تھا کہ گنگوہی صاحب پہلا مفاوضہ انجانی میں لے چکے ہیں۔ اور قوت سوالات دیکھ کر تحقیق مسئلہ شرعیہ سے بچتے ہیں۔ عجب نہیں کہ اس بار رجسٹری واپس فرمائیں۔ لہٰذا واضح قلم سے لفافے پر یہ الفاظ تحریر فرما دیئے تھے دینی مسئلہ ہے صرف تحقیق حق مقصود ہے۔ کوئی مخاصمہ نہیں اگر رجسٹری واپس کر دی تو حق پرستی کے خلاف ہوگا۔ اور عجز پر دلیل صاف مگر بندگانِ خدا، اے صادق کی فراست ایمانی بحمد اللہ تعالیٰ صادق ہی ہوتی ہے۔ وہی گل کھلا کر جناب مولوی گنگوہی صاحب نے انکاری ہو کر مفاوضہ واپس دیا اہالی ڈاک نے لکھ دیا کہ حضرت کو انکار ہے لہٰذا واپس انا للہ وانا الیہ راجعون فقیر محض بنظر تحقیق حق و رفع اختلاف مسلمین وہ مفاضات اور کارڈ بعینہ شائع کرتا۔ اور اب چھاپ کر جناب مولوی گنگوہی صاحب سے سوالات شرعیہ کا جواب مانگتا ہے۔ جناب گنگوہی صاحب نام مناظرہ سے خائف ہوئے تھے۔ کہ سبحن السبوح میں حضرت عالم اہل سنت مدظلہ العالی کا حملہ شیرانہ دیکھ چکے تھے۔ یہ فقیر محض بطور استفادہ۔ مسئلہ شرعیہ آپ سے جواب سوالات پوچھتا ہے جب آپ کے نزدیک کوا حلال ہے اور لوگ اس حلال خدا کو سمجھے ہوتے ہیں۔ اور خاص آپ سے اس دینی مسئلہ کی تحقیق چاہتے ہیں۔ تو جواب نہ دینا کیا معنی رکھتا ہے۔ پہلے بھی مفاوضہ عالیہ نے آپ کو سنا دیا تھا۔ اور اب فقیر بھی گذارش کئے دیتا ہے۔ کہ خاص آپ کا جواب درکار ہے۔ اسی سے رفع نزاع ممکن ہے زید و عمرو سے غرض نہیں ایں واں پر التفات نہ ہوگا۔ آپ سے مسائل شرعیہ کا سوال ہے آپ پر جواب حاضر ہے۔ آخر ماہ رمضان مبارک تک چالیس دن کی مہلت نذر ہے

اگر عید ہو گئی اور جناب نے ہر سوال کا مفصل جواب اپنا مہری نہ بھیجا۔ تو واضح ہو گا۔ کہ آپ کو حلال و حرام کی پرواہ نہیں آپ مسائل شرعیہ پوچھنے والوں کے جواب سے عاجز ہیں۔ آپ بے سمجھے مسائل منہ سے نکالتے۔ اور مسلمانوں میں اختلاف ڈالتے اور جواب کے وقت خموشی پالتے ہیں۔ اور اگر آپ نے جواب تفصیلی بھیجے اور اسی قدر یا استفادہ مکرر سے فقیر کو اطمینان ہو گیا۔ تو میں وہ نہیں کہ جو چاہوں مان لوں۔ اور عجز کے وقت سکوت کی امان لوں۔ میں وعدہ دیتا ہوں کہ حلال خدا کو کبھی حرام نہ کہوں گا۔ آپ کی طرف سے ایک تحقیق حاصل ہونے کا ممنون ہونگا آئندہ اختیار بدست مختار وحسبنا اللہ ونعم الوکیل وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا و مولانا محمد و آلہٖ بالتبجیل۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بنظر خاص مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔

السلام علی من اتبع الھدیٰ

حلت غراب کے دو پرچے خیر المطابع میرٹھ کے چھپے کر کسی صاحب ابو المنصور صاحب منظفر میرٹھی کے نام سے شائع ہوئے ایک عنوان تردید ضمیمہ اخبار عالم مطبوعہ ۷۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء دوسرے کی پیشانی تردید ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۲ء بعض احباب نے بھیجے۔ اس کا یہ فقرہ واقعی لائق پسند ہے کہ شرعی مسئلہ کا صرف علماء میں طے ہونا اچھا بغرض رفع شکوک عوام و تمیز حلال و حرام خاص آپ سے بعض مراسلوں اور ایک ہفتے میں جواب ماحول چار روز آمد و رفت ڈاک کے ہوئے

اگر تین دن کامل میں بھی آپ نے جواب لکھا تو چار دہم شعبان روز چار شنبہ تک آجانا چاہیئے۔ کہ آج شنبہ ہفتم شعبان اور اگر اس مہلت میں نہ ہو سکے تو اس کا مضائقہ نہیں

نکو گا اگر دیر گوئی چہ غم

مگر اس تقدیر پر واپسی ڈاک وعدہ جواب وتعیین مدت سے اطلاع ضرور ہے ورنہ سکوت متصوّر ہوگا۔ جواب میں اختیار ہے۔ کہ اپنے جن جن معادنین سے چاہیئے استعانت کیجئے بلکہ بہتر ہوگا کہ سب کو جمع کر کے مشورے سے جواب دیجئے کہ دس کی سوجھ بوجھ ایک سے کچھ اچھی ہی ہوگی۔ مگر بہر حال مجیب خود آپ ہی ہوں۔ زید وعمرو کے نام سے جواب جواب کو جواب ہوگا۔ نہ جواب کے مقصود ان امور میں آپ کی رائے معلوم ہوتا ہے۔ زید وعمرو کی خوش ترائیاں تو اخباروں اشتہاروں میں ہو ہی چکیں تحریر پر مہر بھی ضرور ہو کہ جحود وجاحد کا احتمال دور ہو مسئلہ مسئلہ دینیہ ہے۔ اور مسئلہ دینیہ میں بیغور کامل وتحص بالغ آنکھیں بند کر کے منہ کھول دینا سخت بددیانتی تو ضرور ہے کہ آپ اس مسئلہ کے سب اطراف وجوانب پر نظر ڈال چکے اور جمیع وما لہ وما علیہ پڑتال کر چکے ہوں گے۔ تحقیق تنقیح تطبیق ترجیح سب ہی کچھ کر لی ہوگی۔ تو ان سوالوں کے جواب میں آپ کو وقت یا معذوری چشم کا عذر نہ ہوگا خصوصًا اس حالت میں کہ عالمگیری جیسی بیش کتابیں آپ کے سینے شریف میں بند ہیں۔ جیسا کہ مشتہر صاحب نے ادعا کیا ہر سوال کا صاف صاف جواب ہو اگر کسی امر میں خفا رہے یا جواب سوال سے پورا متعلق نہ ہوا یا کسی جواب پر کوئی سوال تازہ پیدا ہوا تو دوبارہ سوال کر لیا جائے گا۔ کہ مقصود وضوح حق ہی نہ خالی ہار جیت کی زق زق اللہ الہادی الی صراط الحق۔ سوال اول پہلے یہی معلوم ہو کہ دونوں پرچہ مذکورہ اور وہ کاغذات

جن کے طبع کا پرچہ اخیرہ میں وعدہ دیا۔ آپ کی رائے واطلاع ورضا سے ہیں یا بالائی لوگوں نے بطور خود شائع کیے۔ ان کے کل مضامین آپ کو قبول ہیں۔ یا کل مردود یا بعض علی الثالث مردود کی تعیین۔ بحال سکوت وہ پرچے آپ ہی کے قرار پائیں گے۔ خیر شر طست خیر شر طست مَن استغنٰی فقد اعتدٰی در اگر صرف اتنا جواب دیا کہ ان کا نفس حکم منظور تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ان کے دلائل وابحاث آپ کے نزدیک مردود ومطرود ہیں۔ ورنہ قبول میں تخصیص حکم نہ ہوتی اور نسبت دلائل وابحاث اجمالی بات کہ مثلاً بعض یا اکثر تصحیح میں کافی نہ ہوگی۔ وہ لفظ یاد رہے کہ علی الثالث مردود کی تعیین۔ سوال دوم شامی وطحطاوی وحلبی وغیرہا میں کہ عقعق وابقع وغداف واعصم وزاغ کی طرف غراب کی تقسیم ہے صحیح وحاصر ہے یا غلط وقاصر علی الثانی اس میں کیا کیا اغلاط کتنا قصور ہے اور ان پر کیا دلیل۔ سوال سوم غراب جب مطلق بولا جائے ان متعارف متنازع فیہ کو دن کو شامل ہے یا نہیں۔ کیا غراب کا ترجمہ کوا نہیں۔ سوال چہارم۔ اقسام خمسہ میں ہر ایک کی جامع مانع تعریف کیا ہے۔ خصوصاً ابقع وعقعق کی رسم صحیح کو طرداً وعکساً ہر طرح سالم ہو مع بیان ماخذ سوال پنجم اگر تعریفات میں کچھ اختلاف واقع ہوئے ہیں۔ تو ان میں کوئی ترجیح یا تطبیق ہے یا اختیار ہے کہ جزافاً جو چاہیے سمجھ لیجئے۔ علی الاول آپ نے کیا کیا اختلاف پائے اور ان میں کس ذریعے سے ترجیح یا تطبیق دے کر کیا قول منقح نکالا۔ سوال ششم متنازع فیہ کوا اقسام خمسہ سے کس قسم میں ہے۔ جو قسم معین کی جائے اس کی تعیین اور ماںبقی سے امتیاز مبین کی دلیل کافی بملاحظہ جملہ جوانب مبین کی جائے۔ سوال ہفتم یہ کوے جس طرح اب دائرہ وسائر ہیں۔ کہ ہر جگہ ہر شہر وقریہ میں بکثرت وافرہ ہمیشہ

ملتے ہیں اوران کا غیر شہروں میں نادر کیا۔ اس پر کوئی دلیل ہے کہ ان کی یہ شہرت وکثرت اور امصار میں ان کے غیر کی ندرت اب حادث ہو گئی ہے۔ فقہائے کرام اصحاب متون وشروح فتاوے کے زمانے میں نہ تھی۔ وہ حضرات ان کوؤں سے واقف نہ تھے۔ یا نادرالوجود ہونے کے باعث ان کا حکم بیان فرمانے کی طرف متوجہ نہ ہوئے جوان کے زمانے میں کثیرالوجود تھے۔ ان کے حکم بیان کئے۔ آپ کو اختیار دیا جاتا ہے کہ جوشق چاہیئے اختیار کر لیجئے۔ مگران کے سوا کوئی راہ چلئے توان دونوں کو بطلان اور اس کی صحت پر اقامت برہان ضرور ہوگی۔ سوال ہشتم متون وشروح وفتاوے میں اختلاف ہوتو ترجیح کسے ہے۔ اصل مذہب صاحب مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہے۔ جو متون لکھیں یا وہ کہ بعض فتاوے یا شروح حاکی ہوں۔ علماء نے ہدایہ کو بھی متون میں شمار فرمایا ہے۔ یا نہیں یاد کر کے کہیئے۔ سوال نہم۔ غداف جب اقسام غراب میں مذکور ہو اس سے نسر یعنی گدھ مراد ہے یا کیا۔ سوال دہم کیا کوئی کوا شکاری بھی ہے کہ زندہ پرندوں کو پیچھے سے شکار کر کے کھاتا ہے۔ اگر ہے تو اس کا کیا نام ہے اور وہ ان اقسام خمسہ سے کس قسم میں ہے۔ یا ان سے خارج کوئی نئی چیز ہے علی الاول وہ قسم مطلقا شکاری ہے۔ یا بعض افراد علی الثانی شکاری وغیر شکاری ایک نوع کیوں ہوئے سوال یازدہم۔ جیفہ وشکار جدا جدا چیزیں ہیں یا ہر شکار کر کے کھانے والے جیفہ خوار ہے۔ سوال دوازدہم۔ پہاڑی کوا کہ اس کوے سے بڑا اور یک رنگ سیاہ ہوتا اور گرمیوں میں آتا ہے۔ کیا ان کوؤں کی طرح آپ کے نزدیک وہ بھی حلال ہے۔ یا حرام علی الاول کس کتاب میں حلال لکھا ہے۔ علی الثانی اس کی حرمت کی وجہ کیا ہے۔

سوال سیزدہم۔ بعض کتب طبیہ جو عقعق کو مہو کا لکھا اور وہ ایک

اور جانور کوے کے مشابہ ہے نجاست وغیرہ کھاتا ہے۔ اور شہر میں کم آتا ہے اور ہدایہ وتبیین وفتح اللہ المعین میں جس قدر باتیں عقعق کی نسبت تحریر فرمائی ہیں۔ سب اس میں موجود ہیں۔ آپ کے پاس اس کی تکذیب پر کیا دلیل ہے۔

سوال چاردہم۔ حدیث خمس من الفواسق تقتلین فی الحل والحرم سے تحریم فواسق پر استدلال مذہب حنفی کے مطابق ومقبول ہے یا باطل ومخذول

سوال پانزدہم۔ قول صحابی اصول حنفی میں حجت شرعی ہے یا نہیں خصوصًا جبکہ اس کا خلاف دیگر صحابہ سے مسموع نہ ہو رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔ سوال شانزدہم آپ حمار یعنی خر کو حلال جانتے ہیں۔ یا حرام۔ اگر حرام ہے تو علت حرمت کیا ہے حالانکہ وہ صرف دانہ گھاس وغیرہ پاک ہی چیزیں کھاتا ہے۔ یا لا اعقل خلط تو کرتا ہے۔ سوال ہفدہم۔ کیا جلالہ کہ کثرت اکل نجاسات سے بو لے آئی ہو حرام وممنوع نہیں جبکہ کبھی گھاس بھی کھالیتی ہو۔ اگر نہیں تو کیوں۔ حالانکہ نجاسات اس کے رگ وپے میں ایسی ساری ہوگئی کہ باہر سے بو دینے لگی۔ تنہا اکل نجاسات بھی اور اس سے زیادہ کیا۔ وصف مؤثر فی التحریم پیدا کرے گا۔ اور اگر ہے تو کیوں۔ حالانکہ خلط تو پایا گیا۔ سوال ہیجدہم۔ ترک استفصال عندالسؤال دلیل عموم ہے یا نہیں۔ ذرا فتح القدیر دیکھے ہوئے۔ سوال نوزدہم۔ جس شے میں علت حلت وحرمت جمع ہوں حلال ہوگی یا حرام یا مشتبہ۔ علی الثالث اس پر اقدام کیسا اور وہ طیبات میں معدود ہوگی یا نہیں سوال بستم۔ نہ جاننے والا ایک حکم شرعی عالم سے استفسار کرے۔ شرعًا اس مسئلہ میں تفصیل ہو کہ بعض صورہ جائز بعض ناجائز تو ایک حکم مطلق بیان کردینا اضلال ہے یا نہیں۔ سوال بست ویکم۔ حل اگر معلول قرار پائے تو علت حلت عدم جمیع علل

حرمت ہے یا صرف کسی وصف وجودی کا ثبوت کیا شرع میں اس کی کوئی نظیر ہے کہ امر وجودی کے محض تحقق کو مناط حل قرار دے دیا ہو۔ جب تک کہ اس کا وجود ارتفاع جمیع وجوہ حظر کو متلزم نہ ہو۔ سوال بست و دوم گوبرے کہ بالاتفاق حرام ہیں۔ فقہائے کرام نے ان کی تحریم کی تعلیل صرف اکل محض نجاست سے کی ہے۔ یا اور بھی کوئی علت ارشاد ہوئی ہے۔ سوال بست و سوم۔ کیا اکل میں خلط نجس و طاہر ارتفاع جملہ وجوہ تحریم کو متلزم ہے۔ کہ جہاں خلط پایا جائے وہاں کوئی تحریم نہیں ہو سکتی کہ باوصف وجود ملزوم انتفائے لازم قطعاً معلوم سوال بست و چہارم۔ غذا پر نظر کرنا اور یہ اصل کلی باندھنا کہ جو جانور صرف نجاست کھائے حرام اور جو نرا طاہر یا دونوں کھائے حلال ہے۔ خاص اس صورت میں ہے۔ جب دیگر وجوہ حرمت سے کچھ نہ ہو یا یونہی عموم و اطلاق پر ہے۔ کہ صرف غذا دیکھیں گے۔ باقی سبعیت یا فسق یا خبث وغیرہا کسی بات پر نظر نہ ہو گی شق ثانی ماننے والا عاقل مصیب ہے یا جاہل دیوانگی نصیب۔ سوال بست و پنجم۔

قاعدہ مذکورہ امام کے کسی کلام سے استنباط کیا گیا ہے۔ یا خود امام نے اس کیلئے پر نص فرمایا ہے۔ علی الثانی ثبوت علی الاول وہ کلام امام کیسی چیز سے متعلق تھا اور قاعدہ مستنبط اسی کے نظائر سے متعلق ہو سکے گا۔ یا اپنے ماخذ سے بھی عام ہو جائے گا۔ علی الثانی صحت استنباط کیونکر۔ سوال بست و ششم وصف ابقع یعنی دو رنگا ہونا۔ خود مؤثر فی التحریم ہے یا سلباً و ایجاباً مدار حرمت یا علامت ملزومہ یا لازمہ تحریم یاان سب سے خارج ہے۔ جو کہئے سمجھ کر کہئے۔ سوال بست و ہفتم۔ پانی کو مطہر کہنا ٹھیک ہے یا نہیں۔ کیا اس پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ پانی تو مائے مضاف بھی ہے اس سے وضو کب جائز ہے۔ اگر نہیں ہو سکتا تو کیوں۔ حالانکہ مضاف بھی مطلق نہ سہی

مطلق مار میں تو مز در داخل ہے۔ اور اس کلام میں پانی مطلق ہی تھا۔ یعنی لا بشرط شئ۔ نہ مقید باطلاق یعنی بشرط لا۔ سوال بست و ہشتم۔ اگر شارح یا محشی کسی کلام کو ایسے محمل سے متعلق کردے جو اصول مسئلہ شرعیہ کے خلاف تو اس کی یہ توجیہ خطائے بسری ٹھہرے گی۔ یا اس کے سبب اصل شرعی رد کردی جائے گی۔

سوال بست و نہم۔ کیا حنفیہ کلام شارع میں مفہوم صفت معتبر رکھتے ہیں سوال سیم مذہب حنفی میں کتے کی کوئی نوع نفسہ بھی حرام ہے۔ جیسے حرمت لازم ہو یا حقیقۃً سب انواع حلال ہیں۔ حرام کی حرمت صرف بعارض و زوال پذیر ہے۔ علی الثانی ہمارے ائمہ سے ثبوت علی الاول علت حرمت کا بیان۔ سوال سی ویکم۔ غیر حواکی میں نوعیت صوت حیوانات کا خاصہ شاملہ ہے یا نہیں۔ حتی کہ منطقیوں نے جب ادراک ذاتیات کا رستہ نہ پایا اسے فصول قریبہ سے کنایہ بنایا اور حیوان ناطق حیوان صاہل حیوان ناہق کو انسان و فرس و حمار کی حد ٹھہرایا ان شہروں میں گھوڑا ہنہناتا کتا بھونکتا ہے۔ کیا کہیں اس کا عکس بھی ہے۔ کہ گھوڑا ہنہناتا کتا بھونکتا ہے۔ سوال سی و دوم۔ کیا وجہ تسمیہ میں تعدد محال ہے یا ایک وجہ دوسرے کے معارض سمجھی جائے کیا اس میں اطراد شرط ہے۔ ریش کو جبہ چیر اور پیٹ کو قارورہ کہیں گے۔ سوال سی و سوم۔ کوئی کوا آپ نے ایسا دیکھا یا کسی معتمد سے دیکھا سنا ہے۔ کہ سوا نجاست کے کبھی دانے وغیرہ کسی پاک چیز کو اصلا نہ چھوئے۔ یہاں دو قسم کے کوے دیکھے جاتے ہیں۔ یہ اور رنگار کیا رنگار دانہ کھاتے نہیں دیکھا جاتا۔ سوال سی و چہارم عق عق عق عق اور عاق عاق یا ہندی کیسے پچ پچ پچ پچ اور کاؤں کاؤں کیا یہ دونوں حکایتیں متباین آوازوں کی نہیں کیا کوئی سمجھ والا بچہ بھی کاؤں کاؤں کرنے والے کو کہے گا کہ عق عق عق عق کہہ رہا ہے۔

سوال سی وپنجم ۔ کیا لون حیوانات اختلاف بلاد سے مختلف نہیں ہوتا اگرچہ بنظر حالت معہودہ اس سے شناخت حیوان کرائیں مثلاً توتے کی رسم میں سبز رنگ حالانکہ سپید بھی ہوتا ہے تو کیا صرف موضع لون میں اختلاف نوع حیوان کو بدل دے گا۔ حالانکہ نوعیت لون بھی نہ بدلی خصوصاً جہاں خود کلمات راسمین تعیین موضع میں ایک وجہ پر نہ آئے ہوں۔ بہت نے مطلق کہا بعض نے ایک طرح تخصیص محل کی بعض نے دوسری طرح تو کیا صرف ان بعض مخصصین یں بعض کا قول دیکھ کر خصوص موضع میں ایک فرق قریب پر تبدل ذات حیوان کا زعم جنون ہے یا نہیں۔ سوال سی وششم کراہت وممانعت کہ بوجہ اکل نجاست ہو الذاتہ ہوتی ہے۔ یا اسی وصف کے سبب یہاں تک کہ اگر وصف زائل ہو کراہت زائل ہو ہمارے ائمہ نے دجاجۂ مخلاۃ وبقرۂ جلالہ میں بعد حبس اور امام ابویوسف کی روایت میں عقعق کی نسبت کیا فرمایا ہے۔

سوال سی وہفتم ۔ جامع الرموز کتب ضعیفہ نامعتمدہ سے ہے یا نہیں وہ اگر کسی بات میں ہدایہ وکافی وتبیین وایضاح ولباب وجوہرہ وغیرہا متون وشروح معتمدہ معتبرہ کے معارض مانی جائے تو ان کے مقابل کچھ بھی التفات کے قابل ٹھہر سکتی ہے۔ بلکہ ان سب عمائد کی تصریحات جلیہ سے اگر کوئی معتبر کتاب بھی مخالفت کرے جس کا مصنف نہ مجتہد فی الفتوے مانا گیا۔ نہ ان میں بہت اکابر کا ہم پایہ تو ترجیح کس طرف ہے۔ راجح کو چھوڑ کر مرجوح پر فتوے دینا کو علماء نے جہل وخرق اجماع بتایا یا نہیں۔ سوال سی وہشتم جانوروں میں فسق کے کیا معنی ہیں۔ باز وشکرہ وگربہ وکلب معلم بھی فاسق ہیں یا نہیں علی الاول ثبوت علی الثانی ان میں اور زاغ میں کیا فرق ہے۔ جس کے سبب شرع مطہر نے کوّے کو فاسق بتایا نہ ان کو۔ سوال سی ونہم۔ ٹھہر کا ترجمہ کمر کہاں کی زبان ہے کیا

اگر کوّے کی کمر پر سپیدی نہ ہو تو وہ فاسق ہے۔ نہ خبیث بلکہ مطلقًا حلال طیب ہے یہ کس کا مذہب ہے۔ کمر کی سپیدی کو حلت حرمت میں کیا اور کیوں دخل ہے۔

سوال چہلم۔ ایذا کہ حیوانات میں فسق ہے۔ اس سے مطلقًا ایذا مراد ہے۔ انسان کو ہو یا حیوان کو ابتداءً ہو متقاود طبعًا عادتًا ہو یا نادرًا کیف کان شکاری جانور ہونا بھی اس ایذا میں شرعًا داخل ہے۔ یا نہیں علی الاوّل ثبوت درکار کہ علماء نے ایذائے مناط فی الفسق میں اسے مطلقًا داخل کیا یا باز وغیرہ شکاری پرندوں کو خود اسی بناپر کہ وہ شکاری ہیں۔ فاسق بتایا ہو شرع کی کس دلیل کس امام معتمد کی تصریح سے ثابت ہے کہ طیور و بہائم میں مناط فسق و مناط سبعیت واحد ہے کیا فسق و سبعیت میں یہاں کچھ فرق نہیں۔ نیز غیر طیور و بہائم میں مناط کس قسم کی ایذا ہے اور وہ یہاں صلوح مناطیت سے کیوں معزول ہوئی۔ تنبیہ بہت سوالوں میں کئی کئی سوال بہت میں متعدد شقوق ہیں۔ نمبر وار ہر سوال کی پوری باتوں کا جواب درکار و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سیدنا و مولانا محمد و اٰلہ اجمعین۔

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ، ۷ شعبان معظم ۱۳۲۲ھ ہجریہ

علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ

نقل کارڈ مولوی گنگوہی صاحب بجواب

مفاوضۂ عالیہ

از بندہ رشید احمد گنگوہی۔

بعد سلام مسنون آنکہ آپ کی تحریر طویل دوبارہ مسئلہ زاغ بندہ کے پاس پہنچی۔ بندہ نے اس وقت تک کوئی[1] اس مسئلہ میں نہ کوئی موافق تحریر سنی ہے۔ نہ مخالف اور نہ آئندہ ارادہ سننے کا ہے۔ اور نہ مسئلہ حلت غراب موجودہ[2] دیار میں مجھے کسی قسم کا شبہ یا خلجان ہے جس کے رفع کے لئے مزید تحقیق کی ضرورت ہو۔ ایام طالبعلمی سے یہ مسئلہ بندہ کو معلوم ہے۔ اسی وقت بغرض اطمینان اپنے اساتذہ کرام سے بھی پوچھ لیا تھا۔ ورنہ کتب متداولہ درسیہ سے اس کی حلت خود ظاہر ہے اور متدبر کو ذرا غور سے واضح ہو جاتا ہے۔ بحث مباحثہ مناظرہ مجادلہ کا نہ مجھے شوق ہوا نہ اس قدر فرصت ملی۔ البتہ نفس مسئلہ حلتہ و حرمتہ مجھ سے بارہا سینکڑوں ہزاروں مرتبہ مجھ سے[3] کسی نے پوچھا اور میں نے بتلا دیا۔ اب نہ معلوم پچاس سال کے بعد یہ شور و غل

---

[1] املائے شریف میں کوئی کا لفظ یونہی مکرر ہے۔ اور ہونا ہی چاہیے تھا کہ محبوب تازہ یعنی کوّے کے ہم شکل ہے۔ اس کی لذت نے اسے تمذکرر کردیا حبك الشیٔ یعمی ویصم۔ محبت آدمی کو اندھا بہرہ کر دیتی ہے۔ ۱۲۔ [2] غراب کی تانیث عجیب محاورہ ہے۔ شاید یہی خیال باعث ہوا ہو کالا سر تو کبھی دیکھا ہی تھا اگرچہ۔ سہ تا برق بار یدیر پرزاغ ٭ شاید چو بلبل تماشائے باغ۔

[3] یہ مجھ سے مکرر ہے دکوئی مجھ سے کوئی مجھ سے) دوبارہ فرمایا ہے گویا وہ کمال محبت میں عرب کا محاورہ

کیوں ہوا۔ میں نے آپ کا مسئلہ بھی نہ سنا ہے۔ اور نہ سننے کا قصد ہے مگر چونکہ آپ[1] نے ٹکٹ نہیں بھیجا اس لئے اس کو واپس نہیں کیا۔ صرف یہ کارڈ آپ کے رفع انتظار کے لئے بھیجا ہے۔ ورنہ اس کی بھی حاجت نہ تھی۔ مجھے[2] اس وقت سے پہلے یہ بھی خبر نہ ہوئی تھی۔ کہ اس مسئلہ میں کوئی تحریر کسی طرف سے چھپی ہے۔ البتہ مجھ سے سینکڑوں آدمیوں نے پوچھا ہے میں نے اسی قدر جسقدر ہدایہ[3] وغیرہ میں درج ہے لکھ دیا ہے۔ والسلام

بقیہ۔ ادا کرکے ارشاد ہوا ہے کہ العذاب منی دانا من العذاب ۱۲۔

۱ سوالات جواب آنے کو بھیجے تھے۔ نہ واپس دینے کو اگر فقط ٹکٹ کی ناچاری جواب دینے کی سد راہ ہے۔ تو آپ جواب بیرنگ دیں بلکہ رجسٹری کراکر آپ کی جو دوان مجھے اتنے کا ویلو بھیجیں۔ وہ آنے وہ اور نذرانے کے میں حاضر کرونگا۔ ۲ سے وہ دیکھئے جھلک دے گئی۔ اس وقت سے پہلے کا لفظ صاف بتارہا ہے کہ اب معاوضہ عالیہ سننے سے خبر ہوئی حالانکہ آپ فرماتے ہیں میں نے سنا ہی نہیں ۱۲۔ ۳ ہدایہ میں صریح روشن بیان واضح زبان سے آپ کا رد لکھا ہے۔ مگر زیغ زاغ میں مرید سوجھے بھی۔ ۱۲۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بنظر خاص مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔

سلام علی المسلمین اجمعین۔

آپ کا کارڈ مشعر رسید مسائل مرسلہ فقیر آیا۔ عجلت ارسال رسید باعث مسرت ہوگی۔ مگر ساتھ ہی جواب دینے سے انکار پر حسرت۔ میری اپنی مخالفت اصول عقائد میں ہے جس میں فقیر بحمد ربہ القدیر جل جلالہٗ یقیناً حق وہدی پر ہے۔ الحمد للہ الذی ھدنا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدٰنا اللہ لقد جاءت رسل ربنا بالحق حق لا امکان فیہ للکذب ولا احتمال فیہ للریب فضلاً عن ادعاء فعلیتہ الکفر المطلق۔ مگر یہ مسئلہ دائرہ محض فرعی فقہی ہے۔ فقہ میں فقیر بحمدہ تعالےٰ حنفی ہے اور آپ بھی اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں۔ تو ان مسائل کو ان جلائل پر قیاس کر کے پہلو تہی کرنے کی حاجت نہیں۔ آپ کا جواب کہ نہ مسئلہ حلت غراب موجودہ دیار میں مجھے کسی قسم کا شبہ یا خلجان ہے۔ جس کے دفع کیلئے مزید تحقیق کی ضرورت سوئے اتفاق سے سخت بے محل واقع ہوا۔ فقیر نے کب کہا تھا۔ کہ آپ کوّے کے مسئلے میں حالت شک میں ہیں۔ بلکہ صاف لفظ تھے۔ کہ بغرض رفع شکوک عوام وتمیز حلال وحرام خاص آپ سے بعض امور مسئول اور آپ کی نسبت یہ الفاظ تھے۔ ضرور ہے کہ آپ اس مسئلہ کے تمام اطراف وجوانب پر نظر ڈال چکے اور جمیع الاما علیہ پڑتال چکے ہوں گے۔ تحقیق تنقیح تطبیق ترجیح سبھی کچھ کر لی ہوگی۔ جن سے صاف روشن تھا۔ کہ آپ کو حلت میں شاک ومتردد نہ جانا نہ آپ کے خلجان کے لئے مراسلہ بھیجا۔ آپ کو شک نہیں عوام کو تو شکوک ہیں۔ مسلمانوں میں اختلاف

پڑا ہے آتش خشام شعلہ زا ہے۔ ایک طائفہ آپ کا مقلد آپ کے فتوے سے حلت کا معتقد ہے۔ تو کیا رفع نزاع بین المسلمین سے آپ کو غرض نہیں۔ بنگاہ انصاف صاف ہو تو یہ جواب بے محل ہی نہیں بالکل برعکس آیا آپ اس مسئلے میں حالت شک میں ہوتے تو یہ جواب کچھ قرین قیاس ہوتا کہ میں اس میں کیا کہوں میں تو خود تردد شک میں پڑا ہوں اور جبکہ آپ کو حکم شرعی تحقیق ہے شبہ و خلجان اصلا باقی نہیں تو جو آپ کے خیال میں خلاف حق پر ہیں۔ حلال خدا کو حرام جانتے ہیں۔ آپ پر لازم ہے کہ حق ان پر واضح کیجیے۔ نہ کہ بعد سوال بھی جواب نہ دیجیے۔ دیکھئے تو خود آپ کے معتقدین اسی مذکور اشتہار پرچہ دوم میں کیا کہتے ہیں۔ حق میں باطلان کو ملانے کی کوشش جن کی طرف سے ہوئی ان کو جواب دینے اور عین وقت پر دودھ پانی علیحدہ کر دینا فرض منصبی آپ اس مراسلہ فقیر کو مسئلہ دائرہ میں سوال سائل سمجھے مناظرہ مقابل بامراد لایعنی کچھ نہ کھلا۔ بر تقدیر اول۔ اس جواب کا حسن آپ خود جان سکتے ہیں جسے یہ سمجھے کہ دلیل شرعی سے مسئلہ شرعیہ کی تحقیق پوچھتا ہے۔ اس کا یہ کیا جواب ہوا کہ ہمیں تحقیق ہے۔ جی وہ آپ کی اس تحقیق کو ہی تو پوچھتا ہے کہ کیا ہے ان شبہات کا اس میں کیوں کر انتفا ہے نہ یہ کہ آپ کو تحقیق ہے یا نہیں ما دھل کے مقاصد میں فرق نہ کرنا خامی سے بھی بعید ہے۔ نہ کہ مدعیان علم۔ بر تقدیر ثالث جو کلام آپ نے نہ سنا نہ سمجھا اس پر جزافا یہ جواب کیسا بے سنے سمجھے کیوں کر معلوم ہو کہ اس نے کیا کہا۔ اور آپ کو جواب میں کیا کہنا چاہیے۔ وہی تقدیر ثانی یعنی گمان مناظرہ اس پر بھی یہ جواب نہایت عُجاب۔ کیا حلت غراب موجود پر کوئی نص قطعی آپ کے پاس تھا۔ یا جانے دیجیے خاص ان کوؤں کا نام لے کر ائمہ مذہب نے حکم حل دیا تھا۔ جس کے سبب آپ کو ایسا تیقن کلی تھا

کہ مناظر کلام بھی سننے کا دماغ نہ ہو اکبری یقینی ہوتا در کنار یہاں سرے سے اپنے صغری ہی پر آپ کسی کتاب معتمد کا نص دکھا سکتے مثلاً محقق کو کتابوں میں اختلافی حلال ضرور لکھا۔ مگر یہ کس کتاب میں ہے کہ یہ کوے جن میں گفتگو ہے عقعق ہیں یہ تو آپ یا آپ کے اساتذہ نے اپنی اٹکلوں ہی سے ٹھہرالیا ہوگا۔ پھر اٹکلوں پر ایسا تیقن کہ مطلق شبہ نہیں اصلاً خلجان نہیں مزید تحقیق کی کوئی ضرورت نہیں مناظر کی بات سنیں گے بھی نہیں لیعنی چہ۔ کیا کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المومن نہیں کیا آپ یا آپ کے اساتذہ کی اٹکل میں غلطی ممکن نہیں۔ آپ کے معتقدین تو اسی اشتہار غراب پرچہ اولے میں آپ کی خطائیں نگاہ عوام ہلکی ٹھہرانے کے لئے حضرات انبیا علیہم الصلاۃ والثنا تک بڑھ گئے۔ کہ حضرت مولانا گنگوہی بشر ہیں۔ اور بشریت سے اولیا کیا معنی انبیا علیہ السلام بھی خالی نہیں حالانکہ ایسی جگہ اکابر کو ضرب المثل بنانا سوئے ادب ہے۔ اور قائل مستحق تعزیر شدید شفا شریف میں ہے۔ الوجہ الخامس ان لا یقصد نقصا و لا یذکر عیبا و لا سبا لکن ینزع بزکر بعض اوصافہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ویستشھد ببعض احوالہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الجائزۃ علیہ فی الدنیا علی طریق ضرب المثل والحجۃ لنفسہ اوغیرہ اوعلی التشبہ بہ اوعند ھضیمۃ نالتہ اوغضاضۃ لحقتہ کقول القائل ان قیل فی السوء فقد قیل فی النبی او ان کذبت فقد کذب الانبیاء او انا اسلم من السنۃ الناس ولم یسلم منہم انبیاء اللہ وانما اکثرنا بشاھد ھا مع اشتنا نا حکایتھا الساھل کثیر من الناس فی ولوج ھذا الباب الضنک وقلۃ علمھم بعظیم ما فیہ من الوزر یحسبونہ ھینا وھو عند اللہ عظیم فان ھذہ۔

کلہا دان لم تتضمن سبا ولا اضافت الی الملئکۃ والانبیاء نقصا ولا قصد قائلہا غضا فما وقر النبوۃ ولا عظم الرسالۃ حتی شبۃ فی کرامتہا لہا او معرۃ قصد الانتقاع عنہا او ضرب مثلا لمن عظم اللہ خطرہ فحق ھذا ان درئ عنہ القتل الادب والسجن وقوۃ تعزیرہ بحسب شنعۃ مقالۃ ہ مختصرا۔ خیر یہ باتیں تو وہ جانتے ہیں جنہیں حق سبحانہٗ وتعالٰے نے اپنے محبوبان کرام علیہم الصلاۃ والسلام کا حسن ادب بخشا ہے. کلام اس میں ہے کہ انبیا تک کا آپ کی خاطر یوں ذکر لایا جائے تو سخت عجب ہے کہ آپ کا خیال اس سے بڑھ کر اپنے آپ یا اپنے اساتذہ کو بالکل بشریت سے خالی بنائے میرے پاس آپ کی مہری تحریر ہے جس میں آپ نے بزعم خود یہ مان کر کہ کتب فقہ میں الو کو حلال لکھا ہے پھر ان کے حکم کو محض غلط کہا اور فقہا کو بے تحقیق کیے حکم شرعی لکھ دینے کی طرف نسبت کر دیا۔ اسی کو یاد کر کے آپ نے مناظر کا کلام بگوش ہوش سنا ہو تا کہ جیسے اگلے فقہائے کرام نے آپ کے زعم میں الو کی حلت بے تحقیق لکھ دی. شاید یوں ہی کوے کے باب میں آپ کو اور آپ کے اساتذہ کو دھوکا لگا اور بے تحقیق حرام کو حلال سمجھ لیا ہو. یا آپ اور آپ کے اساتذہ بشریت سے بالکل خالی سہی یہ خطا بھی فقہا ہی کے ماتھے جائے شاید انہوں نے

بقیہ حاشیہ ۔۔ بے ادبی کی پانچویں صورت یہ ہے۔ کہ قائل نہ توہین کا ارادہ کرے نہ کوئی برائی یا دشنام زبان پر لائے مگر ذکر بعض اوصاف نبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی طرف جھکے یا بعض احوال کہ حضور پر دنیا میں روا تھے۔ دستاویز بنائے ضرب المثل کے طور پر یا اپنے یا دوسرے کے لئے حجت لانے یا حضور سے تشبیہ دینے کو یا اپنے یا دوسرے پر سے کسی نقص یا قصور کا الزام اٹھاتے وقت (در صفحہ ۲ پر دیکھئے)

الو کی طرح کوّے کو بھی حلال لکھ دیا ہو مناظر کے کلام سے کشف خطا ہوا اس کی بدولت حق کی معرفت عطا ہو۔ عرض اصلاً نا سننا اور یہ جواب دیدینا کہ ہمیں تحقیق ہے کسی وجہ پر کوئی معنی نہیں رکھتا مجھے معلوم نہیں کہ یہ لاتسمعوا لھذا کا صیغہ آپ کی اپنی طبیعت کا تقاضا یا متقدمین کا مشورہ تھا۔ آپ نے سنا ہوگا کہ جب ہرقل کے پاس فرمانِ اقدس پہنچا اور اس نے پڑھنا چاہا۔ اور اس نے پڑھنا چاہا۔ اور اس کا بھائی یا بھتیجہ بالغ آیا تو اس نے کیا جواب دیا یہ کہا اِنّک لضعیفُ الرائے اتریدان ارمی الکتاب قبل ان اعلم ما فیہ تو ضرور ناقص العقل ہے۔ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں بے مضمون معلوم کئے خط ڈال دوں ہرقل اگرچہ نبوت اقدس سے آگاہ تھا۔ مگر اسے ظاہر نہ کرتا تھا۔ ایک عام تہذیب کی بات بتا کر اس احمق کا رد کیا۔ مدعی تہذیب و عقل اسلامی کو ایک نصرانی کی فہم و انسانیت سے کم

صفحہ نمبر حاشیہ صـــ ، جیسے قائل کا کہنا ہے کہ مجھے برا کہا گیا تو نبی کو بھی تو لوگ برا کہتے تھے۔ یا مجھے جھٹلایا تو لوگوں نے انبیاء کی تکذیب کی ہے یا میں لوگوں کی زبان سے کیا بچوں کہ انبیا تک ان سے سلامت نہ رہے۔ وامام فرماتے ہیں ہم نے یہ الفاظ با آنکہ ان کی نقل ہم پر گراں تھی۔ اس لئے بکثرت ذکر کئے کہ بہت لوگ اس تنگ دروازے میں گھس پڑنے کو سہل سمجھے ہوئے ہیں۔ اور اس میں جو سخت وبال ہے اس سے کم واقف ہیں۔ اُسے آسان جانتے ہیں۔ اور وہ اللہ کے نزدیک سخت بات ہی ہے۔ تو یہ اقوال اگرچہ دشنام پر مشتمل ہے نہ ان میں انبیاء و ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام کی طرف کسی نقص کی نسبت ہے۔ نہ قائل نے تنقیص شان کا ارادہ کیا پھر بھی اس نے نہ نبوت کا تقدس کیا نہ رسالت کی تعظیم کہ جن کے شرف کو اللہ عزوجل نے عظمت دی ان کے ساتھ اپنی ذات کو تشبیہ دی کسی فضیلت میں کہ اسے ملی یا کسی نقص کا الزام اٹھانے کو یا ان کے ذکر پاک کو ضرب المثل بنایا تو ایسے سے اگر قتل دفع بھی کریں تو وہ تعزیر و قید اور اپنے قول کی برائی کے لائق سخت سزا کا مستحق ہے۔

نہیں رہنا چاہیئے ہاں یہ تاق ازرق احمر احمق کی رائے پسند ہو تو جدا بات ہے۔ رہا آپ کا فرمانا کہ بحث مباحثہ مناظرہ مجادلہ کا نہ مجھے شوق ہوا نہ اس قدر فرصت درا سی بنا پر یہ جبردتی حکم کہ میں نے آپ کا مسئلہ بھی نہ سنا ہے۔ اور نہ سننے کا قصد ہے۔ براہین قاطعہ تو خاص ردد مجادلہ کا رسالہ ہے اس کی تقریظ میں آپ لکھتے ہیں۔ احقر الناس رشید احمد گنگوہی نے اس کتاب کو اول سے آخر تک بغور دیکھا۔ مناظرہ دمباحثہ کا شوق نہ ہونا گر تحریرات مناظرہ نہ دیکھنے کو مستلزم تو اتنے حجم کا طومار حرف بحرف بغور آپ نے کیوں کر دیکھا اور مستلزم نہیں تو فقیر کا ایک ورق کا رسالہ لینے سے کیوں اجتناب ہوا۔ اگر کہیئے کہ وہ رسالہ پسند تھا۔ یہ ناپسند لہٰذا اسے بغور دیکھا اسے بے غوری سے بھی نہ سنا تو صراحۃً گونہ ہے پسند و ناپسند دیکھے سننے پر متفرع ہے۔ بے دیکھے سنے رجما بالغیب استحسان واستہجان کس خواب کی تعبیر سمجھا جائے علاوہ بریں مناظرہ میں خود آپ کے چند اوراقی رسائل مثل ردا لطغیان و رسالہ تراویح و ہدایۃ الشیعہ چھپے ہیں۔ مگر یہ کہیئے کہ بحمد اللہ تعالیٰ فرق بین ہے۔ جس پر یہ شوق و بے شوقی منتبنی ہے۔ یعنی نہ ہر جائے مرکب والے آخرہ آپ کا فرمانا کہ میں نے آپ کا مسئلہ نہ سنا۔ ع

خاطر سے یا لحاظ سے میں مان تو گیا۔

گر کارڈ دیکھنے والے اس پر چرچیتے اور کہتے ہیں یہ فرمانا کہ بندے نے اس وقت تک کوئی اس مسئلہ میں نہ کوئی موافق تحریر سنی ہے نہ مخالف نہ آئندہ ارادہ سننے کا ہے مجھے اس وقت سے پہلے یہ بھی خبر نہ ہوئی تھی۔ کہ اس مسئلہ میں کوئی تحریر کسی طرف سے چھپی ہے۔ اسی امر کی پیش بندی ہے جو مراسلہ کے سوال اول میں معروض ہوا تھا کہ دونوں پرچہ مذکورہ آپ کی رائے سے ہیں یا بالائی لوگوں نے بطور خود شائع کئے علی الثانی ان کے

سب مضامین آپ کو قبول ہیں یا کل مردود یا لبعض بحال سکوت وہ پرچے آپ ہی کے قرار پائیں گے ظاہر یہ ہے کہ آپ نے ضرور یہ شقوق سنیں اور ان سے مفر اصلا نظر نہ آئی سوا اس صورت کے کہ سرے سے کانوں پر ہاتھ دھر لیے کہ میرے کان تک ان کی خبر بھی نہ پہنچی مضمون سنتا تو بڑی بات ہے یہ میں کیسے کہہ دوں کہ مقبول ہیں۔ یا مردود اور واقعی قبول کرنے میں سارا بار اپنے سر آتا تھا اور نہ قبول کرنے میں معتقدین کا دل دکھتا بلکہ غالباً اپنا ہی ساختہ پرداختہ باطل ہوتا تھا۔ ناچار سوا اس انکار کے علاج کیا تھا ورنہ کیوں کر قرین قیاس ہو کر آپ کا مسئلہ آپ کا معاملہ آپ کا فرقہ آپ کا سلسلہ شہروں شہر دل وشورو غلغلہ اور آپ کو کانوں کان خبر نہیں اور طرفہ یہ کہ آپ خود اسی کارڈ میں فرماتے ہیں نفس مسئلہ مجھ سے ہزاروں مرتبہ مجھ سے کسی نے پوچھا اور میں نے بتلا دیا۔ اب نہ معلوم پچاس سال کے بعد یہ غل شور کیوں ہوا۔ غل شور کی خبر ہے مگر یہ نہیں معلوم کہ وہ غل کیا اور کس پیرایہ میں ہے۔ لطف یہ کہ معتقدین معرض بیان میں سکوت سے عرفاً اقرار دے چکے ہیں کہ ان کے مضامین آپ ہی کی تعلیم ہیں ضمیمہ شحنۂ ہند کے اس بیان پر کہ یہ لچر اعتراضات مجوزین اکل زاغ ہڑا کے ہیں۔ جو غالباً ان کے کسی تعلیم دہندہ نے ہدایت فرمائی ہے جن کے ارشاد کے موافق بحکم ؏

بے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید

اس موذی خبیث زاغ کا کھانا اس فریق نے اختیار کیا ہے آپ کو معلوم ہو کر یہ پیر مغاں باتفاق فریقین آپ ہیں۔ خود آپ کے معتقدین پرچہ اولے میں فرماتے ہیں شک نہیں کہ حضرت مولانا گنگوہی بشر ہیں۔ لیکن یہ کون سعادت مندی ہے کہ لاسوچے سمجھے ایسے پیر مغاں نقیہ مسلم پر اعتراض کر بیٹھے واہ رے زمانہ غافل و مدہوش میں یہ

شور و خروش اور پیر مغاں در خواب خرگوش۔ خیر یہ تو آپ جانیں یا آپ کے مرید کلام اس میں ہے کہ ضمیمہ شحنہ کا یہ کلام تردید والوں نے دیکھا اور آپ کا تبریہ نہ کیا اب ظاہر تو یہ ہے کہ جو ظاہر تھا وہ ظاہر تھا۔ وہ ظاہر ہو لیا۔ ع

نہاں کے ماند آں رازے الخ

کتب متداول درسیہ سے کوا حلال ہونے کا ادعا اسی وقت تک سزا ہے کہ جواب سوالات سے دامن کھینچا ہے۔ نمبردار ہر سوال کا جواب صاف صاف بے پیچ و تاب دیتے ہیں تو بعونہ تعالیٰ کھلا جاتا ہے کہ یا غراب البین بالیت بینی و بینک بعد المشرقین آپ فرماتے ہیں۔ صرف یہ کارڈ آپ کے رفع انتظار کے لئے بھیجا ہے۔ ورنہ اس کی بھی حاجت نہ تھی۔ میں کہتا ہوں کہ حاجت تو کوا کھانے کی بھی نہ تھی۔ اب کہ واقع ہو لیا۔ مسائل شرعیہ کا جواب دینے کی ضرور حاجت ہے۔ تقریر بالا یاد کیجئے۔ خیر یہ تو آپ کے عذر کا ضروری جواب تھا۔ جس سے مقصود مسئلہ شرعیہ میں وضوح حق کا فتحباب تھا۔ اگر آپ بنظر مخالفت اسے اپنے کارڈ کا رد سمجھیں بلکہ گلوئے کارڈ پر کارد جانیں۔ مجھے اس سے بحث نہیں مجھے اپنی نیت معلوم ہے میں آپ سے پھر گزارش کرتا ہوں کہ مسلمانوں میں فتنہ پھیلانے سے رفع اختلاف بھلا ہے۔ آپ کا معتقد گروہ دوسرا قرآن سے کہے تو نہیں سنتا آپ کی بے دلیل کی سنتا ہے۔ اور وہ خود بھی اشارے اشارے میں کہہ چکا کہ ہمارے مولوی سے طے ہو جاتا اولی ہے۔ اور اب تو آپ کو پچاس برس سے یہ مسئلہ چھان رکھنے کا ادعا ہے آپ نے اساتذہ سے بھی تحقیق کر لینا لکھا ہے۔ دوسرا آپ سے وضوح حق کے لئے سوالات شرعیہ کر رہا ہے۔ اور حق سبحنہ و تعالیٰ نے قرآن عظیم میں حق صاف بیان فرمانے کا عہد لیا ہے قال تعالیٰ و اذ اخذ اللّٰہ میثاق الذین

اوتوا الکتٰب لتبیننہ للناس پھر سوالات نہ سننے اور جوابات نہ دینے کی وجہ کیا ہے
آپ مناظرہ کا خوف نہ کیجئے میں اطمینان دلاتا ہوں کہ یہ سوالات مخاصمانہ نہیں صرف
ظہور حق کے لئے ہیں آپ کا کارڈ پانچویں دن بعد ظہر آیا آج رجسٹری کا وقت نہیں یہ
خط انشاء اللہ تعالٰی کل رجسٹری شدہ حاضر ہوگا۔ شنبہ ۱۶ شعبان تک جواب جملہ سوالات
تین روز آئندہ میں آنے کا مژدہ یا تعیین مدت کا وعدہ ملے ورنہ فقیر اتمام حجت کر چکا ہے
سوالات شرعیہ کا جواب نہ دینے اور مسلمانوں میں اختلاف ڈال کر الگ ہو بیٹھنے کا مطالبہ
حشر میں ہوا تو جب ہوگا یہاں بھی عقلاء اس پہلو تہی کو جواب عجز پر محمول کریں گے۔
آئندہ اختیار بدست مختار جواب میں جملہ شرائط مراسلہ سابقہ ملحوظ رہیں اور سوال اوّل
کا جواب دینے کو وہ دونوں پرچے اور جو تحریرات چھپی ہوں امر دین در فع نزع مسلمین
کے لئے ایک گھڑی بھر کی کلفت اٹھا کر براہین قاطعہ کی طرح اوّل سے آخر تک
بغور شن لیجئے اور جلد جواب دیجئے۔ واللہ یقول الحق ویھدی السبیل وحسبنا
اللہ ونعم الوکیل وصلی اللہ تعالٰی علی السید الجلیل الہ وصحبہ اولی التبجیل
آمین والحمد للہ رب العالمین

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ یازدہم شعبان معظم

سنہ ۱۳۲۰ھ

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلاۃ والسلام علی سیدنا

مولانا محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین

رسالہ حرمتِ تصویر

عطایا القدیر فی حکم التصویر

۱۳۱۳

تصنیف لطیف

مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ مولانا الشاہ محمد احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ

من لا نبی بعدہ وعلیٰ آلہ وصحبہ المکرمین نحمدہٗ

مسئلہ از احمد آباد محلہ جمالپور متصل مسجد کانچ مرسلہ مولوی حکیم عبدالرحیم صاحب ۲۹ صفر ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ان دنوں شہر احمد آباد میں کاپیاں فوٹوگراف کی ۲۰ روپے کو بک رہی ہیں اور نمونہ اصلی خدمت میں آپ کی مرسل ہے آپ اس کو ملاحظہ فرمائیں۔ یہ فوٹو حضرت پیر ابراہیم بغدادی عم فیضہ الصوری والمعنوی سجادہ نشین خانقاہ حضرت غوث اعظم حضرت پیران پیر قدس اللہ سرہ العزیز کا ہے۔ اس کو احمد آبادی وغیرہ تبرک کے طور پر رکھتے ہیں۔ اس کا رکھنا مکانوں میں حرام ہے یا نہیں اور جس مکان میں یہ فوٹو ہوگا اس میں رحمت کے فرشتے آئیں گے یا نہیں اور اس فوٹو کے رکھنے سے برکت نازل ہوگی یا نہیں اور برزخ شیخ جمانے کے لئے فوٹو شیخ کا سامنے رکھ کر اس کا برزخ جمانا شریعت وطریقت میں جائز ہے یا نہیں؟ بینوا بیانا شافیا توجروا اجرا وافیا۔

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الخالق الباری المصور الذی صورنا فاحسن

صورنا وخلق وحده العالم نقيره وقطميره وقضى بالعذاب و شديد العقاب على الذين يضاهئون خلق الله فليخلقوا ذرة او ليخلقوا حبة او ليخلقوا شعيرة والصلوٰة والسلام على من اتى بمحق الاوثان وحرم التصوير صغيره وكبيره و جعله كبيرة وعلىٰ اٰله وصحبه وابنه الاكرم الغوث الاعظم و سائر حزبه صلاة وسلاما توازيان عزه وتوقيره. رب انى اعوذ بك من همزات الشياطين و اعوذ بك رب ان يحضرون.

اللہ عزوجل ابلیس کے مکر سے پناہ دے۔ دنیا میں بت پرستی کی ابتدا یونہی ہوئی کہ صالحین کی محبت میں ان کی تصویریں بنا کر رکھیں اور ان سے لذت عبادت کی تائید سمجھی بشدہ شدہ وہی معبود ہوگئیں۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیہ کریمہ وقالوا لاتذرن اٰلهتكم ولاتذرن ودا ولاسواعا ولا يغوث ويعوق ونسرا کی تفسیر میں ہے قال كانوا اسماء رجال صالحين من قوم نوح فلما هلكوا اوحى الشيطٰن الى قومهم ان انصبوا الى مجالسهم التى كانوا يجلسون انصابا وسموها باسمائهم ففعلوا فلم تعبد حتى اذا هلك اولئك ونسخ العلم عبدت.

عبد بن حمید اپنی تفسیر میں ابوجعفر بن المہلب راوی قال كان ود رجلا مسلما وكان محببا فى قومه فلما مات عسكروا حول قبره

فی ارض بابل وجزعوا علیہ فلما رای ابلیس جزعہم علیہ تشبہ فی صورۃ انسان ثم قال اری جزعکم علی ھٰذا فھل لکم ان اصور لکم مثلہ فیکون فی نادیکم فتذکرونہ بہ قالوا نعم فصور لہم مثلہ و وضعوہ فی نادیہم وجعلوا یذکرونہ فلما رأی ما بہم من ذکرہ قال ھل لکم ان اجعل لکم فی منزل کل رجل منکم تمثالا فیکون فی بیتہ فتذکرونہ قالوا نعم فصور لکل اھل بیت تمثالا مثلہ فاقبلوا فجعلوا یذکرونہ بہ قال وادرک ابناؤہم فجعلوا یرون ما یصنعون بہ وتناسلوا ودرس امر ذکرہم ایاہ حتی اتخذوہ الٰھا یعبدونہ من دون اللہ قال وکان اول ما عبد غیر اللہ فی الارض ود الصنم الذی سموہ بود۔

نیز صحیحین بخاری و مسلم میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے لما اشتکی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ذکر بعض نسائہ کنیسۃ یقال لھا ماریۃ وکانت ام سلمۃ وام حبیبۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اتتا ارض حبشۃ فذکرنا من حسنہا وتصاویر فیہا فرفع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأسہ فقال اولئک اذا مات فیہم الرجل

الصالح بنوا علی قبرہ مسجدا ثم صوروا فیہ تیلک الصور اولئک شرار خلق اللہ۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے صوروا فیہ تیلک الصور ای صور الصلحاء تذکیرا بہم و ترغیبا فی العبادۃ لاجلہم ثم جاء من بعدہم فزین لہم الشیطن اعمالہم و قال لہم سلفکم یعبدون ھذہ الصور فوقعوا فی عبادۃ الاصنام۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متواتر حدیثوں میں فرمایا کہ لا تدخل الملٰئکۃ بیتا فیہ کلب ولا صورۃ " رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر ہو" رواہ الائمۃ احمد والستۃ والطحاوی عن ابی طلحۃ والبخاری والطحاوی عن ابن عمر و عن ابن عباس ومسلم وابوداؤد والنسآئی والطحاوی عن ام المؤمنین میمونۃ ومسلم وابن ماجۃ والطحاوی عن ام المؤمنین الصدیقۃ واحمد ومسلم والنسائی والطحاوی وابن حبان عن ابی ھریرۃ والامام احمد و لدارمی وسعید بن منصور وابوداؤد والنسآئی وابن ماجۃ وابن خزیمۃ وابویعلی والطحاوی وابن حبان والضیاء و لشاشی وابونعیم فی الحلیۃ عن امیر المؤمنین علی و لامام مالک فی المؤطا والترمذی والطحاوی عن و سعید الخدری و حمد والطحاوی والطبرانی فی لکبیر

عن اسامۃ بن زید و الطحاوی العاوی عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم و فصلناھا فی فتاوینا۔ اور اس میں کسی معظم دینی کی تصویر ہونا نہ عذر ہو سکتا ہے نہ اس وبالِ عظیم سے بچا سکتا ہے بلکہ معظمِ دینی کی تصویر زیادہ موجب وبال و نکال ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے گی اور تصویر ذی روح کی تعظیم خاص بت پرستی کی صورت اور گویا ملتِ اسلامی سے صریح مخالفت ہے ابھی حدیث سن چکے کہ وہ اولیاء ہی کی تصویریں رکھتے تھے جس پر ان کو بدترین خلق فرمایا، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر کون معظم دین ہوگا اور نبی بھی کون حضرت شیخ الانبیاء خلیلِ کبریا سیدنا ابراہیم علی ابنہ الکریم وعلیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم، کہ ہمارے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد تمام جہان سے افضل و اعلیٰ ہیں ان کی اور حضرت سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ و حضرت بتول مریم علیہم الصلاۃ والسلام کی تصویریں دیوارِ کعبہ پر کفار نے نقش کی تھیں جب مکہ معظمہ فتح ہوا حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلے بھیج کر وہ سب محو کرا دیں جب کعبہ معظمہ میں تشریف فرما ہوئے بعض کے نشان کچھ باقی پائے، پانی منگا کر بنفسِ نفیس انہیں دھو دیا۔ اور بنانے والوں کو "قاتَلَ اللہُ" فرمایا اللہ انہیں قتل کرے۔ ھذا معنی ما روی البخاری فی صحیحہ و الامام الطحاوی عن ابن عباس والامام احمد وابوداؤد عن جابر بن عبد اللہ وعمر بن شیبۃ والامام الطحاوی عن اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم کما فصلناہ فی فتاوینا۔

ہاں بادی النظر میں یہاں یہ شبہ گزر سکتا ہے کہ صاحبزادہ موصوف کی یہ تصویر صرف

سینے تک ہے اور انسان اتنے جسم سے زندہ نہیں رہتا۔ اور دُرِ مختار میں ہے کہ جب تصویر سے وہ حصہ محو کر دیا جائے جس کے بغیر حیات نہ ہو تو وہ ممانعت سے مستثنٰی ہے حیث قال لوکانت صغیرة لاتتبین تفاصیل اعضائها للناظر قائما وهی علی الارض ذکره الحلبی اومقطوعة الرأس اوالوجه او ممحوة عضو لاتعیش بدونه (اولغیر ذی روح لا) یکره) اور بنانے کے بعد مٹا دینا اور سرے سے نہ ہونا دونوں کا ایک حکم ہے۔ ردالمحتار میں ہے قوله اومقطوعة الرأس ای سواء کان من الاصل او کان لها رأس ومحی۔

اقول وباللّٰه التوفیق وبه الوصول الی ذری التحقیق۔

یہاں یہ قول اس کا ہو سکتا ہے جس نے خدمتِ فقہ و حدیث نہ کی، نہ اسے مقاصدِ شرع پر نظر ملی۔ اوّلاً مقامِ تنقیح میں سرے سے یہ عبارت دربی محلِ نظر ہے، فقیر نے جس قدر کتبِ فقہیہ متون و شروح و فتاوٰی حاضر ہیں سب کی طرف مراجعت کی، بیانِ حکم میں اس تعمیم پر درمختار کا سلف نہ پایا یہاں تک کہ بحر و دُرر کہ اکثر ماخذ کتاب ہیں ان میں بھی اس کا نشان نہیں عام کتب مثل ہدایہ و وقایہ و نقایہ و کنز و وافی و غرر و اصلاح و ملتقی و منیہ و نورالایضاح و ہدایہ و شرح وقایہ و برجندی و تبیین و کافی و دُرر و ایضاح و مجمع الانہر و مراقی الفلاح و فتح القدیر و عنایہ و خانیہ و خزانۃ المفتین و ہندیہ، حتی کہ خود جامع صغیر محررِ مذہب امام محمد رحمہ اللّٰہ تعالیٰ میں صرف ذکرِ راس پر اقتصار فرمایا کہ اگر تصویر بے سر کی ہو یا اس کا سر کاٹ دیں تو کراہت نہیں۔ اور خلاصہ پھر اس کی تبعیت سے تنویر الابصار و حلیہ و بحرالرائق و جامع الرموز و غنیہ و صغیری و شرنبلالیہ و عبدالحلیم علی الدرر میں "وجہ" کا اضافہ کیا کہ چہرہ مٹا دینا بھی سر کاٹ دینے کے مثل ہے

ذخیرۃ العقبی و شلبی علی الزیلعی و حسن عجیمی علی الدرر و سعدی آفندی علی العنایہ سے مسکین علی الکنز حتی کہ ابو السعود ازہری نے بھی کہ در مختار سے کثیر الاخذ ہیں، زیادت سے اصلاً تعرض نہ کیا۔

اقول اور ذکر وجہ حقیقۃً زیادت نہیں کہ راس کا اطلاق اکثر چہرے پر آتا ہے، گردن جدا کر دینے کو سر کاٹنا ہی کہتے ہیں، تو مقصود خلاصہ اس کا افادہ ہے کہ محو بھی مثل قطع ہے۔ اس کی عبارت یہ ہے ان کان مقطوع الرأس لاباس بہ و لو محی وجہ الصورۃ فھو کقطع الرأس۔

ثم اقول دیگر اعضاء وجہ و رأس کے معنی میں نہیں اگرچہ مدار حیات ہونے میں مماثل ہوں کہ چہرہ ہی تصویر جاندار میں اصل ہے، ولہذا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی کا نام تصویر رکھا اور شک نہیں کہ فقط چہرے کو تصویر کہتے اور بنانے والے بارہا اسی پر اقتصار کرتے ہیں۔ ملوک نصاریٰ کہ سکے میں اپنی تصویر چاہتے ہیں اکثر فقط چہرے تک رکھتے ہیں اور بے شک عامہ مقاصد تصویر چہرے سے حاصل ہوتے ہیں و انما الشیئ بمقاصدہ امام اجل ابو جعفر طحاوی حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی قال الصورۃ الرأس فکل شیئ لیس لہ رأس فلیس بصورۃ اور اسی طرف عبارت ہدایہ ناظر، حیث قال اذا کان التمثال مقطوع الرأس فلیس بتمثال۔ بلکہ یہ جامع صغیر میں نص امام کبیر ہے محمد عن یعقوب عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اذا کان راس الصورۃ مقطوعا فلیس بتمثال۔

لاجرم امام نسفی نے وافی و کافی میں تصریح فرمائی کہ اگر تصویر کا سر مقطوع نہیں، کراہت مدفوع نہیں، وھذا نصہ لو کان فوق رأسہ فی السقف او بین یدیہ او بحذائہ صورۃ غیر مقطوع راسھا کرہ۔ ظاہر ہے کہ نیم قد یا سینہ تک

کی تصویر پر بھی صادق ہے کہ اس کا سر مقطوع نہیں تو حکم منع مرفوع نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ثانیاً قول درمختار ہے یہی ہے جس پر محشیوں نے تقریر اور خادمی نے حاشیہ درر میں تبعیت کی حیث قال مقطوعة الرأس والمراد ممحوة عضو لا تعیش بدونه کالوجه۔ بیانِ مسئلہ میں اگرچہ یہ تعمیم فقیر نے کہیں نہ پائی مگر ایک مسئلہ کی دلیل میں کلامِ فتح سے اس کی طرف اشارہ سمجھا گیا اذ قال لو قطع یدیھا ورجلیھا لا ترتفع الکراھة لان الانسان قد تقطع اطرافه وھو حی۔ علامہ طحطاوی نے اس سے وہ تعمیم استنباط فرمائی، حاشیہ مراقی الفلاح میں لکھا افاد بھذا التعلیل ان قطع الرأس لیس بقید بل المراد جعلھا علی حالة لا تعیش معھا مطلقا۔ **اقول** اس استنباط میں نظر ظاہر ہے فان حاصل کلام الفتح ان ھذا مکروہ لکونه علی حالة یعاش معھا وکل ما کان کذا فھو مکروہ ولا یلزم منه ان کل ما ھو مکروہ فھو کذا فان الموجبة الکلیة لا تنعکس کنفسھا ووجدت نظیرہ فی فی الھدایة اذ قال الطلاق علی ضربین صریح وکنایة فالصریح قوله انت طالق ومطلقة وطلقتک فھذا یقع به الطلاق الرجعی لان ھذہ الالفاظ تستعمل فی الطلاق ولا تستعمل فی غیرہ فکان صریحا وانه یعقب الرجعة بالنص ولا یفتقر الی النیة لانه صریح فیه لغلبة الاستعمال اھ **اقول** فمناط الصراحة ھو غلبة الاستعمال کما افاد

آخرا فما لم يستعمل فى غير الطلاق كان اولى بالصراحة فيه فلذا علل به الصراحة فى الالفاظ الثلاثة وهو لايفيد ان ما يستعمل فى غيره نادرا لايكون صريحا فيه وبالجملة هو تعليل بما يتضمن العلة مع شیئ زائد يفيده من باب اولى كذا ههنا مناط المنع هو الرأس ولو وحده فاذا كان جميع ما يحتاج اليه للحيوة باقيا تضمن العلة مع زائد افاد المنع بالاولى فلا تدافع بين كلامى الهداية اولا و آخرا وقد كان افاد هذا فى الفتح نفسه اذ قال ما غلب استعماله فى معنى بحيث يتبادر حقيقة او مجازا صريح فان لم يستعمل فى غيره فاولى بالصراحة فلذا رتب الصراحة فى هذه الالفاظ على الاستعمال فى الطلاق دون غيره اھ ثم زعم التدافع مع انه قد اندفع بما قرر ولله الحمد۔

اسی طرز پر ایک بحث میں ان کے تلمیذ امام ابن امیر حاج کے کلام سے اشارہ نکل سکتا ہے اور ویسا ہی اس کا جواب ہے حيث يقول اما قطع الرأس عن الجسد بخيط مع بقاء الراس على حاله فلا يبقى الكراهة لان من الطير ما هو مطوق فلا يتحقق القطع بذلك كذا ذكروه وهو قاصر على الطير والظاهر ان الكراهة

لاتنتفی فی غیرہ من الحیوانات بهذا الصنیع کما لاتنتفی فیہ فیحتاج الغیر الی توجیه غیر هذا ولعل الاولی ان یقال لان الحیوان الحی قد یجعل علی رقبته شیئ ساتر لها من خیط او غیرہ لغرض من الاغراض فیکون هذا بمنزلته فلا تزول به الکراهة ثم لم اقف علی انه لو فصل بین نصفه الاعلی والاسفل بخیط حتی صار کانه مقطوع شطرین هل تزول الکراهة الظاهر انها لاتزول کما فی الرأس لنحو ما ذکرنا آنفا فی الرأس ولاسیما فی الآدمی فان ذلک یکون فیه بمنزلة شد الوسط واللّٰه تعالی اعلم اھ

اقول والاتیان بلفظ الظاهر فی الموضعین من شدة ورعه رحمه اللّٰه تعالی والا فالحکم مقطوع به فیهما ولا یتوهم احد ان لو ربط خیط فی عنق صورة انسان او بهیمة او فی وسطها ذهب الحکم الشرعی وجاز اقتناؤها ثم لیس حاصله الا مثل ما فی الفتح ان کل ما لاینافی الحیوٰة لاینفی الکراهة ولا یلزم منه ان کل ماینافی الحیوٰة ینفی الکراهة کما لایخفی الاتری ان کل ما لاینافی الانسانیة لاینفی الحیوانیة اذ لونفی الحیوانیة لنافی الانسانیة ولیس ان کلما ینافی الانسانیة

ینفی الحیوانیۃ کالصھیل والنھیق والتوھب فان کل ذلک ینافی الانسانیۃ ولا ینفی الحیوانیۃ۔

عجب نہیں کہ مدقق علائی نے انہیں عبارات فتح وحلیہ کو دیکھ کر یہ تعمیم اضافہ فرمائی ہو حالانکہ وہ مفید تعمیم نہیں، ہاں کلام امام ابوجعفر طحاوی میں فقیر نے اس کی طرف اشارہ پایا۔

حیث قال رحمہ اللہ تعالٰی بعد ما احتج علی من قال بکراھۃ الصورۃ مطلقا ولو لغیر حیوان کشجر مثلا باحادیث فیھا الامر بقطع رأس التماثیل ما نصہ فلما ابیحت التماثیل بعد قطع رأسھا الذی لو قطع من ذی الروح لم یبق دل ذلک علی اباحۃ تصویر ما لا روح لہ وعلی خروج ما لا روح لمثلہ من الصور مما قد نھی عنہ فی الاثار التی ذکرنا فی ھذا الباب وقد روی عن عکرمۃ فی ھذا الباب ایضا ما حدثنا محمد بن النعمن (فذکر بسندہ) عن عکرمۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال الصورۃ الرأس الٰی اخر ما تقدم۔

کلام دُر کے لئے یہ غایت ابدائے سند ہے۔ **اقول** اگرچہ ان کا آخر کلام اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے استناد بتا رہا ہے کہ تصویر نہ رہنا حکم منع سے خارج کرنے کا مدار ہے اور یہی چاہئے کہ شرع نے حکم منع تمثال ظاہر غیر مستہان پر فرمایا۔ تو جب تک تمثال بلا اہانت ظاہر ہے منع باقی ہے۔ ہاں جب تمثال نہ رہے یا اہانت ہو منع نہ رہے گا کہ مناطِ منع منتفی ہو گیا۔

قطع سر میں تمثال نہیں رہتی جیسا کہ حدیث ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وعبارت ہدایہ وخود کلام امام اعظم سے گزرا بخلاف دیگر اعضاء کہ جب تک چہرہ باقی تصویر باقی اگرچہ اور اعضاء نہ ہوں و لہذا جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حدیث آئندہ اور محرر مذہب امام محمد نے جامع صغیر اور جملہ کتب مذکورہ مذہب متون وشروح وفتاویٰ میں صرف نفی راس پر اقتصار فرمایا، واللہ تعالیٰ اعلم۔ بہرحال اگر اسی پر چلیے **فاقول** وباللہ التوفیق۔ تصویر میں حیات آپ تو کسی حالت میں نہیں ہوتی نہ وہ کسی حال میں جملہ اعضاء مدار حیات کا استیعاب کرتی ہے عکسی میں تو ظاہر کہ اگر پورے قد کی بھی ہو تو صرف ایک طرف کی سطح بالا کا عکس لائے گی۔ طول میں نصف جسم بھی ہوتا تو عادۃً حیات ناممکن ہوتی نہ کہ صرف نصف سطح اور بت میں بھی اندرونی اعضاء مثل دل وجگر وعروق نہیں ہوتے اور ڈاکٹری کی ایک تصویر خاص لیجیے جس میں اندر باہر کے رگ پٹھے تک سب دکھاتے جاتے ہیں تو رگوں میں خون کہاں سے آئے گا؟ غرض تصویر کسی طرح ما بہ الحیوٰۃ نہیں کر سکتی فقط فرق حکایت وفہم ناظر کا ہے اگر اس کی حکایت محکی عنہ میں حیات کا پتا دے یعنی ناظر یہ سمجھے کہ گویا ذوالتصویر زندہ کو دیکھ رہا ہے تو وہ تصویر ذی روح کی ہے اور اگر حکایت حیات نہ کرے ناظر اس کے ملاحظہ سے جانے کہ یہ حی کی صورت نہیں، میت و بے روح کی ہے تو وہ تصویر غیر ذی روح کی ہے۔

سنن ابی داؤد، جامع ترمذی وسنن نسائی وصحیح ابن حبان وشرح معانی الآثار امام طحاوی ومستدرک حاکم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتانی جبریل قال اتیتک البارحۃ فلم یمنعنی ان اکون دخلت الا انہ کان علی الباب تماثیل وکان فی البیت قرام ستر فیہ تماثیل وکان

فی البیت کلب فمر برأس التمثال الذی علی باب البیت فیقطع فیصیر کھیأۃ الشجرۃ ومر بالستر فلیقطع فلیجعل وسادتین منبوذتین توطآن ومر بالکلب فلیخرج ففعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

دیکھئے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے یہی عرض کی کہ ان تصویروں کے سر کاٹنے کا حکم فرمائیے جس سے ان کی ہیأت درخت کے مثل ہو جائے حیوانی صورت نہ رہے اس کا صریح مفاد تو وہی ہے کہ بے قطع رأس حکم منع نہ جائے گا کہ بغیر اس کے نہ پیڑ کی مثل ہو سکتے ہیں نہ صورت حیوانی سے خارج۔ اور اگر تنزل کیجئے تو اس قدر تو لازم کہ ایسا کر دیجئے جس سے وہ ایک بے جان کی صورت معلوم ہو اس سے حالت بے روحی مفہوم ہو ولہذا علامہ سید طحطاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی قول دُر کی شرح میں فرمایا قولہ لا تعیش بدونہ انما لا تکرہ الصلوٰۃ الیھا لانھا صورۃ میت وھو لا یعبد اھ **اقول** والاولی وھی لاتعبد لان المشرکین انما یعبدون المیت قال تعالیٰ اموات غیر احیاء نعم لا یصورونھم صورۃ میت بل حی۔ اور شک نہیں کہ عکسی تصویریں اگرچہ نیم قد یا سینے تک بلکہ اگرچہ صرف چہرہ کی ہوں ہرگز نہ مثل شجر ہوتی ہیں نہ موت ذوالصورۃ کی حکایت کرتی ہیں بلکہ یقیناً جیتے جاگتے کی صورت دکھاتی ہیں اور ناظر کا ذہن ان سے حالت حیات ذوالصورۃ ہی کی طرف جاتا ہے۔ کوئی نہیں سمجھتا کہ یہ مردہ کی صورت ہے اور مدار حکم اسی فہم پر تھا، نہ حیات و موت حقیقی پر جس سے تصویر کو بہرہ نہیں۔ آیا نہیں دیکھتے کہ سلاطینِ نصاریٰ اپنی ایسی ہی ناقص تصویریں سکہ پر منقوش کراتے ہیں اگر اس سے حالتِ موت مفہوم

ہوتی تو کبھی نہ چاہتے کہ سکّے میں اپنے مردہ کی صورت دکھائیں تو انصافاً یہ عبارتِ درمختار بھی ان تصویروں سے نفی ممانعت نہیں کرتی وہ اس تصویر کے لئے ہے جسے توڑ پھوڑ کر اس حالت پر کردیں کہ اس میں حالت حیات کی حکایت نہ رہے جو اسے دیکھے میت بے روح کی صورت جانے۔

اقول اور اب عجب نہیں کہ چہرہ کے سوا دیگر اعضاے مدار حیات کے عدم اصلی و اعدام نقص و الطال میں معنی مقصود یحکایۃ الحیاۃ عرفاً مفہوم ہونے نہ ہونے سے بعض صور میں فرق پیدا ہو بخلاف چہرہ کہ سرے سے نہ بنایا یا بنا یا ہوا توڑ دیا۔ بہر حال حکایت نہیں ہوتی کما لا یخفی فلیتأمل و باللہ التوفیق۔

ثالثاً بتوفیق اللہ عزوجل وہ تحقیق بیان کریں جس سے اس بحث کے تمام علل و احکام اصول و فروع متجلی ہوں، تصویر ممنوع میں کراہت نماز و حکم ممانعت کی علت مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالے نے مشابہت عبادت صنم بتائی۔ ہدایہ میں صراحۃً اسی میں حصر فرمایا حیث قال لا بأس ان یصلی و بین یدیہ مصحف معلق او سیف معلق لانہما لا یعبدان و باعتبارہ تثبت الکراھۃ۔ فتح القدیر میں ہے قولہ و باعتبارہ تثبت الکراھۃ قدم المعمول لقصد افادۃ الحصر۔ تبیین الحقائق میں ہے لا تعبد اذا کانت صغیرۃ بحیث لا تبدو للناظر والکراھۃ باعتبار العبادۃ فاذا لم یعبد مثلھا لا یکرہ۔ اور مصلی کے کپڑوں پر تصویر ہونے کی ممانعت کو حامل صنم کی مشابہت سے تعلیل فرمایا جیسا کہ ہدایہ و کافی و تبیین میں ہے۔

واللفظ للھدایۃ لو لبس ثوبا فیہ تصاویر یکرہ لانہ یشبہ حامل الصنم والصلوۃ جائزۃ فی جمیع ذٰلک

لاستجماع شرائطها و قعا و علی وجہ غیر مکروہ۔

اس حصر کے منافی نہیں کہ وقتِ عبادت حالِ صنم سے مشابہت بھی عبادتِ صنم سے مشابہت ہے مگر انہیں کتب سے تعلیل مسائل میں دو علتیں اور مفہوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ جہاں تصویر ممنوع رکھی ہو ملائکہ اس مکان میں نہیں جاتے اور جس مکان میں ملائکہ رحمت نہ آئیں وہ ہر جگہ سے بدتر ہے۔ دوسرے تعظیم تصویر۔ ہدایہ میں ہے یکرہ ان یکون فوق رأسہ فی السقف او بین یدیہ او بحذائہ تصاویر او صورۃ معلقۃ لحدیث جبریل انا لا ندخل بیتا فیہ کلب او صورۃ۔ کافی میں اتنا زائد کیا و بیت لا تدخل فیہ الملائکۃ شر البیوت امام زیلعی نے دونوں تعلیلوں کو جمع فرمایا حیث قال لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب و لا صورۃ ولانہ یشبہ عبادتہا فیکرہ۔ نیز کتبِ ثلاثہ میں ہے لو کانت الصورۃ علی وسادۃ ملقاۃ او بساط مفروش لایکرہ لانہا تداس و توطأ بخلاف ما اذا کانت الوسادۃ منصوبۃ او کانت علی السترۃ لانہ تعظیم لہا اھ۔ ھذا لفظ الھدایۃ ولفظ الکافی و التبیین او کانت علی الستر اعنی بدون التاء وھو اولی کما لا یخفی۔

محققؒ نے فتح القدیر میں صرف مکان میں تصویر ممنوع بروجہ اکرام رکھے ہونے کی کراہت کو نماز کی طرف ساری بتایا اگرچہ تشبہ عبادت نہ ہو حیث قال لو کانت الصورۃ خلفہ

او تحت رجليه ففى شرح عتاب لاتكره الصلوٰة
ولكن تكره كراهة جعل الصورة فى البيت لحديث
ان الملئكة لاتدخل بيتا فيه كلب اوصورة
الا ان هذا يقتضى كراهة كونها فى بساط مفروش
وعدم الكراهة اذا كانت خلفه وصريح كلامهم
فى الاول خلافه وقوله راى صاحب الهداية)
اشدها كراهة ان تكون امام المصلى الى ان قال
ثم خلفه يقتضى خلاف الثانى ايضا لكن قد يقال
كراهة الصلوٰة تثبت باعتبار التشبه بعبادة
الوثن وليسوا يستدبرونه ولا يطئونه فيهما ففيما
يفهم مما ذكرنا من الهداية راى من الكراهة اذا كانت
خلف المصلى) نظر وقد يجاب بانه لابعد فى ثبوتها
فى الصلوٰة باعتبار المكان كما كرهت الصلاة فى الحمام
على احد التعليلين وهو كونها مأوى الشياطين
فان قيل فلم لم يقل بالكراهة ان كانت تحت
القدم وما ذكرت يفيده لانها فى البيت وبه يعترض
على المصنف ايضا حيث يقول لايكره كونها فى
وسادة ملقاة فالجواب لايكره جعلها فى المكان
كذلك ليتعدى الى الصلوٰة وحديث جبريل مخصوص

بذلك اھ ملخصا۔

ان کے تلمیذ محقق ابن امیر الحاج نے حلیہ میں صرف امتناع ملائکہ کے علت ہونے کا استظہار اور تشبہ پر مدار سے انکار فرمایا۔ ہاں اسے موجب زیادت کراہت بتایا وھذا نصہ فان قیل ان کانت العلۃ فی الکراھۃ کون المحل الذی تقع فیہ الصلوۃ لاتدخلہ الملئکۃ حینئذ لان شر البقاع بقعۃ لاتدخلہ الملئکۃ فینبغی ان تکرہ الصلاۃ فی بیت فیہ الصور سواء کانت مھانۃ اوغیر مھانۃ فان ظاھر نص الصحیحین عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتدخل الملئکۃ بیتا فیہ کلب ولاصورۃ یقتضی انہ لا تدخل الملئکۃ ھذا البیت ایضا (ای مافیہ الصورۃ مھانۃ) لان النکرۃ فی سیاق النفی عامۃ غایۃ الامر ان کراھۃ الصلاۃ فیما اذا کانت الصورۃ فی موضع سجودہ اوامامہ اوفوقہ اشد وان کانت العلۃ فی الکراھۃ التشبہ بعبادۃ الصورۃ فلا تکرہ اذا لم تکن امامہ ولافوق رأسہ لان التشبہ لایظھر الا اذا کان علی احد ھذین الوجھین فالجواب ان الذی یظھر ان العلۃ ھی الامر الاول واما الباقی فعلاوۃ تفید اشدیۃ الکراھۃ غیر ان عموم النص

المذکور مخصوص باخراج ما تقدم اخراجه من الکراهة اھ ملخصا۔

اسی بنا پر صور صغار سے نفی کراہت کی دلیل پر کہ ہدایہ وکافی وتبیین وعامہ مشائخ کرام نے افادہ فرمائی اور ان کے شیخ محقق علی الاطلاق نے اس پر تقریر کی، اعتراض فرمایا فقال اما عدم الکراھة اذا کانت الصورة صغیرة لاتظھر للناظر علی بعد فقالوا لانھا لاتعبد والکراھة انما باعتبار شبه العبادة و قد عرفت ما فی ھٰذا۔

بحر نے بحر میں ان کی تبعیت کی بلکہ ان کے استظہار پر جزم کیا فقال انما لم تکرہ الصلٰوة فی بیت فیه صورة مھانة مع عموم الحدیث ان الملائکة لاتدخل وھو علة الکراھة لوجود مخصص (الی ان قال) الا ان تکون صغیرة لان الصغار جدًا لاتعبد والکراھة انما کانت باعتبار شبه العبادة کذا قالوا وقد عرفت ما فیه اھ قال فی منحة الخالق ما فیه ای ان العلة لیست التشبه بل عدم دخول الملائکة علیھم السلام اھ اقول کل کلامه ھٰھنا ماخوذ عن الحلیة وان لم یعز الیھا ولم یتقدم ما قدم ھو لنفی علیة التشبه من لزوم ان لاتکرہ اذا لم تکن امامه ولا فوقه فلم یستقم له قوله قد عرفت ما فیه۔

پھر محقق حلبی نے اثنائے کلام میں دو علت باقی اعنی تشبہ و تعظیم کی طرف بھی میل فرمایا یہاں تک کہ صورت تشبہ و شبہ تعظیم کو موجب ٹھہرایا، اور بحر نے بدستور اتباع کیا و ھذا نص الحلیۃ

بعد ما قدمنا عنهما و ذکر الاحادیث المخصصۃ قال نعم علی ھذا ایقال ینبغی ان لا تکرہ الصلوۃ علی بساط فیہ صورۃ وان کانت فی موضع السجود لان ذلک لیس بمانع من دخول الملئکۃ کما افادتہ ھذہ النصوص.

فان قلت الکراھۃ فی ھذہ الصورۃ انما ھی معللۃ بالتشبہ بعبادۃ الاصنام لا غیر فلم یمکن ان یقال وجود التشبہ المذکور فی ھذہ الصورۃ ممنوع فان عباد التماثیل و الصور لا یسجدون علیہا و انما ینصبونہا و یتوجھون الیہا بل الذی ینبغی ان یکرہ علی ھذا اما اذا کانت الصورۃ امامہ لا فی موضع سجودہ اللھم الا ان یقال انہا اذا کانت امامہ فی موضع سجود تکون فی الصلاۃ صورۃ التشبہ بالعبادۃ لہا فی حالۃ ... و رکوع ثم فی حالۃ السجود علیہا ان ... ... بعبادتہا فھو لا یعری عن نوع شبہ ... ... ان ذلک ینفیہ فی الصورۃ الخضوع ... و ... ... باس بھذا التوجیہ وان لم یذکروہ

علامہ شامی نے تشبیہ و تعظیم دو علتیں رکھیں اور امتناع ملائکہ سے تعلیل کو نامناسب ٹھہرایا، اوّلاً باتباع ہدایہ وغیرہا، فرمایا علۃ کراھۃ الصلوٰۃ بھا التشبہ، پھر چند قول کے بعد لکھا قد ظھر من ھذا ان علۃ الکراھۃ فی المسائل کلھا اما التعظیم او التشبہ علی خلاف ما یأتی۔ پھر ایک صفحہ کے بعد کلام مذکور حلیہ و بحر تلخیص کر کے فرمایا اقول الذی یظھر من کلامھم ان العلۃ اما التعظیم او التشبہ کما قدمناہ والتعظیم اعم کما لو کانت عن یمینہ او یسارہ او موضع سجودہ فانہ لاتشبہ فیھا بل فیھا تعظیم وما کان فیہ تعظیم و تشبہ فھو اشد کراھۃ وخبر جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام معلول بالتعظیم بدلیل الحدیث الاٰخر وغیرہ فعدم دخول الملائکۃ انما ھو حیث کانت الصورۃ معظمۃ وتعلیل کراھۃ الصلوٰۃ بالتعظیم اولٰی من التعلیل بعدم الدخول لان التعظیم قد یکون عارضا لان الصورۃ اذا کانت علی بساط مفروش تکون مھانۃ لاتمنع من الدخول ومع ھذا لو صلی علی ذلک البساط وسجد علیھا تکرہ لان فعلہ ذلک تعظیم لھا والظاھر ان الملائکۃ لاتمتنع من الدخول بذلک الفعل العارض۔

عجب یہ کہ علامہ موصوف کاکی نے ۔۔ یہ ہیں بعض صُور میں تعظیم و تشبہ دونوں منتفی مان کر کراہت

ثابت مانی۔ درِمختار میں ہے اختلف فیما اذا کان التمثال خلفہ والاظہر الکراھۃ۔ ردالمحتار میں ہے لکنہا فی الیسر دون لاتعظیم فیہ ولا تشبہ معراج۔ علامہ شامی نے اس نفی کی یہ توجیہ کی قلت وکان عدم التعظیم فی التی خلفہ وان کانت علی حائط او ستر ان فی استدبارھا استہانۃ لہا فیعارض ما فی تعلیقہا من التعظیم بخلاف ما علی بساط مفروش و لم یسجد علیہا فانہا مستہانۃ من کل وجہ۔

اقول اور عجب تر یہ کہ باوصف انتفائے وصفین اثبات کراہت کی یہ توجیہ فرما کر اس کے متصل ہی وہ لکھا کہ قد ظہر من ھذا ان علۃ الکراھۃ فی المسائل کلہا التعظیم او التشبہ وھل ھو الا تفریع علی النقیض۔

یہ ہیں بظاہر سات رنگ کے اقوال وانا اقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق افادات مشائخ کرام کہ ہدایہ واتباعِ ہدایہ میں مذکور ہوئے ضرور حق وصحیح اور ہر غبار سے پاک ونجیح ہیں۔ بے شک سوا تشبہ کے کچھ علت نہیں اور بے شک تعظیم علت ہے اور بے شک امتناعِ ملکہ علت ہے متاخرین کے اختلافات وتردد ات کا منشا ان امورِ ثلٰثہ میں تفارق سمجھنا ہے حالانکہ ان میں باہم تلازم ہے

تشبہ عبادت بے تعظیم ناممکن ہونا تو بدیہی کہ عبادت غایت تعظیم ہے جہاں اصلا کسی طرح شائبہ تعظیم نہ ہو وہاں شبہ عبادت کیا معنی، ولہذا اگر بساطِ مفروش میں تصویر ہو اور وہ لباط جانماز

زندہ معلق تصویر پر سجدہ کرے تو ہمارے ائمہ کے اجماع سے کراہت نہیں کہ اب کوئی وجہ تعظیم نہ پائی گئی تو تشبہ عبادت کہ یہی علت تھا متحقق نہ ہوا کما تقدم عن الکتب الثلثۃ ومثل فی سائرھن، یونہی تعظیم تصویر تشبہ عبادت کو مستلزم کہ تعظیم دونوں کو جامع ہے جب اس کا درجہ اعلیٰ عبادت ہے ادنیٰ میں اس سے مشابہت ہے۔

اقول یہ اس لئے کہ تصویر کو کوئی علاقہ رب عزوجل سے نہیں اور حقیقی مستحق ہر تعظیم وہی حقیقی جلیل عظیم عزجل جلالہ ہے معظمانِ دینی کی تعظیم اس کی طرف نسبت وعلاقہ سے ہے وہ غایت عظمت میں ہے تو غایت تعظیم یعنی عبادت اسی کے لائق۔ دوسرے کہ اس سے منتسب ہیں اپنی اپنی نسبتوں کے قدر اس کے حکم سے دیگر تعظیماتِ نازلہ کے مستحق تو یہ تعظیمیں "اعطاء کلّ ذی حق حقہ" کے قبیل سے ہوئیں بلکہ حقیقۃً اسی کی تعظیم ہیں ولہذا حضور سید العالمین عظیم المعظمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ان من اجلال اللہ اکرام ذی الشیبۃ المسلم وحامل القرآن غیر الغالی فیہ والجافی عنہ واکرام السلطان المقسط۔ بوڑھے مسلمان اور سنی عالم اور عادل بادشاہ کی تعظیمیں اللہ ہی کی تعظیم ہیں رواہ ابوداؤد بسند حسن عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ مگر جس وجہ کو اس عظیم حقیقی سے علاقہ نہیں وہ اصلا لائق تعظیم نہیں۔ اب جو اس کی ذرا بھی تعظیم کی جائے گی استقلال کی بو دے گی کہ علاقہ تبعیت منتفی ہے لاجرم تشبہ عبادت سے مفر نہ ہوگا ولہذا امام علام فخر الاسلام نے شرح جامع صغیر میں فرمایا امساک الصورۃ۔ لیس التعظیم ظاہر امکروہ لان ذلک یشبہ عبادۃ الصنم اھ نقلہ عنہ فی الحلیۃ یونہی امتناع ملائکہ اس گھر میں کے جانے سے ہوگا جہاں تصویر بروجہ تعظیم رکھی ہو ورنہ ہرگز نہیں

حدیث مذکورِ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں نصِ صریح ہے۔ امین الوحی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے آنے کی حاضر ہونے کی وجہ یہ عرض کی کہ پردہ پر تصویریں منقوش تھیں اور اس کا علاج یہ گزارش کیا کہ سے کاٹ کر دو مسندیں بنالی جائیں کہ زمین پر ڈالی اور پاؤں سے روندی جائیں، اگر اس کے بعد بھی امتناع باقی رہتا تو علاج کیا ہوا؟ فانتفی قول العتابی فیما کانت تحت قدمیہ انہا تکرہ کراھۃ جعلہا فی البیوت لاجل الحدیث وقد تقدم عن الفتح انہ خلاف صریح کلامہم اقول بل خلاف صریح کلام محرر المذھب محمد حیث قال فی مؤطاہ بعد ما روی حدیثا فی المعنی وبھذا ناخذ ما کان فیہ من تصاویر من بساط یبسط او فراش یفرش او وسادۃ فلاباس بذلک انما یکرہ من ذلک فی الستر وما ینصب نصبا وھو قول ابی حنیفۃ والعامۃ من فقہائنا اھ وقد روی الطبرانی فی الاوسط عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ رخص فیما کان یوطأ وکرہ ما کان منصوبا۔

ردالمحتار نے ٹھیک کہا کہ عدم دخول الملٰئکۃ انما ھو حیث کانت الصورۃ معظمۃ۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے قال الخطابی انما لاتدخل الملٰئکۃ بیتا فیہ کلب او صورۃ مما یحرم اقتناؤہ من الکلاب والصور واما ما لیس بحرام من کلب

تصيد والزرع والماشية ومن الصورة التى تمتهن
فى البساط والوسادة وغيرهما فلا يمنع دخول الملائكة
بيته قال النووى والاظهر انه عام فى كل كلب وصورة
وانهم يمتنعون من الجميع لاطلاق الاحاديث ولان
الجرو الذى كان فى بيت النبى صلى الله تعالى عليه
وسلم تحت السرير كان له فيه عذر ظاهر لانه لم يعلم
به ومع هذا امتنع جبريل عليه الصلاة والسلام
من دخول البيت وعلله بالجرو اھ مانقله القارى مقرا
عليه . **اقول** ماقاله الامام النووى رحمه الله تعالى
ورحمنا به محتمل فى الكلب على نزاع ظاهر فيما
استدل له به وان تبعه فيه الشيخ فى اشعة اللمعات
ورجع اخر الى استثناء كلب يحل اقتناؤه و
ذلك لانه كم من فرق بين مارخصه الشرع
لحاجة وبين ما وقع من غير المرخص بدون علم
وما مثله الا كنجاسة معفوة شرعا واخرى كثيرة
صلى معها من دون علم بها اما ما ذكر فى الصورة
فلا نصريح حديث جبريل المذكور وايضا اخرج
البخارى والامام احمد عن ام المؤمنين انها اتخذت
على سهوة لها سترا فيه تماثيل فهتك النبى

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قالت فاتخذت منہ نمرقتین فکانتا فی البیت تجلس علیھما زاد احمد ولقد رأیتہ متکئا علی احدیھما و فیھما صورۃ اھ وما کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لیترک فی البیت شیئا یمنع دخول جبریل علیہ الصلٰوۃ والتسلیم بل فی حدیثھا رضی اللہ تعالٰی عنھا عند الطحاوی قالت اشتریت نمرقۃ فیھا تصاویر فلما دخل علی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرأھا تغیر ثم قال یا عائشۃ ما ھذہ فقلت نمرقۃ اشتریتھا لک تقعد علیھا قال انا لاندخل بیتا فیہ تصاویر فالحق ان الامتناع مختص بغیر الممھانۃ۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

تو ظاہر ہوا کہ تینوں علتیں متلازم ہیں اور تینوں سے تعلیل صحیح ہے اور ان میں سے ہر ایک میں حصر بھی کر سکتے ہیں اور مغز تحقیق یہ ہے کہ اصل علت تنظیم ہے۔ تعظیم ہی سے تشبہ پیدا ہوتا ہے اور تعظیم ہی سے ملائکہ رحمت نہیں آتے ولہذا اہانت کی صورتیں جائز رکھی گئیں کہ فرش میں ہوں جس پر بیٹھیں کھڑے ہوں پاؤں رکھیں یہ تقریر کلام مشائخ ہے وللہ الحمد۔

ثم اقول جب کہ ہر تعظیم تشبہ عبادت صورت ہے اور ہر تشبہ عبادت ملائکہ کے لئے قطعاً موجب نفرت تو عارض ولازم میں تفرقہ محض بے اصل تعلیق ونصب میں بھی تعظیم اسی فعل سے عارض ہوئی

کہ نفس ذات صورت کو لازم تھی تو بساطِ مفروش میں جب تصاویر کو موضع سجود میں رکھ کر ان پر سجدہ کیا جائے گا بعینہٖ انہیں معلق و منصوب کرنے کے مثل ہوگا اور اس وقت دخولِ ملٰئکہ کو منع کرے گا کہ ان کا امتناع بوجہ تعظیم تھا اور تعظیم پائی گئی فما استظھرہ الشامی غیر ظاھر فان فرق بان جعلھا فی المفروش اھانۃ لھا فتعارض تعظیم السجود علیھا فذلک امر اٰخر غیر کون التعظیم عارضا وستعلم ما فیہ بعون اللہ تعالٰی اما قول الحلیۃ ذلک لیس بمانع من دخول الملٰئکۃ کما افادتہ ھذہ النصوص۔

اقول لم تفد النصوص ان مجرد جعلھا فی فراش او وسادۃ یخرجھا عن منع الملٰئکۃ بل قیدتہ بقولہ منبوذتین توطاٰن وللنسائی فی روایۃ یجعل بساطا یوطأ وللطبرانی فی الاوسط رخص فیما کان یوطأ فمن جعلھا فی بساط ثم علقہ علی الجدار کالاستار او وضعہ علی الراس حرم قطعا فمنع الملٰئکۃ من الدخول فکذا من جعلھا فی بساط ثم سجد علیھا وبالجملۃ القصد ھو الامتھان المطلق ولم یحصل الاتری الی ما فی البحر عن المحیط اذا کانت علی الوسادۃ ان کانت قائمۃ یکرہ لانہ تعظیم لھا وان کانت مفروشۃ لایکرہ اھ والی ما فی الحلیۃ من شرح الجامع

الصغیر للامام البزدوی یکرہ ما یکون علی
الوسائد الکبار (ای لانتصابہ بکبرھا) وکذلک
کل شیئ ینصب فیصیر تعظیما لہ فاما اذا کان
تحقیرا لہ فلا بأس کالبساط المفروش و الوسادۃ
الملقاۃ لان فی ذلک استہانۃ بالصورۃ اھ وقد تقدم
معناہ عن الھدایۃ و الکافی و التبیین۔

ثم اقول تصویر کہ مصلی کے پس پشت ہو اسی حالت میں مکروہ ہے کہ منصوب یا معلق یا دیوار پر منقوش یا چسپاں یا آئینہ میں لگی ہو اور یہ قطعاً تعظیم ہے فانتفی قول المعراج لا تعظیم فیہ ولا تشبہ کما تقدم و لیت شعری اذا انتفیا فما الموجب للکراھۃ فان میل الی التمسک بامتناع الملائکۃ قلنا اذ لا تعظیم فلا امتناع۔

ثم اقول شرع مطہر نے جس شے کی تعظیم حرام اور توہین واجب کی اس سے اگر ایسا برتاؤ کیجئے جس میں ایک جہت سے توہین اور دوسری جہت سے تعظیم ہو وہ حرام و ناجائز ہی ہوگا اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ تعظیم و توہین متعارض ہو کر برابر ہو گئیں اذ لا یجتمع الحلال و الحرام الا غلب الحرام و اعتبر ھذا بمن یقبل الوثن و یضربہ بالنعل فھل یقال تکافا التقبیل والضرب فیجوز کلام بل یحرم لانہ خلط عملا صالحا و اخر سیئا ولہذا محرر المذہب امام محمد رحمہ اللہ تعالی و رحمنا بہ نے کتاب الاصل میں

سجادہ یعنی جا نماز میں تصویر کا ہونا مطلقاً مکروہ ٹھہرایا اگرچہ تصویر پر سجدہ نہ ہو کہ جا نماز معظم ہے تو اس میں تصویر ہونا تصویر کی تعظیم ہے اور یہ لحاظ نہ فرمایا کہ جا نماز زمین پر بچھائی جائے گی اور زمین پر بچھانا تصویر کی توہین ہے اس پر پاؤں رکھا جائے گا اور یہ غایت توہین ہے تو وجہ وہی ہے کہ تعظیم مطلقاً مکروہ ہے اگرچہ اس کے ساتھ توہین بھی ہو جیسے معظمانِ دینی کی توہین مطلقاً حرام ہے اگرچہ اس کے ساتھ ہزار تعظیمیں بھی ہوں۔ ہدایہ میں ہے اطلق الکرھۃ فی الاصل لان المصلی معظم۔ عنایہ میں ہے معناہ ان البساط الذی اعد للصلٰوۃ معظم من بین سائر البسط فاذا کان فیہ صورۃ کان نوع تعظیم لھا ونحن امرنا باھانتھا فلا ینبغی ان تکون فی المصلی مطلقا سجد علیھا او لم یسجد۔ اسی طرح تبیین وغیرہ میں ہے فانتفی ما وجہ بہ العلامۃ الشامی عدم التعظیم فیما اذا کانت خلفہ علی ستر او حائط واستقر عرش التحقیق علی تلازم العرس لتراث وللہ الحمد۔

ثم اقول و باللہ التوفیق۔ تشبہ دو قسم ہے ایک عام کہ مطلقاً تصویر ممنوع کو بروجہ تعظیم رکھنے سے حاصل ہوتا ہے کما تقدم تحقیقہ والتصریح بہ عن الامام فخر الاسلام۔ دوسرا تشبہ خاص کہ اس کے علاوہ نفس نماز میں مصلی کے کسی فعل و ہیأت سے ظاہر ہو مثلاً تصویر کو سامنے رکھ کر اس کی طرف افعالِ نماز بجالانا یہ اشد و اخبث ہے یہ ضرور نفس تعظیم سے اخص ہے وعلیہ یصدق قول الشامی ان التعظیم اعم وقول الحلبۃ ان لیس مدارا بل یوجب

الزیادۃ جہاں یہ ہو نماز میں کراہت تحریم ہوگی ورنہ مکان میں اس کا بروجہ تعظیم رکھنا تو قطعاً ممنوع و گناہ ہے فی الحلیۃ والبحر و رد المحتار ھٰذہ الکراھۃ کراھۃ تحریم زاد البحر ینبغی ان یکون حراما لامکروھا ان ثبت الاجماع او قطعیۃ الدلیل لتواترہ اور اس کے سبب نماز میں کراہت تنزیہی آئے گی۔ عنایہ میں ہے لان تنزیہ مکان الصلوٰۃ عما یمنع دخول الملائکۃ مستحب حاشیۂ علامہ سعدی آفندی میں ہے فتکون الکراھۃ تنزیھیۃ یہ ہے وہ کراہت جو محقق نے مکان سے نماز کی طرف ساری مانی ہمارے اس بیان سے ظاہر ہوا کہ مسئلہ تصاویر میں دربارہ نماز جو لفظ کرہ کتب میں ارشاد ہوا اس سے مراد کراہت تحریمی و تنزیہی سے عام ہے و علیہ یستقیم قول الشامی ظاھر کلام علمائنا ان ما لا یؤثر کراھۃ فی الصلوٰۃ لایکرہ ابقاؤہ وقد صرح فی الفتح وغیرہ بان الصورۃ الصغیرۃ لاتکرہ فی البیت اھ والاقلۃ کراھۃ التحریم فی الصلاۃ ھو التشبہ الخاص وفی الابقاء ھو التعظیم وقد اعترف انہ اعم من التشبہ وانتفاء الاخص لا یوجب انتفاء الاعم۔

اقول وظھر بما قررنا ان السؤال الذی ذکرہ المحقق لم یکن واردا من اصلہ فان المنتفی عند الاستدبار ھو التشبہ الخاص ولا تنحصر الکراھۃ فیہ **واقول** ظھر ایضا ان الجواب الذی ابداہ لیس مما ابداہ بل

هو مفاد کلام المشائخ وتعلیلھم بامتناع الملائکۃ

واقول ظھر ایضا ان السؤال الذی اوردہ المحقق الحلبی

علی مسئلۃ السجود علی التصویر لم یکن من الوارد

ایضا لانہ ان انتفی فیہ فالتشبہ الخاص بل لانسلم

انتفاؤہ ایضا فان السجود علی التصویر یشبہ عبادتہ

قطعا کما نص علیہ فی الکافی ولفظہ السجود علیھا

یشبہ عبادۃ الاوثان والتبیین ونصہ لسجود علیھا

یشبہ عبادتھا فیکرہ فانتفی ماذکر العلامۃ الشامی

ان لاتشبہ فیہ **اقول** وظھر ایضا ان تنزلنا وسلمنا

انتفاء الخاص ان الجواب الذی ابداہ فی الحلیۃ

وظن انھم لم یذکروہ کلامھم محیط بہ کما علمت

وللہ الحمد۔

اقول وبتحقیقنا ھذا یحصل التوفیق فی مسألتین

الاولی کراھۃ الصلاۃ حیث کانت الصورۃ خلف فمن

اثبت وھم الاکثرون وجعلہ فی التنویر الاظھر اثبت

کراھۃ التنزیہ ومن نفی وھو الذی مشی علیہ صدر

الشریعۃ فی شرح الوقایۃ وجزم بہ فی متن النقایۃ

واعتمدہ فی الغایۃ کما فی التبیین والدرر والامام

العتابی کما فی الفتح وتبعہ ابن کمال باشا فی الایضاح

نفی کراہۃ التحریم
والثانیۃ الصلوۃ علی سجادۃ فیہا تصاویر اذا لم یسجد علیہا نفی الامام محمد الکراہۃ فی الجامع الصغیر واثبتہا فی الاصل والکل صحیح بالتوزیع ای یکرہ تنزیہا لا تحریما والوجہ فیہما وجود التشبہ العام دون الخاص وذلک ظاہر فی الاولی اما الثانیۃ فلان وضع التصویر فی المصلی تعظیم لہ کما سمعت وکل تعظیم لہ تشبہ بعبادتہ کما سمعت وکل صلوۃ کان معہا التلبس بہذا التشبہ کرہت ولا ینافیہا وجود الاستہانۃ بوجہ اٰخر کما قدمنا فانتفی ما ذکرہ ہٰہنا فی الحلیۃ حیث قال قلت یلزم علی ہٰذا ان یکون ما فی الاصل موضوعا فی المصلی لا غیر وما فی الجامع فیما عداہ وفیہ ما لا یخفی اھ **اقول** بل کلاہما فی المصلی ولا بعد فیہ والتطبیق ما ذکرنا قال رحمہ اللہ تعالٰی والاحسن ان یقال ظاہر الکتابین التعارض فیما عدا موضع السجود فاما ان یکون ما فی الجامع من القید المذکور فیہ اتفاقیا واما ان یکون ما فی الاصل مقیدا بما فی الجامع ھو یرید ان التوفیق ما بارجاع ما فی احدہما الی ما فی الاخر من اطلاق الکراہۃ سواء کانت فی محل السجود

اوغیرہ والتقیید بکونہا فیہ وقع وفاقا اوباَرجاع
مافی الاصل الی مافی الجامع بحمل المطلق علی المقید
اقول وکانہ عند ھذا التحریر لم یتیسر لہ مراجعۃ
جامع الصغیر فان عبارتہ لاتحتمل ما ذکر من الغاء
القید وانما کان مساغہ لوکان منطوقہ کراھۃ الصلوۃ
مقیدا بکون الصورۃ فی محل السجود فکان یفید عدم
الکراھۃ فی غیرہ بطریق المفہوم فیقال ان القید اتفاقی
ولیس کذلک بل ضد منطوقہ ماینافی الاصل
اعنی عدم الکراھۃ فاین المساغ لما ذکر وھذا نص
الجامع یکرہ ان یصلی علی بساط فیہ تصاویر ولا
یسجد علی التصاویر اھ قال رحمہ اللہ تعالٰی وھذا
ولی رای الثانی لانہ لایظہر وجہ القول بکراھۃ الصلوۃ
علی بساط کبیر فیہ صورۃ تحت قدم المصلی وھو
لازم الاول بخلاف الثانی اھ
اقول قد افدناک الوجہ فتشکر ثم لا وجہ یظہر لتقییدہ
بالکبیر بعد فرض الصورۃ تحت القدم واللہ تعالٰی
اعلم وتبعہ البحر فی ھذا البحث کلہ غیر انہ
قال اطلق الکراھۃ فی الاصل فیما اذا کان علی البساط
المصلی علیہ صورۃ لان الذی یصلی علیہ معظم فوضع

الصورة فیہ تعظیم لها بخلاف البساط الذی لیس بمصلی اھ وحمل البساط علی السجادة کما حملنا ثم تبع الحلیۃ فقال وتقدم عن الجامع الصغیر التقیید بموضع السجود فینبغی ان یحمل اطلاق الاصل علیہ وانها اذا کانت تحت قدمیہ لایکرہ اتفاقا اھ

اقول قولہ وانها معطوف علی قولہ ان یحمل داخل تحت ینبغی فهو بحث منہ بناء علی ما حمل علیہ کلام الاصل وقد علمت ما فیہ بل تکرہ فی المصلی مطلقا وان کانت تحت القدم وما فی الدر وغیرہ لایکرہ لو کانت تحت قدمیہ او محل جلوسہ لانها مهانۃ اھ مخصوص بغیر السجادة بدلیل الدلیل وقد نقلوا قاطبۃ عن الاصل الاطلاق المرسل فی المصلی وما عللوہ بہ شامل لکل صورة کما لایخفی نعم فی بساط غیرہ لایکرہ اذا صلی علیہ ولم یسجد علیها وان لم تکن تحت قدمہ بل ولو کانت امامہ لوجود الاهانۃ مطلقا مع عدم التعظیم بوجہ قال فی الحلیۃ نقلا عن شرح الجامع الصغیر لفخر الاسلام لایکرہ ان یصلی دون وسادة علیها تصاویر اھ اقول هو نص نفس الجامع الصغیر ثم المراد بالوسادة الصغیرة دون کبیرة نورث

للصلوٰۃ انتصابا کما تقدم۔

ثم لایخفی علیک ان التوفیق الذی ذکرہ الفقیر اولیٰ مما اختارہ ھذا المحقق لان فیہ اھمال احدھما فی بعض متناولاتہ وفیما ذکرت اعمال کلیھما فی کلہ فانظر وکثرۃ الفوائد فی کلام المشائخ رحمہ اللہ تعالیٰ وھکذا کلامھم اذا امعن فیہ النظر وساعد توفیق من اللطیف الخبیر عز جلالہ۔ وللہ الحمد۔

ثم اقول وبہ استعین تنقیح علت اگرچہ بفضلہٖ تعالیٰ بروجہ احسن ہوئی مگر ابھی یک ورتنقیح عظیم باقی ہے جبکہ علت کراہت تشبہ عبادت ہے خاص ہو یا عام، تو ضرور ہے کہ وہ تصویر جنس "مایعبدہ المشرکون" سے ہو کہ جسے مشرکین پوجتے ہی نہیں وہ بت کے حکم میں نہیں کہ س کے بروجہ تعظیم رکھنے یا اس کی طرف نماز پڑھنے میں معاذ اللہ عبادت بت سے تشبہ ہو ولہذا جابجا کراہت کو عبادت اور اس کے عدم کو عدم سے تعلیل فرماتے ہیں کہ مشرک اس کی عبادت نہیں کرتے لہذا کراہت نہیں مثلاً اتنی چھوٹی تصویر کہ زمین پر رکھ کر دیکھو تو اعضاء کی تفصیل نہ معلوم ہو، مورث کراہت نہیں کہ اتنی چھوٹی کی عبادت مشرکین کی عادت نہیں۔ ہدایہ و کافی و تبیین میں ہے لوکانت الصورۃ صغیرۃ بحیث لاتبدو للناظر لایکرہ لان الصغار جدا لاتعبد۔ فتح القدیر میں ہے فلیس لھا حکم الوثن فلا تکرہ فی البیت اور اس بارے میں امیر المومنین فاروق اعظم و حضرت عبداللہ بن مسعود و حذیفہ بن الیمان و نعمان بن مقرن و عبداللہ بن عباس و ابوہریرہ و ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم صحابہ اور سیدنا دانیال نبی علیہ الصلوٰۃ

والسلام سے آثار مروی ومذکور ہیں کما بینہا فی الحلیۃ۔

(۲) سر بریدہ یا چہرہ محو کردہ کہ اس کی عبادت نہیں ہوتی اور بھویں اور آنکھیں مٹا دینا کافی نہیں نہ چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ دینا نفی کراہت کرے۔ تبیین و بحر میں ہے مقطوعۃ الرأس لاتکرہ لانہا لاتعبد بدون الرأس عادۃ و لااعتبار بازالۃ الحاجبین او العینین لانہا تعبد بدونہما ہدایہ میں فرمایا ممحو الرأس لیس بتمثال لانہ لایعبد بدون الرأس۔ عنایہ میں ہے انہ لایعبد بلارأس فکان کالجمادات غلاف فتح و حلیہ و بحر میں ہے واللفظ لہ لا اعتبار بقطع الیدین او الرجلین اھ وکذا ھو فی الخلاصۃ ثم الحلیۃ بحرف الترديد ولفظ المحقق لوقطع یدیہا و رجلیہا لاترتفع الکراھۃ اھ اعنی بحرف الجمع وھو المراد۔ غنیہ میں دونوں مسئلہ صغیرہ ومقطوعۃ الرأس کی تعلیل میں لکھا لانہا لاتعبد فانتفی التشبہ الذی سبب الکراھۃ۔

(۳) شمع یا چراغ یا قندیل یا لمپ یا لالٹین یا فانوس نماز میں سامنے ہو تو کراہت نہیں کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی اور بھڑکتی آگ یا دہکتے انگاروں کا تنور یا بھٹی یا چولہا یا انگیٹھی نماز میں سامنے ہو تو مکروہ کہ مجوس اس کو پوجتے ہیں۔ عنایہ میں بعد عبارت مذکورہ آنفا ہے فصار کالصلوۃ الی شمع او سراج فی انہما لایعبدان و یکرہ لوکان بین یدیہ کانون فیہ جمر او نار موقدۃ۔ فتح میں زیر مسئلہ شمع ہے لانہم لایعبدونہ بل الضرام جمر

و ... ر ... تبیین الحقائق و بحر الرائق میں ہے قال رحمہ اللہ تعالٰی او
شمع و سراج لانہما لا یعبدان و الکراھۃ باعتبارھا
و ... نما یعبدھا المجوس اذا کانت فی الکانون و فیہا الجمر
او فی التنور فلا یکرہ التوجہ الیہا علٰی غیر ذلک الوجہ اھ
اقول ابحر تبع التبیین فی قولہ و الکراھۃ باعتبارھا
فرجع الی ... صواب۔ کافی میں ہے ان قطع الرأس فلا بأس بہ
لانہ لا یعبد ... بلا رأس و لہذا لو صلّی الی تنور او
کانون فیہ نار کرہ لانہ یشبہ عبادتہا و الی
قندیل او شمع او سراج لا لعدم التشبہ۔ محیط امام شمس الائمہ
سرخسی پھر ہندیہ میں ہے من توجہ فی صلاتہ الی تنور فیہ نار
تتوقد ... و کانون فیہ نار یکرہ و لو توجہ الی قندیل
او الی سراج لم یکرہ۔ فتاوٰی امام اجل قاضی خان میں ہے یکرہ ان
یصلی و بین یدیہ تنور او کانون فیہ نار موقدۃ لانہ
یشبہ عبادۃ النار و ان کان بین یدیہ سراج او قندیل
لا یشبہ عبادۃ النار۔ اسی طرح اس سے لا یکرہ تک خزانۃ المفتین میں ہے
اقول ھذہ نصوص الائمۃ الاجلۃ فسقط ما فی القنیۃ
مجوس یعبدون الجمر لا النار الموقدۃ اھ و ان
... ... صدر و التمرتاشی ثم السید ابو السعود الازھری
ثم سید الطحطاوی فی حاشیۃ المراقی و الدرر و لفظہ

لان المجوس لا یعبدون اللھب بل الجمر اھ ومثلہ فی مجمع الانھر واشار الیہ الشرنبلالی فی مراقیہ ثم الزاھدی نفسہ اظھر ضعفہ اذ قال بعدہ حتی قیل لاتکرہ الی النار الموقدۃ اھ **اقول** ان کان صحیحا انھم لا یعبدونھا فما معنی تعبیر ھذا القیل بقیل الا ان یقال ان الموقدۃ قلما تخلو عن جمر وفیہ نظر بل لا تشمل علیہ الاقرب الانتھاء ثم ربما تکون الموقدۃ من حشیش ونحوہ ولا جمر ثمہ واللہ تعالٰی اعلم۔

(۴) مصحف شریف۔

(۵) تلوار وغیرہ ہتھیار کا سامنے ہونا مکروہ نہیں کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی کما فی الکتب الثلاثۃ وعامۃ الکتب ولفظ الامام الزیلعی انھما لا یعبدان وباعتبارھا تثبت الکراھۃ وفی استقبال المصحف تعظیمہ وقد امرنا بہ۔ **اقول** یہ وہی فرق نفیس ہے کہ صدر کلام میں فقیر نے گزارش کیا ولفظ البحر اما المصحف فلان فی تقدیمہ و تعظیمہ عبادہ والاستخفاف بہ کفر فانضمت ھذہ العبادۃ الی عبادۃ اخری فلا کراھۃ اھ فاحفظہ فانہ ینفعک۔

(۶) تصویر صغیر پر قیاس فرما کر مستور سے بھی نفی کراہت کی کہ ظاہر نہ ہونے میں اس کے مثل ہے جیسے جیب یا بٹوے میں روپیہ یا بعض ترکی ٹوپیوں میں کہ نصاری کی بنائی ہوئی ہیں اندر کی

جانب تصویر ہوتی ہے ان صورتوں میں نماز مکروہ نہیں مگر ناجائز تصویریں حفاظت سے رکھ چھوڑنا خود ہی منع ہے اگرچہ صندوق میں بند رکھے اور نہ کھولے اگرچہ وہاں نماز مکروہ نہ ہوگی محیط و خلاصہ و حلیہ و بحر میں ہے رجل فی یدہ تصاویر وھو یؤم الناس لاتکرہ امامتہ لانھا مستورۃ بالثیاب فصار کصورۃ فی نقش خاتم وھو غیر مستبین اھ ولفظ الخلاصۃ اذا کانت فی یدہ (وفی نسخۃ علی یدیہ) وھو یصلی لاباس بہ لانھا مستورۃ بثیابہ وکذا لو کان علی خاتمہ اھ عزا فی الحلیۃ العبارۃ الاولی للمحیط والخلاصۃ معا وفرق فی البحر فاحسن وقال تحت قول المحیط وھو یفید ان المستبین فی الخاتم تکرہ الصلاۃ معہ اھ

اقول العادۃ ان الخاتم لایکون علیھا الا غیر مستبین لبیان العلۃ الجامعۃ بین نقش الخاتم المستور قال البحر ویفید انہ لایکرہ ان یصلی ومعہ صرۃ اوکیس فیہ دنانیر او دراھم فیھا صور صغار لاستتارھا اھ واعترضہ فی النھر بان عدم الکراھۃ فی الصغار غنی عن التعلیل بالاستتار بل مقتضاہ ثبوتھا اذا کانت منکشفۃ وسیاتی انھا لاتکرہ الصلاۃ لکن یکرہ کراھۃ تنزیہ جعل الصورۃ فی البیت بخبر ان الملائکۃ لاتدخل

بیتا فیہ کلب او صورۃ اھ نقلہ فی المنحۃ مقرا علیہ
اقول وھو کما قال وکان زیادۃ الصغار وقع وفاقا
فان المعھود فی الدراھم والدنانیر ھی الصغار لکن
فی قولہ لکن ما قد علمت ان الصغار لا تکرہ فی البیت ایضا
کما مر تصریحہ عن الفتح وقد تظافروا علی نقل
اثار فیھا عن الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنھم وقد
قدمنا عن الامام فخر الاسلام ان امساک الصورۃ علی
سبیل التعظیم ظاھرا مکروہ الخ فقید بالظاھر فغیرہ
لا یؤثر کراھۃ لا فی الصلاۃ ولا فی الامساک قال البحر
ویفیدہ انہ لو کان فوق الثوب الذی فیہ صورۃ ثوب
ساتر لا یکرہ ان یصلی فیہ لاستتارھا بالثوب الاخر
واللہ سبحٰنہ اعلم اھ
اقول ولا قرۃ عین فیہ لمن یمسک التصاویر فی
صندوق للنظر فیھا متی شاء فانھا وان کانت
مستورۃ ما دامت فی الصندوق لکن یفتحہ ویخرجھا
فتظھر فیاتی التحریم والامساک لامر ممنوع ممنوع
کمن امسک امرأۃ لیفجر بھا فھو فی اثم الفجور حین
لا یفجر لان الاعمال بالنیات نسأل اللہ السلامۃ بل لو
امسکھا ولم یقصد النظر فیھا متی شاء کان فیہ حفظ ما

فی الفساد فکان کامساك آلة اللھو لمن لا یضرب قال الامام الاجل قاضی خان فی فتاواہ لو امسك شیئا من ھذہ المعازف و الملاھی یکرہ و یأثم وان کان لا یستعملھا لان امساك ھذہ الاشیاء یکون للّھو عادۃ اھ

(۷) چاند سورج ستاروں درختوں کی تصویریں نماز میں سامنے ہوں تو حرج نہیں کہ مشرکین نے اگرچہ ان اشیاء کو پوجا مگر ان کی تصویروں کی عبادت نہیں کرتے سومنات اگرچہ معبد قمر تھا سوم بمعنے قمر ہے اور ناتھ بمعنے مالک مگر اس میں بت تھا جسے صورت روحانیت قمر قرار دیا تھا نہ شکل ہلالی یا قمری یا بدری کی تصویر، ردالمحتار میں درایہ شرح ہدایہ سے ہے فان قیل عبد الشمس والقمر والکواکب والشجرۃ الخضراء قلنا عبد عینہ لا تمثالہ اھ **اقول** وبہ ظھر بطلان ما بحث القاری فی المرقاۃ اذ قال ما عبد من دون اللہ ولو کان من الجمادات کالشمس والقمر ینبغی ان یحرم تصویرہ اھ وھو کما تری بحث غریب ساقط لا دلیل علیہ ولا اثر لہ فی کلام الائمۃ بل مخالف لاطلاقات جمیع کتب المذاھب متونا و شروحا و فتاوی واللہ الموفق ھذا ثم قال العلامۃ السکاکی فعلی ھذا ینبغی ان یکرہ استقبال عین ھذہ الاشیاء قال الشامی ای لانھا عین ما عبد بخلاف ما لو صورھا

واستقبل صورتها اھ اقول تفریع عجیب و بحث غریب فالمسافرون فی القفار و البحار ربما لا یجدون ملجأ من استقبال الشمس فی العصر و القمر فیھا او فی المغرب او فی العشاء ولا محید لھم عن استقبال الکواکب فی العشاء و این یھرب المصلی فی الغیاض والریاض عن استقبال شجرۃ خضراء بل ربما لا یجد لہ سترۃ غیرھا فیلجأ الیھا بحکم الشرع وروی الامام احمد وابوداؤد عن المقداد بن الاسود رضی اللہ تعالٰی عنہ قال ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صلی الی عود و لا عمود ولا شجرۃ الا جعلہ علی حاجبیہ الایسر والایمن ولا یصمد لہ صمدا ثم ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انما نھی عن الصلوۃ حین تشرق الشمس وحین تستوی وحین تتدلی للغروب ولم یقیدہ بکونھا قبالۃ المصلی بل اینما کانت ولو وراء ظھرہ و لو فی غیم غلیظ وعللہ بانھا تکون اذ ذاک بین قرنی الشیطان لا بانھا عبدت من دون الرحمٰن و لعل شدۃ بعدھا و القمر والنجوم تغنی عن السترۃ فلابی داؤد عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما قال

قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیہ وسلم اذا صلی
احدکم الی غیر السترة فانه یقطع صلاته الحمار
والخنزیر والیهودی والمجوسی والمرأة ویجزی عنه
واذا مروا بین یدیه علی قذفة بحجر وللطحاوی
یکفیك اذا کانوا منك قدر رمیة وفی صلاة الهندیة
عن التتارخانیة ان کانت القبور وراء المصلی لایکره
فانه ان کان بینه وبین القبر مقدار مالو کان
فی الصلوٰة ویمر انسان لایکره فههنا ایضا لایکره اھ
اما الشجر **فاقول** کونهم عبدوا نوعا او شخصا
من الشجر یستلزم کراهة الاستقبال الا الی ذلك
النوع او الشخص بخصوصه لا الی کل شجرة ولیس
ذلك مثل التمثال فان الحکم متعلق بنفسه من
دون نظر الی کونه صورة ما عبدوہ اولا کما سیاتیك
تحقیقه ان شاء الله تعالیٰ بخلاف الاعیان فلا
یعتبر فیها الجنس بل خصوص ما عبد علی وجه
عبد الا تری الی ما مر من الفرق بین تنور فیه نار
وبین شمع وسراج او لا تری ان النبی صلی الله تعالیٰ
علیه وسلم کان یستتر فی صلاته براحلته ولم
یمنعه عن ذلك کونها من جنس الحیوان الذی یعبد

من المشركون نوع البقر وعبد واشخص عجل السامری اخرج الشیخان عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنهما ان النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کان یعرض راحلتہ فیصلی الیها وفی القہستانی استتر بظهر جالس کان سترة وکذا الدابة واختلفوا فی القائم اھ وفیہ وفی الهندیة عن النهایة قالوا حیلة الراکب ان ینزل فیجعل الدابة بینہ وبین المصلی فتصیر هی سترة فیہم اھ فالذی تحرر بما تقرر کراهة استقبال خصوص حیوان او شجر اخضر یعبدہ المشرکون ان نوعا فنوعا او شخصا فذلک الشخص عینا دون غیرہ من نوعہ بشرط ان لایکون بینہ وبین المصلی اکثر مما یؤثم المار هذا ما ظهر لی وارجو ان یکون صوابا ان شاء اللہ تعالی واللہ تعالی اعلم۔

اس میں تمام مسائل سے واضح ہوا کہ تشبہ کے لئے اس شے کا جنس ما یعبدہ المشرکون سے ہونا ضرور ہے۔

اقول اب یہاں متعدد سوال پیدا ہوتے ہیں۔ اوّل اعیان میں تو اس کے معنی ظاہر ہیں کہ خود وہی نوع یا شخص ہو جس کی عبادت مشرکین کرتے ہیں مگر تصویر میں ہرگز یہ معنی نہیں، شمس و قمر کی تصویر نہ گھر میں رکھنا مکروہ نہ نماز میں سامنے ہونے سے کراہت حالانکہ وہ معبودانِ باطل

ہیں اور ہر انسان وحیوان کی تصویر رکھنا بھی حرام اور اس سے نماز بھی مکروہ حالانکہ مشرکین ان سب کی عبادت نہیں کرتے اس کا منشا کیا ہے وہ جو گذرا کہ شمس وقمر کے عین کی عبادت ہوتی ہے نہ تصویر کی یہاں بدرجہ اولیٰ وارد ہے کہ ان کے نہ عین کی عبادت ہوتی ہے نہ تصویر کی۔ اگر کہئے وہ ذی روح نہیں یہ ذی روح ہیں، ہم کہیں گے یہی تو سوال ہے کہ جب مدار عبادت پر ہے تو معبود باطل غیر ذی روح کی تصویر کیوں نہ منع و وجہ کراہت ہوئی اور ذی روح غیر معبود کی تصویر کیوں حرام وموجب کراہت ٹھہری؟۔

دوم سر بریدہ وچہرہ محو کردہ کو استثنار فرمایا کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی ظاہر ہے کہ یہ نفی نفیِ امکان نہیں کہ مشرکوں کی بدعقلی سے کسی چیز کی عبادت محال کیا مستبعد بھی نہیں جب وہ صرف لنگ اور جلہری کی پوجا کرتے ہیں تو ان کے ساتھ باقی بدن بھی اگر ہوا اور سر نہ ہوا تو کون مانع ہے بلکہ مراد نفی عادت ہے کہ تنِ بے سر کی عبادت ان کی عادت نہیں تبیین الحقائق وبحرالرائق سے گزرا لانھا لاتعبد بدون الرأس عادۃ اب واضح سوال ہے کہ تصویر کے چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ دینے کے بعد جواز کیوں نہ ہوا کہ ایسے ٹکڑے کی عبادت بھی ان کی عادت نہیں بلکہ بھویں اور آنکھیں مٹا دینے پر بھی یہی سوال ہو سکتا ہے کہ اس حالت پر بھی عبادت کی عادت محل منع ہے۔ اگر کہئے بے سروچہرہ حیات نہیں رہتی اور ان اعضاء کے بغیر ممکن ہے، ہم کہیں گے تو مدار حیات پر ہوا نہ عادتِ عبادت پر، مذا خلف۔ حیات کو اس لئے لیا تھا کہ اصل مناط یعنی عادۃً معبود ہونا بے حیات منتفی ہے نہ اس لئے کہ حیات ہی اصل مناط ہے کہ وہ باقی ہو تو حکم ثابت رہے اگرچہ عادتِ عبادت معدوم ہو۔

سوم کیا فرق ہے کہ زید یا مثلاً بکری کی تصویر گھر میں بے اہانت رکھنا حرام اور مانعِ

ملائکہ رحمت علیہم الصلاۃ والسلام حالانکہ مشرکین نہ زید اور بکری کو پوجتے ہیں نہ ان کی تصویروں کو، اور گائے کا گھر میں بے اہانت رکھنا جائز حالانکہ وہ خود ان کی معبودۂ باطلہ ہے اور باندھنا بغرض اہانت نہیں بلکہ حفظ ہے اور بہت گائے بیل بے باندھے بھی رکھے جاتے ہیں۔

اگر کہئے گائے کا رکھنا دودھ کے لئے ہے اور تصویر سے کوئی غرض صحیح نہیں ہم کہیں گے غرض صحیح کے چار درجے ہیں ضرورت حاجت منفعت زینت۔ گائے اگر درجہ سوم میں ہے، لوگ تصویر کو درجہ چہارم میں رکھتے ہیں تو بے غرض یہ بھی نہ ہوئی۔ معہذا اور اغراض بھی تصویر میں ہو سکتی ہیں مثلاً معرکۂ جہاد کی تصویر جس میں اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو کافروں پر غلبہ عطا فرمایا ہو کہ اس کے مشاہدہ سے مسلمانوں کی عزت کفار کی ذلت کا سماں نظر آئے گا، نعمتِ الٰہی کی یاد ہوگی ان بندگانِ خدا کی طرح دین کے لئے جانفشانی کا شوق پیدا ہوگا الیٰ غیر ذلک من المصالح۔ حالانکہ ان نیتوں سے بھی اس کا رکھنا حرام و ناجائز ہی ہے تو واجب ہوا کہ تصویر میں "مایعبد" کے وہ معنی لئے جائیں اور ایسا مناط تجویز کیا جائے جس سے یہ سب سوالات مرتفع ہو جائیں اور تمام مسائل منع و اجازت اس پر منطبق آئیں **فاقول** وباللہ التوفیق۔ یہاں مناطِ منع نہ صورت کی عبادت ہونا ہے نہ ذوالصورۃ کی، نہ اس کی نوع نہ جنس قریب کی نہ اس کا اس حالت پر ہونا کہ ذوالصورۃ اس حال پر ہو تو زندہ رہے ان میں سے کسی وجہ پر نہ وہ سوال مرتفع ہوں نہ فروع منتظم بلکہ مناط تصویر کا معنی وثن میں ہونا ہے جیسا کہ محقق نے فتح میں اشارہ فرمایا حیث قال کما تقدم لیس لھا حکم الوثن فلا تکرہ فی البیت ولہٰذا صورتِ حیوانیہ کی تخصیص ہوئی کہ غیر حیوان کی تصویر بت نہیں۔ بت ایک صورتِ حیوانیہ مضاہات خلق اللہ میں بنائی جاتی ہے تاکہ ذوالصورۃ کے لئے مرآۃ ملاحظہ ہو۔ اور شک نہیں کہ ہر حیوانی تصویر مجسم خواہ مسطح کپڑے

پر ہو یا کاغذ پر۔ دستی ہو یا عکسی، اس معنی میں داخل ہے تو سب معنی بت میں ہیں اور بت اللہ عزّ و جل کا مبغوض ہے تو جو کچھ اُس کے معنی میں ہے اس کا بلا اہانت گھر میں رکھنا حرام اور موجب نفرت۔ ملائکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اسی قدر سے بحمد اللہ تعالیٰ سب سوال حل ہو گئے۔ تصویر کو اکب تصویر حیوانی نہیں کہ معنی بت میں ہو اور تصویر کیلر انسان و حیوان اگرچہ مشرکین ان کی عبادت نہ کرتے ہوں معنی بت میں ہے تو مبغوض رب العزۃ ہے۔ سوال اول حل ہوا۔ نور صورت حیوانی ہی نہیں اور رگاتے ہے مگر خود مخلوق رب العزۃ نہ کہ مضاہات خلق اللہ میں مرأت ملاحظہ ہونے کو بنائی ہوئی کہ مبغوض الٰہی ہو تو یہ بھی معنی میں بت نہیں۔ سوال چہارم حل ہوا۔ پھر صورتِ حیوانی کہا جانا اور اس کے لئے مرآۃ ملاحظہ ہونا دونوں کا مدار چہرہ پر ہے اگر چہرہ نہیں تو اسے صورتِ حیوانی کہا جائے گا۔ اس پر ایک تو امین الوحی جبریل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا قول گزرا کہ ان کے سر کاٹ دیجئے کہ ہیأتِ درخت پر ہو جائیں۔ دوسرے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گزرا کہ صورت سر کا نام ہے جس کے سر نہیں وہ صورت نہیں۔ تیسرے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گزرا کہ سر کاٹ دیا تو صورت نہ رہی چوتھے اس پر اول دلیل ارشاد اقدس حضور پُرنور سیدِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اذا قاتل احدکم اخاہ فلیجتنب الوجہ فان اللہ خلق ادم علٰی صورتہ رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ حکی النووی فی شرحہ ثلثۃ اقوال امثلھا و اعدلھا و اصحھا و اجملھا ان المراد اضافۃ تشریف و اختصاص کقولہ تعالٰی ناقۃ اللہ وکما یقال فی الکعبۃ بیت اللہ ونظائرہ اھ

تکریم صورت کو صرف تعظیم وجہ پر مقصور فرمایا اور مرأۃ ملاحظہ ہونے کا وجوداً و عدماً
اس پر دوران خود ظاہر چہرہ ہی سے معرفت ہوتی ہے۔ چہرہ دیکھا اور باقی بدن کپڑوں سے
چھپا ہے تو کہے گا کہ میں اسے پہچانتا ہوں اور چہرہ نہ دیکھا تو نہیں کہہ سکتا اگرچہ باقی بدن دیکھا
ہو و لہذا اگر عورت نے اپنا منہ کھول کر گواہوں کو دکھایا اور کہا میں لیلیٰ بنت زید ہوں در
کچھ اقرار یا عقد کیا گواہوں کو اس پر گواہی دینا جائز ہے اور انہیں اس کی زندگی میں گواہان
شناخت کی اصلاً حاجت نہیں کہ منہ دیکھ کر انہیں خود شناخت ہوگئی وہ اسے دیکھ کر بتا سکتے
ہیں کہ یہی وہ عورت ہے جس نے ہمارے سامنے اقرار کیا اور اگر منہ کھول کر نہ دکھایا تو گواہان
شناخت کے بعد بھی یہ گواہی نہیں دے سکتے کہ فلاں عورت نے یہ اقرار کیا بلکہ اتنا کہیں کہ
ہمارے سامنے ایک عورت نے یہ اقرار کیا اور فلاں و فلاں شہود نے ہم سے بیان کیا کہ
یہ فلاں عورت ہے۔ عالمگیری میں ہے لو کشفت المرأۃ وجھھا و
قالت انا فلانۃ بنت فلان لایحتاجون الی شھود
المعرفۃ فان ماتت یحتاجون الی شاھدین یشھدان
انھا کانت فلانۃ بنت فلان و اذا لم تسفر وجھھا
وشھد شاھدان انھا فلانۃ بنت فلان لم یحل
لھما ان یشھدا بذلک یعنی علی اقرار فلانۃ اما
یجوز ان یشھدا ان امرأۃ اقرت بکذا و شھد عندنا
شاھدان انھا فلانۃ بنت فلان ھکذا فی الملتقط
اسی میں فتاوےٰ ظہیریہ سے ہے اختلف المشائخ فی جواز تحمل الشھادۃ
علی المرأۃ اذا کانت متنقبۃ بعض مشائخنا قالوا لایصح

التحمل عليها بدون رؤية وجهها وبعض مشائخنا توسعوا فی ھذا وقالوا یصح عند التعریف وتعریف الواحد یکفی والمثنی احوط والی ھذا مال الشیخ الامام المعروف بخواھرزادہ والی القول الاول مال الشیخ الامام شمس الاسلام الاوزجندی والشیخ الامام ظھیر الدین وضرب من المعقول یدل علی ھذا فانا اجمعنا علی انہ یجوز النظر الی وجھھا لتحمل الشھادۃ اھ **قلت** فقد اجمعوا علی حصول المعرفۃ برؤیۃ الوجہ حتی جاز التحمل اجماعا وعلی عدمھا بعدمھا حتی لم یجز التحمل عند قوم اصلا واحتیج الی التعریف عند اخرین۔

مقاصد اہل تصویر ہی کو دیکھئے جو تصویر کسی کی یادگار کے لئے بنوائیں ہرگز بے چہرہ اس پر راضی نہ ہوں گے نہ اپنے مقصود کو مفید جانیں گے اگرچہ باقی تمام بدن کی تصویر ہو اور بارہا نیم قد بلکہ صرف چہرہ پر قناعت کرتے اور اسے اپنے مقصد کے لئے کافی سمجھتے ہیں جیسا کہ مصوروں میں بکثرت دائر وسائر اور سکّہ کی تصویروں سے ظاہر اور خود یہ تصویر جس سے سوال ہے اس پر شاہد کہ اسکا بنانا یادگار ہی کے لئے تھا اور نصف سینہ تک قناعت کی تو بداہۃً ثابت ہوا کہ چہرہ ہی وہ چیز ہے کہ تصویر کو معنی بت میں کرتا ہے اور صرف چہرہ ہی اس معنی کے افادہ میں کافی ہوتا ہے تو یہاں جنس مایعبد سے مراد صرف معنی بت میں ہوتا ہے اگرچہ نہ خود وہ

معبود مشرکین ہونا اس کا ذوالصورۃ نہ وہ اس حالت پر ہو کہ مشرکین اپنی عبادت کے لئے عادۃً لازم رکھتے ہیں کہ یہ سب زوائد ہیں اور یہاں غیر ملحوظ، یہاں صرف اس قدر درکار ہے کہ تصویر کسی صورتِ حیوانیہ کے لئے مرآۃ ملاحظہ ہو اور اس کا مدار صرف چہرہ پر ہے تو قطعاً یہ سب تصویریں معنی بت میں ہیں اور ان کا مکان میں باعزاز رکھنا، نصب کرنا، چوکھٹوں میں رکھ کر دیوار پر لگانا یا پردے یا دیوار یا کسی اونچی رہنے والی شے پر اس کا منقوش کرنا اگرچہ نیم قد یا صرف چہرہ ہو یا دیوار گیروں پر انسان یا حیوان کے چہرے لگانا یا پانی کے نل کے منہ یا لاٹھی کی بالائی شام پر کسی حیوان کا چہرہ بنوانا یا ایسی کسی بنی ہوئی چیز کو رکھنا، استعمال کرنا سب ناجائز و حرام و مانع دخول ملائکہ رحمت علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اس مکان میں نماز یقیناً مکروہ، پھر اگر تشبہ خاص بھی پایا جائے جیسے مصلی کے سامنے ہونا تو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ، کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ قدِ آدم آئینے جن میں اتنی بڑی بڑی آدمیوں اور جانوروں کی تصویریں ہوں دیوار قبلہ میں نصب کر کے ان کی طرف نماز پڑھنے میں نہ عبادت صورت کی مشابہت ہے نہ شرع مطہر کی مخالفت حاشا ہر گز کوئی نہیں کہہ سکتا تو ثابت ہوا کہ صواب عامہ کتب ائمہ کے ساتھ ہے جن میں صرف قطع رأس و محوِ وجہ پر اکتفا فرمایا اور دیگر اعضاء کا ان پر قیاس ہر گز نہ روایۃً منقول نہ درایۃً مقبول، لاجرم سر بریدہ میں ممانعت نہ ہوئی کہ معنی بت میں نہ رہی اور دست و پا بریدہ ناجائز ہوئی کہ معنی بت باقی۔ سوال دوم حل ہوا۔

اتنی چھوٹی تصویر کہ نظر میں متمیز نہ ہو مرآۃ ملاحظہ نہیں کہ آپ ہی ذریعہ ملاحظہ نہیں یونہی مستور کہ وہ بھی خود ملاحظہ سے محجور مرآۃ ملاحظہ ہونا تو در کنار اور معنی بت کے حصول کو یہ بھی ضرور کہ مشرکین بتوں کو اس لئے بناتے ہیں کہ ان کے آلہہ مزعومہ باطلہ کے مرآۃ ملاحظہ ہوں تو یہاں بھی وہ معنی مفقود۔ سوال سوم حل ہوا و للہ الحمد حمداً

كثيرا طيبا مباركا فيه كما يحب ربنا و يرضى وصلى الله تعالى على سيدنا و مولٰنا و اٰله وصحبه ابدا هٰكذا ينبغى التحقيق و الله تعالى ولى التوفيق وقد كان يختلج فى قلبى الكلام عليه منذ زمان وكنت ارجو ان يفتح الله تعالى بالحق فهٰذا وان يسره المولٰى سبحٰنه وتعالٰى وله الحمد۔

اقول وبه الفضل ولله الحمد خلاف نقله القهستانى عن المحيط فى اتخاذ الرأس ونقله عنه فى رد المحتار ولم يذكروا فيه ترجيحا فثبت بحمده الله تعالى ترجيح المنع۔

اقول ثم لايذهبن عنك ان المراد بالاتخاذ الاقتنار كما فى قول القهستانى بعده باسطر يكره اتخاذ الصور فى البيوت ثم قوله بعده لايكره اتخاذها ان صغرت اما اصطناعه فلايجوز بحال وان صرح علماؤنا بجواز اتخاذ الانف والسن والاصبع من فضة لمقطوعها فان الفرق بين ما ذكروا وبين اتخاذ الراس مما لايخفى على بليد فضلا عن عاقل والله تعالى اعلم۔

رابعاً اقول وباللہ التوفیق ایک اور نکتہ بدیعہ ہے جس پر تنبیہ لازم۔ یہاں چار صورتیں ہیں۔ اوّل تصویر کی توہین مثلاً فرش پا انداز ہونا کہ اس پر چلیں، پاؤں رکھیں یہ جائز ہے اور مانع ملائکہ نہیں اگرچہ بنانا بنوانا ایسی تصویروں کا بھی حرام ہے کما فی الحلیۃ والبحر وغیرھما۔

دوم جس چیز میں تصویر ہو اسے بلا اہانت رکھنا مگر وہ ترکِ اہانت بوجہ تصویر نہ ہو بلکہ اور سبب سے۔ جیسے روپے کو سنبھال کر رکھنا زمین پر پھینک نہ دینا کہ یہ بوجہ تصویر نہیں بلکہ بسبب مال، اگر سکہ میں تصویر نہ ہوتی جب بھی وہ ایسی ہی احتیاط سے رکھا جاتا یہ بحال ضرورت جائز ہے جس طرح روپے میں تکریم تصویر مقصود نہیں اور بے تصویر کا یہاں چلتا نہیں اور اس پر سے تصویر مٹائیں تو چلے گا نہیں والضرورات تبیح المحظورات، یونہی اسٹامپ کی تصویریں اور ڈاک کے ٹکٹ، اگر ان کی تصویریں ایسی چھوٹی ہوں کہ زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھنے سے تفصیل اعضا ظاہر نہ ہو جیسے اشرفی کہ اس کے رکھنے کا ویسے ہی جواز ہے اس کی تصویریں ایسی ہی چھوٹی ہیں اور بلا ضرورت داخل کراہت کہ اگرچہ ترک اہانت دوسری وجہ سے ہے مگر لازم تو تصویر کی نسبت بھی آیا حالانکہ ہمیں اس کی اہانت کا حکم ہے عنایہ سے گزرا نحن امرنا باھانتھا تو ترک اہانت میں ترک حکم ہے اور ضرورت نہیں کہ حکم جواز لائے۔ چاقو وغیرہ پر جو تصویریں ہوتی ہیں، اسی حکم میں داخل ہیں اگر بڑی ہوں تو انہیں مٹا دے یا کاغذ وغیرہ لگا دے ورنہ مکروہ ہے۔ یہ بھی اس وقت کہ رکھنے والے کو اس شے سے کام ہو تصویر مقصود نہ ہو ورنہ صورت سوم میں داخل ہوگا۔

سوم ترک اہانت بوجہ تصویر ہی ہو مگر تصویر کی خاص تعظیم مقصود نہ ہو جیسے ...

آرائش کے خیال سے دیواروں پر تصویریں لگاتے ہیں، یہ حرام ہے اور مانع ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ خود صورت ہی کا اکرام مقصود ہوا اگرچہ اسے معظم و قابل احترام بنانا۔

چہارم صرف ترک اہانت نہ ہو بلکہ بالقصد تصویر کی عظمت وحرمت کرنا اسے معظم دینی سمجھنا اسے تعظیماً بوسہ دینا، سر پر رکھنا، آنکھوں سے لگانا، اس کے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا اس کے لائے جانے پر قیام کرنا، اسے دیکھ کر سر جھکانا وغیر ذٰلک افعالِ تعظیم بجالانا یہ سب سے اخبث اور قطعاً یقیناً اجماعاً اشد حرام وسخت کبیرۂ ملعونہ ہے اور صریح کھلی بُت پرستی سے ایک ہی قدم پیچھے ہے اسے کوئی مسلمان کسی حال میں حلال نہیں کہہ سکتا اگرچہ لاکھ مقطوع یا صغیر یا مستور ہو، یہ قیدیں سب صورت سوم تک تھیں قصداً تعظیم تصویر ذی روح کی حرمتِ شدیدہ عظیمہ میں نہ کوئی تقیید ہے نہ کسی مسلمان کا خلاف متصور بلکہ قریب ہے کہ اس کی حرمت شدیدہ اس ملت حنفیہ کے ضروریات سے ہو تو اس کا استحسان بلکہ استحلال یعنی جائز جاننا ہی سخت اثر عظیم کا خطرہ رکھتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ صورتِ مذکورۂ سوال بھی صورت چہارم ہے کہ اسے تبرک کے طور پر رکھنا اس کے سبب نزول برکت جاننا اسے برزخ ٹھہرانا رب عزوجل تک وصول کا ذریعہ بنانا یہ سب وہی سخت اشد کبیرہ اور عادۃً اس حالت میں اس کے ساتھ وہی افعال تعظیم بجا لائیں گے جن کے حلال جاننے پر تجدید اسلام مناسب ہے نسأل اللّٰہ السلامۃ ولاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ العظیم۔ ناواقف سمجھتے ہیں کہ حضور پُرنور سید الاسیاد امام الافراد واہب المراد باذن الجواد غوث الاقطاب والاوتاد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی اس حرکت سے خوش ہوں گے کہ ان کے صاحبزادہ کی ایسی تعظیم کی حالانکہ سب سے پہلے اس پر سخت ناراض ہونے والے سخت غضب فرمانے والے حضور اقدس

ہوں گے رضی اللہ تعالٰی عنہ ۔اللہ تعالٰی ہدایت و استقامت بخشے آمین۔

واذ قد خرجت العجالۃ فی صورۃ رسالۃ وکان ترصیفھا فی النصف الاول من شھر النور و السرور شھر ربیع الاول سنۃ ۱۳۳۱ھ ناسب ان اسمیھا **عطایا القدیر فی حکم التصویر** وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا و مولانا محمد واٰلہٖ وصحبہٖ وسلم۔ واللہ سبحٰنہ و تعالٰی اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔

تمت بالخیر

مسائل



سماع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مسئلہ ۔ از ریاست گلیتہ ضلع رنگ پور بنگالہ ، مرسلہ مولوی عبد اللطیف ہزاری ، رمضان مبارک ۱۳۳۲ھ ہجری

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل مفصلہ ذیل ہیں :- (۱) متصوفیۂ زمانہ جو محفل سماع و سرود مرتب کرتے ہیں ۔ جس میں راگ ورقص و مزامیر و معازف ہر قسم کے موجود رہتے ہیں اور جھاڑ و فانوس و شامیانہ فرش و دیگر تکلفات جشنیہ و اسرافات بے جا کے علاوہ اہل و نا اہل ، صالح و فاسق عالم و جاہل ہندو اور مسلمان وغیرہ کا کچھ تقید نہیں ہوتا ۔ سب کو اذن عام رہتا ہے اور اطراف و اکناف سے بذریعہ خطوط و اشتہارات لوگوں کو بلایا جاتا ہے ۔ آیا اس کارروائی کی قرآن و حدیث یا فقہ و تصوف سے کوئی اصل اور حضرت شارع ۔ یا صحابہ یا مجتہدین و ائمہ شریعت و طریقت سے کوئی نقل قولی خواہ فعلی ثابت ہے یا نہ ؟ بر تقدیر ثانی اگر کوئی شخص اس کو مباح بلکہ مستحب اور مسنون و موجب تقرب الی اللہ سمجھ کر ہمیشہ خود بھی مرتکب رہے اور دوسروں کو بھی راغب کرے ۔ حتّٰی کہ اوس کی تحریک سے بعض مقامات میں اس فعل کا چرچا شروع ہو جائے اور ہوتا جائے تو ایسا شخص ضال مضل ٹھیرے گا یا نہیں ؟ (۲) اس فعل کا منسوب کرنا طرف آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہٖ وسلم اور جمیع اکابر صحابہ و تابعین و آئمہ مجتہدین و مشائخ طریقت کے نہایت درجہ کی گستاخی اور کذب علی الرسول و علی اصحابہ العدول و علی من بعدہم من الاکابر الفحول میں داخل ہے یا نہیں ؟ (۳) جس ملک کے لوگ محض نو مسلم اور احکام و ارکان اسلام سے نہایت بے خبر ہوں ۔ گویا ابھی تک شریعت میں ان کی بسم اللہ بھی درست نہیں ہوئی اور بسبب قرب زمانہ جاہلیت وحدیث العہد بالاسلام ہونے اور مجاورت اقوام ہنود کے اکثر حق و باطل کی تمیز نہ رکھتے ہوں اور اعتقاداً و عملاً انواع شرک و بدعت میں گرفتار ہوں ۔ تو ایسوں کو اولاً عقائد اسلامیہ و احکامات شرعیہ کی تلقین ضرور تر ہے یا سب سے پیشتر فن موسیقی اور حقائق و

دقائق تصوف و مسئلہ وحدۃ الوجود کی تعلیم مناسب ہے؟ (۴) ہرگاہ کہ ہر مسلمان پر بقدر استطاعت امر معروف و نہی منکر عموماً اور پیر و پیشوائے قوم پر خصوصاً فرض ہے تو جس پیر کے اکثر مرید نامقید عیاش طبع نشہ خوار مونچھیں دراز ریش ندارد اور صوم و صلوٰۃ و غسل و طہارت کے مقدمے میں غایت درجے کے سست۔ ہاں ناچ رنگ و سماع و سرود کی خدمت میں چست ہوں اور وہ کسی کی کن مکن سے غرض نہ رکھے۔ سب کو راضی رکھے اور سب سے راضی رہے پس ایسا پیر تارک فرض اور عاصی ہے یا نہیں؟ اور وہ پیر کس قسم کا پیر کہلائے گا۔ ہدایت و ارشاد کا یا ضلالت و الحاد کا؟ (۵) یہ کہنا کہ وید ہنود میں شرک نہیں، ہنود کو بالقطع مشرک کہنا صحیح نہیں۔ بتوں کو سجدہ کرنا اُن کا باعث کفر نہیں ہو سکتا کہ یہ تعظیمی سجدہ ہے۔ جیسے فرشتوں نے آدم کو کیا تھا۔ اور بت سے شفاعت کا امیدوار رہنا ایسا ہے۔ جیسے اہل اسلام کا انبیاء سے امیدار شفاعت رہنا اور مشائخ کے اکثر اذکار و افکار و مراقبات جوگیان ہنود سے لئے گئے ہیں۔ اس قسم کے بفوات ہدایت و ارشاد کے باب سے ہیں۔ یا در پردہ بیخ کنی اسلام کے اسباب ہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

جواب سوال اوّل:۔ جھاڑ فانوس شامیانہ وغیرہ مباحات فی انفسہا محظور نہیں۔ جب تک نیتہً یا عملاً منکر شرعی سے منضم نہ ہوں۔ بلکہ ممکن کہ نیت محمودہ سے محل محمود میں محمود ہو جائیں:۔ فان ذلک شان المباح یتبع النیۃ حسنا وقبحا وتمحضا للاباحۃ کما نص علیہ فی البحر وغیرہ وقد بیناہ غیر مرۃ فی فتاوینا راجع ماذکر الامام حجۃ الاسلام فی احیاء العلوم من حکایۃ ایقاد بعض الصالحین الف سراج فی مجلس الذکر۔ فانکرہ بعضھم۔ فقال تعال داطفیٔ ماکان منہا لغیر اللہ تعالٰی فلم یستطع اطفاء شیٔ منہا۔

زینت مباح بہ نیت مباحہ مطلقاً اسراف نہیں۔ اسراف حرام ہے قال تعالیٰ ولا تسرفوا ان اللہ
لا یحب المسرفین اور زینت جب تک بروجہ قبیح بہ نیت قبیحہ نہ ہو۔ حلال ہے قال تعالیٰ
قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ اور حلال وحرام ایک نہیں ہو سکتے۔ ہمیں
شق قلوب وتطلع غیوب واساءت ظن کا حکم نہیں بل لحسن الظن منہا امکن واللہ
سبحانہ یعلم الضمائر فی السرائر کوئی مجلس اگر فی نفسہٖ منکرات شرعیہ پر مشتمل نہ
ہو نہ ہی اس میں وہ باتیں ہوں۔ جو اختلافات مقاصد یا تنوع احوال سے حسن وقبح میں مختلف
ہو جاتیں۔ جیسے سماع مجردہ کہ اہل کو مفید اور نااہل کو مضر نہ بوجہ وقت دغموض افہام فاسرہ پر
موجب فتنہ ہوں۔ جیسے حقائق ودقائق وحدۃ الوجود مراتب جمع وفرق وظہور وبطون وبروز وکمون
وغیرہا مشکلات تصوف نہ تعمیم اذن بوجہ تعظیم فجار وتکریم کفر وغیر ذالک افعال واقوال
ناہنجار مجر بہ انکار ہو۔ بالجملہ حالاً ومآلاً جملہ منکرات وفتن سے خالی ہو۔ تو
عموم اذن وشمول دعوت میں حرج نہیں۔ بلکہ مجلس وعظ وپند۔ بلحاظ پابندی حدود شرعیہ
جس قدر عام ہو نفع تام ہو۔ مگر محفل رقص وسرود اگر بفرض باطل فی نفسہٖ منکر نہ بھی ہوتی ہو
تو یہ تعمیم اوسے منکر وناروا کر دیتی۔ سماع مجرد کو ائمہ محققین وعلمائے عاملین واولیائے کاملین
نے نہ صرف اہل پر محدود اور نااہل پر قطعاً مسدود فرمایا ہے نہ کہ مزامیر محرمہ کہ خود منکر وحرام
ہیں۔ سیدی مولانا محمد بن مبارک بن محمد علوی کرمانی مرید حضور پر نور شیخ العالم فرید الحق والدین
گنج شکر وخلیفہ حضور سیدنا محبوب الٰہی نظام الحق والدین سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ
عنہم اجمعین کتاب مستطاب سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں حضرت سلطان المشائخ قدس
اللہ سرہ العزیز میفرمودند کہ چندیں چیزے باید تا سماع مباح شود مسمع ومستمع ومسموع
وآلہ سماع درمیان بود یعنی گوینده مرد تمام باشد کودک نباشد وعورت نباشد۔
ومستمع آنکہ می شنود۔ از یادِ حق خالی نہ باشد ومسموع آنچہ گویند فحش ومسخری نباشد۔
وآلہ سماع مزامیر است چوں چنگ ورباب ومثل آں می باید کہ درمیان نباشد۔ ایں چنیں

سماع حلال است۔ اسی میں ہے یکے بخدمت حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض داشت کہ دریں روزہا بعضے از درویشان آستانہ دار در مجمعے کہ چنگ ورباب ومزامیر بود۔ رقص کردند۔ فرمود نیکو نکردہ اند، آنچہ نامشروع است۔ ناپسندیدہ است اوسی میں ہے۔ حضرت سلطان المشائخ فرمودند۔ من منع کردہ ام کہ مزامیر ومحرمات درمیان نباشد، خود حضور پُر نور سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات طیبات فوائد الفواد شریف میں ہے "مزامیر حرام است" احادیث اس بارے میں تاحدِ تواتر ہیں اور کچھ نہ ہو تو حدیث جلیل جمیل صحیح رجیح صحیح بخاری شریف کافی و وافی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ لیکونن فی امتی اقوام یستحلون الحِرَ والحریر والخمر والمعازف ضرور میری اُمت میں کچھ لوگ ایسے ہونے والے ہیں کہ حلال ٹھہرائیں گے۔ عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو حدیث صحیح جلیل متصل لا مطعن فیہ سند اولا متنا الا عند من ھوی فی ھوة الھوی کابن حزم ومن مشدعوی وقد اخرجہ ایضاً الائمۃ احمد وابو داؤد وابن ماجۃ والاسمٰعیلی وابو نعیم باسانید صحاح لاغبار علیھا وصححہ جماعۃ اخرون من الائمۃ کما قالہ بعض الحفاظ قالہ الامام ابن حجر المکی فی کف الرعاع فقیر غفر لہ المولی القدیر نے اپنے فتاویٰ میں ثابت کیا ہے کہ ان پیروان ہوائے نفس کا حضرات اکابر چشت قدست اسرارہم کی طرف سماع مزامیر نسبت کرنا محض دروغ بے فروغ ہے۔ ان کے اعاظم اجلہ تصریح فرماتے ہیں کہ یہ ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر افترا ہے نیز ان کے تمام تمسکات واہیہ کا ایک اجمالی جواب موضح صواب ان لفظوں میں گزارش کردیا ہے کہ بعض جہال بدمست یا نیم مُلا ہوس پرست یا جھوٹے صوفی بادبدست کہ احادیث صحیحہ مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعے یا متشابہ کلمے پیش کرتے ہیں۔ انہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً

بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے مقابل ضعیف۔ متعین کے آگے محتمل۔ محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے۔ پھر کہاں قول۔ کہاں حکایت فعل۔ پھر کجا محرم کی بیح ہر طرح مبنی واجب العمل اسی کو ترجیح۔ مگر ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے۔ کاش گناہ کرتے اور گناہ جانتے۔ اقرار لاتے۔ یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالیں اور الزام بھی ٹالیں۔ اپنے لئے حرام کو حلال بنالیں۔ ہم نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ ایسے محافل میں جتنے لوگ کثرت سے جمع کئے جائیں گے۔ اسی قدر گناہ د وبال صاحب محفل و داعی پر بڑھیگا۔ حُضّار سب گنہگار اور ان سب کا گناہ گانے بجانے والوں پر اور ان سب کا بلانے والوں پر۔ بغیر اس کے کہ ان میں کسی کے اپنے گناہ میں کچھ کمی ہو۔ مثلاً دس ہزار حضّار کا مجمع ہے۔ تو اُن میں ہر ایک پر ایک گناہ اور فرض کیجئے کہ چار قوال۔ تو اُن میں ہر ایک پر اپنا گناہ اور دس ہزار گناہ حاضرین کے یہ مجموعہ چالیس ہزار چار اور ایک اپنا۔ کل چالیس ہزار پانچ گناہ داعی و بانی پر۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: من دعی الی ضلالۃ کان علیہ من الاثم مثل اثام من تبعہ لا ینقص ذلک من اثامہم شیئاً۔ جو کسی امر ضلالت کی طرف بلائے۔ جتنے اس کے بلانے پر چلیں۔ ان سب کے برابر اس پر گناہ ہو اور اس سے ان کے گناہوں میں کچھ کمی نہ ہو۔ رواہ الائمۃ احمد والستۃ الا البخاری عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ایسے محرمات کو معاذ اللہ موجب قربت جاننا جہل وضلال اور پھر ان پر اصرار کبیرہ شدید الوبال اور دوسروں کو ترغیب اشاعت فاحشہ واضلال والعیاذ باللہ من سوء الحال ۹ رہا رقص۔ اگر اس سے یہ متعارف ناچ مراد ہو تو مطلقاً ناجائز ہے۔ پھر اگر زنان فواحش کا ناچ ہے اور متصوّر زمانہ سے وہ بھی بعید نہیں۔ بلکہ معہود ومعلوم ومشہود ہے جب تو بنصوص قطعیہ قرآنیہ حرام ہے۔ وقد تلوناھا فیما تلونا۔ اب اُسے مستحب وقربت جاننا تو درکنار، مباح بھی سمجھنے پر صراحۃً کفر کا الزام ہے اور اگر ٹھٹھکوں کا ناچ تثنی و تکسر یعنی لچکے توڑے کے ساتھ

ہے، جب بھی حرام و موجب لعن ہے۔ کما نطقت بہ الاحادیث وصرح بہ شرح الحدیث۔ اور اگر ایسا نہیں۔ بلکہ حرکات مضطربہ ہیں کہ نہ خود موزوں نہ منکرات پر مشتمل نہ حالاً نہ مآلاً فتنے کی طرف منجر۔ نہ اوس کے فاعلین اہل ہیأت و وقار بلکہ بازاری خفیف الحرکات بے وقر تو باایں ہمہ قیود بھی اقل مرتبہ یہ کہ ایک قسم لہو ولغو ہے اور ہر لہو ولغو رد و باطل کا ادنیٰ درجہ مکروہ و ناجائز طریقۂ محمدیہ اور اوس کی شرح حدیقہ ندیہ میں ہے (الرقص وھو الحرکۃ الموزون) علی میزان نغمۃ مخصوصۃ (والاضطراب وھو الحرکۃ غیر الموزونۃ فکل) واحد منھما (من جملۃ اللعب غیر مستثنی) کل لعب ابن اٰدم حرام الا ثلاثۃ ملاعبۃ الرجل اھلہ وتادیبہ لفرسہ ومناضلتہ لقوسہ اخرجہ الحاکم فی المستدرک عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ وقال صحیح علی شرط مسلم۔ اور اگر وجد مراد ہو تو اگر بے اختیار ہے۔ زیر حکم نہیں
کہ سلطان نہ گیرد خراج از خراب نا بلکہ اگر شوقاً الی حضرۃ العزیز الودود جل و علا ہے۔ تو نعمت کبریٰ و دولت اعلیٰ ہے۔ تا بکہ بخشند و کرا ارزانی دارند۔ اور اگر باختیار و تصنع ہو۔ تو مدار نیت پر ہے۔ اگر مجمع یا مرائی العین میں اظہار مشیخت وجلب قلب کے لئے ہے۔ قطعاً ریا و سمعہ و نفاق و حرام کبیرہ و شرک صغیر ہے اب اس کی حرمت بھی ضرور اجماعیہ ہے فقہانے اوس پر قیامت کبریٰ قائم کی ہے اور عبادت سمجھنے والے کو کافر لکھا۔ طریقہ و حدیقہ میں ہے۔ (ویدخل فیھا) ای فی الرقص والاضطراب (ما یفعلہ بعض الصوفیۃ) الذین ینسبون انفسھم الی مذھب التصوف وھم مصرون علی انواع الفسوق والفجور (بل ھو اشد لانھم یفعلونہ علی اعتقاد العبادۃ فیخاف علیھم امر عظیم) وھو الکفر باستحلال الحرام قال العلامۃ ابوبکر الطوسی رحمہ اللہ تعالٰی۔ اما الرقص والتواجد الذی لیوجب اللھو من ذکر اللہ تعالٰی فاول ما احدثہ اصحاب السامری لما اتخذ لھم

عجلاً جسداً له خوار فا موا یرقصون علیه ویتواجدون ، ای یظہرون الوجد بالفعل المحرم وھو عبادۃ غیر اللہ تعالیٰ - کما یفعل ھٰؤلاءِ یأکلون الحشیش ویرقصون من نشاط نفوسھم بالمحرم القطعی واکبروا لا عجاب ویتواجدون بالوجد الشیطانی والشہوات النفسانیۃ بین الفسقۃ المختلطین بالمردان الحسان الوجوہ علی سماع الطنابیر والزمور فھو دین الکفار وفی التاتارخانیہ الرقص فی السماع للآلات المذکورۃ بالحالۃ المزبورۃ لا یجوز ، فعلہ ولا حضورہ وفی الذخیرۃ ، انہ کبیرۃ وقال البزازی قال القرطبی حرام بالاجماع وقد رأیت فتویٰ شیخ الاسلام جلال الملۃ والدین الکیلانی ان مستحل ھذا الرقص الموصوف بما ذکرنا من المحرمات القطعیۃ وکافر ، ما علمنا ان حرمتہ بالاجماع اھ ملخصین وتمام فیہما - اور اگر خلوت و تنہائی محض میں جہاں کوئی دوسرا نہ ہو ، بہ نیت محمودہ مثل تشبہ بہ عشاقِ والہین یا جلب حالات صالحین ہو تو ائمہ شان میں مختلف فیہ بعض ناپسند فرماتے ہیں کہ صدق و حقیقت سے بعید ہے اور راجح یہ کہ اون نیتوں کے ساتھ جائز بلکہ حسن ہے . کہ من تشبہ بقومٍ فھو منھم . ؎

ان لم تکونوا مثلھم فتشبھوا ان التشبہ بالکرام فلاح ،

اور سچی نیت سے نیکوں کی حالت بناتے بناتے خدا چاہے تو واقعیت بھی مل جاتی ہے سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں - اِنّ ھٰذا القرآن نزل بحزن وکآبۃ فاذا قرءتموہ فابکوا فان لم تبکوا فتباکوا بیشک یہ قرآن غم و کرب کے ساتھ اترا ہے اور جب اسے پڑھو تو روؤ اور اگر رونا نہ آئے تو رونی صورت بناؤ - رواہ ابن ماجۃ ومحمد بن نصر فی الصلوٰۃ والبیہقی فی الشعب - حدیقہ ندیہ میں بعد عبارت مذکورہ و بیانات نفیسہ

تاصحو مقبول ہے۔ فان طریق الوجد والتواجد الذی تعلمه الفقراء الصادقون فی
هذا الزمان ونجده کما کانوا یعلمونه من قبل فی الزمان الماضی نور وهدایة
واثر توفیق من الله تعالیٰ وعنایة (الیٰ ان نقل عن حسن التنبیه للعلامة النجم
الغزی انه قال بعد ذکر الوجد والتواجد عن اکابر الائمة) واما من اتخذ
هذه الاحوال تعمد للتوصل الی الدنیا او لتعتقده الناس ویتبرکوا به
فهذا من اقبح الذنوب المهلکات والمعاصی الموبقات اھ ثم قال فی
الحدیقة ولا شك ان التواجد وهو تکلف الوجد واظهاره من غیر ان
یکون له وجد حقیقة فیه تشبه باهل الوجد الحقیقی وهو جائز بل مطلوب
شرعًا قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من تشبه بقوم فهو منهم۔
رواه الطبرانی فی الاوسط عن حذیفة بن الیمان رضی الله تعالیٰ عنهما وانما
کان المتشبه بقوم منهم لان تشبهه بهم یدل علی حبه ایاهم ورضاه
باحوالهم وافعالهم وقد قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم
ان الرجل اذ رضی هدی الرجل وعمله فهو مثل عمله رواه الطبرانی من حدیث
عقبه بن عامر رضی الله تعالیٰ عنه (الیٰ ان قال بعد ما اطال واطاب کما هو
دابه قدس سره) اما تکلف الوجد علی الوجه الصحیح لاجل التشبه بالصالحین و
لغیر ذلك من المقاصد الحسنه فقد اشار الیه العلامة الشیخ القشیری
فی اوائل رسالته المشهورة حیث قال التواجد استدعاء الوجد بضرب اختیار
ولیس لصاحبه کمال الوجد اذ لو کان لکان واجد او باب التفاعل اکثر علی
اظهار الصفة ولیست کذلك فقوم قالوا التواجد غیر مسلم لصاحبه لما
یتضمن من التکلف ویبعد عن التحقیق وقوم قالوا انه مسلم للفقراء المجردین
الذین ترصدوا الوجدان هذه المعانی واصلهم خبر الرسول صلی الله

تعالیٰ علیہ وسلم ابکوا ان لم تبکوا فتباکوا اھ وفی شرعۃ الاسلام قال من السنۃ ان یقرأ القراٰن بحزن و وجد فان القراٰن نزل بحزن فان لم یکن لہ حزن فلیتحازن اھ والحاصل ان تکلف الکمال من جملۃ الکمال من التشبہ بالاولیاء لمن لم یکن منھم امر مطلوب مرغوب فیہ علیٰ کل حال اھ باختصار۔ **بالجملہ** وجد صوفیائے کرام و تواجد طالبین صادق اصلاً محل طعن نہیں اور در بارۂ امر قلب و نیت مبطن صادق و کاذب میں تمیز مشکل اور اساءت ظن حرام و باطل واللہ یعلم المفسد من المصلح ردّ المحتار میں نور العین فی اصلاح جامع الفصولین اور اوس میں علامہ تحریر ابن کمال باشا وزیر سے ہے۔ ع

ما فی التواجد ان حققت من حرج ولا التمایل ان اخلصت من باس

فقمت تسعیٰ علیٰ رجل وحق لمن دعاہ مولاہ ان یسعیٰ علی الراس

الخ ۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

جواب سوال دوم

ان محرمات اباطیل کو معاذ اللہ حضور پُر نور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف نسبت کرنا ضرور حضور میں سوء ادب اور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر افترا و کذب ہے۔ وکفیٰ بہ اثمًا مبینًا انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون ۝ پھر جمیع صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین کا نام لے دینا کیا جائے عجب۔ مشائخ طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں زیادہ مہربانی حضرات چشت پر ہے۔ اون کے ارشادات اوپر گزرے اور حضرت مولانا فخر الدین زرداری خلیفہ حضور سیّدنا محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زمانۂ حضور میں خود حکم حضور سے رسالہ کشف القناع عن اصول السماع تحریر فرمایا جس میں ارشاد فرماتے ہیں: اما سماع مشائخنا رضی اللہ تعالیٰ عنہم فبرئ من ھذہ التھمۃ وھو مجرد صوت القوال مع الاشعار المشعرۃ من کمال صنعۃ اللہ تعالیٰ:۔ یعنی ہمارے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ

عنہم کا سماع اس تہمت مزامیر سے مبرا ہے۔ وہ تو صرف قوال کی آواز ہے۔ اون اشعار کے ساتھ کہ کمال صنع خداوندی جل وعلا پر آگاہ کریں۔ بالجملہ ائمہ عارفین وارثان انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اجمعین ضرور ان بہتانوں سے منزہ ہیں۔ حکایات بے سروپا ورطب ویابس بے سند معتمد قابل قبول نہیں۔ نہ خلاف بعض مذہب مہذب جمہور خصوصاً تصریحات جلیہ کتب مذہب پر کچھ اثر ڈالے۔ ہاں خواہش نفسانی کی پیروی کو اخذ وتلفیق بے تحقیق کا ہر شخص کو اختیار ہے۔ مغلوبین حال کے احوال افعال اقوال اعمال نہ قابل استناد ہیں۔ نہ لائق تقلید حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

در حق او شہد در حق تو سم   در حق او مدح و در حق تو ذم

در حق او درد و در حق تو خار   در حق او نور و در حق تو نار!

بالفرض اگر زید بھی اپنے مغلوب الحال ہونے کا دعوے کرے اور مان بھی لیا جائے تو ایک زید وارفتہ و بیخود سہی۔ یہ جو سیکڑوں ہزاروں عوام کا ہجوم و ازدحام کرایا جاتا ہے۔ کیا یہ بھی سب خدا رسیدہ مغلوب الحال ہو کر آئے ہیں۔ یا دنیا بھر سے چھانٹ چھانٹ کر پاگل بوہرے بلائے ہیں۔ جن پر شرع کا قلم تکلیف نہیں اور جب یہ کچھ نہیں تو اس مجمع تحریم اور بانی کی تاثیم میں اصلاً شک نہیں فانما علیک اثم الاریسیین

وَاللّٰہُ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال سوم

بدیہیات دینیہ سے ہے۔ کہ اولاً عقائد اسلام وسنت پھر احکام صلوٰۃ وطہارت وغیرہا ضروریات شرعیہ سیکھنا سکھانا فرض ہے اور انہیں چھوڑ کر دوسرے کسی مستحب ولپسندیدہ علم میں بھی وقت ضائع کرنا حرام نہ کہ موسیقی کہ اوسکا ہلکا درجہ لغو و فضول اور بھاری پایہ مخزن آثام۔ وحدۃ الوجود وحقائق و دقائق تصوف جس طرح صوفیہ صافیہ مانتے ہیں۔ نہ وہ کہ جسے متصوفہ زنادقہ مانتے ہیں، ضرور حق وحقیقت ہیں۔ مگر اس میں اکثر ذوق ہے کہ ان مقامات عالیہ پر وصول کے بعد

منکشف ہوتا ہے۔ زبانی تعلیم و تعلّم سے تعلق نہیں رکھتا اور بہت وہ ہے کہ عوام تو عوام
آجکل کے بہت مولوی کہلانے والے بھی نہیں سمجھ سکتے اور خود وہ جو پیر و مشائخ بنتے ہیں۔
طوطے کی طرح چند لفظ یاد کر لینے کے سوا معانی کی ہوا سے بھی مس نہیں رکھتے۔ پھر کون
سکھائیگا اور وہ سیکھے گا۔ ہاں یہ ضرور ہوگا۔ ایک تو ان انگڑ بتانے والوں کی کج فہمی کہ مطلب
کچھ ہے اور سمجھے کچھ، دوسرے ان معانی کے لئے الفاظ کی نایابی کہ وہ اکثر حال ہے۔ نہ قال۔
تیسرے اوس پر طرہ ان صاحبوں کی کج مج بیانی کہ جس قدر دونوں پہلو حق و حقیقت کے
سنبھالے ہوئے بیان میں لا سکتے تھے۔ یہ بتانے والے حضرات اتنے پر بھی قدرت نہیں رکھتے
اور اگر کچھ قدرت ہو بھی۔ تو حفظ دین و ایمان کی پرواہ کسے۔ چوتھے ان سب پر بالائن
جاہلوں بے تمیزوں کی کودنی۔ جنہیں یہ حقائق و دقائق سکھائے جائیں گے۔ انہیں ابھی سیدھے
سیدھے احکام سمجھنے کے لالے ہیں۔ ان متشابہات کو کون سمجھیگا۔ غرض اس کا اثر ضرور ان
کا بگڑنا فتنے میں پڑنا زندیق مرتد یا ادنیٰ درجہ گمراہ بددین ہو جانا ہوگا۔ و بس۔ حدیث شریف میں
ہے۔ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ ما انت محدث قوما حدیثا لا تبلغہ
عقولھم الا کان علی بعضھم فتنہ۔ یعنی جب تو کسی قوم کے آگے وہ بات بیان کریگا۔
جس تک ان کی عقلیں نہ پہنچیں۔ تو ضرور ان میں کسی پر فتنہ ہوگی۔ رواہ ابن عساکر
عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی پھر علامہ مناوی شارح
جامع صغیر پھر سیدی عبد الغنی نابلسی حدیقہ میں فرماتے ہیں۔ ان العامی اذا زنی او سرق
خیرا لہ من ان یتکلم فی العلم باللہ من غیر اتقان فیقع فی الکفر من حیث
لا یدری کمن یرکب لجۃ البحر ولا یعرف السباحۃ ومکائد الشیطان فیما یتعلق
بالعقائد والمذاھب لا تحصی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال چہارم امر بالمعروف و نہی عن المنکر ضرور بنصوص قاطعہ قرآنیہ
اہم فرائض دینیہ سے ہے اور بحال وجوب اس کا

تارک آثم و عاصی اور ان نافرمانوں کی طرح خود بھی مستحق عذاب دنیوی و اخروی۔ احادیث کثیرہ اس معنی پر وارد ہیں اور اہل سبت وغیرہم کا واقعہ خود قرآن عظیم میں مذکور۔ قال اللہ تعالیٰ. لعن الذین کفروا من بنی اسرائیل علی لسان داؤد وعیسی ابن مریم ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون ہ کانوا لا یتناھون عن منکر فعلوہ لبئس ما کانوا یفعلون ہ بنی اسرائیل کے کافروں پر لعنت پڑی داؤد و عیسیٰ بن مریم کی زبان سے یہ بدلہ تھا۔ ان کی نافرمانیوں اور حد سے بڑھنے کا بُرے کام سے۔ ایک دوسرے کو منع نہ کرتے تھے۔ ضرور ان کا یہ فعل سخت بُرا تھا۔ اصحاب سبت پر داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی۔ الٰہی! انہیں لعنت کر۔ اور لوگوں کے لئے نشانی بنا دے۔ بندر ہوگئے۔ اہل مائدہ پر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی دعا کی۔ سوٗر ہوگئے۔ والعیاذ باللہ رب العٰلمین ہ حدیث شریف میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:۔ کلا واللہ لتامرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر او لیضربن اللہ بقلوب بعضکم علی بعض ثم لیلعننکم کما لعنھم (یوں نہیں خدائے تعالیٰ کی قسم! یا تو تم ضرور امر بالمعروف کروگے (اور) ضرور نہی عن المنکر کروگے! یا تم اللہ تعالیٰ تمھارے دل آپس میں ایک دوسرے پر مارے گا۔ پھر تم سب پر اپنی لعنت اتارے گا۔ جس طرح ان بنی اسرائیل پر اتاری رواہ ابو داؤد عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ھذا المختصر۔ مگر یہ امر و نہی نہ ہر شخص پر فرض نہ ہر حال میں واجب۔ تو بحال عدم وجوب اس کے ترک پر یہ احکام نہیں بلکہ بعض صورتوں میں شرع ہی اسے ترک کی ترغیب دے گی۔ جیسے جب کہ اس سے کوئی فتنہ اشد پیدا ہوتا ہو۔ یوں ہی اگر جانے کہ مرتکبیں خود حکم شرع سے آگاہ اور دانستہ مرتکب گناہ ہیں اور حالت یہ ہے کہ انہیں کہنا سُننا محض بے سود ہے۔ کارگر نہ ہوگا تو ناحق خواہی چھیڑنا ضرور نہیں۔ خصوصاً جب کہ کوئی امر اہم اصلاح پا رہا ہو۔ مثلاً کچھ لوگ حریر کے عادی نماز کی طرف جھکے اور عقائد سنت سیکھے آتے ہیں اور وہ جب حریر و پابندی وضع

میں ایسے منہمک ہیں کہ اگر اس پر اصرار کیجئے۔ تو وہ ہرگز نہ مانیں گے۔ غایت یہ کہ آنا چھوڑ دیں گے اور وہ رغبت نماز و تعلیم عقائد بھی جائے گی۔ تو ایسی حالت میں بقدرِ تیسّر او ہنیں مہایت اور باقی کے لئے انتظار وقت ہے۔ پس یہ حالت امر و نہی نہیں ہے۔ بلکہ اس کی تدبیر وسعی ہے۔ وَاللّٰہُ یَعلَمُ المُفسِدَ مِنَ المُصلِحِ۔ وَاللّٰہُ عَلِیمٌ بِذَاتِ الصُّدُور ▪

بُستان امام فقیہ سمرقند۔ پھر محیط، پھر ہندیہ میں ہے۔ اِنَّ الامر بالمعروف علیٰ وُجوہ ان کان یعلم باکبر رائیہ لو امر بالمعروف یقبلون ذلک منہ و یمتنعون عن المنکر فالامر واجب علیہ ولا یسعہ ترکہ۔ ولو علم باکبر رایہ۔ انہ لو امرھم بذالک۔ قذفوہ۔ وشتموہ۔ فترکہ افضل۔ ولو علم انّھم لیضربونہ ولا یصبر علیٰ ذلک۔ ویقع بینھم عداوۃ ویھیج منہ القتال۔ فترکہ افضل۔ ولو علم انّھم ضربوہ۔ وصبر علیٰ ذٰلک۔ ولا یشکوا احداً۔ فلا بأس بان ینھیٰ عن ذالک وھو مجاھد۔ ولو علم انّھم لا یقبلون منہ۔ ولا یخاف منہ ضرباً ولا شتماً فھو بالخیار والامر افضل۔ اگر پیری مریدی دل سے ہے۔ تو وہاں ایسی صورت کا پیدا ہونا جس میں امر و نہی مُنجر بہ ضرر ہوں۔ ظاہراً نادر ہے۔ ایسے متبوعوں مُقتداؤں پر اس فرض اہم کی اقامت بقدرِ قُدرت ضرور لازم ہے اور اس میں اُن اتباع کے حق سے ادا ہوتا ہے۔ جو باوصف قدرت وعدم مضرت۔ ان کے سیاد وسپید سے کچھ مطلب نہ رکھے۔ بلکہ ہر حال میں خوش گذران کی ٹھیرائے۔ خواہ یوں کہ خود ہی احکام شرعیہ کی پرواہ نہ رکھتا ہو۔ جیسے آج کل کے بہت آزاد متصوف یا کسی دنیوی لحاظ سے پابندیٔ شرع کو نہ کہتا ہو۔ جیسے درصورت امر و نہی اپنے پلاؤ قورمے یا آؤ بھگت پر خالف۔ تو یہ ضرور پیر غوایت ہے۔ نہ شیخ ہدایت۔ وَاللّٰہُ تَعَالیٰ اَعلَمُ ❖

جواب سوال پنجم ہنود قطعاً بت پرست مشرک ہیں۔ وہ یقیناً بتوں کو سجدۂ عبادت کرتے ہیں اور اگر یہ بالفرض نہ بھی ہو۔ تو بتوں کی ایسی

تعظیم پر بھی ضرور حکم کفر ہی ہے اور انہیں بارگاہِ عزت میں شفیع جاننا بھی کفر۔ اور ان سے شفاعت چاہنا بھی کفر کہ قطعاً اجماعاً یہ اقوال و افعال کسی مسلم سے ہرگز صادر نہیں ہوتے۔ نہ کوئی مسلمان۔ بلکہ کوئی اہلِ ملت بُت کی نسبت ایسا اعتقاد رکھتا ہے اور اس میں صراحتہً تکذیبِ قرآن و مضادتِ رحمٰن ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے:۔ قال ابن الھمام۔ وبالجملة فقد ضم الی تحقق الایمان اثبات امور الاخلال بها اخلال بالایمان اتفاقا کترک السجود لصنم وقتل نبی او الاستخفاف به او بالمصحف والکعبة الخ اعلام بقواطع الاسلام میں امام قرافی سے ہے۔ هذا الجنس قد ثبت للوالد ولو فی زمن من الازمان وشریعة من الشرائع فکان شبهة دارئة الکفر فاعله بخلاف السجود نحو الصنم او الشمس فانه لم یرد هو ولا ما یشابهه فی التعظیم فی شریعة من الشرائع لم یکن لفاعل ذلک شبهة لا ضعیفة ولا قویة فکان کافرا ولا نظر الی قصد التقرب فیما لم ترد الشرائع بتعظیمه بخلاف من ورد بتعظیمه۔ شفائے شریف میں ہے: کذالک نکفر بکل فعل اجمع المسلمون علی انه لا یصدر الا من کافر وان کان صاحبه مصرحا بالاسلام مع فعله ذلک الفعل کالسجود للصنم والشمس والقمر والصلیب والنار الخ اسی میں ہے:۔ کل مقالة صرحت بنفی الربوبیة او الوحدانیة او عبادة احد غیر الله او مع الله فهی کفر کمقالة الدهریة وسائر فرق اصحاب الاثنین من الدیصانیة والمانویة واشباههم من الصابئین والنصاری والمجوس والذین اشرکوا بعبادة الاوثان من مشرکی العرب واهل الهند والصین والسودان وغیرهم الخ

مختصراً اذکار افکار مراقبات کا جوگیوں سے لیا جانا افترائے بے مزہ ہے اور ممکن و شاید سے کوئی کتاب آسمانی نہیں ٹھہر سکتی۔ نہ لیت ولعل سے کوئی صریح مشرک بُت پرست قوم کتابی مشرکین ہنود کے شرک و کفر کا منکر ان اقوال مخذولہ تعظیم و شفاعت اصنام کا منظہر ضروریدین گمراہ ملحد کافر ہے: والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ شفاء شریف میں ہے

وبهذا نكفر من لم يكفر من دان بغير ملة المسلمين من الملل او وقف فيهم او شك او صحح مذهبهم وان اظهر مع ذلك الاسلام واعتقده و اعتقد ابطال كل مذهب سواه فهو كافر باظهارہ ما اظهر من خلاف ذلك

عجب شانِ الٰہی ہے۔ یہی ناپاک و بے باک بات یعنی اصنام سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ ملانا پہلے ایک خبیث نے مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لئے لکھی تھی کہ بت پرست بھی شفاعت خواہی اور اس کے مثل افعال ہی بتوں سے کرکے مشرک ہوئے۔ یہی باتیں یہ لوگ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام کے ساتھ کرتے ہیں تو یہ اور ابوجہل شرک میں برابر ہیں۔ اب یہی مردود ملعون قول دوسرے نے مشرکوں کو مسلمان ٹھہرانے کے لئے کہا کہ بتوں سے شفاعت خواہی ان کی تعظیم حتٰی کہ انہیں سجدہ کفر نہیں کہ مسلمان بھی تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کرتے اور ان سے شفاعت مانگتے ہیں۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۝ نسأل اللہ العفو والعافیۃ واللہ تعالٰی اعلم

کتبہ
عبدہ المذنب
احمد رضا خاں البریلوی عفی عنہ
بمحمد المصطفٰی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم

محمدی سُنی حنفی قادری
عبد المصطفٰی احمد رضا خاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسئلہ مرسلہ جناب محمد نظام الدین صاحب قادری برکاتی نوری رسولی محلہ کھار دارواڑ متصل بالا پیر شہر سورت۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل ہیں۔ مزامیر یعنی ڈھول طبلہ، سارنگی وغیرہ کے ساتھ قوال سننا جائز ہے یا ناجائز؟ زید کہتا ہے کہ صوفیوں کو مزامیر کے ساتھ سننا جائز ہے اور بکر کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت مولینا شاہ احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۳۳ و ۳۴ پر مزامیر کے ساتھ قوالی کو حرام لکھا ہے اور حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب فوائد الفوائد کا بھی حوالہ دیا ہے۔ لہٰذا مزامیر کے ساتھ ہر شخص کو قوالی سننا ناجائز ہے۔ تو زید کا کہنا درست ہے؟ یا بکر کا قول صحیح ہے؟ غیر محرم عورت کو بے پردہ مرید کرنا کیسا ہے؟ زید کہتا ہے۔ جائز ہے کسی طرح حرج نہیں۔ پردہ سے بے ایمان لوگ مرید کیا کرتے ہیں اور بکر کہتا ہے کہ مولینا احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتویٰ کتاب النکاح حصہ دوم صفحہ ۱۲ پر تحریر کیا ہے کہ مریدہ کو اپنے پیر کے سامنے بے پردہ آنا ناجائز ہے لہٰذا ناجائز ہے۔ تو زید کا کہنا صحیح ہے یا بکر کا قول صحیح ہے؟

قادری سلسلے کا مرید چشتیہ میں طالب ہو سکتا ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے۔ فقیر کو اختیار ہے۔ قادری سلسلے کے مرید کو چشتیہ میں طالب کر سکتا ہے۔ بکر کہتا ہے کہ حضرت باہو علیہ الرحمہ رسالہ تیغ برہنہ صفحہ ۹ پر فرماتے ہیں کہ اگر قادری طریقے کا مرید کسی دوسرے طریقہ میں چلا جائے تو خواہ بانصیب ہی ہو تو بھی بے نصیب اور مردود ہو جاتا ہے اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکۃ امام اہلسنت مولینا احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملفوظات حصہ دوم صفحہ ۲ پر تحریر کرتے ہیں کہ عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ہیں کسی سلسلہ کا آئے

اس سے بیعت لے لیتا ہوں۔ سوائے غلامانِ قادری کے کہ بحر کو چھوڑ کر نہر کی طرف کوئی نہیں آتا۔ لہٰذا ان بزرگوں کے فرمانے سے قادری سلسلے کا مُرید کسی دُوسرے سلسلے میں طالب نہیں ہو سکتا تو شریعتِ مطہرہ کے فواتق تحریر فرمائیے کہ زید کا کہنا صحیح ہے یا بکر کا قول درست ہے؟ بیّنوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔

الجواب

بکرؔ کا قول صواب و صحیح ہے اور قولِ زید محض باطل و قبیح و فضیح بکرؔ مصیب و مثاب زید بے قید مستوجبِ غضب و مبتلائے قہر و عتاب۔ گرفتارِ عذاب ہے کہ وہ بے علم فتویٰ دیتا ہے اور بے علم فتویٰ دینا حرام حرام حرام ہے۔ قال تعالیٰ ولا تقف ما لیس لک بہٖ علم۔ ان السمع والبصر والفؤاد کل اولٰئک کان عنہ مسئولا۔ و قال عز من قائل سبحانہ وتعالیٰ شانہ لا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھٰذا حلال وھٰذا حرام لتفتروا علی اللّٰہ الکذب الآیہ و قال تعالیٰ ام کنتم شھداء اذ وصّٰکم اللّٰہ بھٰذا فمن اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذبا لیضل الناس بغیر علم الآیہ۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ من افتی بغیر علم لعنتہ ملٰئکۃ السمٰوٰت والارض۔ مزامیر محض مٹانے کے لئے حضور پرنور نبی اکرم سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے کما فی الحدیث مطلقاً حرام ہیں نہ صوفی کو حلال۔ نہ غیر صوفی کو۔ مزامیر نہ ہونا شرطِ اباحتِ سماع ہے جن کے لئے سماع حلال و مباح ہے۔ مجرد سماع چار قسم ہے۔ حلال۔ حرام۔ مکروہ و مباح۔ اگر صاحبِ وجد کا میلان جانبِ حق اکثر و بیشتر ہے اسے مباح ہے اور اگر میل بمجاز زائد ہے۔ تو اسے مکروہ ہے اور جو بالکل مجاز کی طرف مائل ہو تو اس کے لئے حرام اور جو بالکلیہ جانبِ حق مائل اور مجاز سے یکسر منقطع ہو اس کے لئے حلال ہے۔ بعض متصوفہ خصوصاً مریدانِ سلسلۂ عالیہ چشتیہ نے یہ ظلم ڈھایا اور نیا ستم برپا کیا ہے کہ زبردستی مزامیر کے جواز

کا باطل دعویٰ کر لیا ہے اور ستم بالائے ستم یہ کہ جو چشتی ہو جائے۔ اسے مزامیر حلال۔ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم۔ گویا چشتیوں کی شریعت اور ہے۔ اور سلاسل کی شریعت اور والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اس لئے مناسب کہ ہم حضور پُرنور سیدنا سلطان المشائخ نظام الحق والشریعۃ و الطریقۃ والدین محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز کے ملفوظات کریمہ سیر الاولیاء سے جس کے جامع حضور کے مرید و خلیفہ حضرت میر خورد مولینا سید کرمانی قدس سرہ النورانی ہیں۔ ثبوتِ حُرمت پیش کریں۔ اس وقت اگر وطن سے دُور اور کتب سے مہجور نہ ہوتا۔ تو اور بھی بعض سادات حضرات چشت سے ثبوت پیش کر سکتا۔ خصوصاً لطائفِ اشرفی۔ مگر منصف کے لئے یہ بھی کافی اور ہٹ دھرم کو دفتر بھی نادانی۔ حضور سلطان المشائخ سیر الاولیاء میں فرماتے ہیں " سماع بر چہار قسم است۔ حلال و حرام مکروہ و مباح۔ اگر صاحب را مَیل بسوئے حق بیشتر است آں مباح است۔ واگر مَیل بمجاز بیشتر است مکروہ است واگر مَیل بکلّی بطرفِ مجاز است آں حرام است۔ واگر مَیل بکلّی بطرفِ حق است آں حلال است "

اس کے بعد اس پر تفریع کرتے ہوئے فرماتے ہیں "پس می باید کہ صاحب ایں کار حلال و حرام و مکروہ و مباح بشناسد" پھر فرماتے ہیں کہ اباحتِ سماع کے لئے چند چیزیں درکار مُسمِع، مستمِع، مَسموع و آلۂ سماع۔ مُسمِع یعنی قوال۔ پورا مرد ہو۔ امرد نہ ہو۔ عورت نہ ہو۔ مُستمِع سننے والا۔ یادِ خدا سے خالی نہ ہو۔ مَسموع وہ چیز جو گائی جائے۔ فحش و مسخری نہ ہو اور آلۂ سماع مزامیر جیسے چنگ و رباب وغیرہ۔ اس سے مجلس پاک ہو۔ ارشاد فرماتے ہیں چندیں چیزے می باید۔ تا سماع مباح شود مُسمِع و مستمِع و مسموع و آلۂ سماع۔ یعنی گوئندہ مرد تمام باشد۔ کودک نباشد و عورت نباشد۔ و مُستمِع آنکہ می شنود۔ از یادِ حق خالی نباشد۔ و مسموع آنچہ بگویند۔ فحش و مسخرگی نباشد۔ و آلۂ سماع مزامیر است چوں چنگ و رباب و مثلِ آں می باید۔ کہ درمیان نباشد۔ اینچنیں سماع حلال است و سماع صوتے است موزوں چرا حرام باشد"۔

صوفیوں کو خصوصاً چشتیوں کو حلتِ مزامیر کی باطل دستاویزیں دینے والے آنکھیں پھاڑ کر دیکھیں کہ حضور سلطان المشائخ سید الصوفیہ سردار چشتیاں نے کہیں صوفیوں، چشتیوں کا حکم علیحدہ بیان کیا۔ کہ سماع کی اباحت کے جو یہ شرطیں ہیں۔ وہ غیر صوفیہ کے لئے ہیں اور چشتیوں صوفیوں کو آزادی ہے۔ اون کے لئے مطلقاً حلال ہے اور یہ بھی بتائیں کہ صوفیوں کو مزامیر ہی حلال ہیں یا عورت و امرد کا گانا سننا بھی۔ فرق کیا ہے کہ ایک شے جو اوروں کے لیے شرط اباحت تھی۔ ان کے حق میں نہ ہو اور دوسری ان کے حق میں بھی ہو اور اوروں کے لئے بھی۔ جو علت صوفیوں کے لئے جواز کی ہوگی۔ وہ مزامیر کے علاوہ عورت و امرد کی آواز کے لئے بھی ہو سکتی ہے۔ پھر وجہ فرق کیا ہے؟ اللہ اکبر! چشتیت کا دعویٰ اور حضور سلطان المشائخ کے خلاف باطل فتویٰ۔ آج کل کے متصوفہ کا تو ذکر کیا۔ حضور سلطان المشائخ کے زمانہ کے بعض آستانہ دار درویش جب اس بلا میں مبتلا ہوئے۔ تو حضور میں شکایت گذری۔ جو سیر الاولیاء شریف میں یوں مذکور ہے:۔ "بخدمت حضرت سلطان المشائخ عرض داشت۔ کہ دریں روز ہا بعض از درویشاں آستانہ دار در مجمعے کہ چنگ و رباب و مزامیر بود، رقص کردند، فرمود نیکو نکردہ اند۔ آنچہ نامشروع است ناپسندیدہ است" یعنی ایک صاحب نے خدمت سلطان المشائخ قدس سرہ میں گزارش کی۔ کہ بعض وہ درویش جو آستانہ دار ہیں۔ انہوں نے ایسے مجمع میں جہاں چنگ و رباب و مزامیر تھے۔ رقص کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے اچھا نہ کیا۔ کہ جو چیز نامشروع ہے۔ ناپسندیدہ ہے۔ اس سے بھی زیادہ اور کوئی نص درکار ہے۔ آنکھیں چیر کر دیکھو۔ کہ حضور سلطان المشائخ کس کو ناجائز فرما رہے ہیں۔ مزامیر و چنگ و رباب کو۔ اور خوب آنکھیں کھل کھل کر دیکھو کس کے لئے ناجائز فرما رہے ہیں۔ صوفیوں ہی کے لئے تو۔ اسی پر بس نہیں۔ اللہ عز جلالہ کی ہزاراں ہزار رحمتیں اور کروڑ ہا کروڑ برکتیں روح پُر فتوح حضور سلطان المشائخ پر ہوں کہ ان متصوفہ کے لئے

بالکل جائے۔ دم زدن باقی اور ان کے عذر مقبوح و مذبوح کی کوئی رگ پھڑکتی نہ چھوڑی۔ اسی سیر الاولیاء شریف میں ہے "بعد ازاں یکے گفت۔ چوں ایں طائفہ ازاں مقام بیرون آمدند بایشان گفتند۔ کہ شما چہ کردید در آں جمع مزامیر بود۔ سماع چگونہ شنیدید و رقص کردید ایشاں جواب دادند۔ کہ ما چناں مستغرق سماع بودیم کہ ندانستیم کہ اینجا مزامیر ہست۔ یا نہ۔ حضرت سلطان المشائخ فرمود۔ ایں جواب ہم چیزے نیست۔ ایں سخن در ہمہ معصیتہا بیاید" یعنی بعد اس کے حضور کی خدمت میں شکایت گزری اور حضور نے اس کا وہ جواب فرمایا۔ ایک صاحب نے ان کا یہ عذر گذارش کیا کہ جب وہ طائفہ صوفیہ اس جگہ سے باہر آیا۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ تم نے یہ کیا کیا؟ ایسے مجمع میں جہاں مزامیر تھے۔ تم نے سماع کیسے سنا؟ اور کیوں کر رقص کیا؟ انہوں نے جواب دیا۔ کہ ہم سماع میں ایسے مستغرق تھے کہ ہمیں خبر ہی نہیں تھی۔ کہ یہاں مزامیر ہیں یا نہیں۔ حضور سلطان المشائخ نے ارشاد فرمایا۔ یہ جواب بھی کچھ نہیں کہ یہ عذر باطل تو تمام معصیتوں پر ہو سکتا ہے یعنی آدمی شراب پئے اور کہدے مجھے خبر ہی نہ تھی۔ کہ یہ شراب ہے یا شربت۔ ماں کے ساتھ زنا کرے اور کہدے میں تو ایسا ڈوبا ہوا تھا کہ معلوم ہی نہ کر سکا کہ یہ ماں ہے یا بیوی۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ نیز اسی سیر الاولیاء میں ہے۔ کہ حضور سلطان المشائخ کی مجلس شریف میں کسی نے حضور سے عرض کی کہ فلاں موضع میں اس وقت حضور کے مریدوں کا مجمع ہے۔ اس میں مزامیر و محرمات ہیں۔ فرمایا میں منع کر چکا ہوں کہ مزامیر و محرمات درمیان نہ ہوں۔ انہوں نے اچھا نہیں کیا اور اس بارے میں بہت غلو فرمایا۔ یہاں تک ارشاد کیا کہ اگر جماعت ہو رہی ہو اور جماعت میں عورتیں بھی ہوں اور امام کو سہو ہو تو مرد تو سبحان اللہ کہہ کر امام کو سہو سے آگاہ کرے اور اگر عورت سہو پر وقوف پائے تو وہ تسبیح نہ کہے کہ اس کی آواز غیر محرموں کو سننا جائز نہیں۔ پشت دست کف دست پر مارے اور ہتھیلی پر

ہتھیلی نہ مارے کہ تالی ملاہی سے ہے۔ یہاں تک ملاہی و امثال ملاہی سے پرہیز دار رہے تو سماع میں بطریق اولےٰ ملاہی سے کچھ نہ ہونا چاہیئے۔ جب دستک میں اس قدر احتیاط ہے تو سماع میں مزامیر بطریق اولیٰ ممنوع ہیں۔ عبارت سیر الاولیاء یہ ہے۔

"در مجلس حضرت سلطان المشائخ شخصے تقریر کرد۔ کہ اکنوں در موضع فلاں یاراں شما جمعیتے کردہ اند۔ و مزامیر و محرمات درمیان است۔ حضرت سلطان المشائخ فرمود کہ من منع کردہ ام۔ کہ مزامیر و محرمات درمیان نباشد۔ نیکو نہ کردہ اند۔ و دریں باب بسیار غلو کرد۔ تا بحدے کہ گفت۔ کہ اگر امامے در نماز باشد۔ و جماعتے کہ در عقب او مقتدی شوند۔ و درآں جماعت عورات ہم باشند۔ پس اگر امام را سہو افتد۔ مردانے کہ اقتداء کردہ باشند یکے تسبیح اعلام دہد۔ بگوید سبحان اللّٰہ نہ گوید۔ زیرا کہ شاید آواز آں شنود۔ پس چہ کند۔ او پشت دست بر کف دست زند۔ و کف دست بر کف دست نزند کہ آں بلہوے ماند۔ تا ایں غایت از ملاہی و امثال آں، پرہیز آمدہ است۔ پس در سماع مزامیر بطریق اولےٰ منع است،، آنکھیں کھولو۔ دیکھو تم کہاں جارہے ہو۔ ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی　　کیں راہ کہ تو میر وی بترکستان است

کیا اب بھی جواز مزامیر کا بے سرا راگ گاتے جاؤ گے؟ کیا اب بھی وہی بے وقت کی راگنی الاپے جاؤ گے۔ حضور سلطان المشائخ کے فرمان ذی شان کے آگے سر تسلیم جھکاؤ اور اپنے غلط و باطل کہے پر پشیمان ہو اور شرماؤ۔ کیا حضور نے مزامیر کو نا جائز، حرام ممنوع و معصیت نہ فرمایا۔ کیا حضور نے ان کا معصیت ہونا غیر صوفیہ کے ساتھ خاص فرما دیا، کیا خود صوفیہ کے لئے بار بار نہ فرمایا کہ میں منع کر چکا ہوں۔ انہوں نے برا کیا۔ نامشروع کام کیا۔ معصیت کی۔ پھر یارب! اب وہ کون سے صوفی ہیں۔ جو حضور سلطان المشائخ کے مریدوں سے بھی آگے ہیں اور ہوں بھی۔ تو علی الاطلاق یہ کہنا کہ صوفیوں کے لئے مزامیر حلال ہیں کیونکر برمحل ہوگا۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلیّ العظیم۔ ہاں جو مکلف نہیں۔

یا مضطر ہیں۔ ان کے احکام ہمیشہ مکلف و مختار سے جدا ہیں۔ احکام اضطرار اور ہیں، احکام اختیار اور۔ ایک مزامیر کیا ہزار میں علیحدہ ہیں۔ پھر کیا کوئی یوں کہہ سکتا ہے کہ سوٗر کا گوشت حلال ہے۔ حالانکہ خود قرآن عظیم میں مضطر کا استثناء فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ موجود ہے۔ غیر مکلف پر تو احکام شرعیہ کا اجراء ہی نہیں کہ عقل شرط تکلیف ہے اور وہ اوس میں مفقود ہے۔ رہا مضطر۔ اوسے اوسی وقت اور اتنے ہی کی جس سے وہ نقصان عظیم سے محفوظ رہ سکے۔ رخصت ہے۔ بعض اجلہ اکابر جو چنگ سنتے تھے۔ اوسے کبیرہ فرماتے ہیں۔ اسی سیر الاولیاء میں ہے "مولینا برہان الدین بلخی را با وفور علم کمال صلاحیت ہم بودہ است۔ چنانکہ بارہا گفتے۔ کہ خدائے عزوجل مرا از ہیچ کبیرہ نخواہد پرسید آنگاہ حضرت سلطان المشائخ تبسم کرد و فرمود۔ کہ ایں ہم گفتی۔ مگر یکے از کبیرہ از وے پرسیدند کہ آں کبیرہ کدام است۔ گفت سماع چنگ۔ کہ چنگ بسیار شنیدہ ام؟ یہ مولینا برہان الدین بلخی اون اکابر سے ہیں۔ جن کے فضل کے شاہد عدل حضور سلطان المشائخ قدس سرہ ہیں اور جن کے علماء عصر ہوتے اور ایسے عظیم درجہ پانے کی پیشگوئی حضور امام العصر برہان الملۃ والدین صاحب ہدایہ مرغینانی قدس اللہ سرہ النورانی نے فرمائی کہ شہان زمان ان کے در پر حاضر ہوں گے اور بار نہ پائیں گے۔ اسی سیر الاولیاء میں ہے "سخن در بزرگی مولینا برہان الدین بلخی اُفتاد۔ فرمود۔ کہ برہان الدین حکایت کرد کہ من خورد بودم تنہا سہ پنج شش سالہ کم و بیش برابر پدر خود در راہے مے رفتم۔ مولینا برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا شد۔ پدر من از وے تحاشی کرد، و در گوشہ دیگر رفت۔ مرا بر جائے گذاشت۔ چوں کوکبہ مولانا برہان الدین نزدیک رسید من بہ پیش رفتم۔ و سلام کردم۔ در من تیز بدید ایں سخن تیز بگفت۔ کہ من دریں کودک نور علم مے بینم۔ من ایں سخن شنیدم۔ پیش دکانے او در رواں شدم۔ باز مولینا برہان الدین بر زبان مبارک ایں لفظ راند کہ مرا خدائے تعالیٰ چنیں مے گویاند کہ ایں کودک در روزگار خود

علامۂ عصر خواہد شد۔ مولٰنا برہان الدین مے گوید کہ من ایں چنیں شنیدم۔ و ہمچناں من پیش مے رفتم۔ باز مولٰنا برہان الدین مرغینانی فرمود۔ کہ خدائے تعالیٰ مراچنیں می گویاند کہ ایں کودک چناں بزرگ شود۔ کہ بادشاہاں بر در او بیایند۔ و بار نیابند" ایسے عالی مرتبت جلیل القدر بزرگ علامۂ روزگار باوجود اس کے خود استماع فرماتے۔ مگر اسے کبیرہ ہی فرماتے۔ اون کے یہ کلمات طیبہ کہ "خدائے عزوجل مرا از ہیچ کبیرہ نخواہد پرسید" اس کا اعلان کر رہے ہیں۔ کہ وہ ایسے حال میں ہیں۔ کہ زیر قلم تکلیف ہی نہیں۔ نیز آگے ان کا یہ ارشاد کہ "ایں ساعت ہم بشنوم اگر باشد"۔ اس کے بعد بھی بے وقت کی وہی شہنائی رہے گی۔ کہ صوفیوں کو مزامیر حلال ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ و علمہ جل مجدہ اتم و احکم۔ فوائد الفواد شریف ملفوظات حضور سلطان المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غالباً مرتبہ حضرت مولٰنا فخر الدین زرادی خلیفۂ حضور سلطان المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبارت دیکھ کر بھی جس کی یہ حالت ہے۔ تو ایسے شخص سے کیا امید کہ سیر الاولیاء شریف کی یہ عبارت دیکھ کر اپنی غلطی تسلیم کرے گا۔ گر مولےٰ عزوجل کے فضل و کرم سے ہر آن امید ہے۔ ؎

اُسے فضل کرتے نہیں لگتی بار ۔۔۔ نہ ہو اُس سے مایوس امیدوار

شائد اب وقتِ ہدایت آ گیا ہو اور یہ ثواب اس فقیر کے حصّہ کا ہو۔ واللہ عندہ حسن الثواب۔ والیہ المرجع والمآب۔ وہو تعالیٰ اعلم بالصواب ؛

نمبر ۲؛ وہ خود بے ایمان ہے۔ جو حکم شرع کو بے ایمانی اور اس پر عامل کو بے ایمان بتاتا ہے۔ بیشک ہر غیر محرم سے پردہ فرض ہے جس کا اللہ و رسول نے حکم فرمایا جل جلالہٗ۔ وصلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم بیشک پیر مرید کا محرم نہیں ہو جاتا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر امت کا پیر کون ہوگا۔ "یقیناً ابو الروح ہوتا ہے اگر پیر ہونے سے آدمی محرم ہو جایا کرتا۔ تو چاہئے تھا کہ نبی سے اس

کی اُمت سے کسی عورت کا نکاح نہ ہو سکتا۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے بڑھ کر کون پیر ہوگا۔ پھر حضور نے اپنی اُمتی بیبیوں سے نکاح فرمایا یا نہیں کیا معاذ اللہ جن کے محرم تھے اون سے نکاح فرمایا۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم سبع سنابل شریف میں حضرت قطبِ فلکِ ہدایت و مرکزِ دائرہ ولایت سند المحققین سید العلماء العاملین میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں "باید دانست کہ درجہاں نہ ہمچو مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم پیرے پیدا شد۔ و نہ ہمچو ابو بکر مریدے ہویدا گشت۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا" جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرید ہوئے۔ تو حضرت سیدنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مرید کی بیٹی۔ ان جہال بے خود کے نزدیک معاذ اللہ پوتی۔ اور پوتی سے نکاح حرام۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اللہ تعالیٰ جہل بد بلا سے محفوظ رکھے۔ احمق لفظ مُنہ سے نکال دیتے ہیں اور اس کے نتیجۂ بد کا لحاظ نہیں کرتے۔ فقیر اس مسئلہ پر ذرا اور تفصیل کرتا۔ اگر ضرورت سمجھتا مگر چونکہ السواد الاعظم میں اس کا کافی جواب چھپ چکا ہے۔ اس لئے اسی پر اقتصار کرتا ہے۔ سمجھنے والا اسی سے سمجھ سکتا ہے اور بدعقل بے سمجھ کے لئے دفتر بیکار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نمبر ۳۔ جہاں تک فقیر سمجھتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ بیعت جب ایک جامع شرائط کے ہاتھ پر کرے۔ پھر دوسرے کے ہاتھ پر بیعت نہیں کر سکتا۔ کہ جو ایک کے ہاتھ بک چکا۔ اس کا غلام ہو چکا۔ جب تک آزاد نہ ہو۔ حلقہ غلامی نکال نہ دے۔ دوسرا اس سے بیعت نہیں لے سکتا۔ یہ دوسرے کے ہاتھ بک نہیں سکتا۔ پریشان نظر در بدر پھرتا اور ذلیل و خوار ہوتا۔ دُردُر سنتا اور کہیں سے فیضیاب نہیں ہو سکتا۔ جو کسی کے ہاتھ پر بیعت کرے اور پھر پریشان نظری کرے۔ وہ دھوبی کا کتا ہے۔ نہ گھر کا۔ نہ گھاٹ کا۔ اور جو ایک کا ہو رہے۔ وہ ضرور فیضیاب ہوتا ہے۔ اگر پیر جامع شرائط ہو۔ اگرچہ صاحب فیض نہ ہو۔ کہ اوس سلسلہ میں جو صاحب

فیض ہوگا۔ اُس کی اُس پر نظر کرم ہوگی اور وہ اس پر فیض ڈالے گا۔ بعض اکابر کے مشاہدات اس کے شاہد ہیں۔ طلب فیض میں حرج نہیں اور یہ بلا نکیر تمام سلاسل میں جاری ہے۔ خود اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ باوجودیکہ قادری تھے اور سلاسل سے بھی فیضیاب تھے۔ چشتی، سہروردی، نقشبندی وغیرہ سلاسل کی بھی حضور پرفتوح کو اجازت تھی۔ یہ اجازت کیا فیض نہیں۔ مگر "یک در بگیر و محکم بگیر" پر عمل کرنے والے۔ انہیں بظاہر کہیں سے ملے۔ وہ یقین یہی کرتے ہیں کہ مجھے اوسی در سے ملا ہے۔ جس سے میں منتسب ہوں۔ ملفوظات اعلیٰ حضرت قدس سرہ میں آپ نے تین قلندروں کی حکایت ملاحظہ فرمائی ہوگی، جو خدمت حضور پرنور سلطان المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایک مُردار بیل کھا کر حاضر ہوئے تھے الخ اسے مریدی کہتے ہیں۔ فیض یقیناً حضور سلطان المشائخ سے پایا مگر پیر کے قربان ہو رہے ہیں۔ کیونکہ اگر پیر کی نظر کرم نہ ہوتی۔ تو حضرت سلطان المشائخ کیوں نظر رحم فرماتے اور فیض عطا کرتے۔ یہ ہے "یک در گیر و محکم گیر" حضرت سلطان باہو قدس سرہ کا مطلب تو واضح ہے کہ جو اس سلسلۂ عالیہ کو ترک کرے اور دوسرا سلسلہ از روئے بیعت اختیار کرے اور حضرت عدی بن مسافر کے ارشاد میں غالباً بیعت سے مراد بیعت ارادت نہیں یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ کوئی طلب فیض کے لئے آئے۔ میں ہر ایک کو فیض عطا کرتا ہوں۔ مگر جو قادری ہو کر مجھ کو چھوڑ کر غیر کے پاس کون آتا ہے۔ یا یہ کہ کسی سلسلہ کا مرید اپنی بیعت

لے :- اور حضور سیدنا وادینا وماوانا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور کے زمانہ کے اولیائے کرام، مشائخ عظام اور اصحاب پاک سے حضور غوث الانام کے بعد اب تک جس قدر حضرات شیوخ عظام ہوئے۔ ان میں کون سا ہے جو حضور سے مستفیض نہیں۔ البتہ قادری ہو یا نہ ہو استفاضہ سب قادری ہیں۔ ابر کرم کسی کشت پر برسا نہیں جلا دیتا۔ تو جس کسی سے فیض پائے۔ وہ فیض قادریت ہی ہے۔ والحمد للہ سبحانہ و تعالیٰ شانہ ۔ ۱۲ منہ غفرلہ۔

توڑ کر آئے۔ میں اوس سے بیعت لے لیتا ہوں۔ مگر قادریوں کو بیعت نہیں کرتا کہ وہ پریشان نظر نہیں ہوتے کہ وہ جانتے ہیں کہ حضور غوث اعظم بحر ہیں اور اور نہر۔ اور اوروں کے مرید جو پریشان نظر ہوتے ہیں۔ اپنے پیر پر کامل اعتقاد اور پورا اعتماد نہیں رکھتے۔ وہ اگر بیعت توڑ کر آتے ہیں تو میں بیعت لے لیتا ہوں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب وھٰذہ

ما عندی والعلم بالحق عند ربی

واللہ تعالیٰ اعلم

فقیر مصطفیٰ رضا القادری غفرلہ

صح الجواب،
خادم العلم والعلماء
محمد حسنین رضا خان

ذالک کذالک
محمد اسمٰعیل محمود آبادی حنفی
ریاست بلال آباد ضلع فیروزپور

لقد اصاب المجیب
رحم الٰہی قادری
رضوی۔ غفرلہ،۔

مصطفیٰ رضا خاں قادری
آل الرحمٰن محمّد عرف
ابوالبرکات محی الدین جیلانی

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر ابرار حسن صدیقی تلہری
عفی اللہ تعالیٰ عن ذنبہ الجلی والخفی

اصاب المجیب واجاد
عبدالعزیز عفی عنہ قادری
رضوی مدرس مدرسہ اہل سنت

للہ درّ المجیب
فقیر سردار علی غفرلہ

الجواب صحیح
ابوالقمر محمد نور الہدیٰ عفی عنہ

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم
فقیر احسان علی مظفر پوری
مدرس منظر اسلام بریلوی ۹ ذیقعدہ ۴۶ھ

مکتبہ حامدیہ ○ گنج بخش روڈ ○ لاہور